وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۚ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
الاستبصار
فيما اختلف من الاخبار
جلد ۱
تالیف
ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن
بالمعروف شیخ الطائفہ طوسی
محقق
شیخ علی اکبر الغفاری
ترجمہ
علامہ شیخ محمد علی فاضل
علامہ محمد تقی فاضل
ناشر
سبیل سکینہ
پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الامام الرضا علیہ السلام:

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدا اَحْیا اَمْرَنا، [قال الرّاوی:] فَقُلْتُ لَہُ: فَکَیْفَ یُحْیِی اَمْرَکُمْ؟ قالَ: یَتَعَلَّمُ عُلُومَنا و یُعَلِّمُها النّاسَ، فَاِنَّ النّاسَ لَوْ عَلِمُوا مَحاسِنَ کَلامِنا لَاتَّبَعُونا.

خدا اس شخص پر رحم کرے جو ہمارے امر کو زندہ کرتا ہے۔ پوچھا گیا: آپ کے امر کو کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہمارے علوم سیکھنا اور دوسروں کو ان کی تعلیم دینا ہمارے امر کو زندہ کرنا ہے۔ اگر لوگ ہمارے کلام کے محاسن جان جائیں تو یقیناً ہماری اتباع کرنے لگیں گے۔

(عیون اخبار الرضاؑ: ج1، ص307)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# اَلْاِسْتِبْصَار

## فِیْمَا اخْتُلِفَ مِنَ الْاَخْبَارِ


تالیف

شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ





تحقیق

آیت اللہ علی اکبر الغفاری

ترجمہ

حضرت علامہ الشیخ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

حجۃ الاسلام علامہ محمد تقی فاضل

## مشخصات کتاب


| | |
|---|---|
| نام کتاب: | الاستبصار (فیما اختلف من الاخبار) جلد۱ |
| تالیف: | شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ |
| تحقیق: | آیت اللہ علی اکبر الغفاری |
| مترجم: | علامہ محمد علی فاضل، علامہ محمد تقی فاضل |
| کمپوزنگ: | محمد کاظم علی فاضل |
| تاریخ اشاعت: | محرم ۲۰۲۰ء |
| تعداد: | ۱۱۰۰ |
| ہدیہ: | ۱۵۰۰/- |




SABEEL E SAKINA

Courtesy of Islamic Research Centre Karachi



ST-1/B, Block 6, Federal 'B' Area, Karachi (75950) Pakistan
+92 (0) 333 3589 401
Office No. F-28 Al Latif Center, Main Boulevard Gulberg, Lahore - Pakistan
92 (0) 321 4664 333
WWW.ziaraat.com
whatsapp online bookstore
+92 (0) 348 8640 778

# انتساب

ادارہ کتاب ''الاستبصار'' کی پہلی جلد کی اشاعت باحسن تکمیل پر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز اور بارگاہِ حضرت حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ شریف میں بصد ادب واحترام سجدۂ شکر بجالاتے ہوئے اس حقیر سی کاوش کا اجروثواب علمائے مسلک امامیہ اثناعشریہ بالخصوص عالمِ بے بدل محترم علامہ طالب جوہری نجفی اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی لاریب خدمات کے نام کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ مترجم

تمام تعریفیں اس خدائے لم یزل کے لئے ہیں اس کائنات کا خالق ومالک ہے۔اور درود وسلام ہو اس کے آخری نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کی آل پاک ائمہ اطہار علیہم السلام اور آپؐ کے برگزیدہ اصحاب پر اور آپؐ کی آل کے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام انبیاء وملائکہ کی تاقیامت لعنت ہو۔

شیخ طوسیؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ان کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ اس شخصیت کی اس عظیم کتاب کا ترجمہ مجھ ناچیز کو حاصل ہوا ہے۔ جس پر اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔اس سلسلے میں میری سرپرستی اور حوصلہ افزائی میرے والد محترم حضرت علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی نے فرمائی جس پر میں ان کا تہہ دل سے ممنون اور مشکور ہوں اور ان کی تربیت اور حوصلہ افزائی کی بدولت میں یہ خطیر فریضہ انجام دے سکا۔اس حوالے سے اپنے چھوٹے پیارے بھائی محمد کاظم فاضل کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی ہوگی کہ جن کی وجہ سے کتاب کے فنی اور تکنیکی مراحل خوش اسلوبی سے انجام پائے۔نیز میں ادارہ سبیل سکینہ (س) کا بھی نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری قبول کرکے میری خلش دور کر دی۔اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگان اور احباب کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔آمین بحق چہاردہ معصومین علیہم السلام۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس عمل خیر کو جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔



**محمد تقی فاضل**

جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام راجن پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ: حضرت علامہ الشیخ محمد علی فاضل دامت برکاتہ

کتب اربعہ کے معنی ہیں چار کتابیں۔

کتب اہل بیت میں فقہی احادیث پر مشتمل چار کتابیں ہیں اور ان کے لکھنے والے تین بزرگوار علماء ہیں، جن کے اسماء گرامی "محمد" اور کنیت "ابو جعفر" ہے اور اصطلاح میں انہیں "محمدون ثلاث" کہا جاتا ہے:

۱۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کتاب "الکافی"

۲۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ صاحب کتاب، "من لایحضرہ الفقیہ"

۳۔ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کتاب "تہذیب الاحکام فی شرح المقنعہ" و کتاب "الاستبصار فیما اختلف من الاخبار"

ان دونوں کتابوں کے لکھنے والے ابو جعفر محمد بن حسن طوسی ہیں، جن کا لقب "شیخ" بھی ہے اور "شیخ الطائفہ" بھی ہے، جن کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک ۳۸۵ ہجری میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کا کافی حصہ اپنے شہر طوس میں حاصل کیا اور یہ شہر چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں ایک اہم علمی مرکز شمار ہوتا تھا۔



شیخ الطائفہ کا دور، عراق اور ایران پر "آل بویہ" کی حکومت کا دور تھا اور عباسی خلیفہ "القائم بامر اللہ" (۴۲۲تا۴۶۷) نے سرکاری طور پر علم کلام کی تدریس کا عہدہ آپ کے سپرد کیا اور آپ "شیخ" سے "شیخ الطائفہ" کے منصب پر فائز ہوئے اور عراق و ایران میں آپ کو شہرت تامہ حاصل ہوئی اور آپ کے حلقہ درس میں تین سو سے زائد دانشمند گرانمایہ، شریک ہوا کرتے تھے جن کا تعلق مختلف مذاہب سے تھا، آپ کی علمی عظمت کو چار چاند لگ گئے، لیکن دل کے اندھے آپ کے مخالفین کو، آپ کی یہ عظمت ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے کچھ معاندین کو آپ کے خلاف بھڑکایا اور انہوں نے خلیفہ کے پاس جاکر ان کی شکایت کی کہ جناب شیخ صحابہ کے خلاف گستاخی کرتے ہیں، لیکن شیخ الطائفہ نے اس سازش کو اپنی حکمت عملی سے ناکام بنادیا، ۴۴۷ ہجری میں پہلا سلجوقی بادشاہ بغداد میں آیا اور اس نے متعصب افراد کو شیعوں کے خلاف بھڑکایا جس کی وجہ سے انہوں نے کئی بار آپ کے گھر پر حملے کیے، اور شیعہ علمی شخصیت بنام "عبد اللہ جلاب" کو جناب شیخ طوسیؒ کے گھر کے سامنے قتل کر دیا اور ساتھ ہی ایک اہم ترین شیعہ لائبریری کو بھی

نذرِ آتش کر دیا، جس کا سنگ بنیاد بہاؤالدولہ دیلمی کے وزیر ابونصر شاپور بن اردشیر کے حکم سے ۳۸۱ ہجری میں رکھا گیا تھا، بالآخر ۴۴۸ ہجری میں بغداد کے محلہ کرخ میں جناب شیخ طوسیؒ کے گھر پر دھاوا بول دیا اور گھر میں موجود تمام اثاثہ جات کو لوٹ لیا اور پھر ان کے ذاتی کتاب خانہ کو بھی آگ لگا دی جس میں نہایت ہی قیمتی اور نادر و نایاب قسم کی لاکھوں کتابیں موجود تھیں۔

انجام کار شیخ الطائفہ دردناک مصائب برداشت کرنے کے بعد ترک وطن پر مجبور ہوگئے اور بغداد سے نجف اشرف کی طرف ہجرت اختیار کی اور اس وقت نجف اشرف کی طرف بہت کم لوگوں کی توجہ تھی۔

چنانچہ جب آپ ۴۴۸ ہجری میں نجف اشرف تشریف لے آئے اور حوزہ علمیہ کی بنیاد ڈالی اور ۴۶۰ ہجری میں، وہیں پر ہی آپ کی وفات ہوئی، اس وقت تک نجف اشرف ایک شیعہ علمی مرکز اور مقام امن کی صورت اختیار کر چکا تھا اور تب سے اب تک یہ حوزہ علمیہ ہزارہا باوقار علماء اور مجتہدین عالم اسلام کو پیش کر چکا ہے اور ان شاء اللہ العزیز تا قیامت کرتا رہے گا۔

آخر کار ۴۶۰ ہجری میں شیخ الطائفہ کی نجف اشرف میں وفات ہوئی اور ان کی میت کو انہی کی وصیت کے مطابق ان کے گھر میں دفن کیا گیا اور یہ گھر بعد میں درس و تدریس اور نماز جماعت کے لیے "مسجد شیخ طوسیؒ" کے نام سے موسوم کیا گیا اور تب سے اب تک اس مقدس مقام سے اسی طرح کا استفادہ کیا جا رہا ہے اور اس گھر میں گرانقدر علماء و مراجع مثلاً صاحب جواہر الکلام شیخ محمد حسن، صاحب کفایۃ الاصول آخوند خراسانی، شیخ شریعت اصفہانی، شیخ ضیاء الدین عراقی اور بہت سے دیگر بزرگ علماء شیخ طوسیؒ کے مدفن سے بطور تبرک اس مسجد میں طلباء کرام کی تدریس و تربیت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مرحوم شیخ طوسی کی دو کتابیں "کتب اربعہ" میں شامل ہیں: پہلی "تہذیب الاحکام" ہے، کافی اور من لا یحضرہ الفقیہ کے بعد اسے شمار کیا جاتا ہے اور دوسری کتاب "الاستبصار فیما اختلف من الاخبار" ہے، جسے کتب اربعہ میں چوتھا مقام حاصل ہے، اور اسے بھی "تہذیب الاحکام" کی مانند فقہی روایات سے مختص کیا گیا ہے۔



## "الاستبصار فیما اختلف من الاخبار" کے بارے میں

شیخ الطائفہ شیخ طوسیؒ نے "الاستبصار" کو تین جلدوں میں جمع کیا، پہلی اور دوسری جلد "عبادات" سے متعلق ہیں، اور تیسری کا تعلق "عقود اور ایقاعات" اور دوسرے فقہی ابواب سے ہے، لیکن موجود ایڈیشن میں اس کتاب کو چار جلدوں میں شائع کیا گیا ہے، اور مولف کی تعداد و شمار کے مطابق اس کے نو سو پچیس (۹۲۵) باب اور پانچ ہزار پانچ سو گیارہ (۵۵۱۱) روایات ہیں۔

شیخ طوسیؒ کے اس کتاب کے مقدمہ سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب "تہذیب الاحکام" کے لکھنے کے بعد بعض علماء کے تقاضوں کے پیش نظر کتاب "الاستبصار" کو اس کی تلخیص کی صورت میں مرتب کیا۔

کتاب الاستبصار کے مقدمہ سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب تہذیب الاحکام حضرت مولف علام کی زندگی ہی میں بزرگ علماء کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی اور انہوں نے اس کتاب کا اچھے انداز میں استقبال کیا اور کئی بزرگ علماء نے تقاضا کیا کہ کتاب "الاستبصار" میں بیشتر مخالف روایات کو یکجا کیا جائے۔ اسی لیے کتاب کا نام "الاستبصار فیما اختلف من الاخبار" رکھا گیا، جس کا معنی ہے: "متعارض

اور مخالف اخبار وروایات کے بارے میں بصیرت دی جائے۔

نیز شیخ طوسیؒ سے پہلے مختلف اور متعارض روایات کوایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اچھا نتیجہ حاصل کرنے کا طریقہ مروج نہیں تھا اور جناب شیخ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی سوچ کے مطابق اس طریقہ کو رائج کیا۔

اس کتاب کے اردو میں ترجمہ کا شرف حجۃ الاسلام مولانا محمد تقی فاضل نے حاصل کیا ہے جو حوزہ علمیہ قم کے فارغ التحصیل ہیں اور اس وقت جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پرنسپل کی حیثیت سے تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں اور اسے شائع کرنے کا شرف ادارہ سبیل سکینہ (ع) کو حاصل ہو رہا ہے، دعا ہے کہ خداوند عالم مصنف، مترجم اور ناشر کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین بحق آل طٰہٰ ویس۔

دعا گو **محمد علی فاضل**

۱۱/ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ

روز ولادت حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

مشہد مقدس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

## مقدمہ مصحح محقق علی اکبر غفاری

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کے حکم کی نافرمانی اور افعال کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اور وہ ایسا پاک اور بلند مرتبہ حاکم ہے کہ تمام امور کی ابتداء، اختتام اور مدت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے کوئی بھی چیز نہ اپنے وقت سے آگے پیچھے ہوتی ہے اور نہ ہی اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر ہٹتی ہے۔

اور درود وسلام ہو اس کے نبی حضرت محمد ﷺ پر جنہوں نے کائنات کو نور اور ہدایت سے بھر دیا اور حق کے قوانین پائمال ہونے کے بعد انہیں زندہ کیا۔ نیز درود وسلام ہو آنحضرت کی آل اور اوصیاء پر جنہوں نے اس باعظمت مکمل دین کو زندہ رکھنے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اس دین پر چلنے کا واضح راستہ دکھایا، اس کی سنت کو بلند رکھنے کے لئے ستون کھڑے کئے اور عبادتوں کے ساتھ پاکیزگی کا شعار اپنایا۔



## کچھ مؤلف علیہ الرحمہ کے بارے میں

علامہ حلیؒ اپنی رجال کی کتاب میں رقم طراز ہیں "شیخ امامیہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی قدس اللہ روحہ۔ مکتب امامیہ کے بزرگ اور اس مکتب کے علماء کے سردار ہیں
جلیل القدر، بلند مرتبہ، قابل اعتماد، انتہائی سچے، علم حدیث، علم رجال، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم کلام اور ادب کے ماہر عالم، تمام فضائل کی حامل شخصیت ہیں اور او دین اسلام کے ہر فن کے موضوع پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور اصول اور فروع دین میں عقائد کو زوائد اور انحرافات سے پاک کرنے والے اور علم و عمل کے میدان میں ذاتی کمالات سے مرجع تھے اور آپ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ محمد بن محمد بن نعمان کے شاگرد تھے"۔

عالم ربانی سید بحر العلوم طباطبائیؒ نے بھی ان کی شان میں فرمایا ہے "ائمہ معصومین علیہم السلام کے بعد مکتب جعفریہ کے پیشوا اور دین ومذہب سے متعلقہ ہر معاملے میں شیعہ امامیہ کے ستون ہیں، اصول و فروع دین کو زندہ کرنے والے اور علم معقول اور علم منقول کو زوائد سے پاک کرنے والے اور شیخ الطائفہ علی الاطلاق ہیں۔ رئیس مکتب ایسے کہ تمام ان کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ اسلام کے تمام علوم میں قلم فرمائی کی ہے اور ان تمام علوم میں آپ پیشوا اور رہنما ہیں"۔

نیز کتب تراجم (شخصیت شناسی) کے مطابق "آپ عالم، عامل، محبوب، شریف، ذہین، فطین، صائب الرائےؒ، معزز، بیدار مغز، باخبر، فقیہ، مفسر، تمام شرعی اور دینی علوم میں متبحر، خواہشات نفسانی اور بے ہودہ خیالات سے دور تھے۔ آپ قرآن و سنت اور درایت الحدیث (حدیث کی عقلی سمجھ بوجھ) کے ماہر تھے۔ پوشیدہ اور گنجلک نکات تک بہت جلد اور نہایت تیزی سے پہنچ جاتے۔ آپ کا علم اور فقاہت میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ علماء امامیہ میں آپ کے پائے اور فقہاء میں آپ کی برابر کا کوئی نہیں تھا"۔

آپ ماہ رمضان المبارک ۳۸۵ ہجری کو طوس میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ہی مفید علم کے حصول، قابل تعریف مفاخر تک رسائی اور مکمل پاکیزگی کے حصول اور بلند پایہ مقام کے حصول میں ہی مصروف ہو گئے۔ پھر جب آپ تیئیس ۲۳ برس کے ہو گئے تو ۴۰۸ ہجری کو آپ بغداد میں موجود بزرگان کی زیارت اور آباد مکتبوں (لائبریروں) بطور مثال بہاء الدولہ آل بویہ کے وزیر شاپور بن اردشیر کے مکتبہ کی کھوج میں بغداد روانہ ہو گئے اور اس وقت مکتب جعفریہ کے زعیم اور بزرگ شیخ مفید رضوان اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ آپ ان کے عظیم مدرسہ میں داخل ہو گئے اور شیخ مفیدؒ نے بھی کھلے دل سے آپ کو خوش آمدید کہا اور اپنے خوشہ چینیوں میں شامل کر لیا۔ پس شیخ طوسیؒ بھی اپنے استاد کے ساتھ بالکل سائے کی طرح رہے اور ان کے کسی بھی کلاس درس سے غیر حاضر نہیں ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں آپ نے کتاب "تہذیب الاحکام" کی تالیف بھی شروع کر دی مگر اپنی علمی پیاس بجھانے اور ان کے میٹھے سرچشمہ سے سیراب ہونے اور ان کے نور سے روشنی حاصل کرنے اپنے روحانی تسکین کے لئے اپنے استاد کے محفل درس میں بھی برابر حاضر ہوتے رہے۔ آپ کے بغداد پہنچنے کے صرف پانچ سال بعد ستائیس رمضان المبارک ۴۱۳ ہجری کو آپ کے استاد رحمۃ اللہ علیہ دار فانی کو وداع کر گئے اور آپ کو یہ ناگوار بات سن کر صبر کرنا پڑا۔ جس کے بعد مکتب جعفریہ کی دینی و مذہبی زعامت علم الہدیٰ "پرچم ہدایت" سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دوش پر عائد ہوئی۔ ایسے عالم ربانی کہ جن کی طینت وحی کے پانی گندھی تھی اور سرشت رسالت کے چشمہ سے سیراب ہوئی تھی۔ تو شیخ طوسیؒ نے بھی ان کا رخ کیا اور ان کے ساتھ ملحق ہو گئے اور ان کے انوار سے روشنی حاصل کرنے لگے اور ان کے علمی چشمہ سے سیراب ہونے لگے اور ان کے بحر علم سے مستفید ہونے لگے اور سید مرتضیٰؒ نے بھی تقریباً تئیس ۲۳ برس تک آپ پر اپنا علم و فضل نچھاور کرتے رہے جس سے آپ کی علمی اور فکری سطح پروان چڑھی۔ شیخ طوسیؒ اگرچہ اہل علم و معرفت سے ملاقات اور ان کے حضور سے فیضیاب ہونے کے پابند تھے مگر آپ نے سید مرتضیٰ کے محفل درس کو بھی کبھی نہیں چھوڑا تھا بلکہ ہمیشہ ان کے ہمرکاب رہے۔ اور سیدؒ کی بھی آپ پر خصوصی شفقت رہی اور آپ کی تعلیم و تربیت کو خصوصی اہتمام کیا اور اپنے باقی شاگردوں کی بہ نسبت آپ پر خصوصی توجہ دی اور شیخؒ بھی ہمیشہ آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کے چشمہ علم سے سیراب ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کے استاد سید مرتضیٰؒ ۲۵ ربیع الاول ۴۳۶ھ کو دار فانی سے وداع کر کے خالق حقیقی سے جا ملے جن کے بعد ملت جعفریہ کی دینی زعامت اور مذہبی سرپرستی مستقل طور پر آپ کے سپرد ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک اکاون (۵۱) برس تھی۔ اور آپ نے بھی نہایت سنجیدگی اور تقویٰ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے افتاء (فتویٰ دینے) اور تدریس کی ذمہ داری سنبھالی اور محض رضائے خدا اور جزائے خیر کی خواہش اور ثواب عظیم کی طلب حمایت دین اور احیائے شریعت خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نیز مفسدین کے آثار کی نابودی کے لئے افادہ شروع کر دیا۔ ایسا ہرگز نہیں تھا کہ آپ کے اندر حب ریاست ہو، دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے یا لوگوں کو اپنی طرف جذب کرنے کی خواہش ہو ہرگز نہیں بلکہ دشمن بھی آپ کی عظمت اعلم ہونے پیش رو ہونے کا معترف تھا آپ کے سامنے سر تسلیم خم تھا۔

البتہ آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب "الاستبصار" فقط ان احادیث کے ذکر تک محدود ہے جو کسی موضوع میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان کو یکجا کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اور یہ ایسی مفید کتاب ہے جو زمانے کے ماتھے کا جھومر ہے۔ ایسی کتاب نہ اس سے پہلے لکھی گئی ہے اور نہ اس کے بعد لکھی جائے گی۔ اور یہ کتب اربعہ میں سے ایک کتاب ہے کہ جن پر مذہب امامیہ کا دارومدار ہے۔ اور کوئی بھی فقیہ اور مجتہد اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اور زمانہ اس جیسی کتاب پیش کرنے سے عاجز ہے۔

آپ رحمۃ اللہ کی رحلت ۴۶۰ھ میں ہوئی اور آپ کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے روضہ اطہر میں دفن کیا گیا۔

**علی اکبر غفاری**

شوال المکرم ۱۴۱۷ء

دی ماہ ۸ ۱۳۷۷ش مطابق ۱۹۹۹ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## مقدمہ مؤلف شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلِیِّ الْحَمْدِ وَ مُسْتَحِقِّهٖ، وَ الصَّلٰوةُ عَلٰی خِیَرَتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِیْنَ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو تعریفوں کا مالک اور حق دار ہے۔ اور بہترین درود و سلام ہوں اللہ کی بہترین مخلوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آلؑ پر۔

**اما بعد:** جب میں نے دیکھا کہ ہمارے علماء کے ایک گروہ نے ہماری تہذیب الاحکام نامی ضخیم کتاب کا مطالعہ کیا اور اس میں ہماری جمع کردہ حلال و حرام سے متعلق احادیث کو دیکھا اور اسے اکثر فقہی ابواب کے مسائل پر مشتمل پایا اور یہ دیکھا کہ چند ایک مسائل کے سوا بزرگان کی کتب احادیث سے اور اصول سے[1] کوئی بھی فقہی باب اس سے چھوٹا ہوا نہیں اور اسے ایسا علمی خزانہ پایا کہ جس سے مبتدی طالب علم بھی اپنی جھولیاں بھر سکتا ہے، ایک فاضل مجتہد بھی فیضیاب ہو سکتا ہے۔ اور ایک متوسط عالم بھی سیراب ہو سکتا ہے، کیونکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مطلب کا گوہر نکال سکتا ہے۔ اور اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہے، تو ان علماء نے اس خواہش



[1] اصل بقول وحید بہبہانی مرحوم وہ کتاب ہے جس میں مصنف نے خود امام علیہ السلام سے یا ان کے راوی سے حدیث کو روایت کر کے نقل کیا ہے۔ اور وہ بہت ہیں، جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ چار سو کتب ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتب اس سے کہیں زیادہ ہیں البتہ چار سو تو یقینی ہیں۔ شیخ الاسلام علامہ طبرسی م ۵۴۸ھ اپنی کتاب اعلام الوریٰ میں لکھتے ہیں کہ چار ہزار مشہور علماء نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اور آپؑ کے جوابات سے انہوں نے چار سو کتابیں تحریر کیں جنہیں اصول کہا جاتا ہے۔ اور جنہیں آپؑ اور آپؑ کے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کے شاگردوں نے لکھی ہے۔ اور علامہ محقق حلی متوفی ۶۷۶ھ نے اپنی کتاب المعتبر ص ۵ میں لکھا ہے: "میں نے اس کتاب کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرامین پر مشتمل چار سو کتب اصول سے لکھا ہے"۔ شہید اولؒ نے اپنی کتاب الذکریٰ کے مقدمہ کی ساتویں اشارہ کی ساتویں قسم میں لکھا ہے "میں نے اس کتاب کو آپؑ کے چار ہزار شاگردوں میں سے چار سو مصنفین کی چار سو کتب جنہیں "اصول اربعماۃ" کہا جاتا ہے تحریر کیا ہے"۔ شیخ بہائیؒ کے والد علامہ شیخ حسین بن عبد الصمد نے اپنی کتاب درایہ کے ص ۴۰ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو مختلف علوم کے مسائل پر مشتمل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے جوابات سے تحریر کیا ہے جنہیں چار سو لکھاریوں نے چار سو کتابوں کی شکل میں تحریر کیا ہے۔ شہید ثانیؒ نے شرح درایہ میں لکھا ہے کہ متقدمین کا چار سو مصنفین کی چار سو کتابوں پر یقین کامل تھا اور وہ انہی پر اعتماد کیا کرتے تھے۔ اور انہیں ہی اصول کہا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی علماء کرام کی اس بارے میں بہت سی باتیں منقول ہیں جنہیں آپ م۔ سید صدر کی کتاب "تاسیس الشیعہ" اور علامہ شیخ حجت رازی کی کتاب "الذریعہ" میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

کا اظہار فرمایا کہ انہی فقہی ابواب پر مشتمل حدیث کی کوئی ایسی مختصر کتاب ہونی چاہیے کہ جس سے متوسط عالم اپنے علم کیلئے نیز فاضل عالم اور مجتہد اپنی علمی یادداشت کے لئے استفادہ کر سکے، اگرچہ یہ دونوں شخصیات جامع کتب اور احادیث سے مانوس تو ہوتے ہیں لیکن بسا اوقات وقت کی تنگی کے پیش نظر احادیث اور کتب میں جستجو اور مختلف احادیث پر دسترسی سے محروم رہ جاتے ہیں، تو اس صورت میں وہ ایسی کتاب سے استفادہ کریں جس میں ہمارے ائمہ علیہم السلام سے مختلف ذرائع سے مروی احادیث موجود ہوں، لہٰذا اس کتاب سے زیادہ تر فائدہ یہی لوگ اٹھا سکتے ہیں اگرچہ مبتدی بھی اس سے بے بہرہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ساتھیوں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ ایسی کتاب پر مکمل توجہ دینی چاہیے اور اسی کا گہرا مطالعہ ہونا چاہیے کیونکہ اس میں بہت بڑا نفع اور بہترین تذکرہ ہے۔ اس لیے کہ احادیث اور فقہ میں اس سے پہلے اس طرح کی کوئی کتاب کسی بزرگ نے تحریر نہیں فرمائی تھی۔ اس لئے انہوں نے مجھ سے اس کے خلاصہ اور جمع بندی میں مزید وقت اور توجہ کی درخواست کی اور یہ خواہش کی کہ ہر باب میں پہلے ان احادیث کا ذکر کروں جن کی بنیاد پر میرا فتویٰ ہے۔ پھر اس کے بعد مخالف احادیث کو ذکر کروں اور ان کے درمیان ایسی جمع بندی کروں کہ ممکنہ حد تک اس سے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے۔ اور اس میں بھی اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) جیسا طریقہ اپناؤں وہ اس طرح کہ کتاب کے شروع میں ان تمام قواعد کی طرف اشارہ کروں جن کی بنا پر بعض احادیث کو دوسری احادیث پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ اور جن کی وجہ سے تمام کو چھوڑ کر بعض احادیث پر عمل جائز ہوتا ہے۔ اور میں بھی ان کو نہایت مختصر انداز میں ذکر کرنے والا ہوں۔ اس لئے کہ یہ ان کی تفصیل کا مقام نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قواعد اصول فقہ کے موضوع پر لکھی گئی تفصیلی کتابوں میں مذکور ہیں۔ پس آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ

## احادیث کی دو قسمیں ہیں:



۱۔ متواتر ۲۔ غیر متواتر

**پہلی قسم متواتر:** وہ حدیث ہے جو یقین کا باعث ہو۔ اور جس کی یہ صورتحال ہو کہ اس کے ساتھ کسی چیز کے اضافہ یا سہارے کے بغیر صرف اسی پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور اس پر کسی دوسری حدیث کو کوئی ترجیح نہیں دی جا سکتی، اور اس طرح کی احادیث رسول ﷺ و ائمہ علیہم السلام کے بارے میں نہ تو کوئی تعارض[1] پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ان میں کوئی تضاد پایا جاتا ہے۔

**دوسری قسم غیر متواتر** احادیث کی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ہے جو یقین کا باعث بنتی ہیں اور یہ ہر وہ حدیث ہے جس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ (نشانی) ملا ہوا ہو جو یقین کا باعث بنتا ہو۔ اور اس طرح کی احادیث پر عمل کرنا بھی واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ پہلی قسم سے جا کر ملحق ہوتے ہیں۔ اور قرائن (نشانیاں) بہت سی چیزیں ہیں منجملہ یہ کہ

(۱) وہ حدیث عقل اور اس کے تقاضوں کے عین مطابق ہو۔

---

[1] تعارض سے مراد احادیث کے بیان کا آپس میں اس طرح کا اختلاف ہے کہ ان میں سے کوئی ایک قابل عمل نہ رہے۔ مزید تفصیل اور وضاحت انشاءاللہ تعارض کے باب میں بیان ہو گی۔ مترجم

**(۲)** وہ حدیث یا تو قرآن کے ظاہری معنی اور مقصود کے مطابق ہو یا قرآن کے عام معنی کے مطابق ہو۔ یا پھر دلیل خطاب کے مطابق ہو یا پھر ان تمام کے فحوا (مقصود معنی) کے مطابق ہو۔[1]

**(۳)** وہ حدیث، قطعی اور یقینی سنت (معصومین علیہم السلام) کے مطابق ہو، یا صریح اور واضح طور پر مطابق ہو۔ یا اس پر رہنمائی کرنے والی ہو، یا عام معنی کے مطابق ہو یا پھر اس کے فحوا کے مطابق ہو۔

**(۴)** وہ حدیث اس نظریہ کے مطابق ہو جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے۔

**(۵)** وہ حدیث اس نظریہ کے مطابق ہو جس پر مکتب اہل حق (مکتب تشیع) کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے۔

پس یہ سب قرائن باعث یقین ہیں اور یہ حدیث کو آحاد (خبر واحد اور غیر متواتر) کی صف سے نکال کر معلوم کی قسم میں داخل کر دیتے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

لیکن حدیث **غیر متواتر** کی **دوسری** قسم بھی ہے اور وہ حدیث ہے جو غیر متواتر ہو اور تمام مذکورہ قرائن سے بھی عاری ہو، تو یہی حدیث خبر واحد ہے۔ اور اس پر ایک شرط کے ساتھ عمل کرنا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری کسی بھی حدیث سے متعارض نہ ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ یہ پھر حدیث کی اس قسم میں شامل ہو جائے گی جسے نقل کرنے میں تمام کا اجماع اور اتفاق پایا جاتا ہے۔ مگر یہ کہ اس کے خلاف مجتہدین عظام کے فتاویٰ معلوم ہوں تو اسی بنا پر اس **خبر واحد** پر عمل کو ترک کر دیا جائے گا۔

اور اگر اس **خبر واحد** کے مقابلے میں کوئی اور حدیث ہو جو اس سے متعارض ہو تو اس صورت میں دو متعارض میں غور و فکر کرنا لازمی ہے۔ اس صورت میں دونوں احادیث میں سے صرف اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس کی سلسلہ سند میں زیادہ تر راوی عادل ہوں اگر تمام راوی عدالت میں برابر ہوں تو اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس کے راوی تعداد میں زیادہ ہوں۔ اور اگر عدالت اور تعداد میں بھی برابر ہوں اور دونوں ہی مذکورہ قرائن سے عاری ہوں تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اگر ایک پر عمل کرنے سے دوسری حدیث پر عمل کرنے کا کسی حد تک امکان موجود ہے چاہے کسی طرح کی تاویل کر کے ہی ہو تو اسی حدیث پر عمل کرنا اس دوسری حدیث پر عمل کرنے سے بہتر ہے جس پر عمل کرنے سے پہلی حدیث کو ترک کرنے کا باعث ہو۔ کیونکہ اس پہلی حدیث پر عمل کرنے والا دونوں حدیثوں پر عمل کرنے والے کی طرح ہو گا۔ اور اگر دونوں حدیثیں ہی ایسی ہوں کہ کسی ایک پر عمل کرنا اور دوسری حدیث کی کسی طریقہ سے تاویل کرنا ممکن ہو اگر کسی تاویل کی تائید کسی اور حدیث سے ہو سکتی ہو چاہے صراحت کے ساتھ ہو کسی صورت میں یا تاویل یا لفظی اشاروں سے ہو یا دلالت کے ذریعہ سے ہو لیکن دوسری حدیث تاویل کی صورت میں اس طرح کی تائید سے عاری ہو۔ تو اس پہلی تاویل پر عمل کرنا ضروری ہو گا اور اس تاویل کو چھوڑ دیا جائے گا جس کی تائید اور تصدیق کسی اور حدیث سے نہ ہو سکتی ہو۔ اور اگر دونوں طرح کی تاویلوں کی تائید اور تصدیق کیلئے کوئی اور حدیث یا روایت موجود نہ ہو۔ اور احادیث بھی ایک دوسرے

[1] تزاحم سے مراد مقام عمل میں دو حدیثوں کا اس طرح آمنے سامنے آنا ہے کہ ایک پر عمل کرنے سے دوسری حدیث پر عمل چھوٹ جائے۔ مزید وضاحت اس باب کے بیان میں آئے گی۔ انشاءاللہ، مترجم

کے مقابلے میں ہوں تو اس صورت میں عمل کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ جس حدیث پر بھی چاہے عمل کرے۔ اور اگر معاملہ اس سے بھی آگے ہو یعنی دو حدیثوں کے متضاد ہونے اور تاویل سے کسی ایک حدیث پر عمل کرنا دوسری حدیث کی مکمل خلاف ورزی کا باعث بنے تو یہاں بھی عمل کرنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ جس حدیث کو بھی درست تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرنا چاہیے تو کر سکتا ہے۔ اس صورت میں دو مختلف لوگ جنہوں نے اس طرح کی احادیث کو مانتے ہوئے ایک دوسرے کے برخلاف عمل کیا ہے اور ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے یہ لوگ خطاکار نہیں ہوں گے اور نہ ہی راہ صواب سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ اس لئے کہ معصومین علیہم السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب بھی تمہارے سامنے دو حدیثیں پیش ہوں اور تمہارے پاس ہماری طرف سے ذکر شدہ ایسا ذریعہ باقی نہ رہا ہو جس سے تم ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دے سکو تو تم ان میں سے جس پر بھی چاہو عمل کر سکتے ہو۔ اور **دوسری دلیل** یہ بھی ہے کہ جب دو بظاہر متعارض حدیثیں سامنے آتی ہیں۔ اور کسی ایک حدیث کے صحیح ہونے یا ترجیح دینے یا دوسری حدیث کے باطل ہونے پر علماء امامیہ کا کوئی اجماع نہ ہو تو گویا ان کا دونوں حدیثوں کے صحیح ہونے پر اجماع ہے تو دونوں حدیثوں کے مطابق عمل کرنا جائز اور صحیح ہو جائے گا۔

آپ بھی جب تشریح میں غور و فکر کریں گے تو آپ بھی تمام احادیث کو انہی مذکورہ اقسام میں سے کسی ایک قسم میں موجود پائیں گے اور ہماری اس کتاب میں بلکہ اس کتاب کے علاوہ حلال و حرام کے فتاوئی کے متعلق ہماری دیگر کتابوں میں بھی انہی اقسام کو ہی پائیں گے اور اسی تشریح کے مطابق ہی ہمارے عمل کو دیکھیں گے۔ البتہ اس کتاب میں ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر باب کے شروع میں تو ان احادیث کے متعلق تفصیل بیان نہیں کیا جنہیں ہم نے ترجیح دی ہے اور ان پر عمل کیا ہے لیکن اکثر ابواب میں ہم نے اس کی طرف اشارہ ضرور کر دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ہم نے گزشتہ بیان کئے ہوئے جملوں پر ہی اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب کی تحریر کا ہدف ہی متوسط علمی طبقہ ہے اور جو اس درجہ پر ہوگا اسے تھوڑے سے غور و فکر سے ہی ہماری مذکورہ وضاحت سمجھ میں آجائے گی۔

اب ہم اپنی کتاب کا آغاز پانیوں اور ان کے مسائل کے تذکرہ اور اس بارے میں احادیث کے اختلاف کے بیان سے شروع کرتے ہیں بالکل اسی طریقہ اور غرض کے مطابق جس کی ہم نے اپنی کتاب "النہایہ" پر عمل بھی کیا ہے اور ذکر بھی کیا ہے۔ اور اللہ ہی صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دینے والا ہے۔

ان يفعل ايهما شاء فاذا تضيق الوقت يخير بينهما ثم يقضي

# ابواب كيفية الصلوة من فاتحتها الى خاتمتها

## باب وجوب قراءة الحمد

الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلاء عن محمد بن مسلم عن ابي جعفر عليه السلم
قال سألته عن الذي لا يقرأ بفاتحة الكتاب في صلوته قال لا صلوة له الا ان يقرأ
بها في جهر او اخفات قلت ايما احب اليك اذا كان خائفا او مستعجلا
يقرأ سورة او فاتحة الكتاب قال فاتحة الكتاب فاما ما رواه الحسين بن سعيد
عن النضر عن عبد الله بن سنان قال قال ابو عبد الله عليه السلم ان الله فرض من
الصلوة الركوع والسجود الا ترى لو ان رجلا دخل في الاسلام لا يحسن ان يقرأ
القرآن اجزأه ان يكبر ويسبح ويصلي فالوجه في هذا الخبر ان نحمله على من لم
يحسن فاتحة الكتاب حسب ما تضمنه على انه قد بين في الخبر ان الله فرض من الصلوة
الركوع والسجود يعني به فرضا اذا تركه عامدا او ساهيا كان عليه
اعادة الصلوة لانها ليست كذلك القراءة لانه من نسي القراءة
حتى يركع لم يجب عليه اعادة الصلوة فلذلك افترق حكمهما من هذا الوجه

## باب الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم

اخبرني الشيخ رحمه الله عن احمد بن محمد عن ابيه عن الحسين بن الحسن بن ابان
عن الحسين بن سعيد عن عبد الرحمن بن ابي نجران عن صفوان قال صليت خلف ابي عبد
الله عليه السلم اياما فكان يقرأ في فاتحة الكتاب بسم الله الرحمن الرحيم
فاذا كانت صلوة لا يجهر فيها بالقراءة جهر ببسم الله الرحمن الرحيم واخفى ما
سوى ذلك محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس

«من خزانة كتب الشيخ هادي آل كاشف الغطاء»

بسم الله الرحمن الرحيم وبه ثقتي

الحمد لله ولي الحمد ومستحقه والصلوة على خيرته من خلقه محمد وآله الطاهرين وسلم تسليما
اما بعد فاني رأيت جماعة من اصحابنا لما نظروا في كتابنا الكبير الموسوم بتهذيب الاحكام ورأوا
ما جمعنا فيه من الاخبار المتعلقة بالحلال والحرام ووجدوها مشتملة على اكثر ما يتعلق بالفقه
من ابواب الاحكام وانه لم يشذ عنه في جميع ابوابه وكتبه مما ورد في احاديث اصحابنا وكتبهم واصولهم
ومصنفاتهم الا نادر قليل وشاذ يسير وانه يصلح ان يكون كتابا مذخورا يلجأ اليه المبتدي في
تفقهه والمنتهي في تذكره والمتوسط في تبحره فان كلا منهم ينال مطلبه ويبلغ بغيته
تشوقت نفوسهم الى ان يكون ما يتعلق بالاحاديث المختلفة مفردا على طريق الاختصار يفزع
اليها المتوسط في الفقه لمعرفته والمنتهي لتذكره اذ كان هذان الفريقان آنسين بما يتعلق
بالوفاق وربما لم يمكنهما ضيق الوقت من تصفح الكتب وتتبع الآثار فيشرفا على ما اختلف من
الروايات فيكون الانتفاع بكتاب يشتمل على الكثير مما ورد من احاديث اصحابنا المختلفة اكثر موقعا
على هذين الصنفين وان كان المبتدي لا يخلو ايضا من الانتفاع به ورأوا ان ما يجري هذا المجرى
ينبغي ان تكون العناية به تامة والاشتغال به وافرا لما فيه من عظيم النفع وجزيل الاجر اذ لم
يسبق الى هذا المعنى احد من شيوخ اصحابنا المصنفين في الاخبار والفقه في الحلال والحرام
وسألوني تجريد ذلك وصرف العناية الى جمعه وتلخيصه وان ابتدي في كل باب بايراد ما
اعتمده من الفتوى والاحاديث فيه ثم اعقب بما يخالفها من الاخبار وابين وجه الجمع بينها
على وجه لا اسقط شيئا منها ما امكن ذلك فيه واجري في ذلك على عادتي في كتابي المذكور وان

# كِتَابُ الطَّهَارَةِ

## پانی اور اس کی اقسام کے ابواب

## باب 1: پانی کی وہ مقدار جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی

(صحیح) ۱-۱- أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الصَّفَّارِ وَ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ[1] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ تَبُولُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَ تَلَغُ فِيهِ الْكِلَابُ وَ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْجُنُبُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ.[2]

مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن حسن بن ولید نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابوایوب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جس میں جانور پیشاب کر جاتے ہیں اور کتے پانی پی جاتے ہیں۔ اور جنابت (کی نجاست) والے افراد اس سے غسل کرتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا: "اگر پانی کی مقدار کُر جتنا ہے تو اسے کوئی بھی چیز نجس نہیں کر سکتی"۔



(صحیح) ۲-۲- وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ.[3]

مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسن بن سعید از حماد[4] بن عیسیٰ از معاویہ بن عمار از امام جعفر صادق علیہ السلام آپؑ نے فرمایا: "جب پانی کُر کی مقدار ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی"۔

(صحیح) ۳-۳- وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ وَ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى جَمِيعاً عَنْ

---

[1] خزاز کا اصل نام ابراہیم تھا۔

[2] (کافی ج ۳ ص ۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲)

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۔

[4] یعنی ابن عیسیٰ جہنی موثق راوی ہے۔

مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ.[1]

مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان اور علی بن ابراہیم سے، انہوں نے علی کے والد ابراہیم سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، سب نے معاویہ بن عمار سے اور معاویہ بن عمار نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خود سنا ہے کہ آپؑ فرما رہے تھے: "جب پانی کی مقدار کُر ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی"۔

(حسن کا صحیح) ۴-۴- فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ جَمِيعاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَكْثَرَ مِنْ رَاوِيَةٍ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ تَفَسَّخَ فِيهِ أَوْ لَمْ يَتَفَسَّخْ فِيهِ إِلَّا أَنْ يَجِيءَ لَهُ رِيحٌ يَغْلِبُ عَلَى رِيحِ الْمَاءِ.[2]

البتہ وہ روایت جسے نقل کی ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن ابی عمیر[3] اور محمد بن اسماعیل سے انہوں نے فضل بن شاذان سے، پھر ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے، اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر پانی کی مقدار "راویہ"[4] سے زیادہ تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی چاہے نجاست اس میں پھیل کر پھٹ جائے یا نہ پھٹے مگر یہ کہ اس کی اتنی بدبو پیدا ہو جائے جو پانی کی مہک پر غالب آجائے"۔[5]

فَلَيْسَ يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ لِأَنَّهُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَكْثَرَ مِنْ رَاوِيَةٍ فَتَبَيَّنَ أَنَّهُ إِنَّمَا لَمْ يَحْمِلْ نَجَاسَةً إِذَا زَادَ عَلَى الرَّاوِيَةِ وَ تِلْكَ الزِّيَادَةُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهَا مَا يَكُونُ بِهِ تَمَامُ الْكُرِّ.

تو یہ روایت ہماری بیان کردہ گزشتہ احادیث سے ٹکراؤ نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس روایت میں یہ جملہ آیا ہے کہ اگر پانی کی مقدار "راویہ" سے زیادہ ہو تو اس سے یہ واضح ہوا کہ جب پانی راویہ سے زیادہ ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ اور یہ اس بات سے مانع



---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲ ۔ یہ دو حدیثیں جو ملاحظہ فرما رہے ہیں در حقیقت خبر واحد ہیں جنہیں دو طریقوں (دو طرح کی اسناد) سے روایت کیا گیا ہے۔ ایک سلسلہ سند ہے حماد از معاویہ بن عمار اور دوسرا سلسلہ ہے از صفوان، از حماد اور اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ نجاست لگنے پر جب تک کر پانی میں تبدیلی نہیں آتی نجس نہیں ہوتا لیکن قلیل پانی نجس ہو جاتا ہے چاہے اس کی صفات میں تبدیلی نہ بھی آئے۔

[2] کافی ج ۳ ص ۲، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۔

[3] اس کا عطف ہے علی بن ابراہیم پر جبکہ محمد بن ابی عمیر کا نام نسخہ نویسوں یا مؤلف کی طرف سے اضافی ذکر کیا گیا ہے۔

[4] راویہ۔ پانی کا بڑا برتن یا وہ جانور جس پر پانی کے بڑے مشکیزے لادے جائیں۔ آج کی اصطلاح میں ٹینکر۔

[5] یعنی اگر پھیل جائے تو وہ یقینی طور پر پانی میں سرایت کر چکا ہے جس سے پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر نہ پھیلے تو وہ سرایت نہیں کرے گا جس سے پانی نجس نہیں ہوگا اور نجاست کے سرایت نہ کرنے کی صورت میں پانی کے نجس ہو جانے کا نظریہ بے بنیاد ہے۔ علی اکبر غفاری۔ لیکن مذکورہ وضاحت مضمون حدیث سے متصادم ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے اگر پانی کی مقدار راویہ سے زیادہ ہو تو چاہے پانی میں نجاست سرایت کر جائے یا نہ کرے پانی نجس نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ پانی کی صفات میں تبدیلی واقع ہو۔ مترجم

نہیں ہے کہ اس اضافہ سے مراد اتنی مقدار میں اضافہ ہو کہ مکمل کُر کی مقدار تک پہنچ جائے۔

(مرسل) ۵۔۵۔ وَ أَمَّا۔ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: الْكُرُّ مِنَ الْمَاءِ نَحْوُ حُبِّي هَذَا وَ أَشَارَ إِلَى حُبٍّ مِنْ تِلْكَ الْحِبَابِ الَّتِي تَكُونُ بِالْمَدِينَةِ.[1] فَلَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ الْحُبُّ يَسَعُ مِنَ الْمَاءِ مِقْدَارَ الْكُرِّ وَ لَيْسَ هَذَا بِبَعِيدٍ.

پھر وہ روایت بھی جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم ،اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے ،اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:'' پانی کا کُر میرے اس گھڑے جتنا ہوتا ہے''۔ اور ساتھ ہی آپؑ نے اپنے دست مبارک سے مدینہ میں موجود گھڑوں میں سے ایک گھڑے کی طرف اشارہ کیا۔ پس ممکن ہے کہ اس گھڑے کی وسعت کُر جتنی ہو اور بعید بھی نہیں ہے۔

۶۔۶۔ فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ وَ الْقُلَّتَانِ جَرَّتَانِ.[2]

پھر وہ روایت جسے نقل کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن عبد اللہ بن مغیرہ سے اور اس نے بعض بزرگان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:'' اگر پانی دو قلہ کی مقدار ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی'' اور دو قلہ یعنی دو بڑے مٹی کے گھڑے۔

فَأَوَّلُ مَا فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ مُرْسَلٌ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَيْضاً وَرَدَ مَوْرِدَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مَذْهَبُ كَثِيرٍ مِنَ الْعَامَّةِ وَ يَحْتَمِلُ مَعَ تَسْلِيمِهِ أَنْ يَكُونَ الْوَجْهُ فِيهِ مَا ذَكَرْنَاهُ فِي الْخَبَرِ الْمُتَقَدِّمِ وَ هُوَ أَنْ يَكُونَ مِقْدَارُ الْقُلَّتَيْنِ مِقْدَارَ الْكُرِّ لِأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِمُنْكَرٍ لِأَنَّ الْقُلَّةَ هِيَ الْجَرَّةُ الْكَبِيرَةُ فِي اللُّغَةِ وَ عَلَى هَذَا الْاِتِّنَافِي بَيْنَ الْأَخْبَارِ.

پس اس روایت میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مرسل ہے اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ تقیہ کے مقام پر بیان ہوئی ہو کیونکہ یہ عامہ کی اکثریت کے نظریہ کے مطابق ہے۔ اور اسے تسلیم کرنے کی صورت میں وہی احتمال بھی دیا جا سکتا ہے جو پچھلی روایت میں دیا گیا کہ ہو سکتا ہے دو گھڑوں کی مقدار کُر جتنی ہو اور یہ بات عجیب بھی نہیں ہے کیونکہ کتب لغت میں قلہ بہت بڑے مٹکے کو کہتے ہیں اور اس صورت میں روایات میں اختلاف بھی ختم ہو جائے گا۔



(ضعیف) ۷۔۷۔ وَ أَمَّا۔ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ رَاوِيَةٌ مِنْ مَاءٍ سَقَطَتْ فِيهَا فَأْرَةٌ أَوْ جُرَذٌ أَوْ صَعْوَةٌ مَيْتَةٌ قَالَ إِذَا تَفَسَّخَ فِيهَا فَلَا تَشْرَبْ مِنْ مَائِهَا وَ لَا تَتَوَضَّأْ مِنْهَا وَ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَفَسِّخٍ فَاشْرَبْ مِنْهُ وَ تَوَضَّأْ

---

[1] کافی ج ۳ ص ۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۔ ۴۵

[2] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۳، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۔ ابن جنید سے بھی منقول ہے کہ کُر دو قلہ جتنا ہوتا ہے جس کا وزن بارہ سو رطل ہے۔

الطَّيْرِ الْمَيْتَةِ إِذَا أُخْرِجَتْهَا طَرِيَّةً وَكَذَلِكَ الْجَرَّةُ وَحُبُّ الْمَاءِ وَالْقِرْبَةُ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ مِنْ أَوْعِيَةِ الْمَاءِ قَالَ وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَكْثَرَ مِنْ رَاوِيَةٍ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ تَفَسَّخَ فِيهِ أَوْ لَمْ يَتَفَسَّخْ إِلَّا أَنْ يَجِيءَ لَهُ رِيحٌ تَغْلِبُ عَلَى رِيحِ الْمَاءِ.[1]

پھر وہ روایت جسے نقل کی ہے حماد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے علی بن حدید سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا "راویہ" (یعنی پانی والے گھڑے) میں گھریلو چوہا، جنگلی چوہا یا بلبل گر کر مر گیا ہو تو کیا کیا جائے؟" جس پر آپؑ نے فرمایا اگر پھول گیا ہو تو وہ پانی مت پیو اور اس سے وضو بھی نہ کرو اور اگر نہ پھٹا ہو تو اس سے پی بھی سکتے ہو اور وضو بھی کر سکتے ہو اور تازہ مردار کو باہر نکال کر پھینک دو پانی کا مٹکا بھی اسی طرح ہے نیز پانی کا تالاب اور حوض اور اس جیسے پانی کے اور برتن کا بھی یہی حکم ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "اگر پانی کی مقدار راویہ (بڑے گھڑے) سے زیادہ ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی چاہے وہ اس میں پھٹے یا نہ پھٹے مگر یہ کہ اس کی اتنی بدبو ہو جو پانی کی بو پر غالب آجائے"۔

فَهَذَا الْخَبَرُ يُمْكِنُ أَنْ يُحْمَلَ قَوْلُهُ رَاوِيَةٌ مِنْ مَاءٍ إِذَا كَانَ مِقْدَارُهَا كُرّاً فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ مِمَّا يَقَعُ فِيهِ وَيَكُونُ قَوْلُهُ إِذَا تَفَسَّخَ فِيهَا فَلَا تَشْرَبْ وَلَا تَتَوَضَّأْ مَحْمُولاً عَلَى أَنَّهُ إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَافِ الْمَاءِ وَكَذَلِكَ الْقَوْلُ فِي الْجَرَّةِ وَحُبِّ الْمَاءِ وَالْقِرْبَةِ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ الْجَرَّةَ وَالْحُبَّ وَالْقِرْبَةَ وَالرَّاوِيَةَ لَا يَسَعُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ كُرّاً مِنَ الْمَاءِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَبَرِ أَنَّ جَرَّةً وَاحِدَةً ذَلِكَ حُكْمُهَا بَلْ ذَكَرَهَا بِالْأَلِفِ وَاللَّامِ وَذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى الْعُمُومِ عِنْدَ كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ اللُّغَةِ وَإِذَا احْتَمَلَ ذَلِكَ لَمْ يُنَافِ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ.

تو اس روایت میں لفظ "راویہ" (پانی والے گھڑے) کو اس صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ جب اس کی مقدار کُر جتنا ہو۔ کیونکہ اسی صورت میں ہی اس کے اندر پڑنے والی کوئی اسے چیز نجس نہیں کر سکتی۔ اور آپؑ کے فرمان "اگر پھول گیا ہو تو وہ پانی مت پیو اور اس سے وضو بھی نہ کرو" سے مراد یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب پانی کی صفات میں سے کوئی ایک تبدیل ہو جائے۔ نیز یہی صورت حال مٹکے، تالاب اور حوض کی بھی ہو گی۔ اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پانی کے گھڑے، مٹکے، تالاب اور حوض کسی ایک میں بھی پانی کی کُر جتنی مقدار نہیں سما سکتی۔ وہ اس لیے کہ حدیث میں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ ایک گڑھے کا یہ مذکورہ حکم ہے۔ بلکہ انہیں الف اور لام (الراویہ، الحب، الجرۃ، القربہ وغیرہ) کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اور کثیر اہل لغت کے نزدیک یہ عمومیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور جب یہ احتمال ہو تو احادیث کی تشریح میں جو ہم نے بیان کیا ہے یہ حدیث اس سے اختلاف نہیں رکھے گی۔

(موثق) ۸-۸- وَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ كُرٍّ مِنْ مَاءٍ مَرَرْتُ بِهِ وَأَنَا فِي سَفَرٍ قَدْ بَالَ فِيهِ حِمَارٌ أَوْ بَغْلٌ أَوْ إِنْسَانٌ قَالَ لَا تَتَوَضَّأْ مِنْهُ وَلَا

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۶

تَشرَبْ مِنهُ.[1]

مگر جس حدیث کو روایت کی ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ بن مہران سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام[2] سے پانی کے اس کُر کے متعلق پوچھا جسے میں نے دورانِ سفر راستے میں دیکھا کہ اس میں کسی گدھے یا خچر یا انسان نے پیشاب کر دیا تھا تو انہوں نے فرمایا: "اس سے نہ تو وضو کرو اور نہ ہی پانی پیو"۔

فَالوَجهُ فِي هَذَا الخَبَرِ أَن نَحمِلَهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوصَافِ المَاءِ إِمَّا طَعمُهُ أَو لَونُهُ أَو رَائِحَتُهُ فَأَمَّا مَعَ عَدَمِ ذَلِكَ فَلَا بَأسَ بِاستِعمَالِهِ حَسَبَ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الأَخبَارِ الأَوَّلَةِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا المَعنَى مَا.

تو اس حدیث کی تاویل اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محلول کریں کہ جب پانی کی کوئی ایک صفت یا ذائقہ یا اس کا رنگ یا اس کی بو تبدیل ہو جائے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اس پانی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ جیسا کہ گزشتہ ابتدائی احادیث میں ذکر ہوا ہے نیز اسی مضمون کی طرف رہنمائی کرنے والی احادیث ذیل میں بھی ہیں۔

(مجہول) ۹-۹- أَخبَرَنِي بِهِ الشَّيخُ رَحِمَهُ اللهُ عَن أَحمَدَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الحَسَنِ عَن أَبِيهِ عَن سَعدِ بنِ عَبدِ اللهِ عَن مُحَمَّدِ بنِ عِيسَى عَن يَاسِينَ الضَّرِيرِ عَن حَرِيزِ بنِ عَبدِ اللهِ عَن أَبِي بَصِيرٍ عَن أَبِي عَبدِ اللهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ المَاءِ النَّقِيعِ يَبُولُ فِيهِ الدَّوَابُّ فَقَالَ إِن تَغَيَّرَ المَاءُ فَلَا تَتَوَضَّأ مِنهُ وَ إِن لَم تُغَيِّرهُ أَبوَالُهَا فَتَوَضَّأ مِنهُ وَ كَذَلِكَ الدَّمُ إِذَا سَالَ فِي المَاءِ وَ أَشبَاهُهُ.[3]

مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن حسن سے، انہوں نے اپنے والد یاسین الضریر[4] سے، انہوں نے حریز بن عبداللہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے اس نقیع[5] کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس میں چوپائے پیشاب کر جاتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا: "اگر پانی بدل گیا ہے تو اس سے وضو مت کرنا لیکن اگر ان کے پیشاب نے پانی کو نہیں بدلا تو اس سے وضو کر سکتے ہو اسی طرح خون اور اس طرح کی چیزیں ہیں جب وہ بہہ کر اس میں جا پڑیں تو یہی ہوگا"۔



(صحیح) ۱۰-۱۰- وَ بِهَذَا الإِسنَادِ عَن سَعدِ بنِ عَبدِ اللهِ عَن أَحمَدَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عِيسَى عَنِ العَبَّاسِ بنِ مَعرُوفٍ عَن حَمَّادِ بنِ عِيسَى عَن إِبرَاهِيمَ بنِ عُمَرَ اليَمَانِيِّ عَن أَبِي خَالِدٍ القَمَّاطِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبدِ اللهِ ع يَقُولُ فِي المَاءِ يَمُرُّ بِهِ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳

[2] یہاں امام علیہ السلام سے مراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں (بظاہر جہاں کہیں بھی کسی امام کا اسم گرامی ذکر نہیں ہوا فقط ضمیر سے اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ذات ہے سوائے چند احادیث کے)۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳

[4] بعض نسخوں میں یاسین ابن الضریر ہے۔

[5] نقیع بھرپور پانی والے کنوئیں کو کہتے ہیں۔

الرَّجُلُ وَ هُوَ نَقِيعٌ فِيهِ الْمَيْتَةُ وَ الْجِيفَةُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع إِنْ كَانَ الْمَاءُ قَدْ تَغَيَّرَ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ فَلَا تَشْرَبْ وَ لَا تَتَوَضَّأْ مِنْهُ وَ إِنْ لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيحُهُ وَ طَعْمُهُ فَاشْرَبْ وَ تَوَضَّأْ.[1]

انہی اسناد کے ساتھ سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابراہیم بن عمر و یمانی سے۔ انہوں نے ابو خالد قماط سے نقل کیا ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بارے میں کہ نقیع پانی انسان کو ملے اور اس میں مردار پڑا ہوا ہو سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر پانی کی بو یا ذائقہ تبدیل ہو چکا ہو تو اس سے مت پیو اور نہ ہی وضو کرو۔ اور اگر اس کی بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہوا ہو تو پی سکتے ہو۔ اور وضو بھی کر سکتے ہو"۔

(صحیح) ۱۱۔ فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى مَنْ يَسْأَلُهُ عَنِ الْغَدِيرِ يَجْتَمِعُ فِيهِ مَاءُ السَّمَاءِ وَ يُسْتَقَى فِيهِ مِنْ بِئْرٍ يَسْتَنْجِي فِيهِ الْإِنْسَانُ مِنْ بَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ أَوْ يَغْتَسِلُ فِيهِ الْجُنُبُ مَا حَدُّهُ الَّذِي لَا يَجُوزُ فَكَتَبَ لَا تَتَوَضَّأْ مِنْ مِثْلِ هَذَا إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ إِلَيْهِ.[2]

لیکن وہ روایت جسے حسین بن سعید نے نقل کی ہے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، وہ کہتا ہے کہ میں نے (امامؑ[3] کی خدمت میں) ایسے تالاب کے متعلق لکھا جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے اور کنویں سے بھی پانی شامل ہو جاتا ہے جبکہ اس میں انسان پیشاب یا پاخانہ کے بعد استنجاء کرلیتا ہے یا جنب آدمی غسل کرلیتا ہے تو اس کے جائز (صحیح) نہ ہونے کی حد کیا ہے؟ تو آپؑ نے لکھا کہ سوائے اشد ضرورت کے اس طرح کے پانی سے وضو مت کرو۔

فَهَذَا الْخَبَرُ مَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ لَكَانَ لَا يَخْلُو مَاءُ الْغَدِيرِ أَنْ يَكُونَ أَقَلَّ مِنَ الْكُرِّ فَإِنْ كَانَ كَذَلِكَ فَإِنَّهُ يُنَجَّسُ وَ لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ عَلَى حَالٍ وَ يَكُونُ الْفَرْضُ التَّيَمُّمَ أَوْ يَكُونُ الْمُرَادُ أَكْثَرَ مِنَ الْكُرِّ فَإِنَّهُ لَا يَحْمِلُ نَجَاسَةً وَ لَا يَخْتَصُّ حَالَ الِاضْطِرَارِ وَ الْوَجْهُ فِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ الْكَرَاهِيَةُ لِأَنَّ مَعَ وُجُودِ الْمِيَاهِ الْمُتَيَقَّنِ طَهَارَتُهَا لَا يَنْبَغِي اسْتِعْمَالُ هَذِهِ الْمِيَاهِ وَ إِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ عِنْدَ فَقْدِ الْمَاءِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.



تو اس روایت کو مکروہ ہونے پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یا تو تالاب کا پانی کُر سے کم ہو گا اس صورت میں اسے نجس ہی ہونا چاہیے اور اس کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہونا چاہیے۔ نیز فریضہ بھی تیمم ہونا چاہیے یا تو پھر اس پانی سے مراد کُر سے زائد پانی ہے تو وہ پانی نجاست کا حامل نہیں ہوتا اور اشد ضرورت کی حالت کے ساتھ بھی خاص نہیں ہوتا تو اس روایت میں صورت صرف کراہت کی ہی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ یقینی طور پر پاک پانی کی موجودگی میں صرف اسے ہی استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے صرف ہر ممکنہ صورت میں پاک پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں استعمال کرنا چاہیے۔

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۷، ۴۴۳

[3] یہاں امامؑ سے مراد یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یا حضرت امام علی رضا علیہ السلام یا پھر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور ان میں سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام یا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا زیادہ احتمال ہے۔

# باب ۲۔ کُرّ کی مقدار

(صحیح) ۱۔ ۱۲۔ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع الْمَاءُ الَّذِي لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ قَالَ ذِرَاعَانِ عُمْقُهُ فِي ذِرَاعٍ وَ شِبْرٍ سَعَتُهُ[1]

مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ[2] نے احمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے صفوان سے، اس نے اسماعیل بن جابر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی تو آپؑ نے فرمایا: "وہ پانی جس کی گہرائی دو ذراع (کہنیوں تک ہاتھ) اور پھیلاؤ ایک ذراع اور بالشت ہو"۔

(ضعیف) ۲۔ ۱۳۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَرْقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ[3] عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْمَاءِ الَّذِي لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ قَالَ كُرٌّ قَالَ قُلْتُ وَ مَا الْكُرُّ قَالَ ثَلَاثَةُ أَشْبَارٍ فِي ثَلَاثَةِ أَشْبَارٍ[4]

انہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے البرقی سے، اس نے عبداللہ بن سنان سے، اس نے اسماعیل بن جابر سے، روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کی بابت پوچھا جسے کوئی چیز نجس نہ کر سکے تو آپؑ نے فرمایا: "وہ کُرّ ہے"۔ میں نے پوچھا کُرّ کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: "تین بالشت در تین بالشت ہے"۔

(موثق) ۳۔ ۱۴۔ وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْكُرِّ مِنَ الْمَاءِ كَمْ يَكُونُ قَدْرُهُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ ثَلَاثَةَ أَشْبَارٍ وَ نِصْفٍ [نِصْفاً] فِي مِثْلِهِ ثَلَاثَةِ أَشْبَارٍ وَ نِصْفٍ فِي عُمْقِهِ



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲

[2] بعض نسخہ میں عبداللہ ہے۔

[3] تہذیب الاحکام میں اسی طرح ہے۔ جبکہ کافی میں ہے عن البرقی عن ابن سنان اور بظاہر اس سے مراد محمد بن سنان ہے۔ اور محمد البرقی نے اس سے بہت زیادہ احادیث روایت کی ہیں جبکہ عبداللہ بن سنان سے روایت موجود نہیں ہے۔ پس بلاشبہ محمد بن سنان کے ذریعہ سے مروی حدیث ضعیف ہوگی جبکہ عبداللہ بن سنان کے ذریعہ سے مروی حدیث صحیح ہوگی۔ علی اکبر غفاری۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ برقی نے محمد بن سنان سے بہت احادیث روایت کی ہیں جبکہ عبداللہ بن سنان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ پس اگر عبداللہ بن سنان سے منسوب روایت ہوگی اسے ضعیف ہونی چاہئے جبکہ محمد بن سنان سے منسوب حدیث صحیح ہونی چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ موجودہ حدیث کے سلسلہ سند میں عبداللہ بن سنان آیا ہے۔ محقق نے خود اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

[4] کافی ج ۳ ص ۳۔ [5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲

فِي الْأَرْضِ فَذَلِكَ الْكُرُّ مِنَ الْمَاءِ[1]

مجھے خبر دی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے ابن مسکان سے اور اس نے ابوبصیر سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پانی کے کُر کے بارے میں پوچھا کہ اس کی مقدار کیا ہو گی؟ تو آپؑ نے فرمایا: "جب پانی ساڑھے تین بالشت در ساڑھے تین بالشت ہو اور زمین میں بھی اس کی گہرائی ساڑھے تین بالشت ہو تو یہ پانی کا کُر ہو گا"۔

(صحیح) ۲۰۔۱۵۔ فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْكُرُّ مِنَ الْمَاءِ الَّذِي لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ أَلْفٌ وَ مِائَتَا رِطْلٍ[2]

البتہ جو حدیث محمد بن یحییٰ نے روایت کی ہے یعقوب بن یزید سے اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے بعض اکابر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا: "کُر پانی جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی وہ بارہ سو رطل ہے"۔[3]

فَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرُ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْأَخْبَارِ لِأَنَّا كُنَّا ذَكَرْنَا فِي كِتَابِنَا تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ أَنَّ الْعَمَلَ عَلَى هَذَا الْخَبَرِ عَلَى مَا نَصَرَهُ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ حَمَلْنَا مَا وَرَدَ مِنَ التَّحْدِيدِ بِالْأَشْبَارِ عَلَى أَنْ يَكُونَ مُطَابِقاً لِذَلِكَ بِأَنْ يَكُونَ مِقْدَارُهَا الْمِقْدَارَ الَّذِي يُطَابِقُهَا فَكَأَنَّهُ جُعِلَ لَنَا طَرِيقَانِ أَحَدُهُمَا أَنْ نَعْتَبِرَ الْأَرْطَالَ إِذَا كَانَ لَنَا طَرِيقٌ إِلَيْهِ وَ إِذَا لَمْ يَكُنْ إِلَى ذَلِكَ طَرِيقٌ اعْتَبَرْنَا الْأَشْبَارَ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يَتَعَذَّرُ عَلَى حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ وَ كَانَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ اخْتَارَ فِي الْأَرْطَالِ أَنْ تَكُونَ بِالْبَغْدَادِيِّ وَ غَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا اعْتَبَرَ أَنْ تَكُونَ بِالْمَدَنِيِّ وَ لَيْسَ هَاهُنَا خَبَرٌ يَتَضَمَّنُ ذِكْرَ الْأَرْطَالِ غَيْرُ هَذَا الْخَبَرِ وَ هُوَ مَعَ ذَلِكَ أَيْضاً مُرْسَلٌ وَ إِنْ تَكَرَّرَ فِي الْكُتُبِ فَالْأَصْلُ فِيهِ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا وَ الْقَوْلُ بِاعْتِبَارِ الْأَرْطَالِ الْبَغْدَادِيَّةِ أَقْرَبُ إِلَى الصَّوَابِ لِأَنَّهَا تُقَارِبُ الْمِقْدَارَ الَّذِي اعْتَبَرْنَاهُ فِي الْأَشْبَارِ وَ إِذَا اعْتَبَرْنَا الْمَدَنِيَّ بَعُدَ التَّفَاوُتُ بَيْنَهُمَا فَالْعَمَلُ بِذَلِكَ أَوْلَى لِمَا قَدَّمْنَاهُ وَ يُقَوِّي هَذَا الِاعْتِبَارَ أَيْضاً مَا



[1] کافی ج ۳ ص ۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۔ علامہ مجلسی کا فرمان ہے کہ تہذیب الاحکام میں یہاں موجود حدیث کی طرح پہلا لفظ نصب کے ساتھ ہے جبکہ دوسرا لفظ غیر منصوب ہے کتاب کافی میں بھی اسی طرح ہے مگر اس بارے میں بحث طویل ہے اس کی تفصیل کتاب مرآۃ العقول ج ۱۳ ص ۱۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] کافی ج ۳ ص ۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱ علامہ کلینیؒ نے کافی میں یہی حدیث روایت کی ہے مگر اس میں یہ جملہ "الَّذِي لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ" (جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی) موجود نہیں ہے۔ گویا یہ جملہ ایسے پانی کے متعلق ایک سوال کے جواب کے طور پر آیا ہے جس میں کوئی نجاست گر گئی ہو۔

[3] رطل عراقی پیمانہ ہے اور رطل بغدادی ہی زیادہ تر شرعی معیار کہلاتا ہے۔ رطل درہم کے حساب سے 130 درہم کے برابر ہے۔ مثقال کے حساب سے 90 مثقال کے برابر ہے۔ پاکستانی وزن کے لحاظ سے رطل تقریباً نصف سیر کا اور مد ایک سیر کا اور صاع چار سیر ہے۔ لیکن اختلاف پھر بھی موجود ہے۔ رطل کی مقدار 408 گرام ہے۔ جبکہ بعض کے مطابق رطل 398.34 گرام کے برابر ہے۔

تو یہ روایت گزشتہ احادیث کی مخالفت نہیں کرتی کیونکہ ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام[1] میں بھی کہا ہے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تائید کی ہے اور ہم نے ان احادیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ بالشت کے ساتھ کُر کی حد بندی کرنے والی جو احادیث مذکور ہوئی ہیں یہ ان سے مطابقت رکھ سکتی ہے وہ اس طریقہ سے کہ اس کی پیمائش کے مطابق پانی کی مقدار اس وزن کے مطابق پانی کی مقدار کے برابر ہو۔ پس گویا ہمارے لیے کُر کی مقدار کیلئے دو طریقے بتائے گئے ہیں۔ ایک وزن کا طریقہ جب ہمارے لئے ایسا کرنا میسر ہو اور اگر یہ طریقہ میسر نہ ہو تو ہمارے لئے بالشت والا طریقہ معتبر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ کسی بھی صورت میں ناقابل حصول نہیں ہے۔ البتہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے رطل میں بغدادی رطل کو معتبر جانا ہے جبکہ دیگر بزرگان نے مدنی رطل کو مقرر فرمایا ہے۔ اور یہاں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث ایسی نہیں ملتی جس میں اتنے رطل کا ذکر ہو اور اس کے باوجود یہ مرسل بھی ہے۔ اگرچہ کہ کتابوں میں کئی بار اس طرح کی احادیث کا تکرار ہوا ہے مگر اصل میں الفاظ یہی ہیں کہ ابن ابی عمیر نے ہمارے بعض اکابرین سے روایت کی ہے۔

نیز رطل کو معتبر جاننے والے نظریے میں بھی بغدادی رطل معتبر ہوں گے کیونکہ یہ حقیقت کے زیادہ قریب ہے اس لئے کہ اس لحاظ سے یہ مقدار بالشت (پیمائش) کے لحاظ سے معتبر مقدار کے تقریباً برابر جا بنے گی لیکن اگر ہم مدنی رطل کو معتبر جانیں تو دونوں مقداروں میں برابری نہیں رہے گی بلکہ زیادہ کمی بیشی ہو جائے گی پس جس طرح کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے اسی کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے۔ نیز اسی تفصیل کو مندرجہ ذیل حدیث سے بھی طاقت ملتی ہے۔

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ قَالَ رُوِيَ لِي عَنْ عَبْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ يَرْفَعُهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّ الْكُرَّ سِتُّمِائَةِ رِطْلٍ[2]

(مرسل) ۵۔۱۶۔ ابن ابی عمیر نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھے عبداللہ یعنی ابن المغیرہ کے ذریعہ سے روایت بیان کی گئی ہے اور وہ مرفوع طور پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتا ہے کہ کُر کی مقدار چھ سو رطل ہے۔



وَ رَوَى هَذَا الْخَبَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الْغَدِيرُ فِيهِ مَاءٌ مُجْتَمِعٌ تَبُولُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَ تَلَغُ فِيهِ الْكِلَابُ وَ يَغْتَسِلُ فِيهِ الْجُنُبُ قَالَ إِذَا كَانَ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ وَ الْكُرُّ سِتُّمِائَةِ رِطْلٍ

۶۔۱۷۔ اسی حدیث کو روایت کی ہے محمد بن محبوب نے عباس[3] سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے ابوایوب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک تالاب ہے جس میں پانی اکٹھا ہوا ہے اور اس میں جانور پیشاب کرتے ہیں، کتے منہ مارتے ہیں اور جب آدمی اس میں غسل کرتے ہیں کیا کیا جائے؟ تو امامؑ نے فرمایا: "اگر وہ کُر کی مقدار ہے تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی اور کُر چھ سو رطل ہے"۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳ ذیل حدیث نمبر ۵۲۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵

[3] عباس بن معروف قمی۔ موثق راوی۔

وَوَجْهُ التَّرْجِيحِ بِهَذَا الْخَبَرِ فِي اعْتِبَارِ الْأَرْطَالِ الْعِرَاقِيَّةِ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ رِطْلَ مَكَّةَ لِأَنَّهُ رِطْلَانِ وَلَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونُوا ع أَفْتَوُا السَّائِلَ عَلَى عَادَةِ بَلَدِهِ وَلِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ أَرْطَالَ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَلَا أَرْطَالَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يَعْتَبِرْهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِنَا فَهُوَ مَتْرُوكٌ بِالْإِجْمَاعِ فَأَمَّا تَرْجِيحُ مَنِ اعْتَبَرَ أَرْطَالَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِأَنْ قَالَ ذَلِكَ يَقْتَضِيهِ الِاحْتِيَاطُ لِأَنَّا إِذَا حَمَلْنَاهُ عَلَى الْأَكْثَرِ دَخَلَ الْأَقَلُّ فِيهِ غَيْرُ صَحِيحٍ لِأَنَّ لِقَائِلٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ ذَلِكَ ضِدُّ الِاحْتِيَاطِ لِأَنَّهُ مَأْخُوذٌ عَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ لَا يُؤَدِّيَ الصَّلَاةَ إِلَّا بِأَنْ يَتَوَضَّأَ بِالْمَاءِ مَعَ وُجُودِهِ وَلَا يَحْكُمُ بِنَجَاسَةِ مَاءٍ مَوْجُودٍ إِلَّا بِدَلِيلٍ شَرْعِيٍّ وَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَصْحَابِنَا أَنَّ الْمَاءَ إِذَا نَقَصَ عَنِ الْمِقْدَارِ الَّذِي اعْتَبَرْنَاهُ فَإِنَّهُ يَنْجُسُ بِمَا يَقَعُ فِيهِ وَلَيْسَ هَاهُنَا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ إِذَا زَادَ عَلَى مَا اعْتَبَرْنَاهُ فَإِنَّهُ يَنْجُسُ بِمَا يَقَعُ فِيهِ وَأَمَّا مَا رَجَحَ بِهِ مِنْ عَادَتِهِمْ مِنْ حَيْثُ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ع فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ تَرْجِيحٌ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يُفْتُونَ بِالْمُتَعَارَفِ مِنْ عَادَةِ السَّائِلِ وَعُرْفِهِ وَلِأَجْلِ ذَلِكَ اعْتَبَرْنَا فِي اعْتِبَارِ أَرْطَالِ الشَّامِ بِتِسْعَةِ أَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِ وَذَلِكَ خِلَافُ عَادَتِهِمْ وَكَذَلِكَ الْخَبَرُ الَّذِي تَكَلَّمْنَا عَلَيْهِ مِنِ اعْتِبَارِهِمْ بِسِتِّمِائَةِ رِطْلٍ إِنَّمَا ذَلِكَ اعْتِبَارٌ لِعَادَةِ أَهْلِ مَكَّةَ فَهُمْ ع كَانُوا يَعْتَبِرُونَ عَادَةَ سَائِرِ الْبِلَادِ حَسَبَ مَا يُسْأَلُونَ عَنْهُ

اوران احادیث کے ذریعہ (گزشتہ احادیث میں) عراقی رِطل کو ترجیح دینے کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے ان احادیث میں رطل سے مراد مکہ کے رِطل ہوں کیونکہ وہ دو عراقی رِطل کے برابر ہیں (اور یوں مذکورہ تمام روایتیں ایک جیسی ہو جائیں گی اور پیائش کے بھی برابر ہو جائیں گی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معصومین علیہم السلام نے ہر سوال کرنے والے کو اس کے شہر کے رواج کے مطابق جواب دیا ہو کیونکہ ان دو روایتوں میں تو اہل عراق کے رِطل مراد لینا بھی صحیح نہیں ہے اور اہل مدینہ کے رِطل مراد لینا بھی درست نہیں ہے، اس لئے کہ ہمارے کسی بھی بزرگ نے ان احادیث میں یہ (مذکورہ علاقوں کے بیان کردہ مقدار کے مطابق رِطل) معتبر ہی نہیں جانا، پس یہ بالاتفاق متروک ہوں گے۔ البتہ جو لوگ (گزشتہ روایت میں) اہل مدینہ کے رِطل معتبر سمجھتے ہیں اور ان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ احتیاط کے تقاضوں کے مطابق ہے کیونکہ جب ہم اس کو اکثر پر محمول کریں گے تو اقل (کم مقدار) بھی لامحالہ اسی کثیر میں شامل ہو جائے گی تو یہ نظریہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی اعتراض کرنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ خود خلافِ احتیاط ہے کیونکہ انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ پانی کی موجودگی میں صرف وضو کر کے ہی نماز ادا کرے اور موجودہ پانی کی نجاست کا حکم صرف شرعی دلیل ہونے کی صورت میں ہی لگایا جا سکتا ہے۔ اور ہمارے بزرگان میں اس بات میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کہ جب پانی مقرر شدہ مقدار سے کم ہو جائے تو نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور یہاں پر کوئی ایسی دلیل بھی نہیں پائی جاتی جس میں یہ ہو کہ جب مقررہ مقدار سے پانی زائد ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہو۔ اور جنہوں نے اس لحاظ سے دوسرے نظریے کو ترجیح دی ہے کہ امام نے اپنے رواج اور عرف کے مطابق حکم بیان فرمایا ہے اور امام خود اہل مدینہ سے تھے تو اس بات میں بھی ترجیح نہیں پائی جاتی، کیونکہ

معصومین علیہم السلام سوال کرنے کے رواج اور عرف کے مطابق جواب دیا کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہم نے صاع[1] میں نو(۹) عراقی رطل معتبر قرار دیئے ہیں جبکہ یہ معصومین کی عادت اور رواج کے برخلاف ہے۔ بالکل اسی طرح وہ روایت ہے جس کے متعلق ہم نے گفتگو کی جس میں چھ سو رطل ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ تو یہ چھ سو رطل اہل مکہ کے لحاظ سے معتبر قرار دیئے گئے ہیں کیونکہ معصومین علیہم السلام دیگر شہروں کے رواج کو مدنظر رکھتے تھے جس حساب سے ان سے پوچھا جاتا تھا۔

## باب ۳۔ کثیر پانی کا حکم جب اس کی تین صفات رنگ، بُو یا ذائقہ، میں سے کوئی ایک تبدیل ہو جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَمُرُّ بِالْمَاءِ وَ فِيهِ دَابَّةٌ مَيْتَةٌ قَدْ أَنْتَنَتْ قَالَ إِنْ كَانَ النَّتْنُ الْغَالِبَ عَلَى الْمَاءِ فَلَا يَتَوَضَّأْ وَ لَا يَشْرَبْ[2]

(موثق) ۱۔۱۸۔ مجھے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد کے ذریعہ روایت بیان کی ہے۔ اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جسے راستے میں پانی ملا مگر اس میں مرا ہوا جانور پڑا تھا جو بدبودار ہو چکا تھا تو امامؑ نے فرمایا: "اگر بدبو پانی پر غالب آچکی ہو تو اسے وضو بھی نہیں کرنا چاہیے اور پینا بھی نہیں چاہیے"۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: كُلَّمَا غَلَبَ الْمَاءُ عَلَى رِيحِ الْجِيفَةِ فَتَوَضَّأْ مِنْهُ وَ اشْرَبْ فَإِذَا تَغَيَّرَ الْمَاءُ وَ تَغَيَّرَ الطَّعْمُ فَلَا تَتَوَضَّأْ مِنْهُ وَ لَا تَشْرَبْ[3]



(صحیح) ۲۔۱۹۔ مجھے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید اور عبدالرحمن بن ابی نجران سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے۔ اس نے حریز بن عبداللہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب تک پانی مردار کی بدبو پر غالب رہے تب تک اس سے وضو بھی کر سکتے ہو اور پی بھی سکتے ہو پس جب پانی اور اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے تب نہ اس سے وضو کرو اور نہ اس سے پیو۔"

---

[1] صاع عربی وزن ہے جو آٹھ رطل کے برابر یعنی دو سیر چودہ چھٹانک چار تولہ کے برابر ہوتا ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۹

[3] الکافی ج ۳ ص ۴۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۹

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ فِي الْمَاءِ الْآجِنِ تَتَوَضَّأُ مِنْهُ إِلَّا أَنْ تَجِدَ مَاءً غَيْرَهُ.[1]

(صحیح) ۳۰۔۲۔ مگر وہ روایت جسے محمد بن یعقوب نے نقل کی ہے علی ابن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپؑ نے آجن[2] (پینے کے قابل تبدیل شدہ) پانی کے بارے میں فرمایا کہ اس سے وضو کر سکتے ہو مگر یہ کہ اس کے علاوہ اور پانی موجود ہو۔ (تو اس صورت میں اسے چھوڑ دو)

فَلَيْسَ يُنَافِي الْخَبَرَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي هَذَا الْخَبَرِ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ أَوْ بِمُجَاوَرَةِ جِسْمٍ طَاهِرٍ لِأَنَّ الْمَحْظُورَ اسْتِعْمَالُهُ هُوَ إِذَا كَانَ مُتَغَيِّراً بِمَا يَحُلُّهُ مِنَ النَّجَاسَةِ وَعَلَى هَذَا الْوَجْهِ لَا تَنَافِيَ بَيْنَ الْأَخْبَارِ

تو یہ حدیث گزشتہ دو حدیثوں سے اس صورت میں اختلاف نہیں رکھتی جب پانی خود بخود تبدیل ہو یا پاک جسم کے قریب ہونے کی وجہ سے تبدیل ہو (تو ظاہر ہے پاک ہے) کیونکہ پانی کے استعمال کی ممانعت اس وقت ہے جب وہ اس کے اندر حل ہونے والی نجاست کی وجہ سے تبدیل ہو۔ تو اس تشریح کے ساتھ احادیث اس پانی کے استعمال میں تنافی اور تضاد نہیں ہوگا۔

## باب ۴: بہتے پانی میں پیشاب کرنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَاءِ الْجَارِي يُبَالُ فِيهِ قَالَ لَا بَأْسَ.[3]

۱۔۲۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے بیان کیا ہے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام[4] سے بہتے پانی کے بارے میں پوچھا جس میں پیشاب کیا گیا ہو تو آپؑ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ مُصْعَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَبُولُ فِي الْمَاءِ الْجَارِي قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ الْمَاءُ جَارِياً.[5]

۲۔۲۲۔ حسین بن سعید نے ابن سنان سے، اس نے عنبسہ بن مصعب سے روایت کی ہے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام

[1] کافی ج ۳ ص ۴۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰
[2] تشریح: آجن الماء سے ہے ضرب اور قعد کے وزن پر وہ پانی جو اصلی حالت سے تبدیل تو ہو چکا ہو مگر پینے کے قابل ہو۔
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶
[4] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مراد ہیں۔
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶

جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو بہتے پانی میں پیشاب کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: "اگر بہتا پانی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔"

عَنْهُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الْجَارِي وَ كُرِهَ أَنْ يَبُولَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ[1]

(صحیح) ۳۔ ۳۳۔ انہی سے، حماد سے، اس نے ربعی سے، اس نے فضیل سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "بہتے پانی میں کسی آدمی کا پیشاب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔"

عَنْهُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا بَأْسَ بِالْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الْجَارِي[2]۔

(کالصحیح) ۴۔ ۳۴۔ انہی سے، حماد سے، حریز سے، اس نے ابن بکیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث بیان کی کہ آپؑ نے فرمایا: "جاری پانی میں پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الرَّيَّانِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ مِسْمَعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع إِنَّهُ ص نَهَى أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الْجَارِي إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ وَ قَالَ إِنَّ لِلْمَاءِ أَهْلاً[3]

(مرسل) ۵۔ ۳۵۔ البتہ وہ روایت جسے محمد بن علی نے نقل کی ہے علی بن محبوب سے، اس نے علی بن ریان سے، اس نے حسن[4] سے، اس نے چند بزرگان سے، انہوں نے مسمع سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "امیر المومنین (حضرت علی علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ رسول کریمؐ نے لوگوں کو جاری پانی میں سوائے شدید ضرورت کے پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے نیز فرمایا ہے کہ پانی کے بھی باسی ہوتے ہیں"۔



فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ دُونَ الْحَظْرِ وَ الْإِيجَابِ

تو اس حدیث کو ہم ایک قسم کی کراہت (ناپسندیدگی) پر محمول کریں گے، قطعی ممنوعیت اور حرام ہونے پر نہیں۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷

[4] تہذیب الاحکام میں راوی کا نام حسین آیا ہے۔

## باب ۵: مضاف پانی کا حکم

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَطَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يَاسِينَ الضَّرِيرِ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ مَعَهُ اللَّبَنُ أَيَتَوَضَّأُ مِنْهُ لِلصَّلَاةِ قَالَ لَا إِنَّمَا هُوَ الْمَاءُ وَ الصَّعِيدُ[1]

(مجہول) ۱۔۲۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جعفر محمد بن علی سے، اس نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے محمد بن یحیی عطار[2] سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے یاسین الضریر سے، اس نے حریز سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا کہ جس کے پاس دودھ ہے تو کیا نماز کیلئے وہ اس سے وضو کر سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ''نہیں اس (وضو) کے لئے صرف پانی اور مٹی ہے''

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطُّوسِيُّ رَحِمَهُ اللهُ هَذَا الْخَبَرُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَا لَا يَتَنَاوَلُهُ اسْمُ الْمَاءِ لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ وَ هُوَ مُطَابِقٌ لِظَاهِرِ الْكِتَابِ وَ الْمُتَقَرِّرِ مِنَ الْأُصُولِ

اس بارے میں شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس چیز پر بھی صرف اکیلا پانی کا نام صادق نہیں آتا اسے وضو کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور یہ ظاہر قرآن اور ثابت شدہ اصول کے مطابق ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَغْتَسِلُ بِمَاءِ الْوَرْدِ وَ يَتَوَضَّأُ بِهِ لِلصَّلَاةِ قَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ[3]

(ضعیف) ۲۔۲۷۔ البتہ وہ روایت جسے محمد بن یعقوب نے نقل کی ہے علی بن محمد سے، اس نے سہل بن زیاد سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے یونس سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایسے شخص کے حکم کے بارے میں پوچھا جو گلاب کے پانی سے غسل بھی کرتا ہے اور نماز کیلئے وضو بھی کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: ''ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔



فَهَذَا خَبَرٌ شَاذٌّ شَدِيدُ الشُّذُوذِ وَ إِنْ تَكَرَّرَ فِي الْكُتُبِ فَإِنَّمَا أَصْلُهُ يُونُسُ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع وَ لَمْ يَرْوِهِ غَيْرُهُ وَ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْعِصَابَةُ عَلَى تَرْكِ الْعَمَلِ بِظَاهِرِهِ وَ مَا يَكُونُ هَذَا حُكْمُهُ لَا يُعْمَلُ بِهِ وَ لَوْ ثَبَتَ لَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْوُضُوءِ فِي الْخَبَرِ التَّحْسِينَ وَ قَدْ بَيَّنَّا فِي كِتَابِنَا تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ الْكَلَامَ عَلَى ذَلِكَ وَ أَنَّ ذَلِكَ يُسَمَّى وُضُوءاً فِي اللُّغَةِ وَ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ مَاءِ الْوَرْدِ يَتَوَضَّأُ بِهِ لِلصَّلَاةِ وَ يَغْتَسِلُ بِهِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يُنَافِي مَا

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۸

[2] ایک نسخہ میں یہ لفظ اضافی آیا ہے۔

[3] کافی ج ۳ ص ۷۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۱

قُلْنَا لِأَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَسْتَعْمِلَ لِلتَّحْسِينِ وَ مَعَ ذَلِكَ يَقْصِدُ بِهِ الدُّخُولَ فِي الصَّلَاةِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ مَتَى اسْتَعْمَلَ الرَّائِحَةَ الطَّيِّبَةَ لِلدُّخُولِ فِي الصَّلَاةِ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ يَقْصِدَ بِهِ التَّطَيُّبَ وَ التَّلَذُّذَ حَسْبُ دُونَ وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى وَ يَكُونُ قَوْلُهُ يَغْتَسِلُ بِهِ يَكُونُ الْمَعْنَى فِيهِ رَفْعَ الْحَظْرِ عَنِ اسْتِعْمَالِهِ فِي الْغُسْلِ وَ نَفْيَ السَّرَفِ عَنْهُ وَ إِنْ كَانَ لَا يَجُوزُ بِهِ اسْتِبَاحَةُ الصَّلَاةِ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ مَاءُ الْوَرْدِ الَّذِي وَقَعَ فِيهِ الْوَرْدُ لِأَنَّ ذَلِكَ يُسَمَّى مَاءَ وَرْدٍ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ مُعْتَصَراً مِنْهُ لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ جَاوَرَ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يُكْسِبُهُ اسْمَ الْإِضَافَةِ وَ إِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهِ الْمُجَاوَرَةَ كَمَا يَقُولُونَ مَاءُ الْحُبِّ وَ مَاءُ الْبِئْرِ وَ مَاءُ الْمَصْنَعِ وَ مَاءُ الْقِرَبِ وَ كُلُّ ذَلِكَ إِضَافَةُ مُجَاوَرَةٍ وَ فِي ذَلِكَ إِسْقَاطُ التَّعَلُّقِ بِالْخَبَرِ۔

تو یہ حدیث نہایت ہی شاذ [1] ہے اگرچہ کہ کتابوں میں اس کا تکرار بھی ہوا ہے کیونکہ دراصل اسے یونس نے امامؑ سے نقل کیا ہے اور اس کے علاوہ کسی اور نے نقل نہیں کیا اور ہمارے بزرگ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل نہ کیا جائے۔ اور جس حدیث کی یہ صورتحال ہو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر وہ ثابت بھی ہو تو بھی یہ احتمال پایا جائے گا کہ یہاں وضو سے مراد خوبصورتی ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں یہ واضح کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ لغت میں خوبصورت بنانے کو وضوء بھی کہتے ہیں۔ اور یہاں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث میں ہے کہ راوی نے امامؑ سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا کہ وہ گلاب کے پانی سے نماز کیلئے وضو اور غسل کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے بیان سے اختلاف نہیں رکھتا اس لئے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عرق گلاب کو خوبصورتی کیلئے استعمال کرے اور ساتھ ہی وہ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو اور جب اس نظریئے کے ساتھ وہ خوشبو استعمال کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز شروع کرے گا تو یہ نیت اس نیت سے بہتر ہوگی کہ عرق گلاب کو صرف خوبصورتی اور لذت اٹھانے کیلئے استعمال کرے جس میں ذات خدا شامل نہ ہو۔ اور یہ کہنا کہ وہ غسل کیلئے استعمال کرتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس کے ذریعے سے غسل میں پانی کے استعمال میں رکاوٹ بننے والی چیزوں اور جراثیم کو دور کرتا ہے جبکہ نماز کو مباح کرنے کیلئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ حدیث میں ماء الورد (گلاب کے پانی) سے مراد وہ پانی ہو جس میں گلاب پڑا ہوا ہو کیونکہ ایسے پانی کو بھی گلاب کا پانی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ گلاب کا عرق نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ہر وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے ساتھ ہو تو وہ بھی اس نسبت اور مجاورت کی وجہ سے اسی چیز کا نام لے لیتی ہے حالانکہ اس نام سے مراد اس چیز کے ساتھ اس کی قربت ہوتی ہے جس طرح کہ وہ کہتے ہیں: ماء الحب (مٹکے کا پانی)، ماء البئر (کنویں کا پانی)، ماء المصنع [2] (مصنوعی تالاب، حوض کا پانی) اور ماء القرب (مشکیزے کا پانی) اور یہ سارے کے سارے اضافت بالمجاورت کی قسم سے ہیں۔ اور اس بیان سے روایت کے ساتھ اس مضاف پانی کے ساتھ وضو کا تعلق ختم ہو جائے گا۔

---

[1] کہا گیا ہے کہ شاید اس لفظ شاذ سے مراد اس کا ظاہری معنی ہے۔ ورنہ اس حدیث کی ایسی تاویل ممکن ہے جس سے دیگر احادیث کے ساتھ اس کا اختلاف دور ہو سکے۔ علی اکبر غفاری

[2] مصنع سے مراد تالاب کی طرح وہ چیز ہے جسے پانی جمع کرنے کے لئے بنائی جائے۔

# باب۶: کھجور کی نبیذ (شراب) کے ساتھ وضو

قَدْ بَيَّنَّا فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ أَنَّ النَّبِيذَ الْمُسْكِرَ حُكْمُهُ حُكْمُ الْخَمْرِ فِي نَجَاسَتِهِ وَ حَظْرِ اسْتِعْمَالِهِ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَ مُشَارَكَتِهِ لَهَا فِي جَمِيعِ أَحْكَامِهَا فَلِذَلِكَ لَمْ نُكَرِّرْ هَاهُنَا الْأَخْبَارَ فِي هَذَا الْمَعْنَى

کتاب " تہذیب الاحکام "میں اس بات پر مکمل بحث و گفتگو ہو چکی ہے کہ نشہ آور نبیذ کا حکم نجاست کے لحاظ سے شراب کے حکم کی طرح ہے اور تمام چیزوں میں اس کا استعمال ممنوع ہے اور یہ تمام احکام میں شراب کی طرح ہے۔ اسی لیے اس مطلب کی کسی بھی حدیث کا یہاں پر تکرار نہیں کریں گے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ بَعْضِ الصَّادِقِينَ قَالَ: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى اللَّبَنِ فَلَا يَتَوَضَّأْ بِهِ إِنَّمَا هُوَ الْمَاءُ أَوِ التَّيَمُّمُ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْمَاءِ وَ كَانَ نَبِيذاً فَإِنِّي سَمِعْتُ حَرِيزاً يَذْكُرُ فِي حَدِيثٍ أَنَّ النَّبِيَّ ص قَدْ تَوَضَّأَ بِنَبِيذٍ وَ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْمَاءِ[1]

( صحیح )۱-۲۸۔ البتہ وہ حدیث جسے محمد بن علی بن محبوب نے نقل کی ہے عباس سے اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے اس نے صادقین میں سے کسی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "اگر کسی شخص کے پاس پانی نہ ہو مگر اس کے پاس دودھ ہو تو اسے دودھ سے وضو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وضو یا تو پانی سے ہوگا یا پھر تیمم ہوگا۔ اور اگر پانی نہ ہو لیکن اس کے پاس نبیذ ہو تو میں نے حریز[2] سے سنا ہے کہ وہ ایک حدیث میں بیان کر رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نبیذ سے وضو کیا تھا کیونکہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔"

فَأَوَّلُ مَا فِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُغِيرَةِ قَالَ عَنْ بَعْضِ الصَّادِقِينَ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَنْ أَسْنَدَهُ إِلَيْهِ غَيْرَ إِمَامٍ وَ إِنِ اعْتَقَدَ فِيهِ أَنَّهُ صَادِقٌ عَلَى الظَّاهِرِ فَلَا يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ وَ الثَّانِي أَنَّهُ أَجْمَعَتِ الْعِصَابَةُ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِالنَّبِيذِ فَيَسْقُطُ أَيْضاً الِاحْتِجَاجُ بِهِ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَ لَوْ سَلِمَ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ لَجَازَ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي قَدْ طُرِحَ فِيهِ تَمْرٌ قَلِيلٌ لِيَطِيبَ طَعْمُهُ وَ تَنْكَسِرَ مُلُوحَتُهُ وَ مَرَارَتُهُ وَ إِنْ لَمْ يَبْلُغْ حَدّاً يَسْلُبُهُ اسْمَ الْمَاءِ بِالْإِطْلَاقِ لِأَنَّ النَّبِيذَ فِي اللُّغَةِ هُوَ مَا يُنْبَذُ فِيهِ الشَّيْءُ وَ الْمَاءُ إِذَا طُرِحَ فِيهِ قَلِيلُ تَمْرٍ يُسَمَّى نَبِيذاً وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّأْوِيلِ مَا

تو اس حدیث سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ عبد اللہ بن مغیرہ نے بعض صادقین سے اسے نقل کیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۲

[2] صاحب المدارک لکھتے ہیں کہ اس راوی کا یہ قول میں نے حریز سے سنا ہے۔۔۔۔ یہ خود گویا اس بات پر صریح ہے کہ یہ بعض الصادقین راوی امام نہیں ہے اس لیے کہ واضح سی بات ہے کہ امام کبھی حریز سے روایت نقل نہیں کر سکتے۔ (بلکہ امام کسی بھی راوی سے روایت نقل نہیں کرتے)۔ علی اکبر غفاری کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن مغیرہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے صحابی ہیں اور بظاہر بعض صادقین سے مراد بھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہی ہیں اور راوی کا جمع کے ساتھ بعض صادقین کے الفاظ کا استعمال بطور تقیہ ہوگا۔ ہاں البتہ جس اصلی نسخہ کے ساتھ اس نسخہ کا موازنہ کیا گیا ہے اس میں لفظ علیہما السلام آیا ہے۔ (جو تثنیہ یعنی دو کو بیان کرتا ہے جمع یعنی دو سے زیادہ کو نہیں اس بنا پر لفظ صادقین جمع نہیں ہوگا بلکہ صادقین تثنیہ ہوگا)۔

کہ اس نے حدیث کی جس کی طرف اسناد (منسوب کیا ہے) دی ہے وہ غیر معصوم ہو اگرچہ کہ وہ اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو کہ بظاہر وہ نہایت سچا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ناقابل عمل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بزرگان نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ نبیذ سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی اس حدیث سے دلیل پیش کرنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ یہ حجت سے ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر ان تمام اعتراضات کے باوجود اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں نبیذ کو اس پانی پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے جس میں تھوڑی سے مقدار میں کھجور ڈال دی گئی ہو تا کہ اس کا ذائقہ بہتر ہو اور کھارا پن اور کڑواہٹ دور ہو البتہ اتنی حد تک بھی نہ پہنچی ہو کہ مطلق پانی کے زمرے سے نکل جائے۔ اس لئے کہ لغت کے لحاظ سے نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز ڈالی جائے۔ اور پانی میں جب تھوڑی سی کھجور ڈال دی جائے تو اسے بھی نبیذ کہتے ہیں۔ اور مندرجہ ذیل حدیث اسی تاویل پر دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنَا بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ وَعِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْخَيَّاطِ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ الْكَلْبِيِّ النَّسَّابَةِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ النَّبِيذِ فَقَالَ حَلَالٌ فَقَالَ إِنَّا نَنْبِذُهُ فَنَطْرَحُ فِيهِ الْعَكَرَ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَقَالَ شَهْ شَهْ تِلْكَ الْخَمْرَةُ الْمُنْتِنَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَيَّ نَبِيذٍ تَعْنِي قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ شَكَوْا إِلَى رَسُولِ اللهِ ص تَغَيُّرَ الْمَاءِ وَفَسَادَ طَبَائِعِهِمْ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْبِذُوا فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْمُرُ خَادِمَهُ أَنْ يَنْبِذَ لَهُ فَيَعْمِدُ إِلَى كَفٍّ مِنْ تَمْرٍ فَيَقْذِفُ بِهِ فِي الشَّنِّ فَمِنْهُ شُرْبُهُ وَمِنْهُ طَهُورُهُ فَقُلْتُ فَكَمْ كَانَ عَدَدُ التَّمْرِ الَّذِي فِي الْكَفِّ فَقَالَ مَا حَمَلَ الْكَفُّ قُلْتُ وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ رُبَّمَا كَانَتْ وَاحِدَةً وَرُبَّمَا كَانَتِ اثْنَتَيْنِ فَقُلْتُ وَكَمْ كَانَ يَسَعُ الشَّنُّ فَقَالَ مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ إِلَى فَوْقِ ذَلِكَ فَقُلْتُ بِأَيِّ أَرْطَالٍ قَالَ أَرْطَالِ مِكْيَالِ الْعِرَاقِ[1]



(ضعیف) ۲-۲۹۔ ہمیں شیخ رحمہ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد قولویہ سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے حسین بن محمد سے، اس نے معلی بن محمد اور ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، ان سب نے محمد بن علی ہمدانی سے، اس نے علی بن عبد اللہ خیاط سے، اس نے سماعہ بن مہران سے، اس نے کلبی نسابہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نبیذ کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا کہ حلال ہے پھر راوی نے کہا: ''ہم بھی کھجور ڈالتے ہیں اور اس میں گمی (کا مجون یا تلچھٹ) بھی ڈالتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی''۔ تب آپؑ نے فرمایا: ''بس بس وہ تو بدبودار شراب ہے''۔ تو پھر (بقول راوی) میں نے پوچھا: ''میں آپ پر قربان جاؤں تو آپ کونسی نبیذ مراد لے رہے ہیں؟''۔ تب آپؑ نے فرمایا: ''ایک مرتبہ مدینہ والوں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پانی کے تبدیل ہونے اور اس وجہ سے ان کی طبیعتوں کے خراب ہونے کی شکایت کی تو آپؐ نے انہیں نبیذ بنانے کا حکم دیا تو ہر آدمی جب اپنے نوکر کو نبیذ بنانے کا کہتا تو وہ مٹھی بھر کر کھجور لے کر مشک (یا مٹکے) میں ڈال دیتا تو اسی سے پیتے بھی تھے اور اسی سے طہارت بھی کرتے تھے (راوی کا کہنا ہے کہ)۔ پس راوی نے پوچھا: ''مٹھی میں کتنی کھجوریں

---

[1] الکافی ج ۶ ص ۴۱۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

ہوا کرتی تھیں؟"۔ تو فرمایا: "جتنی مٹی میں آتی تھیں"۔ میں نے پوچھا: "ایک یا دو"۔ تو فرمایا: "بسا اوقات ایک ہوتی تھی اور بسا اوقات دو ہوا کرتی تھیں"۔ پھر میں نے پوچھا: "اس مٹکے کی وسعت کتنی ہوتی تھی؟"۔ تو آپؑ نے فرمایا: "چالیس رطل سے اسی بلکہ اس سے بھی زیادہ تک"۔ (راوی کہتا ہے کہ) پھر میں نے پوچھا: "کس علاقے کے رطل؟"۔ تو آپؑ نے فرمایا: "عراقی پیمانے کا رطل ہوتے تھے"۔

## باب ۷: حائضہ عورت اور مجنب کے وضو سے بچنے والے پانی کا استعمال اور ان لوگوں کا جوٹھا

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِ الْحَائِضِ قَالَ إِذَا كَانَتْ مَأْمُونَةً فَلَا بَأْسَ[1]

(موثق) ۱۔۳۰۰۔ حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے محمد بن ابو حمزہ سے، اس نے علی بن یقطین سے، اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو حیض والی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: "اگر وہ طہارت اور نجاست کا خیال رکھنے والی اور بچنے والی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عِيصِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ سُؤْرِ الْحَائِضِ قَالَ تَوَضَّأْ بِهِ وَ تَوَضَّأْ مِنْ سُؤْرِ الْجُنُبِ إِذَا كَانَتْ مَأْمُونَةً وَ تَغْسِلُ يَدَهَا قَبْلَ أَنْ تُدْخِلَهَا الْإِنَاءَ وَ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَغْتَسِلُ هُوَ وَ عَائِشَةُ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَ يَغْتَسِلَانِ جَمِيعاً[2]

(موثق) ۲۔۳۰۱۔ انہی اسناد کے ساتھ روایت نقل کی ہے علی بن حسن سے، اس نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے عیص بن قاسم سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حائضہ عورت کے جوٹھے کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے وضو کر سکتے ہو اور جنب کے جوٹھے سے بھی وضو کر سکتے ہو جب وہ نجاست کا خیال رکھ کر اس سے بچنے والی ہو اور برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھ دھونے والی ہو۔ رسول کریم بھی عائشہ کے ساتھ ایک ہی برتن میں اکٹھے غسل کیا کرتے تھے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ مُصْعَبٍ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۵

[2] کافی ج ۱ ص ۱۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۳۔ ان نسخوں میں اسی طرح ہے جبکہ علامہ کلینیؒ نے کافی باب الوضوء من سؤر الحائض کی حدیث نمبر ۲ میں ایسی حدیث درج کی ہے مگر اس میں آیا ہے "و سألته عن سؤر الحائض فقال لا توضأ منه و توضأ من سؤر الجنب۔۔۔" (راوی نے کہا کہ میں نے امامؑ سے حائضہ کے جوٹھے کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: "اس کے جوٹھے سے وضو مت کرو البتہ جنب کے جوٹھے سے وضو کر سکتے ہو۔۔۔" پھر آخر تک حدیث جاتی ہے)۔ یہی ٹھیک لگتا ہے جس کی تائید باقی احادیث بھی کرتی ہیں۔ علی اکبر غفاری۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سُؤْرُ الْحَائِضِ يُشْرَبُ مِنْهُ وَلَا يُتَوَضَّأُ[1]

(ضعیف) ۳-۳۲۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے علی بن حسن نے ایوب بن نوح سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے عنبسہ بن مصعب سے اور اس نے نقل کیا ہے کہ ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "حائضہ عورت کا جوٹھا پیا تو جاسکتا ہے لیکن اس سے وضو نہیں کیا جا سکتا۔"

وَعَنْهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الْحَائِضِ يُشْرَبُ مِنْ سُؤْرِهَا وَلَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ[2]

(حسن) ۴-۳۳۔ اسی سے، اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے حسین بن ابو العلاء سے، اس نے ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حائضہ عورت کے بارے فرمایا: "اس کے جوٹھے سے پیا تو جاسکتا ہے جبکہ اس سے وضو نہیں کیا جاسکتا"۔

عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ هَلْ يُتَوَضَّأُ مِنْ فَضْلِ وَضُوءِ الْحَائِضِ قَالَ لَا[3]

(موثق) ۵-۳۴۔ اسی سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب بن سالم احمر سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حائضہ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "نہیں۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ مَا فَصَّلَ فِي الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ وَهُوَ أَنَّهُ إِذَا لَمْ تَكُنِ الْمَرْأَةُ مَأْمُونَةً فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّوَضِّي بِسُؤْرِهَا وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهَا ضَرْباً مِنَ الِاسْتِحْبَابِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا

توان روایتوں کی صورت حال وہی تفصیل ہے جو گزشتہ پہلی حدیثوں میں کی گئی ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی عورت نجاست سے بچنے کی پرواہ کرنے والی نہ ہو تو اس کے جوٹھے سے وضو کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ پابندی مستحب کے طور پر ہو۔ اور اسی کی طرف مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ حَجَّاجٍ الْخَشَّابِ عَنْ أَبِي هِلَالٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع الْمَرْأَةُ الطَّامِثُ أَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ شَرَابِهَا وَلَا أُحِبُّ أَنْ أَتَوَضَّأَ مِنْهُ"

[1] کافی ج ۳ ص ۱۰، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۵

[2] کافی ج ۳ ص ۱۱، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۵

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۵

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۶

(مجہول)۶_۳۵۔یہ حدیث مجھے نقل کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے،اس نے علی بن حسن بن فضال سے اس نے عباس بن عامر سے،اس نے حجاج الخشاب سے،اس نے ابوہلال سے اور اس کا کہنا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "حائضہ عورت کے جوٹھے پانی کو پی تو سکتا ہوں مگر اس سے وضو کرنا پسند نہیں کرتا"۔

## باب۸: کافروں کے جوٹھے کا استعمال

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ سَعِيدٍ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنْ سُؤْرِ الْيَهُودِيِّ وَ النَّصْرَانِيِّ فَقَالَ لَا۔

(حسن)۱_۳۶۔مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اور انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث نقل کی ہے جعفر بن محمد بن قولویہ نے محمد بن یعقوب سے،اس نے علی ابن ابراہیم سے،اس نے اپنے والد سے،اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے اس نے سعید اعرج[2] سے،اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی اور نصرانی کے جوٹھے کے استعمال (کے جائز ہونے) کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: "نہیں۔"

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنِ الْوَشَّاءِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّهُ كَرِهَ سُؤْرَ وَلَدِ الزِّنَا وَ الْيَهُودِيِّ وَ النَّصْرَانِيِّ وَ الْمُشْرِكِ وَ كُلِّ مَنْ خَالَفَ الْإِسْلَامَ وَ كَانَ أَشَدَّ ذَلِكَ عِنْدَهُ سُؤْرُ النَّاصِبِ[3]

(مرسل)۲_۳۷۔انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے،اس نے احمد بن ادریس سے،اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے،اس نے ایوب بن نوح سے،اس نے الوشاء[4] سے،اس نے اسے حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ولدالزنا،یہودی،نصرانی،مشرک اور ہر اسلام مخالف کا جوٹھا مکروہ ہے"۔ اور آپؑ کے نزدیک ناصبی[5] کا جوٹھا سب سے زیادہ مکروہ تھا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۵

[2] سعید الاعرج وہی حجاج بن رفاعہ کوفی خشاب ہے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے احادیث روایت کی ہیں۔ ثقہ اور موثق آدمی ہے لیکن اس کا بزرگ ابوہلال مجہول ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

[4] بظاہر وشاء بن عبداللہ یا وشاء بن عبدالرحمن اعرج ہے جو ثقہ ہے۔

[5] ناصبی یعنی دشمن اہل بیت علیہم السلام یا دشمن علی علیہ السلام۔ اور روایت جس طرح اس کے جوٹھے کے حرام نہ ہونے میں صریح نہیں ہے۔

مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ هَلْ يَتَوَضَّأُ مِنْ كُوزٍ أَوْ إِنَاءِ غَيْرِهِ إِذَا شَرِبَ فِيهِ عَلَى أَنَّهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ الَّذِي يَشْرَبُ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ[1]

(موثق) ۳-۳۸ البتہ وہ روایت جسے نقل کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمر بن سعد مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے اور اس نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا کسی ایسی صراحی یا برتن کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے جس سے کوئی پی گیا ہو اور پینے والا بھی یہودی ہو؟" تو آپ نے فرمایا: "ہاں۔" پھر (راوی نے کہا کہ) میں نے پوچھا: "کیا اسی پانی سے جس سے وہ پی گیا ہے؟"۔ تو پھر بھی آپ نے فرمایا: "ہاں"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى مَنْ يَظُنُّ أَنَّهُ كَافِرٌ وَ لَا يُعْرَفُ عَلَى التَّحْقِيقِ فَإِنَّهُ لَا يُحْكَمُ لَهُ بِالنَّجَاسَةِ إِلَّا مَعَ الْعِلْمِ بِحَالِهِ وَ لَا يُعْمَلُ فِيهِ عَلَى غَلَبَةِ الظَّنِّ أَوْ يُحْمَلَ عَلَى مَنْ كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِاسْتِعْمَالِ سُؤْرِهِ وَ يَكُونُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ زَائِلًا عَنْهُ۔

تو اس میں اجتماع کی یہ صورت بنتی ہے کہ ہم اس حدیث کو اس شخص پر محمول کریں کہ جس کے متعلق گمان ہو کہ وہ کافر ہے لیکن پختہ یقین نہ ہو، کیونکہ جب تک اس کی حالت کا علم نہ ہو تب تک اس کی نجاست کا حکم لاگو نہیں کیا جا سکتا اور اس بارے میں گمان غالب پر بھی عمل نہیں کیا جائے گا یا اس بات پر محمول کیا جائے کہ اس یہودی سے مراد وہ شخص ہے جو پہلے یہودی ہو پھر مسلمان ہو گیا تو اس صورت میں اس کا جوٹھا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نجاست کا حکم اس سے زائل (ختم) ہو جاتا ہے۔[2]

## باب ۹: پانی کا حکم جب اس میں کتا منہ مار گیا ہو

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْكَلْبِ يَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ قَالَ اغْسِلِ الْإِنَاءَ وَ عَنِ السِّنَّوْرِ قَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْ فَضْلِهَا إِنَّمَا هِيَ مِنَ السِّبَاعِ[3]

(صحیح) ۱-۳۹۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان

[1] اس حدیث میں بظاہر ایسے مسلمان کی صراحی سے پانی پینے کے متعلق سوال پوچھا گیا ہے جو پہلے یہودی رہا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور یہ اس وجہ سے ہے کہ برتن انسان کی تبعیت میں ہیں۔ لیکن عمار ساباطی کے ثقہ اور عادل ہونے کے باوجود اس سے مروی احادیث غیر ثابتہ ہوتی ہیں۔ غفاری

[2] البتہ دونوں صورتیں محض دل کو تسلی دینے والی ہیں البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ وہ یہودی مشرک نہ ہو اس لیے کہ یہودی اہل کتاب ہیں اور اہل کتاب پاک ہیں جب تک مشرک نہ ہوں۔ مترجم

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۸

سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حریز سے[1] اس نے محمد بن مسلم سے، اس نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کتا برتن سے پانی پی گیا ہو تو (کیا حکم ہے؟)"۔ آپؑ نے فرمایا: "برتن کو دھو"۔ پھر جنگلی بلے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "اس کے بچے کھچے جوٹھے سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ بھی درندوں میں سے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنِ الْفَضْلِ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ فَضْلِ الْهِرَّةِ وَ الشَّاةِ وَ الْبَقَرَةِ وَ الْإِبِلِ وَ الْحِمَارِ وَ الْخَيْلِ وَ الْبِغَالِ وَ الْوَحْشِ وَ السِّبَاعِ فَلَمْ أَتْرُكْ شَيْئاً إِلَّا وَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الْكَلْبِ فَقَالَ رِجْسٌ نَجِسٌ لَا تَتَوَضَّأْ بِفَضْلِهِ وَ اصْبُبْ ذَلِكَ الْمَاءَ وَ اغْسِلْهُ بِالتُّرَابِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ بِالْمَاءِ[2]

(صحیح) ۲-۳۰ انہی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے فضل ابو العباس سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بلی، بکری، گائے، اونٹ، گدھا، گھوڑا، خچر، جنگلی جانور اور درندوں کے جوٹھے کے متعلق پوچھا اور کوئی بھی چیز نہیں چھوڑی بلکہ ہر چیز کے جوٹھے کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں"۔ یہاں تک کہ جب کتے کے متعلق پوچھا تو فرمایا: "پلید ہے، نجس ہے۔ اس کے جوٹھے سے وضو مت کرو بلکہ اس پانی کو بہا دو اور برتن کو بھی پہلے مٹی سے مانجھو پھر پانی سے دھوو۔"

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَأَلَ عُذَافِرٌ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع وَ أَنَا عِنْدَهُ عَنْ سُؤْرِ السِّنَّوْرِ وَ الشَّاةِ وَ الْبَقَرِ وَ الْبَعِيرِ وَ الْحِمَارِ وَ الْفَرَسِ وَ الْبِغَالِ وَ السِّبَاعِ يُشْرَبُ مِنْهُ أَوْ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ فَقَالَ نَعَمْ اشْرَبْ مِنْهُ وَ تَوَضَّأْ قَالَ قُلْتُ لَهُ الْكَلْبُ قَالَ لَا قُلْتُ أَلَيْسَ هُوَ سَبُعٌ قَالَ لَا وَ اللَّهِ إِنَّهُ نَجِسٌ لَا وَ اللَّهِ إِنَّهُ نَجِسٌ۔[3]



(مجہول) ۳-۳۱۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حدیث نقل کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے صفوان سے، اس نے معاویہ بن شریح سے، اور اس نے کہا کہ عذافر نے ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھیڑیے، بکری، گائے، اونٹ، گدھا، گھوڑا، خچر، درندوں کے جوٹھے کے متعلق پوچھا کہ کیا اسے پیا جا سکتا ہے یا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ اس وقت میں بھی ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو امامؑ نے

---

[1] بعض نسخوں میں یہ نہیں ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۸۔ یہاں آخر میں لفظ "مرّتین" (دو مرتبہ) ساقط ہے۔ مصنف کی کتاب الخلاف کے مسائل طہارت کے مسئلہ نمبر ۱۳ میں بھی یہی روایت اس لفظ کے بغیر آئی ہے جبکہ شیخ صدوقؒ کی عبارت میں لفظ کے ساقط ہونے کی گواہی اس طرح دیتی ہے کہ اس میں آیا ہے "مرّة بالتراب و مرّتین بالماء" (ایک مرتبہ مٹی سے اور دو مرتبہ پانی سے) کتاب المعتبر اور المختلف میں بھی یہی حدیث "مرّتین" کے لفظ کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔ لگتا یہی ہے کہ اس کے مصنف نے یہ حدیث کتاب الخلاف سے لی ہے تہذیب الاحکام اور استبصار سے نہیں لی۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۹

فرمایا: "ہاں اس سے پی سکتے ہو اور وضو بھی کر سکتے ہو"۔ راوی نے کہا کہ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ "کتا؟"۔ تو امام نے فرمایا: "نہیں"۔ پوچھا: "تو کیا وہ درندہ نہیں ہے؟"۔ تب فرمایا: "نہیں اللہ کی قسم وہ نجس ہے نہیں خدا کی قسم وہ پلید ہے"۔

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع مِثْلَهُ[1]

(کالصحیح) ۴۔ ۴۲۔ سعد بن عبداللہ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عبداللہ بن بکیر سے، اس نے معاویہ بن میسرہ سے، اور اس نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے بالکل اسی طرح روایت کی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ وَ السِّنَّوْرُ أَوْ شَرِبَ مِنْهُ جَمَلٌ أَوْ دَابَّةٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ أَيُتَوَضَّأُ مِنْهُ أَوْ يُغْتَسَلُ قَالَ نَعَمْ إِلَّا أَنْ تَجِدَ غَيْرَهُ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ وَ السِّنَّوْرُ أَوْ شَرِبَ مِنْهُ جَمَلٌ أَوْ دَابَّةٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ أَيُتَوَضَّأُ مِنْهُ أَوْ يُغْتَسَلُ قَالَ نَعَمْ إِلَّا أَنْ تَجِدَ غَيْرَهُ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ

(ضعیف) ۵۔ ۴۳۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے اور اس نے ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "جس پانی کو کتا یا بلا چاٹ گیا ہو یا اونٹ یا گھوڑا یا کوئی اور جانور پی گیا ہو تو کیا اس پانی سے وضو یا غسل کیا جا سکتا ہے؟"۔ تو آپؑ نے فرمایا: "ہاں۔ مگر یہ کہ اس پانی میں اس کے علاوہ کچھ اور دیکھو تو اس سے پرہیز کرو"

فَلَيْسَ هَذَا الْخَبَرُ مُنَافِياً لِلْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ الْمَاءُ كُرّاً أَوْ أَكْثَرَ مِنْهُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا



تو اس حدیث میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو پچھلی حدیثوں کے منافی ہو۔ کیونکہ اس حدیث کی صورت یوں نکلتی ہے کہ اس حدیث میں پانی کو کُر یا کُر سے زیادہ مقدار میں پانی پر محمول کیا جائے۔ اور اس صورت پر مندرجہ ذیل حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَيْسَ بِفَضْلِ السِّنَّوْرِ بَأْسٌ أَنْ يُتَوَضَّأَ مِنْهُ وَ يُشْرَبَ مِنْهُ وَ لَا يُشْرَبُ مِنْ سُؤْرِ الْكَلْبِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَوْضاً كَبِيراً يُسْتَقَى مِنْهُ

(موثق) ۶۔ ۴۴۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے ابو جعفر احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ بن مہران سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حدیث بیان کی کہ ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "بھیڑیئے کے جوٹھے سے وضو کرنے اور اسے پینے میں کوئی حرج

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۹

نہیں ہے مگر کتے کا جوٹھا پانی نہ پیا جائے مگر یہ کہ وہ بہت بڑا حوض ہو جس سے پانی پیا جاتا ہو"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَاءِ تَبُولُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَ تَلَغُ فِيهِ الْكِلَابُ وَ يَغْتَسِلُ فِيهِ الْجُنُبُ قَالَ إِذَا كَانَ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ[1]

(صحیح) ۷۔۴۵۔ انہی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابو ایوب خزاز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اس نے کہا کہ میں نے امامؑ سے پوچھا جس پانی میں جانور پیشاب کر جاتے ہوں اور کتے چاٹ جاتے ہوں اور جب آدمی غسل کر جاتے ہوں تو کیا اسے استعمال کیا جا سکتا ہے؟" تو فرمایا: "نہیں مگر یہ کہ پانی کُر کی مقدار میں ہو جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی"۔

## باب ۱۰۔ قلیل پانی میں کوئی نجاست پڑ گئی ہو

أَخْبَرَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ أَبِي جِيدٍ الْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْجُنُبِ يَجْعَلُ الرَّكْوَةَ[2] أَوِ التَّوْرَ فَيُدْخِلُ إِصْبَعَهُ فِيهِ قَالَ إِنْ كَانَتْ يَدُهُ قَذِرَةً فَأَهْرِقْهُ وَ إِنْ كَانَ لَمْ يُصِبْهَا قَذَرٌ فَلْيَغْتَسِلْ مِنْهُ هَذَا مِمَّا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ[3]

(ضعیف) ۱۔۴۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو الحسن بن ابو جید قمی نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد اور حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ اس نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی جنابت والا آدمی پانی کا چھاگل یا پیالہ بھرے اور اس میں اپنی انگلی ڈال دے تو کیا ہوگا؟" فرمایا: "اگر اس کے ہاتھ پہ گندگی تھی تو اس کو بہا دو اور اگر پانی کو وہ نہ لگی ہو تو اس سے غسل کر سکتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ما جعل علیکم فی الدین من حرج) اللہ نے دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں رکھی"[4]۔



وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا أَصَابَتِ الرَّجُلَ جَنَابَةٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَلَا بَأْسَ إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَ يَدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْمَنِيِّ[5]

[1] کافی ج ۳ ص ۲، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۲، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۹

[2] رکوۃ کاف کے زبر، زیر اور پیش کے ساتھ چمڑے کا چھوٹا برتن جس میں پانی پیا جاتا ہو اور التور: تا کے فتح اور واو کے سکون کے ساتھ: پیتل یا پتھر سے بنا عربوں کا مشہور برتن جس میں پانی پیا جاتا ہے اور بسا اوقات اسی سے وضو بھی کیا جاتا ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

[4] حج ۷۸

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹

(موثق) ۲۔ ۷ ۳۔ انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ (ابن مہران)[1] سے، اس نے نقل کیا کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب انسان مجنب ہو اور اپنے ہاتھ کو (پانی والے) برتن میں ڈالے تو اگر اس کے ہاتھ پر کوئی منی نہیں لگی ہوئی تو کوئی حرج نہیں ہے"[2]۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ جَرَّةٍ وُجِدَ فِيهَا خُنْفَسَاءُ قَدْ مَاتَ قَالَ أَلْقِهِ وَ تَوَضَّأْ مِنْهُ وَ إِنْ كَانَ عَقْرَباً فَأَرِقِ الْمَاءَ وَ تَوَضَّأْ مِنْ مَاءٍ غَيْرِهِ وَ عَنْ رَجُلٍ مَعَهُ إِنَاءَانِ فِيهِمَا مَاءٌ وَقَعَ فِي أَحَدِهِمَا قَذَرٌ لَا يَدْرِي أَيُّهُمَا هُوَ وَ لَيْسَ يَقْدِرُ عَلَى مَاءٍ غَيْرِهِ قَالَ يُهَرِيقُهُمَا وَ يَتَيَمَّمُ[3]۔

(موثق) ۳۔ ۸ ۳۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد[4] سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کسی مٹکے میں گبریلا مرا ہوا ملے تو کیا کیا جائے؟"۔ آپؑ نے فرمایا: "اسے نکال کر پھینک دو اور اس پانی سے وضو کر لو۔ اور اگر وہ بچھو ہو تو پانی بھی بہا دو اور کسی اور پانی سے وضو کرو"۔ نیز میں نے یہ بھی پوچھا: "اگر کسی آدمی کے پاس دو برتن ہوں جن میں پانی بھرا ہو اور ان میں سے کسی ایک میں گندگی (نجاست) پڑ گئی ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ کونسا برتن ہے اور اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی بھی نہ لے سکتا ہو تو وہ کیا کرے؟"۔ آپؑ نے فرمایا: "دونوں برتنوں کا پانی بہا دے گا اور تیمم کرے"[5]۔

مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَمْرَكِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الدَّجَاجَةِ وَ الْحَمَامَةِ وَ أَشْبَاهِهِمَا تَطَأُ الْعَذِرَةَ ثُمَّ تَدْخُلُ فِي الْمَاءِ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ لِلصَّلَاةِ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَاءُ كَثِيراً قَدْرَ كُرٍّ مِنْ مَاءٍ[6]



---

[1] بعض نسخوں میں اضافی ہے۔

[2] اگر حرج ہونے کو نجاست سے اعم نہ سمجھا جائے تو یہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث قلیل پانی کے نجاست سے متاثر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ (علی اکبر غفاری)

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۴۳

[4] اشعری۔

[5] قدماء کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ ان دونوں برتنوں سے اجتناب واجب ہے جن میں سے ایک پاک برتن دوسرے نجس سے مشتبہ ہو (یعنی دونوں میں سے کوئی ایک یقیناً پاک ہو اور دوسرا یقیناً نجس ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ کونسا پاک ہے اور کونسا نجس ہے، اس لئے دونوں سے اجتناب واجب ہے)۔

[6] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۴۳

(صحیح) ۴-۴۹۔ محمد بن احمد بن یحییٰ [1] نے حدیث نقل کی ہے عمرکی سے اس نے علی بن جعفرؑ سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی مرغی یا کبوتر یا ان جیسا پرندہ پاخانہ کو روند کر پھر پانی میں چلا جائے تو کیا اس پانی سے نماز کے کیلئے وضو کیا جا سکتا ہے؟"۔ آپؑ نے فرمایا: "نہیں، مگر یہ کہ پانی کُر جتنا کثیر ہو"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَاءِ السَّاكِنِ يَكُونُ فِيهِ الْجِيفَةُ أَيَصْلُحُ الِاسْتِنْجَاءُ مِنْهُ فَقَالَ تَوَضَّأْ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ وَلَا تَتَوَضَّأْ مِنْ جَانِبِ الْجِيفَةِ [2]

(ضعیف) ۵-۵۰۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے، اس نے علی بن حمزہ سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے اس ٹھہرے پانی کے بارے میں پوچھا: "جس میں مردار پڑا ہو تو کیا اس سے استنجاء کرنا صحیح ہے؟" تو آپؑ نے فرمایا: "دوسری طرف سے وضو کر لو اور مردار والی طرف سے وضو نہ کرو"۔

عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَمُرُّ بِالْمَيْتَةِ فِي الْمَاءِ فَقَالَ يَتَوَضَّأُ مِنَ النَّاحِيَةِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا الْمَيْتَةُ [3]۔

(موثق) ۶-۵۱۔ اسی سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے، اور اس نے کہا کہ میں نے امامؑ سے پوچھا: "اگر کسی آدمی کا گزر پانی میں پڑے مردار سے ہو تو (کیا حکم ہے؟)" پس آپؑ نے فرمایا: "وہ ایسے حصہ سے وضو کرے جس طرف مردار نہیں ہے"۔

وَعَنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانٍ عَنْ زَكَّارِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع أَكُونُ فِي السَّفَرِ فَآتِي الْمَاءَ النَّقِيعَ وَيَدِي قَذِرَةٌ فَأَغْمِسُهَا فِي الْمَاءِ فَقَالَ لَا بَأْسَ [4]۔

(ضعیف) ۷-۵۲۔ اسی سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابان سے، اس نے زکار بن فرقد سے، اس نے عثمان بن زیاد سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقرؑ سے پوچھا: "میں سفر کے دوران پاک صاف پانی تک پہنچا ہوں جبکہ میرے ہاتھ گندے ہوتے ہیں اور میں وہی ہاتھ اسی پانی میں ڈبو دیتا ہوں (تو کیا حکم ہے؟)" تو آپؑ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔



مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْفُضَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْحِيَاضِ يُبَالُ فِيهَا فَقَالَ لَا بَأْسَ إِذَا غَلَبَ لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنَ الْبَوْلِ [5]

(ضعیف) ۸-۵۳۔ محمد بن علی بن محبوب نے حدیث نقل کی ہے محمد بن عبدالجبار سے، اس نے محمد بن سنان سے، اس نے علاء بن

---

[1] یہاں اور بعد کی احادیث میں بھی اسی طرح مذکور ہے مگر محمد بن احمد بن یحییٰ کا عمرکی سے بلاواسطہ حدیث روایت کرنا بہت ہی بعید ہے۔ (علی اکبر غفاری)

[2] کافی ج ۳ ص ۴۔ من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۲

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۲

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۲ یہاں اور تہذیب میں بھی اسی طرح سلسلہ سند ہے۔ جبکہ صحیح سلسلہ سند یہ ہے "۔۔۔ عن زکار عن (داود) بن فرقد (زکار سے، اس نے داود بن فرقد سے)"

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۰

فضیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: "حوض میں پیشاب کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟"۔ توآپؑ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں جب تک پانی کا رنگ پیشاب کے رنگ پر غالب رہتا ہے[1]"۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْجَمَّالِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ؏ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِي مَا بَيْنَ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَ تَلَغُ فِيهَا الْكِلَابُ وَ تَشْرَبُ مِنْهَا الْحَمِيرُ وَ يَغْتَسِلُ مِنْهَا الْجُنُبُ أَيُتَوَضَّأُ مِنْهَا فَقَالَ: وَ كَمْ قَدْرُ الْمَاءِ قُلْتُ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَ إِلَى الرُّكْبَةِ فَقَالَ تَوَضَّأْ مِنْهُ.[2]

(صحیح) ۹۔ ۵۴۔ احمد بن محمد نے حدیث نقل کی ہے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، اس نے صفوان بن مہران جمال سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: "مکہ سے مدینہ کے درمیان راستے میں تالاب موجود ہیں جن میں درندے بھی آجاتے ہیں، کتے بھی پانی چاٹ جاتے ہیں گدھے بھی اسی سے پانی پی جاتے ہیں اور جنب آدمی بھی اسی سے غسل کرتے ہیں تو کیا اس سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ توآپؑ نے پوچھا: "پانی کی مقدار کتنی ہے؟"۔ میں نے کہا: "آدھی پنڈلی سے گھٹنے تک ہے"۔ توآپؑ نے فرمایا: "اس سے وضو کرلو[3]"۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ؏ إِنَّا نُسَافِرُ فَرُبَّمَا بُلِينَا بِالْغَدِيرِ مِنَ الْمَطَرِ يَكُونُ إِلَى جَانِبِ الْقَرْيَةِ فَتَكُونُ فِيهِ الْعَذِرَةُ وَ يَبُولُ فِيهِ الصَّبِيُّ وَ تَبُولُ فِيهِ الدَّابَّةُ وَ تَرُوثُ فَقَالَ إِنْ عَرَضَ فِي قَلْبِكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَافْعَلْ "هَكَذَا" يَعْنِي افْرِجِ الْمَاءَ بِيَدِكَ ثُمَّ تَوَضَّأْ فَإِنَّ الدِّينَ لَيْسَ بِمُضَيَّقٍ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ۔ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ۔

(موثق) ۱۰۔ ۵۵۔ حسین بن سعید نے حدیث بیان کی ہے فضالہ بن ایوب کے ذریعہ سے، اس نے حسین بن عثمان سے، اس نے سماعہ بن مہران سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "جب ہم سفر میں ہوتے ہیں تو کبھی کبھی راستے میں آبادیوں کے پاس بارش سے بنے تالاب بھی آجاتے ہیں جن میں پاخانہ بھی ہوتا ہے، بچے پیشاب کرجاتے ہیں اور جانور بھی اس میں پیشاب اور لید کرجاتے ہیں تو کیا کریں؟"۔ توآپؑ نے فرمایا: "اگر تمہارے دل میں کچھ کھٹکا ہوتا بھی ہے تو اس طرح کرو یعنی اپنے ہاتھ سے پانی کو تھوڑا صاف کرو پھر وضو کرلو۔ کیونکہ دین تنگی والا نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ما



---

[1] راوی کا اس جملہ "جس حوض میں پیشاب کیا جاتا ہے" سے مراد گویا ان جانوروں کا پیشاب ہے جو اس سے پیتے ہیں جیسے گدھے، گھوڑے، گائے اور اونٹ وغیرہ۔ حرام گوشت جانور اور کتے اور درندے مراد نہیں ہیں اور اس میں یہی مراد لینا بہتر ہے۔

[2] کافی ج ۳ ص ۴، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۷۔

[3] امام علیہ السلام کا پانی کی مقدار کی بابت سوال کرنا ہمیں یہ بتاتا ہے کہ گندگی اور نجاست کا اثر قبول کرنے میں قلیل پانی کا حکم کثیر پانی سے الگ ہے۔ پس امام علیہ السلام نے راوی کو وضو کے جواز کا حکم دیا ہے وہ کثیر پانی کے بارے میں ہے جو صفات کے تبدیل ہونے تک نجاست قبول نہیں کرتا اور جہاں وضو کے جائز نہ ہونے کا حکم دیا ہے وہ قلیل پانی کے ساتھ خاص ہوگا جو نجاست کے سرایت کرنے سے نجس ہوجاتا ہے۔

[4] بعض نسخوں میں "فقل هكذا" کا لفظ آیا ہے۔ جبکہ معنی مقصود ایک ہی ہے۔

جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" (اور دین کے معاملے میں تمہیں کسی مشکل سے دوچار نہیں کیا) (حج/۷۸)

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ كُلِّهَا أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَكْثَرَ مِنْ كُرٍّ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ لَا يَنْجُسُ بِمَا يَقَعُ فِيهِ إِلَّا أَنْ يَتَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَافِهِ حَسَبَ مَا قَدَّمْنَاهُ وَ مَا تَضَمَّنَتْ مِنَ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ الْجِيفَةُ أَوْ بِتَفْرِيجِ الْمَاءِ يَكُونُ مَحْمُولاً عَلَى الِاسْتِحْبَابِ وَ التَّنَزُّهِ لِأَنَّ النَّفْسَ تَعَافُ مُمَاسَّةَ الْمَاءِ الَّذِي تُجَاوِرُهُ الْجِيفَةُ وَ إِنْ كَانَ حُكْمُهُ حُكْمَ الطَّاهِرِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ مِنْ أَنَّ حَدَّ الْمَاءِ الَّذِي لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ مَا يَكُونُ مِقْدَارُهُ مِقْدَارَ كُرٍّ وَ إِذَا نَقَصَ عَنْهُ نَجِسَ بِمَا يَحْصُلُ فِيهِ وَ يَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ بَيَاناً مَا

توان تمام احادیث کی صورت حال یہ ہے کہ ان کو ہم اس صورت پر محمول کریں گے کہ پانی کُر سے زیادہ ہو۔ کیونکہ اگر پانی کُر سے زیادہ ہو تو وہ اس میں پڑنے والی نجاست سے نجس نہیں ہوتا، مگر یہ کہ جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس کی تین صفات میں سے کوئی ایک صفت تبدیل ہو جائے اور جن احادیث میں حکم آیا ہے کہ جس طرف مردار نہ ہو اس طرف سے وضو کرو یا پانی کو ہاتھوں سے صاف کر لو تو ان احادیث کو مستحب اور پاکیزگی پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ انسانی ذہن اس پانی سے کراہت محسوس کرتا ہے جس کے پاس مردار پڑا ہو حالانکہ اس پر پاک پانی کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ ہمارے اس بیان پر دلیل وہ گزشتہ حدیث ہے جس میں ذکر ہوا ہے کہ پانی کی وہ مقدار جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی وہ کُر ہے اور اگر پانی اس سے کم ہو جائے تو نجاست کے پڑنے سے ہی نجس ہو جائے گا۔ نیز مندرجہ ذیل حدیث بھی ہیں۔

رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَعِيدٍ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْجَرَّةِ تَسَعُ مِائَةَ رِطْلٍ يَقَعُ فِيهَا أُوقِيَّةٌ مِنْ دَمٍ أَشْرَبُ مِنْهُ وَ أَتَوَضَّأُ قَالَ لَا[1]

(موثق) ۱۱۔۵۶۔ جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے، عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سعید الاعرج سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "گھڑے میں نوسو رطل (۴۵ سیر) پانی ہے جس میں تھوڑا سا خون پڑ گیا ہے تو کیا میں اس سے پی سکتا ہوں اور وضو کر سکتا ہوں؟"۔ فرمایا: "نہیں"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْعَلَوِيِّ عَنِ الْعَمْرَكِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ رَعَفَ فَامْتَخَطَ فَصَارَ ذَلِكَ الدَّمُ قِطَعاً صِغَاراً فَأَصَابَ إِنَاءَهُ هَلْ يَصْلُحُ الْوُضُوءُ مِنْهُ قَالَ إِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ يَسْتَبِينُ فِي الْمَاءِ فَلَا بَأْسَ وَ إِنْ كَانَ شَيْئاً بَيِّناً فَلَا يَتَوَضَّأْ مِنْهُ[2]"

(مجہول) ۱۲۔۵۷۔ لیکن جو حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن احمد العلوی[3] سے، اس نے عمرکی سے، اس نے علی بن جعفرؑ سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی جس کی نکسیر پھوٹی اور خون چھوٹے چھوٹے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۴۳

[2] کافی ج ۳ ص ۷۴، من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۳، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۷۔

[3] کافی میں سلسلہ سند ہے "محمد بن یحییٰ عن العمرکی" پس یہ سلسلہ سند صحیح تو ہے مگر محمد بن یحییٰ عمرکی سے بلاواسطہ روایت نقل نہیں کرتا۔

لو تھڑوں کی صورت میں (پانی والے) برتن میں گر گیا تو کیا وہ (پانی) وضو کے قابل ہے؟"۔ تو آپ نے فرمایا: "پانی میں کوئی چیز نظر نہیں آرہی تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر واضح نظر آرہی ہے تو اس سے وضو نہیں کیا جاسکتا[1]"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ ذَلِكَ الدَّمُ مِثْلَ رَأْسِ الْإِبْرَةِ الَّتِي لَا تُحَسُّ وَ لَا تُدْرَكُ فَإِنَّ مِثْلَ ذَلِكَ مَعْفُوٌّ عَنْهُ

تو اس حدیث کی تاویل یوں کی جاسکتی ہے کہ خون سوئی کی نوک کے برابر ہو جسے نہ محسوس کیا جاسکتا ہے اور نہ دیکھا جاسکتا ہے کیونکہ اتنا خون کی معافی ہوتی ہے۔

## باب ۱۱۔ چوہا، چھپکلی، سانپ اور بچھو جب پانی میں گر جائیں اور اس سے زندہ نکل آئیں

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَمْرَكِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْعَظَايَةِ[2] وَ الْحَيَّةِ وَ الْوَزَغِ يَقَعُ فِي الْمَاءِ فَلَا يَمُوتُ أَ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ لِلصَّلَاةِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ[3]

(صحیح) ۱۔۵۸۔ مجھے بیان کیا حسین بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اسے اپنے والد سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے عمرکی سے، اس نے علی بن جعفرؑ سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "اگر سانپ یا مینڈک وغیرہ پانی میں گر جائیں مگر نہ مرے ہوں تو کیا اس پانی سے نماز کے لئے وضو کیا جاسکتا ہے؟"۔ تو آپ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔



مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ جَمِيعاً عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ هَارُونَ بْنِ حَمْزَةَ الْغَنَوِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْفَأْرَةِ وَ الْعَقْرَبِ وَ أَشْبَاهِ ذَلِكَ يَقَعُ فِي الْمَاءِ فَيَخْرُجُ حَيّاً هَلْ يُشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ وَ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ قَالَ يُسْكَبُ مِنْهُ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ وَ قَلِيلُهُ وَ كَثِيرُهُ بِمَنْزِلَةٍ

[1] یہ حدیث اس صورت پر محمول ہوگی جب کسی کو یہ معلوم ہو کہ خون برتن کو لگا ہے مگر پانی تک خون کے پہنچنے میں شک ہو اور یہ تفصیل علامہ کلینی کی روایت کردہ اسی حدیث میں دوسرے سوال کے قرینہ سے معلوم ہوتی ہے جس میں راوی کا کہنا ہے کہ پھر میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "اگر حالت وضو میں کسی شخص کی نکسیر پھوٹ جائے اور ایک قطرہ اس کے پانی والے برتن میں ٹپک پڑے تو کیا اس سے وضو کرنا مناسب ہے؟"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "نہیں"۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راوی کا پہلا سوال اس صورت پر محمول ہوگا کہ اسے برتن کو تو خون لگنے کا یقین ہے مگر پانی تک پہنچنے میں شک ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں اسے خون کے پانی تک پہنچنے میں یقین ہے۔

[2] عظایۃ میں عین کو فتحہ اور کسرہ دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔ چھپکلی کی ایک قسم چھوٹا سا ملائم دم دار جانور جو تیزی سے چلتا ہے پھر رک جاتا ہے اس کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں، اسے شحمۃ الارض اور شحمۃ الرمل بھی کہا جاتا ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۹

وَاحِدَةً ثُمَّ يُشْرَبُ مِنْهُ وَيُتَوَضَّأُ مِنْهُ غَيْرَ الْوَزَغِ فَإِنَّهُ لَا يُنْتَفَعُ بِمَا يَقَعُ فِيهِ[1]

(صحیح) ۲۔۵۹۔ محمد بن احمد بن یحیی نے روایت کی ہے محمد بن حسین بن ابی الخطاب اور حسن بن موسیٰ الخشاب سے، دونوں نے یزید بن اسحاق سے، اس نے ہارون بن حمزہ غنوی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چوہے، بچھو اور اس طرح کے دیگر جانوروں کے بارے میں پوچھا کہ وہ پانی میں گر جاتے ہیں پھر زندہ نکل آتے ہیں تو کیا اس پانی سے پیا جا سکتا ہے اور وضو بھی کیا جا سکتا ہے؟۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "اس سے تین مرتبہ پانی نکالا جائے گا اس کا تھوڑا پانی اور زیادہ پانی ایک جیسا (حکم رکھتا) ہے۔[2] پھر اس سے پیا جا سکتا ہے (اور وضو بھی کیا جا سکتا ہے[3]) چھپکلی کے علاوہ کیونکہ جس پانی میں وہ پڑ جائے اسے استعمال نہیں کیا جائے گا۔"

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ مَا تَضَمَّنَ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ حُكْمِ الْوَزَغَةِ وَ الْأَمْرِ بِإِرَاقَةِ مَا يَقَعُ فِيهِ مَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ بِدَلَالَةِ الْخَبَرِ الْمُتَقَدِّمِ وَ لَا يَجُوزُ التَّنَافِي بَيْنَ الْأَخْبَارِ

شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن فرماتے ہیں: "اس حدیث میں چھپکلی کا جو حکم بیان کیا گیا ہے کہ جس پانی میں یہ پڑ جائے اسے بہا دیا جائے اسے گزشتہ حدیث کی دلیل کے مطابق مکروہ ہونے پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ دو حدیثوں میں تنافی جائز نہیں ہے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْيَقْطِينِيِّ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ وَقَعَتْ فَأْرَةٌ فِي خَابِيَةٍ فِيهَا سَمْنٌ أَوْ زَيْتٌ فَمَا تَرَى فِي أَكْلِهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ ع لَا تَأْكُلْهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ الْفَأْرَةُ أَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ أَنْ أَتْرُكَ طَعَامِي مِنْ أَجْلِهَا قَالَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ ع إِنَّكَ لَمْ تَسْتَخِفَّ بِالْفَأْرَةِ إِنَّمَا اسْتَخْفَفْتَ بِدِينِكَ إِنَّ اللهَ حَرَّمَ الْمَيْتَةَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ[4]

(ضعیف) ۳۔۶۰۔ لیکن جو حدیث بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن عیسیٰ یقطینی سے، اس نے نضر بن سوید سے، اس نے عمر بن شمر سے، اس نے جابر سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا: "ایک بڑے مٹکے میں چوہا گر گیا جس میں گھی یا تیل تھا تو اس کے کھانے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟"۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: "اسے مت کھاؤ"۔ تب اس مرد نے آپؑ سے کہا "چوہا میرے نزدیک اس سے زیادہ پست ہے کہ جس کی خاطر میں اپنا کھانا چھوڑ دوں"۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: "تم چوہے کو حقیر نہیں سمجھ رہے بلکہ در حقیقت تم اپنے دین کو حقیر سمجھ رہے ہو۔ اللہ نے ہر جاندار کے مردار کو حرام قرار دیا ہے"۔



فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ إِذَا مَاتَتِ الْفَأْرَةُ فِيهِ لَا يَجُوزُ الِانْتِفَاعُ بِهِ فَأَمَّا إِذَا خَرَجَتْ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳
[2] شاید مراد کنویں کا پانی ہو گا۔ اور تین مرتبہ سے مراد تین ڈول ہوں گے۔
[3] بعض نسخوں میں یہ اضافہ ہے۔
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

حَيَّةٌ كَانَ الْحُكْمُ مَا تَضَمَّنَهُ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ۔

تو یہ حدیث گذشتہ حدیث سے متضاد نہیں ہے کیونکہ اس روایت کی صورتحال یہ ہے کہ اگر چوہا اس تیل والے برتن میں مر گیا ہے تو اسے استعمال کرنا جائز نہیں ہے[1] لیکن اگر اس برتن سے زندہ نکل جائے تو حکم وہی ہوگا جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے اور ذیل کی یہ حدیث بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے۔

مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِي حُبِّ دُهْنٍ فَأُخْرِجَتْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ أَنَبِيعُهُ مِنْ مُسْلِمٍ قَالَ نَعَمْ وَتَدَّهِنُ مِنْهُ"[2]۔

(صحیح) ۴۔ ۶۱۔ جسے بیان کیا ہے علی بن جعفرؒ نے اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے چوہے کے بارے میں پوچھا جو گھی کے برتن میں گرا پھر مرنے سے پہلے باہر نکل گیا تو کیا میں اسے کسی مسلمان کو بیچ سکتا ہوں؟۔ تب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: "جی بالکل بلکہ خود بھی استعمال کر سکتے ہو"

وَلَا يُنَافِي ذَلِكَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيّاً ع سُئِلَ عَنْ قِدْرٍ طُبِخَتْ وَإِذَا فِي الْقِدْرِ فَأْرَةٌ قَالَ يُهَرَاقُ مَرَقُهَا وَيُغْسَلُ اللَّحْمُ وَيُؤْكَلُ"[3]

(ضعیف) ۵۔ ۶۲۔ اس سے وہ حدیث بھی منافات نہیں رکھتی جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے نوفلی سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد گرامی سے کہ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ گوشت کا سالن پکایا گیا تو اس میں چوہا ملا (کیا کیا جائے؟)، تو آپؑ نے فرمایا: "اس کا شوربہ بہا دیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھایا جا سکتا ہے"۔

لِأَنَّ الْمَعْنَى فِي الْخَبَرِ إِذَا مَاتَتْ فِيهِ يَجِبُ إِهْرَاقُ الْقِدْرِ



کیونکہ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ جب چوہا اس کھانے میں گر کر مر جائے تب اس کھانے کو ضائع کر دینا واجب ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ حَيَّةٍ دَخَلَتْ حُبّاً فِيهِ مَاءٌ وَخَرَجَتْ مِنْهُ فَقَالَ إِنْ وَجَدَ مَاءً غَيْرَهُ فَلْيُهَرِقْهُ"[4]۔

(موثق) ۶۔ ۶۳۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، اس نے وہیب بن حفص سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے امامؑ[5] سے ایسے سانپ کے بارے میں پوچھا جو پانی سے بھرے برتن میں داخل ہوا اور پھر نکل گیا

[1] عدم جواز کی عمومیت ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس کا استعمال صرف ان چیزوں میں ناجائز ہوگا جو طہارت کے سلسلے کے ساتھ مشروط ہیں۔

[2] تہذیب الاحکام ج ا ص ۴۴۴

[3] تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۱۰۱

[4] تہذیب الاحکام ج ا ص ۴۳۸

[5] تہذیب الاحکام میں "سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ" ہے یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔

(تو اس کا حکم کیا ہو گا؟) تو امامؑ نے فرمایا: "اگر کوئی اور پانی مل سکتا ہو تو اسے بہا دے (ضائع کر دے)"۔

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ مَعَ وُجُودِ الْمَاءِ الْمُتَيَقَّنِ طَهَارَتُهُ وَلِأَجْلِ هَذَا أَمَرَهُ بِإِرَاقَتِهِ إِنْ وَجَدَ مَاءً غَيْرَهُ وَلَوْ كَانَ نَجِساً لَوَجَبَ إِرَاقَتُهُ عَلَى كُلِّ حَالٍ

تو اس کی صورتحال یہ ہے کہ یقینی پاک پانی کے ہوتے ہوئے اس کے استعمال کو کراہت اور ناپسندیدگی پر محمول کیا جائے گا۔ اسی لیے آپؑ نے اس صورت میں اس پانی کے بہانے کا حکم دیا جب کوئی اور پانی موجود ہو۔ اور اگر وہ پانی نجس ہوتا تو اسے ہر حال میں بہانا واجب ہوتا۔

## باب ۱۲۔ دیگر حلال گوشت اور حرام گوشت جانوروں کا جوٹھا

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنْ مَاءٍ يَشْرَبُ مِنْهُ الْحَمَامُ فَقَالَ كُلُّ مَا أُكِلَ لَحْمُهُ يُتَوَضَّأُ مِنْ سُؤْرِهِ وَيُشْرَبُ وَعَنْ مَاءٍ يَشْرَبُ مِنْهُ بَازٌ أَوْ صَقْرٌ أَوْ عُقَابٌ فَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الطُّيُورِ يُتَوَضَّأُ مِمَّا يَشْرَبُ مِنْهُ إِلَّا أَنْ تَرَى فِي مِنْقَارِهِ دَماً فَإِنْ رَأَيْتَ فِي مِنْقَارِهِ دَماً فَلَا تَتَوَضَّأْ مِنْهُ وَلَا تَشْرَبْ مِنْهُ وَسُئِلَ عَنْ مَاءٍ شَرِبَتْ مِنْهُ الدَّجَاجَةُ فَقَالَ إِنْ كَانَ فِي مِنْقَارِهَا قَذَرٌ لَمْ تَشْرَبْ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ أَنَّ فِي مِنْقَارِهَا قَذَراً تَوَضَّأْ مِنْهُ وَاشْرَبْ[1]

(موثق) ۱۔ ۶۴ ۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبداللہ نے ہمارے چند بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد بن یعقوب سے، اس نے احمد بن ادریس سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن حسن بن علی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: "اگر کسی پانی سے کبوتر پانی پی گیا ہو (تو کیا کریں؟)"۔ فرمایا: "ہر حلال گوشت جانور کے جوٹھے سے وضو بھی کیا جا سکتا ہے اور پیا بھی جا سکتا ہے"۔ پھر پوچھا: "جس پانی سے باز، شکرا یا عقاب پی جائیں پھر؟"۔ فرمایا: "پرندہ جس قسم کا بھی ہو جس پانی سے وہ پی لے اس سے وضو کیا جا سکتا ہے مگر یہ کہ اس کی چونچ میں خون دکھائی دے پس اگر اس کی چونچ میں خون نظر آئے تو اس پانی سے وضو بھی مت کرو اور پینا بھی چھوڑ دو"۔ پھر سوال کیا کہ مرغی پانی پی جائے تو؟ فرمایا: "اگر اس کی چونچ پر گندگی لگی ہو تو وہ پانی مت پیو اور اس سے وضو بھی مت کرو۔ اور اگر اس کی چونچ پر گندگی لگنے کا علم نہ ہو تو اس پانی سے وضو بھی کر سکتے ہو اور پانی پی بھی سکتے ہو"۔

وَهَذَا الْخَبَرُ عَامٌّ فِي جَوَازِ سُؤْرِ كُلِّ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنْ سَائِرِ الْحَيَوَانِ وَأَنَّ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُ سُؤْرِهِ وَقَدْ بَيَّنَّا أَيْضاً فِي كِتَابِنَا تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ مَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ وَاسْتَوْفَيْنَا فِيهِ الْأَخْبَارَ وَمَا يَتَضَمَّنُ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ



[1] کافی ج ۳ ص ۹ ۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۸ ۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۰۱ اور ۲۴۲

جَوَازِ سُؤْرِ طُيُورٍ لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهَا مِثْلِ الْبَازِي وَ الصَّقْرِ إِذَا عَرِيَ مِنْقَارُهُمَا مِنَ الدَّمِ مَخْصُوصٌ مِنْ بَيْنِ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ فِي جَوَازِ اسْتِعْمَالِ سُؤْرِهِ

یہ حدیث دیگر حلال گوشت جانوروں کے جوٹھے کے استعمال کے جائز ہونے اور حرام گوشت جانوروں کے جوٹھے کے استعمال کے ناجائز ہونے کے بارے میں ایک عمومی حدیث ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب "تہذیب الاحکام" میں بھی اسے سے متعلق گفتگو کی ہے اور کافی احادیث بھی ذکر کی ہیں۔ البتہ مذکورہ حدیث میں حرام گوشت پرندوں مثلاً باز، شکرا اور عقاب کی چونچ کے خون سے خالی ہونے کی صورت میں ان کے جائز ہونے کی جو بات ہوئی ہے یہ حرام گوشت پرندوں کے جوٹھے کے استعمال کے جائز ہونے کے بارے میں ان کو خصوصی استثنادی گئی ہے۔

وَ كَذَلِكَ۔ مَا رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ ع كَانَ يَقُولُ لَا بَأْسَ بِسُؤْرِ الْفَأْرَةِ إِذَا شَرِبَتْ مِنَ الْإِنَاءِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْهُ وَ يُتَوَضَّأَ مِنْهُ[1]

(موثق) ۲-۶۵۔ بالکل اسی طرح ہے وہ حدیث بھی جسے بیان کیا ہے اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا: "حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ چوہا کسی برتن سے پانی پی جائے تو اس کے جوٹھے پانی سے پینے اور وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

الْوَجْهُ فِيهِ أَنْ نَخُصَّهُ مِنْ بَيْنِ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ مِنَ الْفَأْرَةِ وَ يَشُقُّ ذَلِكَ عَلَى الْإِنْسَانِ فَعُفِيَ لِأَجْلِ ذَلِكَ عَنْ سُؤْرِهِ

تو اس میں بھی صورتحال یہی ہے کہ حرام گوشت جانوروں سے چوہے کو خاص استثنادی گئی ہے اور وہ اس لیے کہ چوہے سے ہر وقت بچاؤ ممکن نہیں رہتا اور انسان کیلئے یہ بہت مشکل ہے اسی وجہ سے اس کے جوٹھے کی معافی دی گئی ہے۔



## باب ۱۳۔ خون جہندہ نہ رکھنے والے حشرات پانی میں گر کر مر جائیں

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْخُنْفُسَاءِ وَ الذُّبَابِ وَ الْجَرَادِ وَ النَّمْلَةِ وَ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ يَمُوتُ فِي الْبِئْرِ وَ الزَّيْتِ وَ السَّمْنِ وَ شِبْهِهِ قَالَ كُلُّ مَا لَيْسَ لَهُ دَمٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ[2]

(موثق) ۱-۶۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن احمد بن

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۲۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

یحییٰ سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ گبریلا، مکھی، مڈی، چیونٹی اور اس جیسے دیگر حشرات کنویں، تیل یا گھی وغیرہ میں گر کر مر جائیں (تو کیا حکم ہے؟)۔ تو فرمایا: "ہر وہ جانور جس کا خون (اچھل کر) نہیں نکلتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے[1]۔"

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ع قَالَ: لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ إِلَّا مَا كَانَتْ لَهُ نَفْسٌ سَائِلَةٌ[2]۔

(موثق) ۲-۶۷۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے ابو جعفر سے، اس نے حفص بن غیاث سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "پانی کو صرف خون جہندہ رکھنے والے جانور[3] ہی خراب کرتے ہیں۔"

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع كُلُّ شَيْءٍ يَسْقُطُ فِي الْبِئْرِ لَيْسَ لَهُ دَمٌ مِثْلُ الْعَقَارِبِ وَ الْخَنَافِسِ وَ أَشْبَاهِ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ[4]

(ضعیف) ۳-۶۸۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ ابو عبد اللہ[5] نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ہر جاندار جس کا خون (جہندہ) نہ ہو مثلاً بچھو، گبریلا اور اس جیسی چیزیں اگر کنویں میں گر جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْخُنْفُسَاءِ تَقَعُ فِي الْمَاءِ أَيُتَوَضَّأُ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِهِ قُلْتُ فَالْعَقْرَبُ قَالَ أَرِقْهُ[6]



(موثق) ۴-۶۹۔ لیکن جو روایت بیان کی ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "گبریلا پانی میں پڑ جائے تو کیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "جی ہاں کوئی حرج نہیں ہے"۔ پھر پوچھا: "بچھو؟"۔ تو فرمایا "اسے بہا دو۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالْأَمْرِ بِإِرَاقَةِ مَا يَقَعُ فِيهِ الْعَقْرَبُ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْحَظْرِ

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گبریلا، مکھی، مڈی اور چیونٹی جیسے حشرات کا خون تو ہوتا ہے اس لئے حدیث میں خون نہ ہونے سے مراد رگوں سے اچھل کر بہنے والا خون ہے۔

[2] کافی ج ۳ ص ۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۵

[3] مراد خون جہندہ رکھنے والے جانوروں کے بدبودار مردار ہیں۔

[4] کافی ج ۳ ص ۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

[5] مراد مؤلف کے استاد شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

[6] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

الإيجاب

تو اس حدیث میں بچھو کے گرنے کی وجہ پانی کے بہا دینے کے حکم کو مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ (وضو کی) ممانعت اور (گرا دینے کے) وجوب پر محمول نہیں کیا جائے گا۔

وَأَمَّا- مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مِنْهَالٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْعَقْرَبُ تُخْرَجُ مِنَ الْبِئْرِ مَيْتَةً قَالَ اسْتَقِ عَشْرَ دِلَاءٍ قَالَ قُلْتُ فَغَيْرُهَا مِنَ الْجِيَفِ قَالَ الْجِيَفُ كُلُّهَا سَوَاءٌ إِلَّا جِيفَةً قَدْ أُجِيفَتْ فَإِنْ كَانَتْ جِيفَةً قَدْ أُجِيفَتْ فَاسْتَقِ مِنْهَا مِائَةَ دَلْوٍ فَإِنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الرِّيحُ بَعْدَ مِائَةِ دَلْوٍ فَانْزَحْهَا كُلَّهَا[1]

(مجہول) ۵۔۷۰۔ مگر وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن عبدالحمید سے، اس نے یونس بن یعقوب سے، اس نے منہال سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا "بچھو کو کنویں سے مرا ہوا نکالا گیا ہے؟ (تو کیا حکم ہے؟)"۔ فرمایا: "دس ڈول پانی نکالو" پھر پوچھا "باقی مرداروں کا کیا حکم ہے؟"، فرمایا: "تمام مرداروں کا حکم ایک جیسا ہے مگر وہ مردار جو اس میں پھول کر بدبودار ہو گیا ہو پس اگر مردار اس میں پھول کر بدبودار ہو گیا ہو تو پھر کنویں سے سو ڈول نکال لو۔ پھر بھی اگر اس کی بدبو باقی رہے تو تمام پانی نکالو۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَيْضاً ضَرْبٌ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْإِيجَابِ

تو اس حدیث میں ڈول نکالنے کو مستحب عمل پر محمول کیا جائے گا واجب قرار نہیں دیا جائے گا۔

## باب ۱۴۔ استعمال شدہ پانی



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يُتَوَضَّأَ بِالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَقَالَ الْمَاءُ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ الثَّوْبُ أَوْ يَغْتَسِلُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْجَنَابَةِ لَا يَجُوزُ أَنْ يُتَوَضَّأَ مِنْهُ وَأَشْبَاهُهُ وَأَمَّا الَّذِي يَتَوَضَّأُ بِهِ الرَّجُلُ فَيَغْسِلُ بِهِ وَجْهَهُ وَيَدَهُ فِي شَيْءٍ نَظِيفٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَهُ غَيْرُهُ وَيَتَوَضَّأَ بِهِ[2]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۵

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۱۔ نوٹ: اس حدیث کی عبارت کچھ ساقط ہے، اس لئے کہ اس حدیث کی عبارت میں واضح طور پر تناقض پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر استعمال شدہ پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں تو پھر اس سے وضو کرنا جائز کیوں نہیں ہے؟ پس بظاہر عبارت میں تحریف ہوئی ہے۔ اور صحیح عبارت وہی ہے جو جیسے ہمارے بزرگ علامہ تستری نے ذکر فرمایا ہے کہ اس حدیث کی آگے عبارت یوں ہے: "پھر پوچھا گیا کہ کیا ہم استعمال شدہ پانی سے وضو

(ضعیف) ۱۔ ۱۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے احمد بن ہلال سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے فرمایا: "استعمال شدہ پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔" اور فرمایا: "جس پانی سے کپڑے دھوئے گئے ہوں یا انسان نے جنابت کا غسل کیا ہو تو اس سے اور اس جیسے پانی سے وضو وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن جس پاک صاف پانی سے انسان نے وضو کرنے کیلئے اپنا چہرہ اور ہاتھوں کو دھویا ہو تو دوسرے آدمی کیلئے اسے لے کر اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبٌ لِي ثِقَةٌ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَنْتَهِي إِلَى الْمَاءِ الْقَلِيلِ فِي الطَّرِيقِ فَيُرِيدُ أَنْ يَغْتَسِلَ وَ لَيْسَ مَعَهُ إِنَاءٌ وَ الْمَاءُ فِي وَهْدَةٍ فَإِنْ هُوَ اغْتَسَلَ رَجَعَ غُسْلُهُ فِي الْمَاءِ كَيْفَ يَصْنَعُ قَالَ يَنْضِحُ بِكَفٍّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ كَفٍّ مِنْ خَلْفِهِ وَ كَفّاً عَنْ يَمِينِهِ وَ كَفّاً عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ"

(ضعیف) ۲۔ ۱۲۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے اس نے کہا کہ مجھے میرے ایک (قابل اعتماد) ثقہ بزرگ نے بتایا ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی کو راستے میں گڑھے کے اندر قلیل (تھوڑا سا) پانی ملا وہ اس سے غسل کرنا چاہتا تھا مگر اس کے پاس کوئی برتن نہیں تھا اور پانی بھی گہرائی میں ہے۔ اگر وہ وہے اس پانی سے نہاتا ہے تو اس کے غسل کا پانی پھر اسی پانی میں واپس آجاتا ہے تو وہ کیا کرے؟"۔ تو آپؑ نے فرمایا: "وہ ایک چلو پانی اپنے آگے کی طرف، ایک چلو پیچھے کی طرف سے، ایک چلو دائیں طرف سے اور ایک چلو بائیں طرف سے نکالے پھر غسل کرے"۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی کے غسل کرنے کا مطلب پانی کے اندر جا کر غسل کرنا ہے۔ عرض مترجم)



فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْغُسْلِ هَاهُنَا غَيْرَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ مِنَ الْأَغْسَالِ الْمَسْنُونَاتِ لِأَنَّ الَّذِي لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُ مَاءِ الْمُغْتَسِلِ بِهِ إِذَا كَانَ الْغُسْلُ لِلْجَنَابَةِ فَأَمَّا إِذَا كَانَ مَسْنُوناً فَذَلِكَ يَجْرِي مَجْرَى الْوُضُوءِ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هَذَا مُخْتَصّاً بِحَالِ الِاضْطِرَارِ وَ لَا بُدَّ أَيْضاً أَنْ يَكُونَ مُخْتَصّاً بِمَنْ لَيْسَ عَلَى بَدَنِهِ شَيْءٌ مِنَ النَّجَاسَةِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ هُنَاكَ نَجَاسَةٌ لَنَجِسَ الْمَاءُ وَ لَمْ يَجُزِ اسْتِعْمَالُهُ عَلَى حَالٍ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ مَخْصُوصٌ بِحَالِ الِاضْطِرَارِ

تو یہ حدیث پچھلی حدیث سے مخالفت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہاں غسل سے مراد غسل جنابت نہ ہو بلکہ کوئی مسنون غسل ہو کیونکہ جس غسل کے پانی کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے وہ غسل جنابت ہے لیکن اگر کوئی اور مسنون غسل ہو تو اس

کیا جا سکتا ہے؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "جس پانی سے کپڑے دھوئے گئے ہوں یا کسی آدمی نے غسل جنابت کر لیا ہو تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔۔۔ آخر حدیث تک"۔

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

کا حکم وضو جیسا ہو گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم مجبوری کی حالت کے ساتھ خاص ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اس شخص کے ساتھ مخصوص ہو جس کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو کیونکہ اگر اسے کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو پانی بھی نجس ہو جائے گا اور پھر اس کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہوتا اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم مجبوری کی حالت کے ساتھ خاص ہے، ذیل کی یہ حدیث ہے۔

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ وَ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ الْمَاءَ فِي سَاقِيَةٍ أَوْ مُسْتَنْقَعٍ أَ يَغْتَسِلُ بِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَوْ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ لِلصَّلَاةِ إِذَا كَانَ لَا يَجِدُ غَيْرَهُ وَ الْمَاءُ لَا يَبْلُغُ صَاعاً لِلْجَنَابَةِ وَ لَا مُدّاً لِلْوُضُوءِ وَ هُوَ مُتَفَرِّقٌ فَكَيْفَ يَصْنَعُ وَ هُوَ يَتَخَوَّفُ أَنْ يَكُونَ السِّبَاعُ قَدْ شَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَ إِذَا كَانَتْ يَدُهُ نَظِيفَةً فَلْيَأْخُذْ كَفّاً مِنَ الْمَاءِ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ وَ لْيَنْضِحْهُ خَلْفَهُ وَ كَفّاً أَمَامَهُ وَ كَفّاً عَنْ يَمِينِهِ وَ كَفّاً عَنْ شِمَالِهِ فَإِنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَكْفِيَهُ غَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ جِلْدَهُ بِيَدِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهِ وَ إِنْ كَانَ الْوُضُوءُ غَسَلَ وَجْهَهُ وَ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى ذِرَاعَيْهِ وَ رَأْسِهِ وَ رِجْلَيْهِ وَ إِنْ كَانَ الْمَاءُ مُتَفَرِّقاً وَ قَدَرَ أَنْ يَجْمَعَهُ وَ إِلَّا اغْتَسَلَ مِنْ هَذَا وَ مِنْ هَذَا فَإِنْ كَانَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ وَ هُوَ قَلِيلٌ لَا يَكْفِيهِ لِغُسْلِهِ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ وَ يَرْجِعَ الْمَاءُ فِيهِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهِ[1]

(صحیح) ۳۰۳۔ جسے بیان کی ہے احمد بن محمد نے موسیٰ بن قاسم بجلی اور ابو قتادہ[2] سے انہوں نے علی بن جعفر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی کو گڑھوں یا جوہڑوں میں پانی ملتا ہے اور اس کے علاوہ اور پانی بھی نہیں ہوتا اور وہ پانی ایک جگہ اکٹھا بھی نہیں ہے بلکہ مختلف جگہوں میں بکھرا ہوا ہے، اور وہ اس پانی سے جنابت کا غسل یا نماز کیلئے وضو کرنا چاہتا ہے جبکہ پانی کی مقدار تین کلو جتنا بھی نہیں کہ اس سے جنابت کا غسل کیا جاسکے یا تین پاؤ بھی نہیں ہے جس سے وضو کیا جاسکے اور اسے یہ خدشہ بھی ہے کہ درندے اس پانی سے پی گئے ہوں گے، تو وہ کیا کرے؟"۔ تو آپ نے فرمایا: "اگر اس کے ہاتھ پاک صاف ہیں تو ایک ہاتھ کی ہتھیلی میں پانی ڈال کر اپنے پیچھے ڈالے، ایک اپنے سامنے ڈالے ایک اپنے دائیں طرف اور ایک بائیں طرف ڈالے اور اگر اسے یہ خدشہ ہو کہ یہ پانی کافی نہیں ہو گا تو وہ اپنے سر کو تین بار دھوئے پھر اپنے اپنے جسم پر وہ تر ہاتھ پھیرے تو یہ اس کیلئے کافی ہو جائے گا، اور اگر اسے وضو کرنا ہو تو وہ اپنے چہرے کو دھوئے اور اسی تر ہاتھ کو وہ اپنے دونوں بازوؤں پر پھیرے اور سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے، اور اگر پانی بکھرا ہوا ہے لیکن وہ اسے اکٹھا کر سکتا ہے (تو ایسا کرے گا) ورنہ وہ ادھر ادھر سے غسل کرے گا (شاید مراد یہ ہے کہ غسل کا کچھ حصہ ایک گڑھے سے پھر کچھ حصہ ایک گڑھے سے پھر مزید حصہ کسی اور جوہڑ سے انجام دے یہاں تک کہ غسل مکمل کرے۔ از مترجم) اور اگر پانی ایک ہی جگہ ہو لیکن اتنا کم ہو کہ اس کے غسل کیلئے ناکافی ہو تو اس پر کوئی اور ذمہ داری



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۰ ح ۲۳۴۔

[2] ابو قتادہ سے مراد علی بن محمد بن حفص اشعری قمی ہے جبکہ احمد بن محمد سے مراد ابو جعفر اشعری ہے۔

جائز نہیں ہوتی بلکہ وہیں غسل کرے گا تا کہ پانی دوبارہ اس میں پلٹ آئے تو یہ اس کیلئے کافی ہو گا"۔[1]

## باب نمبر ۱۵: وہ پانی جس میں کوئی نجس چیز پڑ گئی ہو اور وہ آٹا وغیرہ گوندھنے میں استعمال ہو

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَرَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْمِيثَمِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْبِئْرِ يَقَعُ فِيهَا الْفَأْرَةُ أَوْ غَيْرُهَا مِنَ الدَّوَابِّ فَيَمُوتُ فَيُعْجَنُ مِنْ مَائِهَا أَ يُؤْكَلُ ذَلِكَ الْخُبْزُ قَالَ إِذَا أَصَابَتْهُ النَّارُ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ[2]

(مجہول) ا۔ ۱۳۸۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے موسیٰ بن عمر[3] سے، اس نے احمد بن حسن میثمی سے اس نے احمد بن محمد بن عبد اللہ ابن زبیر سے (اس نے اپنے دادا سے) اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں چوپایا کوئی اور جانور گر کر مر گیا ہو اور اسی پانی سے آٹا گوندھا گیا ہو تو کیا اس آٹے کی روٹی کھائی جا سکتی ہے؟"۔ تو فرمایا: "اگر اسے آگ پر پکایا گیا ہے[4] تو اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے"

عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَمَّنْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي عَجِينٍ عُجِنَ وَ خُبِزَ ثُمَّ عُلِمَ أَنَّ الْمَاءَ فِيهِ مَيْتَةٌ قَالَ لَا بَأْسَ أَكَلَتِ النَّارُ مَا فِيهِ[5]۔

(صحیح) ۲۔ ۱۳۹۔ محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے راوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "آٹا گوندھا گیا اور روٹیاں پکائی گئیں پھر (بعد میں) معلوم ہوا کہ جس پانی سے آٹا گوندھا گیا تھا اس میں مردار تھا (کیا حکم ہے؟)"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں، آگ اس کے اندر کی چیز (نجاست، جراثیم) کو کھا گئی ہے[6]۔"



---

[1] یہ مجبوری کے ساتھ خاص حکم ہے۔ اس لئے کہ سر کو دھونے کے ساتھ باقی بدن سے پانی کو مس کرنا مجبوری کے وقت ہو سکتا ہے عام حالات میں نہیں۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۸۔

[3] موسیٰ بن عمر بن یزید بن ذبیان صیقل مراد ہے۔

[4] (حدیث میں اصابتہ النار آیا ہے جس کا مطلب براہ راست آگ کے شعلوں کا اس آٹے کو لگنا ہی ہو سکتا ہے جیسے تندور وغیرہ میں پکانا۔ (از مترجم)

[5] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۹۲، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۸۔

[6] یہ پانی کے نجس نہ ہونے والے نظریہ کی بنیاد پر ہے۔ اور من لا یحضرہ الفقیہ میں درج حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کنویں کے پانی سے متعلق ہے جو ٹھہرے ہوئے پانی سے نہیں۔ اس لئے کہ وہاں حدیث یوں ہے "پس اگر کوئی چوپایا اس کے علاوہ کوئی اور جانور کنویں میں گر کر مر جائے اور اسی پانی سے

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا وَ مَا أَحْسَبُهُ إِلَّا حَفْصَ بْنَ الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْعَجِينِ يُعْجَنُ مِنَ الْمَاءِ النَّجِسِ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ قَالَ يُبَاعُ مِمَّنْ يَسْتَحِلُّ أَكْلَ الْمَيْتَةِ[1]

(صحیح) ۳-۷۶۔ لیکن جس روایت کو نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کسی بزرگ سے اور میرے گمان میں وہ صرف حفص ابن بختری ہی ہوگا، وہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: "آٹا نجس پانی سے گوندھا گیا ہے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟"، فرمایا: "اسے ایسے آدمی کو بیچا جائے جو مردار کو حلال سمجھتا ہے"

عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يُدْفَنُ وَ لَا يُبَاعُ.[2]

(صحیح) ۴-۷۷۔ نیز وہ روایت جو نقل ہوئی ہے محمد بن محبوب سے، اس نے محمد بن حسین سے اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کسی بزرگ[3] سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا: "اسے دفن کیا جائے گا اور بیچا نہیں جائے گا۔"[4]

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَنْ نَحْمِلَهُمَا عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ وَ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْخَبَرَيْنِ الْمَاءَ الَّذِي قَدْ تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَافِهِ وَ الْخَبَرَانِ الْأَوَّلَانِ مُتَنَاوِلَانِ لِمَاءِ الْبِئْرِ الَّذِي لَيْسَ ذَلِكَ حُكْمَهُ وَ يُمْكِنُ تَطْهِيرُهُ بِالنَّزْحِ لِأَنَّ ذَلِكَ أَخَفُّ نَجَاسَةً مِنَ الْمَاءِ الْمُتَغَيِّرِ بِالنَّجَاسَةِ

تو ان دونوں احادیث میں عمل کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا، اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان دو حدیثوں میں پانی سے مراد وہ پانی ہو جس کی کوئی ایک صفت تبدیل ہو چکی ہو جبکہ پہلی حدیث میں کنویں کا پانی ذکر ہے جس کا یہ حکم نہیں ہوتا بلکہ پانی نکالنے سے اس کو پاک کرنا ممکن ہے کیونکہ کنویں کے پانی کی نجاست اس پانی کی نجاست سے ہلکی ہے جس کی صفات نجاست کی وجہ سے تبدیل ہو چکی ہوں۔



---

آٹا گوندھا گیا ہو تو اس آٹے سے پکی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب اس تک آگ پہنچی ہو"۔ پس اس کا مطلب ہے کہ اس مردار سے کنویں کا پانی نجس نہیں ہوتا۔ اور امام علیہ السلام کے اس فرمان "جب اس تک آگ پہنچے" کا فائدہ یہ ہے کہ اس روٹی کے کھانے سے کراہت اور ناپسندیدگی ختم ہو جائے گی۔

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۹۔

2 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۹

3 بعض حدیثوں میں اصحابہ کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہوگا اس نے اپنے کسی بزرگ سے نقل کیا ہے۔ مترجم

4 مؤلف نے تہذیب الاحکام میں فرمایا ہے کہ ہم اسی حدیث پر عمل کریں گے گزشتہ احادیث پر نہیں۔

## باب نمبر ۱۶۔ سورج سے گرم شدہ پانی کا استعمال

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يُتَوَضَّأَ بِالْمَاءِ الَّذِي يُوضَعُ فِي الشَّمْسِ۔[1]

(ضعیف) ۱۔۸۷۔ مجھے حدیث بیان کی شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے حمزہ بن یعلی سے، اس نے محمد بن سنان سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ہمارے کسی بزرگ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے فرمایا: "اس پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جو دھوپ میں رکھا ہوا ہو"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْعُبَيْدِيِّ عَنْ دُرُسْتَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ص عَلَى عَائِشَةَ وَقَدْ وَضَعَتْ قُمْقُمَتَهَا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ يَا حُمَيْرَاءُ مَا هَذَا فَقَالَتْ أَغْسِلُ رَأْسِي وَجَسَدِي فَقَالَ لَا تَعُودِي فَإِنَّهُ يُورِثُ الْبَرَصَ[2]

(ضعیف) ۲۔۸۸۔ البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عیسیٰ العبیدی سے، اس نے درست[3] سے، اس نے ابراہیم بن عبدالحمید سے اس نے ابو الحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور آپؑ نے فرمایا: "ایک مرتبہ رسول کریم عائشہ کے پاس گئے اور دیکھا کہ اس نے اپنا قمقمہ[4] دھوپ میں رکھا ہوا تھا تو آپؐ نے پوچھا: "حمیرا! یہ کیا ہے؟" تو جواب ملا: "اس سے میں اپنا سر اور بدن دھوتی ہوں"، تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "دوبارہ ایسا مت کرنا کیونکہ اس سے کوڑھ کی بیماری پیدا ہوتی ہے"

فَمَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ دُونَ الْحَظْرِ

تو یہ ایک طرح کی کراہت پر محمول ہوگا حرمت پر نہیں۔



---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۰

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ۳۸۹

[3] درست ابن ابی منصور

[4] قمقمہ: جست وغیرہ سے بنا چھوٹا برتن جس کے دو چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں جس میں پانی بھرتے ہیں اور مسافر ساتھ رکھتے ہیں، محمر موسیٰ

# کنویں کے احکام سے متعلق ابواب

## باب نمبر ۱۷۔ کنویں میں کوئی چیز ایسی پڑ جائے جو اس کے رنگ، بو یا ذائقہ کو تبدیل کر دے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ وَلَا تُعَادُ الصَّلَاةُ مِمَّا وَقَعَ فِي الْبِئْرِ إِلَّا أَنْ يُنْتِنَ فَإِنْ أَنْتَنَ غُسِلَ الثَّوْبُ وَأُعِيدَتِ الصَّلَاةُ وَنُزِحَتِ الْبِئْرُ.[1]

(صحیح) ۱۔۸۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن حسن الصفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے اس نے حماد[2] سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: ''کنویں میں کسی (نجس) چیز کے پڑ جانے (اور اس پانی کے کپڑوں کو لگنے) کی وجہ سے کپڑے کو (پاک کرنے کیلئے) نہیں دھویا جائے گا اور نہ ہی نماز دوبارہ پڑھی جائے گی جب تک کہ وہ بدبودار نہ ہو جائے اور اگر کنویں کا پانی بدبودار ہو جائے تو کپڑے کو بھی پاک کیا جائے گا نماز بھی دوبارہ پڑھی جائے گی اور کنویں کا پانی بھی نکالا جائے گا''

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي طَالِبٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ فَيَتَوَضَّأُ الرَّجُلُ مِنْهَا وَيُصَلِّي وَهُوَ لَا يَعْلَمُ أَيُعِيدُ الصَّلَاةَ وَيَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَ لَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ وَلَا يَغْسِلُ ثَوْبَهُ.[3]

(صحیح) ۲۔۸۱۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد قولویہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابو طالب عبد اللہ بن صلت سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''چوہا کنویں میں گر گیا اور آدمی نے اس پانی سے وضو بھی کر لیا اور نماز بھی پڑھ لی جبکہ اسے پہلے یہ معلوم نہیں تھا تو کیا وہ دوبارہ نماز پڑھے اور اپنے کپڑوں کو دھوئے؟'' تو آپؑ نے فرمایا: ''نہ وہ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۶

[2] حماد بن عیسیٰ الجہنی البصری۔ ثقہ راوی ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۴۷

نماز دوبارہ پڑھے گا اور نہ کپڑوں کو دھوئے"۔[1]

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ لَا يُعْلَمُ بِهَا إِلَّا بَعْدَ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهَا أَتُعَادُ الصَّلَاةُ فَقَالَ لَا.[2]

(موثق) ۳۔ ۸۲۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن حسن سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابان بن عثمان سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: "چوہا کنویں میں گر گیا اور اس سے وضو کرنے کے بعد معلوم ہوا تو کیا دوبارہ نماز پڑھی جائے گی؟"۔ فرمایا: "نہیں"۔[3]

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي عُيَيْنَةَ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ فَقَالَ إِذَا خَرَجَتْ فَلَا بَأْسَ وَ إِنْ تَفَسَّخَتْ فَسَبْعُ دِلَاءٍ قَالَ وَ سُئِلَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ فَلَا يَعْلَمُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا بَعْدَ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهَا أَ يُعِيدُ وُضُوءَهُ وَ صَلَاتَهُ وَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ فَقَالَ لَا قَدِ اسْتَعْمَلَ أَهْلُ الدَّارِ بِهَا وَ رَشُّوا.[4]

(مجہول) ۴۔ ۸۳۔ اور مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے ابو عیینہ[5] سے اور اس نے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: "اگر چوہا کنویں میں گر جائے تو؟"۔ آپؑ نے فرمایا: "اگر (زندہ) نکل جائے تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر پھول اور پھٹ گیا ہو تو سات (۷) ڈول نکالے جائیں گے"۔ راوی کہتا ہے پھر پوچھا گیا: "چوہا کنویں میں گر گیا مگر (وضو کرنے سے پہلے) کسی کو بھی اس کا حکم کا علم نہ ہو سکا اور وضو کرنے کے بعد پتہ چلا تو کیا وہ دوبارہ وضو کرکے نماز پڑھے؟ اور جہاں جہاں (اس کا پانی) لگا ہے وہ جگہ دھوئے؟"۔ تو فرمایا: "نہیں کیونکہ گھر والوں نے اسے استعمال کر لیا ہے اور پانی (نکال کر) چھڑک چکے ہیں"۔[6]

---

[1] حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کنویں کا پانی نجاست سے متاثر نہیں ہوتا۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۴۷

[3] محقق حلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب چوہے کو مردہ نکالا جائے۔ اور کتاب تہذیب الاحکام میں "أتُعادُ الصَّلاةُ؟" کی جگہ "أيُعادُ الوُضوءُ؟" کا جملہ آیا ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۴۷

[5] بعض نسخوں میں ابن عیینہ ذکر ہوا ہے۔

[6] اس جملہ سے یا تو مراد یہ ہے کہ گھر والوں نے وہ پانی استعمال کر لیا ہے اور جہاں جہاں چھڑکا ہے اسے پاک کرنا زیادہ تنگی اور سختی کا باعث ہے اور دین میں کوئی سختی نہیں ہے یا پھر یہ مراد ہے کہ اس پانی کے استعمال سے کنویں سے پانی نکالنے کی مطلوبہ مقدار حاصل ہو گئی ہے۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ وَ أَبِي يُوسُفَ يَعْقُوبَ بْنِ عُثَيْمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا وَقَعَ فِي الْبِئْرِ الطَّيْرُ وَ الدَّجَاجَةُ وَ الْفَأْرَةُ فَانْزَحْ مِنْهَا سَبْعَ دِلَاءٍ قُلْنَا فَمَا تَقُولُ فِي صَلَاتِنَا وَ وُضُوئِنَا وَ مَا أَصَابَ ثِيَابَنَا فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ.[1]

(صحیح)۵-۸۴۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ از سعد بن عبد اللہ، از احمد بن محمد، از علی بن الحکم، از ابان، از ابو اسامہ[2]، از ابو یوسف یعقوب ابن عثیم کہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپؑ نے فرمایا: "اگر کنویں میں پرندہ، مرغی اور چوہا گر جائے تو اس کیلئے سات(۷) ڈول نکالو" ہم نے پوچھا: "تو آپؑ ہمارے وضو، نماز اور کپڑوں پر لگے پانی کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟"۔ تو آپؑ نے فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں ہے"

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع بِئْرٌ يُسْتَقَى مِنْهَا وَ يُتَوَضَّأُ بِهِ وَ غُسِلَ مِنْهُ الثِّيَابُ وَ عُجِنَ بِهِ ثُمَّ عُلِمَ أَنَّهُ كَانَ فِيهَا مَيِّتٌ قَالَ لَا بَأْسَ وَ لَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ وَ لَا تُعَادُ مِنْهُ الصَّلَاةُ.[3]

(موثق)۶-۸۵۔ اور بن محمد بن ابو نصر از عبد الکریم[4] از ابو بصیر اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں کے پانی سے لوگ پیتے بھی رہے، وضو بھی کرتے رہے، کپڑے بھی دھوتے رہے اور آٹا بھی گوندھتے رہے پھر معلوم ہوا کہ اس میں مردار پڑا ہوا تھا (کیا حکم ہے؟)" امامؑ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں[5] ہے کپڑوں کو بھی پاک کرنے کی ضرورت نہیں اور نماز بھی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

قَالَ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا يَتَضَمَّنُ هَذِهِ الْأَخْبَارُ مِنْ إِسْقَاطِ الْإِعَادَةِ فِي الْوُضُوءِ وَ الصَّلَاةِ عَمَّنِ اسْتَعْمَلَ هَذِهِ الْمِيَاهَ لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ النَّزْحَ غَيْرُ وَاجِبٍ مَعَ عَدَمِ التَّغَيُّرِ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ مِقْدَارُ النَّزْحِ فِي كُلِّ شَيْءٍ يَقَعُ فِيهِ وَاجِباً وَ إِنْ كَانَ مَتَى اسْتَعْمَلَهُ لَمْ يَلْزَمْهُ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَ الصَّلَاةِ لِأَنَّ الْإِعَادَةَ فَرْضٌ ثَانٍ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَجْعَلَ ذَلِكَ دَلِيلًا عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِمَقَادِيرِ النَّزْحِ ضَرْبٌ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ عَلَى أَنَّ الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُعْمَلَ عَلَيْهِ هُوَ أَنَّهُ إِذَا اسْتَعْمَلَ هَذِهِ الْمِيَاهَ قَبْلَ الْعِلْمِ بِحُصُولِ النَّجَاسَةِ فِيهَا فَإِنَّهُ لَا يَلْزَمُ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَ الصَّلَاةِ وَ مَتَى اسْتَعْمَلَهَا مَعَ الْعِلْمِ بِذَلِكَ لَزِمَهُ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَ الصَّلَاةِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ۔



شیخ محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان احادیث میں یہ بات جو ذکر ہوئی ہے کہ اس پانی کو استعمال کرنے والے افراد سے وضو اور نماز کو دوبارہ بجالانا (ضروری نہیں یعنی) ساقط ہے تو یہ اس بات پر دلیل نہیں بن سکتی کہ صفات میں تبدیلی نہ ہونے کی

---

[1] تہذیب الاحکام ج۱ ص ۲۳۷

[2] ابو اسامہ زید بن یونس الازدی اور اس کا راوی ابان بن عثمان دونوں ثقہ ہیں۔

[3] تہذیب الاحکام ج۱ ص ۲۳۸

[4] بظاہر یہ عبد الکریم بن عمرو بن صالح خثعمی واقفی ہے اور موثق ہے۔

[5] یہ حکم اس بنا پر ہے کہ سائل کو اس پانی کے استعمال سے پہلے اس میں مردار کے وجود کا علم نہ ہو بلکہ زیادہ سے زیادہ گمان ہو۔

صورت میں کنویں کا پانی نکالنا بھی واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کنویں میں پڑ جانے والی ہر چیز کیلئے پانی نکالنا واجب ہو لیکن اس کے باوجود اسے استعمال کرنے کی صورت میں وضو اور نماز کا دوبارہ بجالانا ضروری نہ ہو کیونکہ دوبارہ بجالانا ایک الگ فریضہ ہے لہٰی ان احادیث کو کوئی بھی اس بات پر دلیل نہیں بنا سکتا کہ پانی نکالنے کی جتنی مقدار بتائی گئی ہے وہ مستحب ہے (یعنی مقررہ مقدار تک پانی نکالنا الگ سے واجب ہے جبکہ اسی پانی سے وضو کرنے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں وضو اور نماز کا دوبارہ بجالانا ایک الگ مسئلہ ہے۔ دونوں کا تعلق ایک دوسرے سے نہیں ہے کہ کہا جائے اگر پانی نکالنا واجب ہے تو پھر وضو اور نماز کا دوبارہ بجالانا بھی واجب ہونا چاہیے اور اگر وضو اور نماز کا دوبارہ بجالانا ہی واجب نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مقررہ مقدار تک پانی نکالنا بھی واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اسی لئے حدیث میں دونوں چیزوں کو الگ سمجھا گیا ہے، اس وجہ سے مقررہ مقدار تک پانی نکالنا تو واجب ہے لیکن وضو اور نماز کا دوبارہ بجالانا ضروری نہیں ہے۔ عرض مترجم) جبکہ جس حکم پر عمل کیا جانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ پانی کی نجاست کے معلوم ہونے سے پہلے اگر ایسے پانی کو استعمال کیا جائے تو وضو اور نماز کا اعادہ لازمی نہیں ہے مگر جب معلوم ہونے کے بعد پانی کو استعمال کیا جائے تو پھر وضو اور نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ اور ذیل کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں"

مَا رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عفِي الرَّجُلِ الَّذِي يَجِدُ فِي إِنَائِهِ فَأْرَةً وَقَدْ تَوَضَّأَ مِنْ ذَلِكَ الْإِنَاءِ مِرَاراً أَوْ غَسَلَ مِنْهُ ثِيَابَهُ وَ اغْتَسَلَ مِنْهُ وَ قَدْ كَانَتِ الْفَأْرَةُ مُتَفَسِّخَةً فَقَالَ إِنْ كَانَ رَآهَا فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ أَوْ يَتَوَضَّأَ أَوْ يَغْسِلَ ثِيَابَهُ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا رَآهَا فِي الْإِنَاءِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ ثِيَابَهُ وَ يَغْسِلَ كُلَّ مَا أَصَابَهُ ذَلِكَ الْمَاءُ وَ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَ الصَّلَاةَ وَ إِنْ كَانَ إِنَّمَا رَآهَا بَعْدَ مَا فَرَغَ مِنْ ذَلِكَ وَ فَعَلَهُ فَلَا يَمَسَّ مِنَ الْمَاءِ شَيْئاً وَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ لِأَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَتَى سَقَطَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يَكُونُ إِنَّمَا سَقَطَتْ فِيهِ تِلْكَ السَّاعَةَ الَّتِي رَآهَا.[1]

(موثق) ۷۔۸۶۔ جسے بیان کیا ہے اسحاق بن عمار نے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی شخص اپنے برتن میں چوہا مرا ہوا اور پھولا پھٹا ہوا دیکھتا ہے جس سے وہ کئی مرتبہ وضو بھی کر چکا ہوتا ہے، کپڑے بھی دھو چکا ہوتا ہے اور غسل بھی کر چکا ہوتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) تو آپؑ نے فرمایا: "اگر اس نے غسل کرنے، وضو کرنے یا کپڑے دھونے سے پہلے برتن میں (مرا ہوا) چوہا دیکھا تھا اور چوہا دیکھنے کے باوجود اس نے یہ کام انجام دیئے تو اسے چاہیے کہ اپنے کپڑے دوبارہ دھوئے اور ہر اس چیز کو بھی دھوئے جہاں وہ پانی لگا تھا اور وضو اور نماز کو بھی دوبارہ بجالائے لیکن اگر اس نے مذکورہ افعال انجام دینے اور ان سے فارغ ہونے کے بعد دیکھا ہے تو اب اسے پانی کو دوبارہ بھی چھونے کی ضرورت نہیں ہے اور اس پر کچھ بھی (دوبارہ بجالانا واجب) نہیں ہے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ وہ چوہا وہاں کب گرا ہے۔" پھر فرمایا: "ہو سکتا ہے کہ اس برتن میں وہ چوہا اسی وقت گرا ہو جس وقت اس نے دیکھا ہے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الرِّضَا ع قَالَ: مَاءُ الْبِئْرِ وَاسِعٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ

[1] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۳۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۳

يَتَغَيَّرَ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ فَيُنْزَحُ حَتَّى يَذْهَبَ الرِّيحُ وَيَطِيبَ طَعْمُهُ لِأَنَّ لَهُ مَادَّةً.[1]

(صحیح)۸۔۸۷۔البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے احمد بن محمد نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”کنویں کا پانی وسیع ہوتا ہے اسے کوئی بھی چیز نجس نہیں کر سکتی مگر یہ کہ اس کی مہک یا ذائقہ تبدیل ہو تو پھر اس سے اتنا پانی نکالا جائے گا جس سے اس بدبو یا ذائقہ ختم ہو جائے، کیونکہ کنویں کے پانی کا ایک سرچشمہ ہوتا ہے۔“

فَالْمَعْنَى فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ لَا يُفْسِدُهُ شَيْءٌ إِفْسَاداً لَا يَجُوزُ الِانْتِفَاعُ بِشَيْءٍ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ نَزْحِ جَمِيعِهِ إِلَّا مَا يُغَيِّرُهُ فَأَمَّا مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ فَإِنَّهُ يُنْزَحُ مِنْهُ مِقْدَارٌ وَيُنْتَفَعُ بِالْبَاقِي عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ.

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کنویں کا پانی صفات میں تبدیلی آنے سے پہلے اتنا (نجس اور) فاسد نہیں ہو سکتا کہ اس کا پورا پانی نکالے بغیر اسے استعمال نہ کیا جا سکے (اور صفات میں تبدیلی کے بعد پورا پانی نکالا جائے گا تب کنویں کا پانی قابل استعمال ہوگا) جبکہ صفات میں تبدیلی سے پہلے اس سے مقررہ مقدار تک بالکل اسی طریقہ کے مطابق نکالا جائے گا ہم نے کتاب تہذیب الاحکام میں بیان کیا ہے اور باقی پانی سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔[2]

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ فِي الرَّكِيِّ كُرّاً لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ قُلْتُ وَكَمِ الْكُرُّ قَالَ ثَلَاثَةُ أَشْبَارٍ وَنِصْفٌ طُولُهَا فِي ثَلَاثَةِ أَشْبَارٍ وَنِصْفٍ عُمْقُهَا فِي ثَلَاثَةِ أَشْبَارٍ وَنِصْفٍ عَرْضُهَا.[3]

(ضعیف)۹۔۸۸۔البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے احمد بن محمد نے ابن محبوب سے، اس نے حسن بن صالح ثوری سے اور اس نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کنویں کے اندر پانی کُر جتنا ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی“ راوی نے کہا کہ میں پوچھا: ”کُر کی مقدار کیا ہے؟“ تو فرمایا: ”اس کی ساڑھے تین بالشت لمبائی، ساڑھے تین بالشت گہرائی اور ساڑھے تین بالشت چوڑائی ہوتی ہے۔“



فَيَحْتَمِلُ هَذَا الْخَبَرُ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالرَّكِيِّ الْمَصْنَعَ الَّذِي لَا يَكُونُ لَهُ مَادَّةٌ بِالنَّبْعِ دُونَ الْآبَارِ الَّتِي لَهَا مَادَّةٌ بِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ هُوَ الَّذِي يُرَاعَى فِيهِ الِاعْتِبَارُ بِالْكُرِّ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ قَدْ وَرَدَ مَوْرِدَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّ مِنَ الْفُقَهَاءِ مَنْ يُسَوِّي بَيْنَ الْآبَارِ وَالْغُدْرَانِ فِي قِلَّتِهَا وَكَثْرَتِهَا فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْخَبَرُ وَرَدَ مُوَافِقاً لَهُمْ وَالَّذِي يُبَيِّنُ ذَلِكَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ صَالِحٍ رَاوِيَ هَذَا الْحَدِيثِ زَيْدِيٌّ بُتْرِيٌّ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ فِيمَا يَخْتَصُّ بِهِ.

تو اس حدیث میں دو قسم کے احتمال دیئے جا سکتے ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ رَکّی سے مراد سرچشمہ والا کنواں نہ ہو بلکہ وہ مصنوعی تالاب یا حوض ہو جس کے پانی کا کوئی سرچشمہ نہیں ہوتا کیونکہ جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا ہے ایسی ہی چیزوں میں کُر کی شرط

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۸

[2] ملاحظہ ہو: تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۸

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۱

کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ حدیث مقام تقیہ پر بیان کی گئی ہو۔ کیونکہ اس وقت کچھ (نام نہاد) خطیب اسے بھی کنویں اور گڑھوں کے پانی کو قلت اور کثرت کے لحاظ سے ایک جیسا سمجھتے تھے۔ اس لئے ہو سکتا ہے یہ حدیث ان کے نظریات کیلئے بیان ہوئی ہو اور اس طرف جو چیز نشاندہی کرتی ہے وہ حسن بن صالح کا اس حدیث کا راوی ہونا ہے جو زیدی[1] بتری[2] تھا نیز جو احادیث صرف اسی سے ہی مروی ہیں تو ان میں وہ متروک الحدیث بھی ہے (یعنی ایسی حدیثوں کو چھوڑ دیا جائے گا) مترجم۔

## باب نمبر ۱۸۔ کنویں میں بچے کا پیشاب گر جائے

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يُنْزَحُ مِنْهُ سَبْعُ دِلَاءٍ إِذَا بَالَ فِيهَا الصَّبِيُّ أَوْ وَقَعَتْ فِيهَا فَأْرَةٌ أَوْ نَحْوُهَا.[3]

(کالصحیح) ۱۔۸۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن عبد الحمید سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے منصور (بن حازم) سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ہمارے کچھ اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر کنویں میں چھوٹا بچہ پیشاب کر جائے یا چوہا وغیرہ گر جائے تو کنویں سے سات (۷) ڈول نکالے جائیں"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ بَوْلِ الصَّبِيِّ الْفَطِيمِ يَقَعُ فِي الْبِئْرِ فَقَالَ دَلْوٌ وَاحِدٌ قُلْتُ بَوْلُ الرَّجُلِ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا أَرْبَعُونَ دَلْواً.[4]

(ضعیف) ۲۔۹۰۔ البتہ جو حدیث بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے علی ابن ابو حمزہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "دودھ چھوڑائے گئے چھوٹے بچے کا پیشاب کنویں میں

---

[1] زیدی مسلمانوں کا وہ فرقہ ہے جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند زید بن علی کی امامت کا قائل ہے اور باقی ائمہ کی امامت کا منکر ہے۔ ان کے اپنے عقائد و نظریات جو متعلقہ کتب میں مذکور ہیں مزید تفصیل وہاں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ عرض مترجم

[2] علم رجال اور درایۃ الحدیث میں ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے کہ راوی جس کے ساتھ یہ لفظ تحریر ہو اس کی حدیثیں قابل توجہ نہیں ہیں چھوڑ دی جائیں یعنی یہ راوی ناقابل اعتبار ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۸

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۸

گر جائے تو کیا حکم ہو گا؟"۔ تو فرمایا: "ایک ڈول نکالا جائے گا"[1]۔ پوچھا: "مرد کا پیشاب ہو تو؟" فرمایا: "اس سے چالیس ڈول نکالے جائیں گے"

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يُحْمَلَ عَلَى بَوْلِ صَبِيٍّ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ.

تو یہ حدیث پچھلی حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں بچے سے مراد وہ بچہ بھی لیا جا سکتا ہے جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو۔

## باب ۱۹۔ کنویں میں اونٹ، گدھا یا ان جیسا کوئی جانور گر جائے یا اس میں شراب انڈیلی جائے

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَمَّا يَقَعُ فِي الْبِئْرِ مَا بَيْنَ الْفَأْرَةِ وَ السِّنَّوْرِ إِلَى الشَّاةِ فَقَالَ كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ سَبْعُ دِلَاءٍ قَالَ حَتَّى بَلَغْتُ الْحِمَارَ وَ الْجَمَلَ فَقَالَ كُرٌّ مِنْ مَاءٍ.[2]

(حسن کا صحیح) ۱۔۹۱۔ مجھے خبر دی ہے حسن بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد سے، اس نے اپنے باپ[3] سے، اس نے عبد اللہ مغیرہ سے، اس نے عمر بن یزید سے اور اس نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمرو بن سعید بن ہلال نے اور اس نے کہا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں چوہے، بلی اور بکرے کے درمیان کا کوئی جانور گر گیا تو کیا کریں؟"۔ اور اس نے کہا کہ میں ان سب کے بارے میں پوچھتا گیا اور آپ سات ڈول کہتے رہے، پھر کہا کہ یہاں تک کہ میں نے گدھا اور اونٹ کے متعلق پوچھا تو فرمایا: "ایک کر پانی"[4]



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا سَقَطَ فِي الْبِئْرِ شَيْءٌ صَغِيرٌ فَمَاتَ فِيهَا فَانْزَحْ مِنْهَا دِلَاءً وَ إِنْ وَقَعَ فِيهَا جُنُبٌ فَانْزَحْ مِنْهَا سَبْعَ دِلَاءٍ وَ إِنْ مَاتَ فِيهَا بَعِيرٌ أَوْ صُبَّ فِيهَا خَمْرٌ فَلْيُنْزَحِ الْمَاءُ كُلُّهُ.[5]

(صحیح) ۲۔۹۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے احمد بن ادریس سے، اس نے محمد بن عبد الجبار سے، اس نے صفوان

---

[1] بچے کے پیشاب کے متعلق مشہور نظریہ سات ڈول نکالنا ہے لیکن سید مرتضیٰؒ اور علماء کے ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ تین ڈول نکالے جائیں۔ اور دودھ چھڑائے گئے بچے کے پیشاب کے لئے ایک ڈول نکالنا ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۹

[3] وہ محمد بن خالد برقی ہیں۔

[4] علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اونٹ کے لئے تمام پانی نکالنا واجب ہے جبکہ یہ حدیث اس سے کم پانی نکالنے کے کافی ہونے پر دلالت کر رہی ہے۔

[5] الکافی ج ۳ ص ۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۵

سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر کنویں میں کوئی چھوٹا جانور مر جائے تو اس سے کچھ ڈول پانی نکال لو۔ اور اگر اس میں جنب والا آدمی گر جائے تو اس سے سات ڈول نکالو اور اگر اس میں اونٹ مر جائے یا اس میں شراب انڈیلی جائے تو پورا پانی نکالا جائے"

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِنْ سَقَطَ فِي الْبِئْرِ دَابَّةٌ صَغِيرَةٌ أَوْ نَزَلَ فِيهَا جُنُبٌ نُزِحَ مِنْهَا سَبْعُ دِلَاءٍ فَإِنْ مَاتَ فِيهَا ثَوْرٌ أَوْ صُبَّ فِيهَا خَمْرٌ نُزِحَ الْمَاءُ كُلُّهُ.[1]

(صحیح) ۳-۹۳۔ نیز جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے نضر سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر کنویں میں کوئی چھوٹا جانور گر جائے یا جنابت والا آدمی اتر جائے تو سات ڈول نکالے جائیں [2] اور اگر اس میں بیل مر جائے یا شراب گرائی جائے تو پورا پانی نکالا جائے"۔

فَمَا تَضَمَّنَ هَذَانِ الْخَبَرَانِ مِنْ وُجُوبِ نَزْحِ الْمَاءِ كُلِّهِ عِنْدَ وُقُوعِ الْبَعِيرِ هُوَ الَّذِي أَعْمَلُ عَلَيْهِ وَ بِهِ أُفْتِي وَ لَا يُنَافِي ذَلِكَ الْخَبَرَ الْأَوَّلَ مِنْ قَوْلِهِ كُرٌّ مِنْ مَاءٍ عِنْدَ سُؤَالِ السَّائِلِ عَنِ الْحِمَارِ وَ الْجَمَلِ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ ع أَجَابَ بِمَا يَخْتَصُّ حُكْمَ الْحِمَارِ وَ عَوَّلَ فِي حُكْمِ الْجَمَلِ عَلَى مَا سَمِعَ مِنْهُ مِنْ وُجُوبِ نَزْحِ الْمَاءِ كُلِّهِ فَأَمَّا الْخَمْرُ فَإِنَّهُ يُنْزَحُ مَاءُ الْبِئْرِ كُلُّهُ إِذَا وَقَعَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْهُ عَلَى مَا تَضَمَّنَ الْخَبَرَانِ وَ يُؤَيِّدُ ذَلِكَ أَيْضاً.

پس ان دو حدیثوں میں جو یہ حکم پایا جاتا ہے کہ اونٹ کے گر جانے پر پورا پانی نکالنا واجب ہے تو میں بھی اسی حکم پر عمل کرتا ہوں اور اسی کا ہی فتویٰ دیتا ہوں اور پہلی حدیث اس کے منافی نہیں ہے جس میں کر پانی نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب سوال کرنے والے نے گدھے اور اونٹ کے متعلق پوچھا تھا کیونکہ ہو سکتا ہے امام علیہ السلام نے گدھے کے ساتھ مخصوص حکم بیان کیا ہو اور اونٹ کے حکم کے بارے میں آپؑ نے اپنے اس حکم پر اعتماد کیا ہو جو آپؑ سے سنا گیا ہے کہ پورا پانی نکالنا واجب ہے۔ اور رہی شراب تو اس کیلئے بھی دونوں روایتوں کے مضمون کے مطابق کنویں کا پورا پانی نکالا جائے گا چاہے اس میں تھوڑی سی شراب ہی پڑ جائے۔ اس حکم کی تائید مندرجہ ذیل احادیث بھی کرتی ہیں۔



مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الْبِئْرِ يَبُولُ فِيهَا الصَّبِيُّ أَوْ يُصَبُّ فِيهَا بَوْلٌ أَوْ خَمْرٌ فَقَالَ يُنْزَحُ الْمَاءُ كُلُّهُ.[3]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۶

[2] مشہور یہ ہے کہ کنویں میں جنب آدمی کے غسل کرنے سے سات ڈول نکالے جائیں گے۔ علامہ ابن ادریس کا نظریہ ہے کہ اس میں ڈبکی لگانے سے واجب ہوں گے۔ لیکن بعض بزرگان نے جنب آدمی کے پانی میں جانے اور اسے چھونے پر ہی سات ڈول نکالنے کے واجب ہونے والے نظریہ کو ترجیح دی ہے چاہے وہ اس میں غسل نہ بھی کرے اور ڈبکی نہ بھی لگائے اور حدیث کی عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ احادیث کی عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس کی منی کی نجاست کی وجہ سے ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۶

(صحیح) ۴-۹۴- جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے یعقوب بن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کنویں میں بچہ پیشاب کر جاتا ہے یا اس میں پیشاب یا شراب گرایا جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟ تو فرمایا: "پورا پانی نکالا جائے"۔

فَمَا تَضَمَّنَ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ ذِكْرِ الْبَوْلِ مَعَ الْخَمْرِ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَافِ الْمَاءِ لِأَنَّهُ إِذَا لَمْ يَتَغَيَّرْ فَإِنَّ لَهُ قَدْراً بِعَيْنِهِ يُنْزَحُ عَلَى مَا نُبَيِّنُهُ فِيمَا بَعْدُ.

اس روایت میں پیشاب کو جو شراب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تو اس کے مضمون کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب پیشاب کی وجہ سے پانی کی کوئی ایک صفت تبدیل ہو جائے (تب پورا پانی نکالا جائے گا) کیونکہ جب پانی کی صفات تبدیل نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کیلئے ایک مقدار معین ہے جسے نکالا جائے گا اور اسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ كُرْدَوَيْهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الْبِئْرِ يَقَعُ فِيهَا قَطْرَةُ دَمٍ أَوْ نَبِيذٍ مُسْكِرٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ خَمْرٍ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا ثَلَاثُونَ دَلْواً.[1]

(مجہول) ۵-۹۵- البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے محمد بن زیاد[2] سے اس نے کردویہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں خون یا نشہ آور نبیذ یا پیشاب کا قطرہ گرتا ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اس سے تیس (۳۰) ڈول نکالے جائیں"۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نُوحِ بْنِ شُعَيْبٍ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ بَشِيرٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع بِئْرٌ قَطَرَ فِيهَا قَطْرَةُ دَمٍ أَوْ خَمْرٍ قَالَ الدَّمُ وَ الْخَمْرُ وَ الْمَيِّتُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ وَاحِدٌ يُنْزَحُ مِنْهُ عِشْرُونَ دَلْواً فَإِنْ غَلَبَتِ الرِّيحُ نُزِحَتْ حَتَّى تَطِيبَ.[3]



(مجہول) ۶-۹۶- نیز وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے ابو اسحاق[4] سے، اس نے نوح بن شعیب خراسانی سے، اس نے بشیر[5] سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں خون یا شراب کا قطرہ گر گیا ہو تو کیا کریں؟"۔ فرمایا: "خون، شراب، مردار اور سور کے گوشت ان سب کے لئے حکم ایک ہی ہے کہ کنویں سے بیس (۲۰) ڈول نکالے جائیں اور اگر بو پھیل گئی ہو تو اتنا پانی نکالا جائے کہ اصلی مہک واپس آجائے"

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۷
[2] بظاہر یہ ابن ابی عمیر ہیں۔
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۶
[4] اس سے مراد ابراہیم بن ہاشم قمی ہیں۔
[5] تہذیب الاحکام میں بشیر کی جگہ یاسین ہے اور بظاہر تہذیب الاحکام کی سند ہی صحیح ہے۔

فَإِنَّ هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ غَيْرُ مَعْمُولٍ عَلَيْهِمَا لِأَنَّهُمَا مِنْ أَخْبَارِ آحَادٍ لَا يُعَارَضُ بِهِمَا الْأَخْبَارُ الَّتِي قَدَّمْنَاهَا وَ لِأَنَّ النَّجَاسَةَ مَعْلُومَةٌ بِحُصُولِ الْخَمْرِ فِيهَا وَ لَيْسَ نَعْلَمُ يَقِيناً طَهَارَتَهَا إِلَّا بِنَزْحِ جَمِيعِ مَاءِ الْبِئْرِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْخَبَرُ مُخْتَصّاً بِحُكْمِ الْبَوْلِ لِأَنَّ بَوْلَ الرَّجُلِ يُوجِبُ نَزْحَ أَرْبَعِينَ دَلْواً عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ فِي تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ وَ كَذَلِكَ حُكْمُ الدَّمِ وَ الْمَيْتَةِ وَ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ فَيَكُونُ إِضَافَةُ الْخَمْرِ إِلَى ذَلِكَ وَهْماً مِنَ الرَّاوِي.

تو یہ دو حدیثیں ناقابل عمل ہیں کیونکہ یہ دونوں خبر واحد ہیں جو گزشتہ بیان کردہ احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتیں نیز دوسری یہ بھی دلیل ہے کہ ہمیں کنویں کے پانی میں شراب کے پڑنے سے اس کی نجاست کا تو یقین ہو گیا ہے لیکن جب تک کنویں کا پورا پانی نہیں نکالا جائے گا ہمیں اس کی طہارت کا یقین نہیں ہو گا پس اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس روایت میں حکم مرد کے پیشاب کے ساتھ خاص ہو کیونکہ جس طرح ہم نے کتاب ''تہذیب الاحکام'' میں بھی بیان کیا ہے مرد کے پیشاب کیلئے چالیس ڈول پانی کنویں سے نکالنا واجب ہے اسی طرح خون، مردار اور سور کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے پس ان چیزوں کے ساتھ شراب کا اضافہ راوی کی طرف سے وہم ہی ہو گا۔

## باب نمبر ۲۰۔ کنویں میں کتا، خنزیر اور اس جیسا جانور گر جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ سَبْعُ دِلَاءٍ قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الطَّيْرِ وَ الدَّجَاجَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ سَبْعُ دِلَاءٍ وَ السِّنَّوْرِ عِشْرُونَ أَوْ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ دَلْواً وَ الْكَلْبِ وَ شِبْهِهِ.[1]



(ضعیف) ۹۷۔ا۔ مجھے حدیث بیان کی شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد کے ذریعے سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم سے، اس نے علی [2] سے اور اس نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''اگر چوہا کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟'' فرمایا: ''سات (۷) ڈول'' پھر کہتا ہے میں نے آپ سے پوچھا کہ پرندہ اور مرغی کنویں میں پڑ جائے تو؟۔ فرمایا: ''سات (۷) ڈول اور جنگلی بلی کیلئے بیس (۲۰) تیس (۳۰) یا چالیس (۴۰) ڈول اور کتا اور اس جیسا جانور [3] بھی اسی کی طرح ہے''

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْفَأْرَةِ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰

[2] علی بن حمزہ بطائنی اور اس کا راوی قاسم بن محمد جوہری واقفی ہے۔

[3] یعنی اس جیسی جسامت کا جانور اور اس بارے میں شیخ کا کہنا ہے کہ ''اس لحاظ سے اس زمرے میں بکری، ہرن، لومڑی اور سور اور تمام مذکورہ جانور آجائیں گے''۔

تَقَعُ فِي الْبِئْرِ أَوِ الطَّيْرِ قَالَ إِنْ أَدْرَكْتَهُ قَبْلَ أَنْ يُنْتِنَ نَزَحْتَ مِنْهَا سَبْعَ دِلَاءٍ وَإِنْ كَانَتْ سِنَّوْراً أَوْ أَكْبَرَ مِنْهُ نَزَحْتَ مِنْهَا ثَلَاثِينَ دَلْواً أَوْ أَرْبَعِينَ دَلْواً وَإِنْ أَنْتَنَ حَتَّى يُوجَدَ رِيحُ النَّتْنِ فِي الْمَاءِ نَزَحْتَ الْبِئْرَ حَتَّى يَذْهَبَ النَّتْنُ مِنَ الْمَاءِ.[1]

(موثق) ۲۔۹۸۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از عثمان بن عیسیٰ از سماعۃ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر چوہا یا کوئی پرندہ کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "اگر بدبودار ہونے سے پہلے نکال لیتے ہو تو اس کیلئے سات (۷) ڈول پانی کنویں سے نکالو۔ اور اگر جنگلی بلی ہو یا اس سے بڑا جانور ہو تو کنویں سے تیس (۳۰) یا چالیس (۴۰) ڈول نکالو اور اگر اتنی حد تک بدبودار ہو جائے کہ پانی میں بھی اس کی بدبو کی مہک آجائے تو کنویں سے اتنا پانی نکالا جائے گا کہ پانی سے بدبو ختم ہو جائے"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَبُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعِجْلِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي جَعْفَرٍ ع فِي الْبِئْرِ يَقَعُ فِيهَا الدَّابَّةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ وَالطَّيْرُ فَيَمُوتُ قَالَ يُخْرَجُ ثُمَّ يُنْزَحُ مِنَ الْبِئْرِ دِلَاءٌ ثُمَّ اشْرَبْ مِنْهُ وَتَوَضَّأْ.[2]

(ضعیف) ۳۔۹۹۔ البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ اور محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں گھوڑا، چوہا، کتا اور پرندہ گر کر مر گیا ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "مردار کو نکال کر پھر کنویں سے کچھ ڈول پانی نکال لیا جائے پھر اس سے پی بھی سکتے ہو اور وضو بھی کر سکتے ہو۔"

وَعَنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الْفَضْلِ الْبَقْبَاقِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْبِئْرِ تَقَعُ فِيهَا الْفَأْرَةُ أَوِ الدَّابَّةُ أَوِ الْكَلْبُ أَوِ الطَّيْرُ فَيَمُوتُ قَالَ يُخْرَجُ ثُمَّ يُنْزَحُ مِنَ الْبِئْرِ دِلَاءٌ ثُمَّ يُشْرَبُ مِنْهُ وَيُتَوَضَّأُ.[3]

(ضعیف) ۴۔۱۰۰۔ نیز اسی[4] سے از قاسم از ابان از ابو العباس فضل البقباق اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کنویں میں چوہا، گھوڑا، کتا اور یا پرندہ گر کر مر گیا ہو تو کیا حکم ہے؟۔ فرمایا: "مردار کو نکال کر کچھ ڈول نکالے جائیں گے پھر اس سے پیا بھی جا سکتا ہے اور وضو بھی کیا جا سکتا ہے۔"



وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ النَّخَعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْبِئْرِ يَقَعُ فِيهَا الْحَمَامَةُ وَالدَّجَاجَةُ أَوِ الْفَأْرَةُ أَوِ الْكَلْبُ أَوِ الْهِرَّةُ فَقَالَ يُجْزِيكَ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۱

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۲

[4] اس سے مراد حسین بن سعید ہے اور اس نے قاسم بن محمد جوہری سے اور اس نے ابان بن عثمان سے روایت نقل کی ہے۔

أَنْ تَنْزَحَ مِنْهَا دِلَاءً فَإِنَّ ذَلِكَ يُطَهِّرُهَا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.[1]

(صحیح) ۵۔۱۰۱۔ نیز جسے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ نے ایوب بن نوح نخعی سے، اس نے محمد بن ابی حمزہ سے، اس نے علی بن یقطین اور اس نے ابوالحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں کبوتر، مرغی، چوہا، کتا یا بلی گر گئی ہو تو کیا حکم ہے؟" ۔ تو آپؑ نے فرمایا: "تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ اس سے کچھ ڈول نکال لو تو اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ پاک ہو جائے گا۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَحَدُ شَيْئَيْنِ

⊙ إِمَّا أَنْ يَكُونَ ؏ أَجَابَ عَنْ حُكْمِ بَعْضِ مَا تَضَمَّنَهُ السُّؤَالُ مِنَ الْفَأْرَةِ وَ الطَّيْرِ وَ عَوَّلَ فِي حُكْمِ الْبَاقِي عَلَى الْمَعْرُوفِ مِنْ مَذْهَبِهِ أَوْ غَيْرِهِ مِنَ الْأَخْبَارِ الَّتِي شَاعَتْ عَنْهُمْ ؏

⊙ وَ الثَّانِي أَنْ لَا يَكُونَ فِي ذَلِكَ تَنَافٍ لِأَنَّ قَوْلَهُ تَنْزَحُ مِنْهَا دِلَاءً فَإِنَّهُ جَمْعُ الْكَثْرَةِ وَ هُوَ مَا زَادَ عَلَى الْعَشَرَةِ وَ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ أَرْبَعِينَ دَلْواً حَسَبَ مَا تَضَمَّنَتْهُ الْأَخْبَارُ الْأَوَّلَةُ وَ لَوْ كَانَ الْمُرَادُ بِهَا دُونَ الْعَشَرَةِ لَكَانَ جَمْعُهُ يَأْتِي عَلَى أَفْعِلَةٍ دُونَ فِعَالٍ عَلَى أَنَّهُ قَدْ حَصَلَ الْعِلْمُ بِحُصُولِ النَّجَاسَةِ وَ بِنَزْحِ أَرْبَعِينَ دَلْواً يَزُولُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ أَيْضاً وَ ذَلِكَ مَعْلُومٌ وَ مَا دُونَ ذَلِكَ طَرِيقَةُ أَخْبَارِ الْآحَادِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْعَمَلُ عَلَى مَا قُلْنَا.

تو ان احادیث میں دو صورتوں میں سے ایک ہو سکتی ہے۔

۱۔ یا تو امامؑ نے سوال میں مذکورہ بعض جانوروں مثلاً چوہا اور پرندہ کے متعلق جواب دیا ہو گا اور باقی جانوروں کے متعلق آپ کے جانے مانے نظریہ یا معصومین علیہم السلام سے بیان شدہ دیگر احادیث پر اعتماد کیا جائے گا۔

۲۔ ان احادیث میں کوئی منافات (اختلاف) نہ پایا جائے۔ کیونکہ امام کا یہ فرمان کہ ڈول نکالے جائیں گے تو یہ لفظ "دلاء" جمع کثرت کے وزن پر ہے۔ اور جمع کثرت دس سے زیادہ کی تعداد پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس میں یہ کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ اس سے مراد اس باب کی پہلی روایت کے مضمون کے مطابق چالیس ڈول لیے جائیں اور اگر کئی ڈول سے مراد دس سے کم ڈول ہوتے تو اس میں جمع کا لفظ "أفعلة" کے وزن پر آتا "فعال" کے وزن پر نہ آتا نیز اس پر مزید دلیل یہ بھی ہے کہ کنویں کے پانی کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا تھا اور (احادیث کے مطابق) چالیس ڈول نکالنے سے نجاست دور ہو جاتی ہے اور یہ بات معلوم اور یقینی ہے۔ اور جن احادیث میں اس سے کم کا حکم ہے وہ خبر واحد کے قسم سے ہیں پس اس بارے میں ہمارے بیان کردہ نظریہ پر عمل کرنا ضروری ہو گا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ زَيْدٍ الشَّحَّامِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؏ فِي الْفَأْرَةِ وَ السِّنَّوْرِ وَ الدَّجَاجَةِ وَ الْكَلْبِ وَ الطَّيْرِ قَالَ فَإِذَا لَمْ يَتَفَسَّخْ أَوْ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُ الْمَاءِ فَيَكْفِيكَ خَمْسُ دِلَاءٍ وَ إِنْ تَغَيَّرَ الْمَاءُ فَخُذْ مِنْهُ حَتَّى يَذْهَبَ الرِّيحُ.[2]



---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۲

[2] کافی ج ۳ ص ۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۱

(صحیح) ۶-۱۰۲- لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جمیل بن دراج سے، اس نے ابو اسامہ زید شحام سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ چوہا، بلی، مرغی، کتا اور پرندہ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: "اگر وہ پھولا نہیں ہے یا پانی کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوا تو پانچ ڈول نکالنا کافی ہے اور اگر پانی تبدیل ہو چکا ہو تو اتنا پانی نکالو کہ بدبو ختم ہو جائے۔"

فَهَذَا الْخَبَرُ أَيْضاً يَحْتَمِلُ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا هُوَ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ وَ هُوَ فَهَذَا الْخَبَرُ أَيْضاً يَحْتَمِلُ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا هُوَ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ وَ هُوَ أَنْ يَكُونَ أَجَابَ عَنْ حُكْمِ الدَّجَاجَةِ وَ الطَّيْرِ وَ الثَّانِي أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا وَقَعَ فِيهَا الْكَلْبُ وَ خَرَجَ مِنْهَا حَيّاً فَإِنَّهُ يَنْزَحُ مِنْهَا هَذَا الْمِقْدَارُ إِلَى سَبْعِ دِلَاءٍ وَ لَيْسَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ مَاتَ فِيهَا وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو اس حدیث میں گزشتہ دو احتمال والی احادیث کی طرح دو صورتوں کا احتمال دیا جا سکتا ہے ان میں سے ایک تو وہی ہے جسے ہم نے گزشتہ احادیث کے متعلق بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ امامؑ نے صرف مرغی اور پرندے کا حکم بیان فرمایا ہو۔ جبکہ دوسری صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں کہ اگر کتا کنویں میں گر کر زندہ نکل آیا ہو تو اس صورت میں مذکورہ مقدار (پانچ) سے سات ڈول تک پانی کنویں سے نکالا جائے گا۔ کیونکہ حدیث میں یہ تو نہیں کہا گیا کہ کتا اس میں گر کر مر گیا ہو۔ ہمارے اس احتمال پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنَا بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ ؑ قَالَ: كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ ؑ يَقُولُ إِذَا مَاتَ الْكَلْبُ فِي الْبِئْرِ نُزِحَتْ وَ قَالَ جَعْفَرٌ ؑ إِذَا وَقَعَ فِيهَا ثُمَّ أُخْرِجَ مِنْهَا حَيّاً نُزِحَ مِنْهَا سَبْعُ دِلَاءٍ.[1]

(صحیح) ۷-۱۰۳- مجھے بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے عباس بن معروف سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور اس نے ابو مریم سے اور اس نے کہا کہ ہمیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ (میرے والد) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: "اگر کتا کنویں میں مر جائے تو پانی نکالا جائے[2]" اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کتا کنویں میں گر جائے اور پھر زندہ نکل آئے تو صرف سات ڈول نکالے جائیں"۔

قَوْلُهُ ؑ إِذَا مَاتَ الْكَلْبُ فِي الْبِئْرِ نُزِحَتْ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ يَتَغَيَّرُ مَعَهُ أَحَدُ أَوْصَافِ الْمَاءِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُوجِبُ نَزْحَ جَمِيعِهِ وَ إِذَا لَمْ يَتَغَيَّرْ كَانَ الْحُكْمُ فِيهِ مَا قَدَّمْنَاهُ.

امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ جب کتا کنویں میں مر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے تو اس فرمان کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا جب اس کے مرنے کی وجہ سے پانی کی کوئی ایک صفت تبدیل بھی ہو جائے۔ کیونکہ یہی چیز کنویں کے سارا پانی نکالنے کا موجب بنتی ہے

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۲
[2] مطلب کنویں کا سارا پانی نکالا جائے۔ از مترجم

اور اگر پانی کی کوئی بھی صفت تبدیل نہ ہو تو حکم وہی ہو گا جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنْ بِئْرٍ يَقَعُ فِيهَا كَلْبٌ أَوْ فَأْرَةٌ أَوْ خِنْزِيرٌ قَالَ يُنْزَحُ كُلُّهَا.[1]

(موثق) ۸۔ ۱۰۴۔ لیکن جس روایت کو بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کنویں میں کتا یا چوہا یا خنزیر گر جائے تو کیا کیا جائے؟۔ تو آپؑ نے فرمایا: ''کنویں کا سارا پانی نکالا جائے''

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي مَرْيَمَ مِنْ قَوْلِهِ إِذَا مَاتَ الْكَلْبُ فِي الْبِئْرِ نُزِحَتْ أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى أَنَّهُ إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَافِ الْمَاءِ مِنَ اللَّوْنِ وَالطَّعْمِ وَالرَّائِحَةِ فَأَمَّا مَعَ عَدَمِ ذَلِكَ فَالْحُكْمُ مَا ذَكَرْنَاهُ.

تو اس حدیث اور ابو مریم والی حدیث کے اس جملہ سے کہ جب کتا کنویں میں مر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے تک کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ جب رنگ، بو یا ذائقہ میں سے پانی کی کوئی ایک صفت تبدیل ہو جائے لیکن تبدیلی نہ ہونے کی صورت میں حکم وہی ہو گا جسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ كَلُّوبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيّاً ع كَانَ يَقُولُ الدَّجَاجَةُ وَمِثْلُهَا تَمُوتُ فِي الْبِئْرِ يُنْزَحُ مِنْهَا دَلْوَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ وَإِذَا كَانَتْ شَاةٌ وَمَا أَشْبَهَهَا فَتِسْعَةٌ أَوْ عَشَرَةٌ.[2]

(ضعیف) ۹۔ ۱۰۵۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسن بن موسیٰ خشاب سے، اس نے غیاث بن کلوب سے، اس نے اسحاق بن عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد محترم سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مرغی اور اس جیسی چیز اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو اس کے لئے کنویں سے دو یا تین ڈول نکالے جائیں اور اگر بکری یا کوئی اس جیسا جانور ہو تو اس کیلئے نو یا دس ڈول نکالے جائیں۔



فَلَا يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ لِأَنَّ هَذَا الْخَبَرَ شَاذٌّ وَمَا قَدَّمْنَاهُ مُطَابِقٌ لِلْأَخْبَارِ كُلِّهَا وَلِأَنَّا إِذَا عَمِلْنَا عَلَى تِلْكَ الْأَخْبَارِ نَكُونُ قَدْ عَمِلْنَا عَلَى هَذِهِ الْأَخْبَارِ لِأَنَّهَا دَاخِلَةٌ فِيهَا وَإِنْ عَمِلْنَا عَلَى هَذَا الْخَبَرِ احْتَجْنَا أَنْ نُسْقِطَ تِلْكَ جُمْلَةً وَلِأَنَّ الْعِلْمَ يَحْصُلُ بِزَوَالِ النَّجَاسَةِ مَعَ الْعَمَلِ بِتِلْكَ الْأَخْبَارِ وَلَا يَحْصُلُ مَعَ الْعَمَلِ بِهَذَا الْخَبَرِ.

تو یہ حدیث گذشتہ بیان کردہ احادیث کی مخالفت نہیں کرتی کیونکہ یہ حدیث شاذ ہے جبکہ جو احادیث ہم نے ذکر کی ہیں وہ تمام احادیث کے مطابق ہیں نیز دوسری بات یہ کہ اگر ہم ان احادیث پر عمل کرتے ہیں تو اس حدیث پر بھی خود بخود عمل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۸

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۱

حدیث داخل ہے ان احادیث میں[1]۔ لیکن اگر اس حدیث پر ہم نے عمل کی تو یقیناً ہمیں باقی ان تمام احادیث کو چھوڑنا پڑے گا اور (تیسری دلیل یہ ہے کہ) ان احادیث پر عمل کرنے سے ہمیں نجاست کے دور ہونے کا یقین ہو جاتا ہے لیکن اس حدیث پر عمل کرنے سے یہ یقین حاصل نہیں ہوتا۔

## باب نمبر ۲۱: کنویں میں چوہا، مینڈک اور چھپکلی گر جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ وَ فَضَالَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْفَأْرَةِ وَ الْوَزَغَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا ثَلَاثُ دِلَاءٍ.[2]

(صحیح) ۱۔۱۰۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبداللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد اور فضالہ سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے کہ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''چوہا، چھپکلی کنویں میں گر جائیں تو کیا حکم ہے؟''۔ فرمایا: ''اس سے تین ڈول نکالے جائیں''

وَ عَنْهُ عَنْ فَضَالَةَ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع مِثْلَهُ.[3]

(صحیح) ۲۔۱۰۷۔ اسی سے، از فضالہ از ابن سنان از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بالکل اسی طرح۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ سَبْعُ دِلَاءٍ.[4]

(ضعیف) ۳۔۱۰۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم سے، اس نے علی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کنویں میں چوہا گر جائے (تو کیا حکم ہے؟)''۔ فرمایا: ''سات ڈول ہیں''



وَ عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ أَوِ الطَّيْرِ قَالَ إِنْ أَدْرَكْتَهُ قَبْلَ أَنْ يُنْتِنَ نَزَحْتَ مِنْهَا سَبْعَ دِلَاءٍ.[5]

(موثق) ۴۔۱۰۹۔ اور اسی سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ''چوہا یا پرندہ کنویں میں گر جائے (تو کیا حکم ہے؟)''۔ فرمایا: ''اگر بدبودار ہونے سے پہلے نکال لو تو کنویں سے سات ڈول نکالو۔''

---

[1] یعنی اس حدیث میں ذکر ہوئے دو یا تین ڈول پچھلی احادیث میں ذکر ہونے والے چالیس ڈول پانی کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ مترجم

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

فَالْوَجْهُ فِي هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَنْ نَحْمِلَهُمَا عَلَى أَنَّ الْفَأْرَةَ إِذَا كَانَتْ قَدْ تَفَسَّخَتْ فَإِنَّهُ يُنْزَحُ مِنْهَا سَبْعُ دِلَاءٍ وَ الْخَبَرَانِ الْأَوَّلَانِ نَحْمِلُهُمَا عَلَى أَنَّهَا أُخْرِجَتْ قَبْلَ أَنْ تَتَفَسَّخَ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هٰذَا التَّفْصِيلِ مَا.

توان دو حدیثوں کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ اگر چوہا پھول گیا ہو تو سات ڈول نکالے جائیں گے۔ جبکہ پہلی دو حدیثوں کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ چوہے کو پھولنے سے پہلے کنویں سے نکال لیا جائے۔ اور اسی تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمُكَارِي عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي الْبِئْرِ فَتَسَلَّخَتْ فَانْزَحْ مِنْهَا سَبْعَ دِلَاءٍ.[1]

(موثق) ۵-۱۱۰۔ جس کی خبر دی ہے مجھے شیخؒ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے عثمان بن عبدالملک سے، اس نے ابوسعید المکاری سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر چوہا کنویں میں گر کر پھول اور پھٹ گیا ہو تو اس سے سات ڈول پانی نکالو۔"

فَجَاءَ هٰذَا الْخَبَرُ مُفَسِّراً لِلْأَخْبَارِ كُلِّهَا.

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث کیلئے بطور تفسیر اور تشریح مانی جائے گی۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ إِذَا مَاتَتْ وَ لَمْ تُنْتِنْ فَأَرْبَعِينَ دَلْواً وَ إِذَا انْتَفَخَتْ فِيهِ وَ أَنْتَنَتْ نُزِحَ الْمَاءُ كُلُّهُ.[2]



(کالصحیح) ۶-۱۱۱۔ مگر وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن حسن[3] سے، اس نے عبدالرحمن بن ابوہاشم سے۔ اس نے ابوخدیجہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ چوہا کنویں میں گر جائے (تو کیا حکم ہے؟)۔ فرمایا: "اگر مر جائے لیکن بدبودار نہ ہو تو چالیس ڈول اور اگر کنویں میں پھٹ کر بدبودار ہو جائے تو پورا پانی نکالا جائے"۔

فَالْوَجْهُ فِيمَا تَضَمَّنَ هٰذَا الْخَبَرُ مِنَ الْأَمْرِ بِنَزْحِ أَرْبَعِينَ دَلْواً إِذَا لَمْ تُنْتِنْ فَمَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْفَرْضِ وَ الْإِيجَابِ لِأَنَّ الْوُجُوبَ فِي هٰذَا الْمِقْدَارِ لَمْ يَعْتَبِرْهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِنَا.

تو اس حدیث میں اس فرمان "اگر بدبودار نہ ہو تو چالیس ڈول نکالے جائیں" کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا، واجب ہونے پر نہیں کیونکہ چوہے کیلئے اتنی مقدار پانی نکالنے کو ہمارے کسی بھی بزرگ (علمائے دین) نے واجب قرار نہیں دیا۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۴

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۴

[3] بعض نسخوں میں محمد بن حسین ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَصِرْنَا إِلَى بِئْرٍ فَاسْتَقَى غُلَامُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع دَلْواً فَخَرَجَ فِيهِ فَأْرَتَانِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع أَرِقْهُ فَاسْتَقَى آخَرَ فَخَرَجَ فِيهِ فَأْرَةٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع أَرِقْهُ فَاسْتَقَى الثَّالِثَ فَلَمْ يَخْرُجْ فِيهِ شَيْءٌ فَقَالَ صُبَّهُ فِي الْإِنَاءِ فَصَبَّهُ فِي الْإِنَاءِ.[1]

(ضعیف) ۷۔ ۱۱۲۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حدید سے، اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور انہوں نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مکہ کے راستے میں جا رہا تھا کہ ہم ایک کنویں تک پہنچے تو امام صادق علیہ السلام کے ایک غلام نے کنویں میں ڈول ڈالا تو اس ڈول میں دو (۲) چوہے نکلے تب امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اسے بہادو“ پھر اس نے دوسری مرتبہ پانی نکالا تو اس ڈول میں ایک چوہا نکل آیا تب بھی آپ نے فرمایا: ”اسے بھی بہادو“ پھر تیسری مرتبہ پانی نکالا تو اس پانی میں کچھ نہیں تھا تب آپ نے فرمایا: ”اسے برتن میں ڈال دو۔“ تو اس نے پانی برتن میں ڈال دیا۔

فَأَوَّلُ مَا فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ مُرْسَلٌ وَ رَاوِيهِ ضَعِيفٌ وَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ حَدِيدٍ وَ هَذَا يُضْعِفُ الِاحْتِجَاجَ بِخَبَرِهِ وَ يَحْتَمِلُ مَعَ تَسْلِيمِهِ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْبِئْرِ الْمَصْنَعَ الَّذِي فِيهِ مِنَ الْمَاءِ مَا يَزِيدُ مِقْدَارُهُ عَلَى الْكُرِّ فَلَا يَجِبُ نَزْحُ شَيْءٍ مِنْهُ وَ ذَلِكَ هُوَ الْمُعْتَادُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ مَعَ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِذَلِكَ الْمَاءِ بَلْ قَالَ لِغُلَامِهِ صُبَّهُ فِي الْإِنَاءِ وَ لَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ اسْتِعْمَالِ مَا هَذَا حُكْمُهُ فِي الْوُضُوءِ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمَرَهُ بِالصَّبِّ فِي الْإِنَاءِ لِاحْتِيَاجِهِمْ إِلَيْهِ لِسَقْيِ الدَّوَابِّ وَ الْإِبِلِ أَوْ لِلشُّرْبِ عِنْدَ الضَّرُورَةِ الدَّاعِيَةِ إِلَيْهِ وَ ذَلِكَ سَائِغٌ وَ يَحْتَمِلُ أَيْضاً أَنْ تَكُونَ الْفَأْرَتَانِ خَرَجَتَا حَيَّتَيْنِ وَ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ جَازَ اسْتِعْمَالُ مَا بَقِيَ مِنَ الْمَاءِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ عَلَى مَا تَقَدَّمَ فِيمَا مَضَى وَ نُبَيِّنُهُ بَيَاناً مَا.



تو اس حدیث کی سب سے پہلی خامی یہ ہے کہ یہ مرسل ہے اور اس کا راوی علی بن حدید ضعیف ہے اور یہ چیز اس حدیث سے استدلال اور اس پر عمل کو کمزور کر دیتی ہے پھر اس کو تسلیم کر لینے کی صورت میں یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ یہاں کنویں سے مراد ایسا حوض ہو جس میں پانی کی مقدار کُر سے زیادہ ہو تو اس صورت میں اس سے کچھ بھی پانی نکالنا واجب نہیں ہوگا۔ اور یہ مکہ کے راستے میں عام طور پر ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس حدیث میں یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ آپؑ نے اس پانی سے وضو کیا ہو بلکہ آپؑ نے اپنے غلام سے فرمایا: ”اسے برتن میں انڈیل دو“ اور اس جملہ میں اس بات پر ایسی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی کہ اس طرح کے پانی کو وضو کیلئے استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپؑ نے پانی برتن میں انڈیلنے کا حکم اس لیے دیا ہو کہ انہیں گھوڑوں، اونٹ اور چوپاؤں کو پلانے کیلئے ضرورت ہو یا پھر انتہائی ضرورت کے وقت پینے کیلئے رکھنے کا حکم فرمایا ہو اور یہ کام جائز ہے۔ نیز احتمال بھی ہے کہ دونوں مرتبہ کے چوہے زندہ نکلے ہوں اور اگر ایسا ہوا ہو تو پانی کا استعمال بھی جائز ہے کیونکہ جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے اس چیز سے پانی نجس

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۴

نہیں ہوتا نیز اسی بات کی تائید مندرجہ ذیل اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ جَمِيعاً عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ هَارُونَ بْنِ حَمْزَةَ الْغَنَوِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْفَأْرَةِ وَ الْعَقْرَبِ وَ أَشْبَاهِ ذَلِكَ يَقَعُ فِي الْمَاءِ فَيَخْرُجُ حَيّاً هَلْ يُشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ وَ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ قَالَ يُسْكَبُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ قَلِيلُهُ وَ كَثِيرُهُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يُشْرَبُ مِنْهُ وَ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ غَيْرَ الْوَزَغِ فَإِنَّهُ لَا يُنْتَفَعُ بِمَا يَقَعُ فِيهِ.[1]

(صحیح)۸۔ ۱۱۳۔ جسے بیان کی ہے شیخ ابو عبداللہ نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ سے،اس نے اپنے والد سے،اس نے محمد بن یحیی سے،اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے،اس نے محمد بن حسین بن ابوالخطاب سے،اس نے حسن بن موسیٰ بن خشاب سے، ان سب نے یزید بن اسحاق سے،اس نے ہارون بن حمزہ غنوی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کنویں میں چوہا، بچھو اور اس جیسی چیزیں گر جائیں اور پھر زندہ نکل آئیں تو کیا اس کا پانی پیا جاسکتا ہے اور وضو بھی کیا جاسکتا ہے؟“۔ فرمایا: ”تین مرتبہ پانی بہادیا جائے گا اور اس لحاظ سے قلیل پانی اور کثیر پانی ایک ہی طرح کے ہیں (کوئی فرق نہیں) پھر اس پانی سے پیا بھی جاسکتا ہے اور وضو بھی کیا جاسکتا ہے لیکن چھپکلی کے لئے نہیں، کیونکہ چھپکلی جس میں گر جائے اس سے کسی صورت استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔“

وَهَذَا الْخَبَرُ قَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَيْهِ فِيمَا مَضَى.

اس حدیث کے متعلق ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں[2]

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُثَيْمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع سَامُّ أَبْرَصَ وَجَدْنَاهُ قَدْ تَفَسَّخَ فِي الْبِئْرِ قَالَ إِنَّمَا عَلَيْكَ أَنْ تَنْزَحَ مِنْهَا سَبْعَ دِلَاءٍ.[3]



(مجہول)۹۔ ۱۱۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد سے،اس اپنے باپ سے،اس نے محمد بن علی بن محبوب سے،اس نے احمد بن محمد سے،اس نے علی بن حکم سے،اس نے ابان سے،اس نے یعقوب بن عثیم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ہم نے کنویں میں صحرائی چھپکلی کو پھولے ہوئے دیکھا تھا تو کیا کریں؟“۔ تو آپ نے فرمایا: ”آپ پر صرف اتنا لازم ہے کہ اس کنویں سے سات ڈول پانی نکالیں“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ الْجُعْفِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ السَّامِّ أَبْرَصَ يَقَعُ فِي الْبِئْرِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

[2] باب نمبر ۱۱: چوہا، چھپکلی، سانپ اور بچھو جب کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مترجم

[3] من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۳۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶۰

حَرِّكِ الْمَاءَ بِالدَّلْوِ فِي الْبِئْرِ.[1]

(ضعیف) ۱۰۔۱۱۵۔ البتہ جسے روایت کی ہے جابر بن یزید جعفی نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ''کہ صحرائی چھپکلی کنویں میں گر گئی ہے تو کیا کریں؟''۔ تو آپؑ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے بس کنویں کے اندر ہی پانی کو ڈول سے ہلا دو''

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّ الْخَبَرَ الْأَوَّلَ مَحْمُولٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ وَ هَذَا الْخَبَرُ مُطَابِقٌ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ مِنْ أَنَّ مَا لَيْسَ لَهُ نَفْسٌ سَائِلَةٌ لَا يُفْسِدُ بِمَوْتِهِ الْمَاءَ وَ السَّامُّ أَبْرَصَ مِنْ ذَلِكَ.

## باب نمبر ۲۲: کنویں میں خشک یا تر پاخانہ گر جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَ الصَّفَّارِ جَمِيعاً عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْعَذِرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ فَقَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا عَشْرُ دِلَاءٍ فَإِنْ ذَابَتْ فَأَرْبَعُونَ أَوْ خَمْسُونَ دَلْواً.[2]

(ضعیف) ۱۔۱۱۶۔ مجھے خبر بیان کی ہے شیخ ابو عبداللہؒ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ اور صفار سے، ان تمام نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عبداللہ بن یحییٰ[3] سے، اس نے ابن مسکان اور اس نے کہا کہ مجھے یہ حدیث بیان کی ہے ابو بصیر نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''اگر پاخانہ کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟''۔ تو فرمایا: ''اس سے دس ڈول نکالے جائیں اور اگر پگھل کر پھیل گیا ہو تو پھر چالیس یا پچاس ڈول نکالے جائیں''۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْبِئْرِ يَقَعُ فِيهَا زَبِيلُ عَذِرَةٍ يَابِسَةٍ أَوْ رَطْبَةٍ فَقَالَ لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ فِيهَا مَاءٌ كَثِيرٌ.[4]

(موثق) ۲۔۱۱۷۔ البتہ جس حدیث کی روایت کی ہے سعد بن عبداللہ نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ''کنویں میں خشک یا تر پاخانہ کی ٹوکری گر جائے تو (کیا حکم ہے؟)'' تو فرمایا: ''اگر کثیر (زیادہ) پانی ہو تو کوئی حرج نہیں''۔[5]

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۳۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶۰

[2] الکافی ج ۳ ص ۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۹

[3] تہذیب الاحکام میں عبداللہ بن بحر ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۴۰

[5] یعنی کنویں کا استعمال ترک نہ کیا جائے بلکہ اس کا پانی نکال کر اس کی گندگی دور کر دی جائے۔

مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ بِئْرِ مَاءٍ وَقَعَ فِيهَا زَنْبِيلٌ مِنْ عَذِرَةٍ يَابِسَةٍ أَوْ رَطْبَةٍ أَوْ زَنْبِيلٌ مِنْ سِرْقِينٍ أَ يَصْلُحُ الْوُضُوءُ مِنْهَا فَقَالَ لَا بَأْسَ.[1]

(صحیح)۳-۱۱۸۔ نیز جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے موسیٰ بن قاسم سے، اس نے علی بن جعفر سے اور انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں خشک یا تر پاخانہ کا ٹوکرا یا گوبر کا ٹوکرا گر گیا ہے تو کیا اس پانی سے وضو کرنا مناسب ہے؟ تو فرمایا: "کوئی حرج نہیں۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَحَدُ شَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ بَعْدَ نَزْحِ خَمْسِينَ دَلْواً حَسَبَ مَا تَضَمَّنَهُ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ وَ الثَّانِي أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْبِئْرِ الْمَصْنَعَ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ أَكْثَرُ مِنْ كُرٍّ وَ لِأَجْلِ هَذَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ فِيهَا مَاءٌ كَثِيرٌ لِأَنَّ ذَلِكَ هُوَ الَّذِي يُعْتَبَرُ فِيهِ الْقِلَّةُ وَ الْكَثْرَةُ دُونَ الْآبَارِ الْمَعِينَةِ.

تو ان دو حدیثوں کی دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے

ایک تو یہ کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پچاس ڈول نکالنے کے بعد کوئی حرج نہیں یہ بالکل اس پہلی حدیث کے مضمون کے مطابق ہو جائے گی۔

اور دوسری یہ کہ اس میں کنویں سے مراد وہ حوض ہو جس میں پانی کُر سے زیادہ ہو اسی وجہ سے گزشتہ حدیث میں فرمایا گیا تھا کہ: "اگر اس میں کثیر (زیادہ) پانی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے" کیونکہ یہی حوض اور تالاب ہی ہیں جن میں پانی کی قلت اور کثرت کا لحاظ رکھا جاتا ہے وہ نہیں جن کیلئے لفظ "کنواں" بولا جاتا ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَمَّادٍ الْكُوفِيِّ عَنْ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي حَائِطٍ لَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَنَزَحَ دَلْواً لِلْوُضُوءِ مِنْ رَكِيٍّ لَهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِ قِطْعَةٌ مِنْ عَذِرَةٍ يَابِسَةٍ فَأَكْفَأَ رَأْسَهُ وَ تَوَضَّأَ بِالْبَاقِي.[2]



(ضعیف)۴-۱۱۹۔ مگر وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ نے موسیٰ بن حسن سے، اس نے ابوالقاسم عبدالرحمن بن حماد الکوفی سے، اس نے بشیر سے، اس نے ابو مریم انصاری سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ آپ کی ایک باغ میں تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا تو آپؑ نے اپنے کنویں سے وضو کیلئے پانی کا ایک ڈول نکالا تو اس پر خشک پاخانہ[3] کا ایک ٹکڑا تیر رہا تھا تو آپ نے اس ڈول کے اوپر والے پانی کے حصہ کو چھلکا دیا اور باقی پانی سے وضو کر لیا۔

فَيَحْتَمِلُ هَذَا الْخَبَرُ شَيْئَيْنِ أَيْضاً أَحَدُهُمَا مَا ذَكَرْنَاهُ فِي الْخَبَرَيْنِ مِنْ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالرَّكِيِّ الْمَصْنَعَ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ الْمَاءُ الْكَثِيرُ وَ الثَّانِي أَنْ تُحْمَلَ الْعَذِرَةُ عَلَى أَنَّهَا كَانَتْ عَذِرَةَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَ ذَلِكَ لَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ عَلَى

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۱

[3] اس سے مراد حلال گوشت جانوروں کی خشک گوبر وغیرہ ہے۔

كُلِّ حَالٍ.

تو اس روایت میں بھی دو احتمالات پائے جاتے ہیں ان میں سے ایک وہی ہے جسے گزشتہ دو احادیث کے ضمن میں بیان کیا تھا کہ یہاں "رکی" سے مراد وہ حوض یا تالاب ہو جس میں کثیر پانی ہو جبکہ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس پاخانہ سے مراد حلال گوشت جانور کا پاخانہ (لید) ہو اور یہ کسی بھی حالت میں پانی کو نجس نہیں کرتا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ كُرْدَوَيْهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنْ بِئْرٍ يَدْخُلُهَا مَاءُ الْمَطَرِ فِيهِ الْبَوْلُ وَ الْعَذِرَةُ وَ أَبْوَالُ الدَّوَابِّ وَ أَرْوَاثُهَا وَ خُرْءُ الْكِلَابِ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا ثَلَاثُونَ دَلْواً وَ لَوْ كَانَتْ مُبْخِرَةً.[1]

(مجہول) ۱۲۰۔۵ ۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کی ہے حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے اس نے کردویہ سے اور اس نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں بارش کا پانی چلا گیا جس میں پیشاب، پاخانہ جانوروں کا پیشاب اور گوبر اور کتے کا پاخانہ ملا ہوا تھا اس کا کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اس سے تیس ڈول نکالے جائیں چاہے پانی بدبودار ہی ہو۔"[2]

فَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرُ مَا حَدَّدْنَا بِهِ مِنْ نَزْحِ خَمْسِينَ دَلْواً لِأَنَّ هَذَا الْخَبَرَ مُخْتَصٌّ بِمَاءِ الْمَطَرِ الَّذِي يَخْتَلِطُ بِهِ أَحَدُ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ مِنَ النَّجَاسَاتِ ثُمَّ تَدْخُلُ الْبِئْرَ فَحِينَئِذٍ يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ بَعْدَ نَزْحِ الْأَرْبَعِينَ وَ الْخَبَرُ الَّذِي قَدَّمْنَاهُ يَتَنَاوَلُ إِذَا كَانَتِ الْعَذِرَةُ نَفْسُهَا تَقَعُ فِي الْبِئْرِ فَلَا تَنَافِيَ بَيْنَهُمَا عَلَى حَالٍ.

تو یہ روایت ہماری طرف سے مقررہ حد پچاس ڈول نکالنے کے حکم کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ روایت خاص ہے بارش کے پانی کے ساتھ جو ان مذکورہ نجاستوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مل کر پھر کنویں میں پڑ جائے تو اس صورت میں چالیس ڈول[3] نکالنے کے بعد اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے جبکہ پچھلی ذکر ہونے والی روایت میں ہے کہ جب خود پاخانہ کنویں میں گر جائے (بارش وغیرہ کے پانی کے بغیر) تو بہر حال صورت حال دونوں روایتوں میں کوئی تنافی نہیں ہے۔



## باب نمبر ۲۳: مرغی اور اس جیسا جانور کنویں میں گر کر مر جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ سَبْعُ دِلَاءٍ قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الطَّيْرِ وَ

[1] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۳۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۸
[2] حدیث میں لفظ مُبخرۃ آیا ہے، مثلاً "البئر المبخرۃ" وہ کنواں جس کی انتہائی ناپسندیدہ بدبو نکل رہی ہو جیسے مردار وغیرہ کی بو ہوتی ہے۔
[3] بعض نسخوں کے حاشیہ میں تیس ڈول تحریر ہے۔

الدَّجَاجَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ سَبْعُ دِلَاءٍ.[1]

(ضعیف) ۱۔۱۲۱۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم سے، اس نے علی[2] سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں چوہا مر جائے تو؟" فرمایا: "سات ڈول"۔ پھر (اس نے کہا) میں نے پوچھا: "پرندہ اور مرغی کنویں میں گر جائیں؟" فرمایا: "سات ڈول"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ كَلُّوبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيّاً ع كَانَ يَقُولُ فِي الدَّجَاجَةِ وَ مِثْلِهَا تَمُوتُ فِي الْبِئْرِ يُنْزَحُ مِنْهَا دَلْوَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَإِذَا كَانَتْ شَاةً وَ مَا أَشْبَهَهَا فَتِسْعَةٌ أَوْ عَشَرَةٌ.[3]

(ضعیف) ۲۔۱۲۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے حسن بن موسیٰ خشاب سے، اس نے غیاث بن کلوب سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد محترم سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: "مرغی اور اس جیسے جانور جو کنویں میں گر کر مر جائیں تو ان کیلئے دو یا تین ڈول نکالے جائیں اور اگر بکری اور اس جیسے جانور ہوں تو نو یا دس ڈول نکالے جائیں۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى الْجَوَازِ وَ الْأَوَّلَ عَلَى الْفَضْلِ وَ الِاسْتِحْبَابِ وَ يَكُونُ الْعَمَلُ عَلَى الْأَوَّلِ أَوْلَى لِأَنَّا مَتَى عَمِلْنَا عَلَى الْخَبَرِ الْأَوَّلِ دَخَلَ هَذَا الْخَبَرُ فِيهِ وَ يَكُونُ عَمَلُنَا بِالاحْتِيَاطِ وَ تَيَقُّنَّا الطَّهَارَةَ وَ إِذَا عَمِلْنَا بِهَذَا لَمْ نَكُنْ وَاثِقِينَ بِالطَّهَارَةِ وَ يُمْكِنُ أَيْضاً أَنْ يَكُونَ الْأَوَّلُ الْمَعْنِيُّ فِيهِ إِذَا تَفَسَّخَ وَ الثَّانِي إِذَا مَاتَ وَ أُخْرِجَ فِي الْحَالِ

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے جواز پر محمول کریں گے اور پہلی روایت کو فضیلت اور مستحب ہونے پر اور پہلی روایت پر عمل بہتر ہوگا کیونکہ جب ہم پہلی روایت پر عمل کریں گے تو یہ روایت بھی اس کے ضمن میں آجائے گی (اور اس پر خود بخود ہی عمل ہو جائے گا) اور ہمارا عمل احتیاط کے تقاضوں کے مطابق اور یقینی طہارت پر اطمینان ہوگا۔ لیکن اگر ہم اس روایت کے مطابق عمل کریں گے تو احتیاط کے تقاضوں کے مطابق بھی نہیں ہوگا اور (کنویں کی) طہارت پر یقین بھی نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلی روایت میں موت سے مراد پھولنا اور پھٹنا ہو جبکہ دوسری روایت میں مراد یہ ہو کہ مرے اور اسی وقت نکال لیا جائے۔



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰

[2] علی بن ابو حمزہ بطائنی ہے اور اس کا راوی قاسم بن محمد جوہری ہے اور یہ دونوں واقفی ہیں۔

[3] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۱، تہذیب الاحکام ج ۱ ح ۲۵۱

## باب نمبر ۲۴: کنویں میں کم یا زیادہ خون پڑ جائے

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ الْعَمْرَكِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ ذَبَحَ شَاةً فَاضْطَرَبَتْ وَ وَقَعَتْ فِي بِئْرِ مَاءٍ وَ أَوْدَاجُهَا تَشْخُبُ دَماً هَلْ يُتَوَضَّأُ مِنْ ذَلِكَ الْبِئْرِ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ دَلْواً وَ يُتَوَضَّأُ وَ لَا بَأْسَ بِهِ قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ ذَبَحَ دَجَاجَةً أَوْ حَمَامَةً فَوَقَعَتْ فِي بِئْرٍ هَلْ يَصْلُحُ أَنْ يُتَوَضَّأَ مِنْهَا قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا دِلَاءٌ يَسِيرَةٌ ثُمَّ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا وَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ يَسْتَقِي مِنْ بِئْرٍ فَرَعَفَ فِيهَا هَلْ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا دِلَاءٌ يَسِيرَةٌ۔[1]

(صحیح) ۱۔۱۲۳۔ مجھ سے بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ اشعری سے، اس نے عمرکی سے، اس نے علی بن جعفرؑ سے اور انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک آدمی نے بکری ذبح کی تو وہ تڑپتے ہوئی کنویں میں گر گئی جبکہ اس کی رگوں میں سے خون بھی بہہ رہا تھا تو کیا اس کنویں کے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟''۔ فرمایا: ''اس سے تیس سے چالیس ڈول کے درمیان پانی نکالا جائے اور پھر وضو کیا جا سکتا ہے کوئی حرج نہیں ہے''۔ راوی نے کہا کہ میں نے اور سوال کیا: '' ایک آدمی نے مرغی یا کبوتر ذبح کیا اور وہ کنویں میں گر گیا تو کیا وہ پانی وضو کے قابل ہے؟''۔ فرمایا: ''اس کنویں میں سے پانی کے کچھ ڈول نکالے جائیں پھر اس سے وضو کیا جا سکتا ہے''۔ راوی نے کہا کہ میں نے سوال کیا: ''ایک آدمی نے کنویں سے پانی پیا اور اس دوران کنویں میں اس کی نکسیر پھوٹی تو کیا پھر بھی وضو کر سکتے ہیں؟''۔ فرمایا: ''اس سے کچھ ڈول نکال لئے جائیں''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى رَجُلٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَسْأَلَ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع عَنِ الْبِئْرِ تَكُونُ فِي الْمَنْزِلِ لِلْوُضُوءِ فَيَقْطُرُ فِيهَا قَطَرَاتٌ مِنْ بَوْلٍ أَوْ دَمٍ أَوْ يَسْقُطُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ عَذِرَةٍ كَالْبَعْرَةِ أَوْ نَحْوِهَا مَا الَّذِي يُطَهِّرُهَا حَتَّى يَحِلَّ الْوُضُوءُ مِنْهَا لِلصَّلَاةِ فَوَقَّعَ ع فِي كِتَابِي بِخَطِّهِ يُنْزَحُ مِنْهَا دِلَاءٌ۔[2]



(صحیح) ۲۔۱۲۴۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، اس نے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو خط لکھ کر اس سے یہ درخواست کی کہ وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے یہ پوچھ کر بتائے کہ گھر میں وضو کیلئے کنواں ہے تو اس میں پیشاب یا خون کے کچھ قطرے گر جائیں یا اس میں اس کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً لید وغیرہ گر جاتی ہے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے تاکہ اس سے وضو کرنا صحیح ہو تو میرے ہی خط میں امام علیہ السلام نے اپنے دستخط مبارک سے یہ توقیع تحریر فرمائی: ''اس سے پانی کے کچھ ڈول نکال لئے جائیں''۔

[1] کافی ج ۳ ص ۶، من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۳

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶۰

فالوجه في هذا الخبر أن نحمله على أنه إذا كان الدم قليلاً لأنه كذا سأله ألا ترى أنه قال يقطر فيها قطرات من دم وذلك يستفاد به القلة وما تضمن الخبر من الثلاثين إلى الأربعين دلواً محمول على أنه إذا كثر الدم وذلك لأجل ذلك قرنه بذبح شاة وقعت في البئر وهي تشخب دماً والمعتاد من ذلك الكثرة ولما قل ذلك في ذبح الدجاجة أو الحمامة أو الرعاف أجاز أن ينزح منها دلاء يسيرة وذلك مفصل في الخبر الأول مشروح.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ خون قلیل (تھوڑا) ہو، کیونکہ سائل نے بھی اسی طرح ہی سوال کیا تھا۔ کیا آپ نے غور نہیں فرمایا کہ اس نے سوال میں کہا تھا "خون کے کچھ قطرے گر جاتے ہیں" تو انہی الفاظ سے خون کے کم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اور جس حدیث کے مضمون میں ہے کہ تیس سے چالیس ڈول نکالے جائیں تو اسے اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب خون زیادہ ہو، یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں اس صورت کیلئے یہ قرینہ ذکر کیا گیا ہے کہ بکری ذبح کی گئی ہے اور وہ کنویں میں گر گئی ہے جبکہ اس کی رگوں سے خون پھوٹ رہا ہوتا ہے۔ اور عام طور پر اس طرح خون کثرت سے ہی نکلتا ہے (اس لئے کثیر خون کیلئے ہی تیس ڈول نکالے جائیں گے قلیل خون کیلئے نہیں۔ از مترجم) اور چونکہ مرغی اور کبوتر وغیرہ کی ذبح کے وقت یا نکسیر پھوٹنے کے وقت خون کی یہ مقدار کم ہوتی ہے تو امام علیہ السلام نے بھی صرف کچھ ڈول نکالنے کی اجازت دی ہے۔ اور پہلی حدیث میں یہ بات تفصیل اور تشریح کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے۔

فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن محمد بن زياد عن كردويه قال: سألت أبا الحسن ع عن البئر يقع فيها قطرة دم أو نبيذ مسكر أو بول أو خمر قال ينزح منها ثلاثون دلواً.[1]

(مجہول) ۳-۱۲۵۔ لیکن پھر وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے محمد بن زیاد سے اور اس نے کردویہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں خون یا مست کرنے والی نبیذ یا پیشاب یا شراب کا قطرہ گر جاتا ہے (تو کیا کریں؟)"۔ فرمایا: "اس سے تیس ڈول نکالے جائیں"۔



فهذا الخبر شاذ نادر وقد تكلمنا عليه فيما تقدم لأنه تضمن ذكر الخمر والنبيذ المسكر الذي يوجب نزح جميع الماء مضافاً إلى ذكر الدم وقد بينا الوجه فيه ويمكن أن يحمل فيما يتعلق بقطرة دم أن نحمله على ضرب من الاستحباب وما قدمناه من الأخبار على الوجوب لئلا تتناقض الأخبار.

تو یہ حدیث شاذ بھی ہے اور نادر بھی اور اس بارے میں ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں کیونکہ اس میں خون کے ذکر کے علاوہ شراب اور نشہ آور نبیذ کا تذکرہ بھی ہے جس کی وجہ سے پورا پانی نکالنا واجب ہو جاتا ہے اور ہم نے اس کی ساری صورتحال بیان کی ہوئی ہے۔ اور خون کے قطرے کے متعلق یہ احتمال بھی ممکن ہے کہ ہم اسے مستحب ہونے پر محمول کریں اور گزشتہ بیان ہونے والی احادیث کے حکم کو وجوب پر محمول کریں تاکہ احادیث میں تناقض باقی نہ رہے۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵

# باب نمبر ۲۵: کنواں اور نکاسی کے گڑھے کے درمیان فاصلہ کی مقدار

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللهِ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رِبَاطٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْبَالُوعَةِ تَكُونُ فَوْقَ الْبِئْرِ قَالَ إِذَا كَانَتْ أَسْفَلَ مِنَ الْبِئْرِ فَخَمْسَةُ أَذْرُعٍ وَإِذَا كَانَتْ فَوْقَ الْبِئْرِ فَسَبْعَةُ أَذْرُعٍ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ وَ ذَلِكَ كَثِيرٌ.[1]

(ضعیف) ا۔۱۲۶ا۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن سنان سے، اس نے حسن بن رباط سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کیا نکاسی کے گڑھے[2] کو کنویں سے اوپر ہونا چاہیے؟'' فرمایا: ''اگر کنویں سے نیچے ہے تو پانچ ہاتھ[3] کا فاصلہ ہونا چاہیے اور اگر کنویں سے اونچا ہے تو سات ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے اور یہ ہر طرف سے ہونا چاہیے اور زیادہ تر ایسا ہوتا ہے۔''

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ السَّرَّاجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ الْجَمَّالِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ كَمْ أَدْنَى مَا يَكُونُ بَيْنَ الْبِئْرِ وَ الْبَالُوعَةِ فَقَالَ إِنْ كَانَ سَهْلاً فَسَبْعَةُ أَذْرُعٍ وَإِنْ كَانَ جَبَلاً فَخَمْسَةُ أَذْرُعٍ ثُمَّ قَالَ يَجْرِي الْمَاءُ إِلَى الْقِبْلَةِ إِلَى يَمِينٍ وَ يَجْرِي عَنْ يَمِينِ الْقِبْلَةِ إِلَى يَسَارِ الْقِبْلَةِ وَ يَجْرِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ إِلَى يَمِينِ الْقِبْلَةِ وَ لَا يَجْرِي مِنَ الْقِبْلَةِ إِلَى دُبُرِ الْقِبْلَةِ.[4]

(مرسل) ۲۔۱۲۷ا۔ احمد بن محمد نے روایت کی ہے محمد بن اسماعیل سے، اس نے ابو اسماعیل سراج سے، اس نے عبداللہ بن عثمان سے، اس نے قدامہ بن ابو زید جمال[5] سے، اس نے بعض بزرگان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کنویں اور نکاسی کے گڑھے کے درمیان کم از کم کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟''۔ تب آپ نے فرمایا: ''اگر نرم (میدانی) زمین ہے تو سات ہاتھ کا اور اگر پتھریلی (چٹان) ہے تو پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے''۔ پھر فرمایا: ''پانی قبلہ کی جانب دائیں طرف چلتا ہے اور قبلہ کے دائیں سے قبلہ کے بائیں کی جانب چلتا ہے اور قبلہ کے بائیں طرف سے قبلہ کے دائیں طرف بھی چلتا ہے لیکن قبلہ کے رخ سے قبلہ



---

[1] تہذیب الاحکام ج ا ص ۱۲۹۰

[2] عبارت میں لفظ ''بالوعہ'' استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد وہ گڑھا ہے جس میں گندا استعمال شدہ پانی اور نا قابل استعمال چیزیں ڈالی جائیں۔ جسے آج کل کی اصطلاح میں گٹر کہتے ہیں۔ مترجم

[3] عربی میں لفظ ذراع آیا ہے جو کہنی انگلیوں کے سرے تک پیمائش ہے اور عام طور پر چوبیس انگلیوں کے برابر ہے اور آجکل کی پیمائش کے مطابق ہر ذراع ڈیڑھ فٹ کے برابر ہے۔ اس لحاظ سے پانچ ذراع ساڑھے سات فٹ اور سات ذراع ساڑھے دس فٹ کے برابر ہوگا۔

[4] کافی ج ۳ ص ۸، تہذیب الاحکام ج ا ص ۳۳۴

[5] کافی اور تہذیب الاحکام کے مطابق قدامہ بن ابوزید حمال ہے۔

کے پشت کی طرف نہیں چلتا"۔[1]

وَأَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ حَمْزَةَ الْعَلَوِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ أَبِي بَصِيرٍ قَالُوا قُلْنَا لَهُ بِئْرٌ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا يَجْرِي الْبَوْلُ قَرِيباً مِنْهَا أَ يُنَجِّسُهَا قَالُوا فَقَالَ إِنْ كَانَتِ الْبِئْرُ فِي أَعْلَى الْوَادِي وَ الْوَادِي يَجْرِي فِيهِ الْبَوْلُ مِنْ تَحْتِهَا وَ كَانَ بَيْنَهُمَا قَدْرُ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ أَوْ أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ لَمْ يُنَجِّسْ ذَلِكَ الْبِئْرَ شَيْءٌ وَ إِنْ كَانَتِ الْبِئْرُ فِي أَسْفَلِ الْوَادِي وَ يَمُرُّ الْمَاءُ عَلَيْهَا وَ كَانَ بَيْنَ الْبِئْرِ وَ بَيْنَهُ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ لَمْ يُنَجِّسْهَا وَ مَا كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ لَمْ يُتَوَضَّأْ مِنْهُ قَالَ زُرَارَةُ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنْ كَانَ يَجْرِي بِلِزْقِهَا وَ كَانَ لَا يَلْبَثُ عَلَى الْأَرْضِ فَقَالَ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ قَرَارٌ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مِنْهُ قَلِيلٌ فَإِنَّهُ لَا يَثْقُبُ الْأَرْضَ وَ لَا يَغُولُهُ حَتَّى يَبْلُغَ قَعْرَهُ وَ لَيْسَ عَلَى الْبِئْرِ مِنْهُ بَأْسٌ فَتَوَضَّأْ مِنْهُ إِنَّمَا ذَلِكَ إِذَا اسْتَنْقَعَ الْمَاءُ كُلُّهُ.[2]

(حسن) س ۱۲۸۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے ابو محمد حسن بن حمزہ علوی سے، اس نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد بن حریز سے اور اس نے زرارہ، محمد بن مسلم اور ابو بصیر سے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے امام علیہ السلام[3] سے پوچھا: "ایک کنویں سے وضو کیا جاتا ہے مگر اس کے قریب سے پیشاب بھی بہتا رہتا ہے تو کیا وہ پیشاب کنویں کو نجس کر سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "اگر کنواں وادی کی اونچائی پر ہے اور وادی کی جس جگہ پر پیشاب بہتا ہے وہ اس کے نیچے ہے اور ان کے درمیان تین یا چار ہاتھ کا فاصلہ ہے تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ اور اگر کنواں وادی کے نچلے حصہ میں ہے اور پانی[4] اس پر سے گزر کر جا سکتا ہے مگر اس کے اور کنویں کے درمیان سات ہاتھ[5] کا فاصلہ ہے تو بھی اسے نجس نہیں کرے گا۔ لیکن اگر درمیانی فاصلہ اس سے کم ہے تو اس سے وضو نہ کیا جائے"۔ یہ زرارہ کا کہنا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "اگر پیشاب خود بہہ جاتا ہو وہاں نہ رکتا ہو لیکن اس کی تری برقرار رہتی ہو تو پھر؟"۔ فرمایا: "جو چیز نہیں ٹھہرتی تو اس کیلئے کوئی حرج نہیں ہے۔ چاہے اس کا تھوڑا سا حصہ ٹھہر بھی جائے تب بھی کیونکہ وہ زمین میں (اتنا زیادہ گہرا) گھس کر جذب نہیں ہوتا کہ کنویں تک پہنچ سکے اور اس سے کنویں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ پس اس سے وضو کر سکتے ہو۔ یہ بیان کردہ فاصلہ تو اس صورت میں ہے کہ تب پانی پورا رک کر جذب ہو جا ہو۔"



وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَيُّوعَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ حَمْزَةَ الْعَلَوِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ

[1] ہمارے استاد علامہ شعرانی کا نظریہ ہے کہ یہاں پر قبلہ سے مراد اہل مدینہ اور اہل عراق کے قبلہ کا رخ ہے اور یہ جنوب کی طرف ہوتا ہے۔ اور اس حدیث کا نچوڑ یہ ہے کہ زمین کے نیچے پانی ہمیشہ شمال سے جنوب کی طرف نہیں بہتا بلکہ بسا اوقات مشرق سے مغرب کی طرف یا اس کے برعکس بھی بہتا ہے اور بعض اوقات جنوب مغربی طرف بھی بہتا ہے۔

[2] کافی ج ۳ ص ۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۵

[3] مراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

[4] یہاں پانی سے مراد پیشاب ہے۔

[5] تہذیب الاحکام اور کافی میں ہے "نو ہاتھ"۔

يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع فِي الْبِئْرِ يَكُونُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الْكَنِيفِ خَمْسَةُ أَذْرُعٍ وَ أَقَلُّ وَ أَكْثَرُ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا قَالَ لَيْسَ يُكْرَهُ مِنْ قُرْبٍ وَ لَا بُعْدٍ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا وَ يُغْتَسَلُ مَا لَمْ يَتَغَيَّرِ الْمَاءُ.[1]

(مجہول) ۴۔۱۲۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبداللہ نے ابو محمد حسن بن حمزہ علوی سے، اس نے احمد بن ادریس سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے عباد بن سلیمان سے، اس نے سعد بن سعد سے، اس نے محمد بن قاسم سے اور اس نے امام ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں اور نالی کے درمیان پانچ ہاتھ یا اس سے کم و بیش کا فاصلہ ہو تو کیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "(نالی کے) دور یا نزدیک ہونے کے باوجود اس کنویں سے وضو کرنا مکروہ نہیں ہے جب تک کہ پانی میں تبدیلی نہ آجائے"

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: هَذَا الْخَبَرُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْأَخْبَارَ الْمُتَقَدِّمَةَ كُلَّهَا مَحْمُولَةٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْحَظْرِ وَ الْإِيجَابِ.

محمد بن حسن کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گذشتہ تمام احادیث کو مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ حرمت یا (فاصلہ رکھنے کے) وجوب پر نہیں۔

## باب نمبر ۲۶: پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ رخ ہونا یا قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ ع قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ص إِذَا دَخَلْتَ الْمَخْرَجَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَ لَا تَسْتَدْبِرْهَا وَ لَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا.[2]



(مجہول) ۱۔۱۳۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے محمد بن عبداللہ بن زرارہ سے، اس نے عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے اپنے دادا سے اور اس نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے اور آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم بیت الخلاء جاؤ تو قبلہ رخ بھی مت بیٹھو اور پیٹھ کر کے بھی بلکہ یا دائیں طرف رخ کر کے بیٹھو یا بائیں طرف۔[3]"

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۵

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶

[3] حدیث میں "شرقوا او غربوا" کے الفاظ آئے ہیں جن کا مطلب ہے کہ مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف تو یہ ترجمہ حجاز عربی ماحول کے مطابق تو سازگار ہو سکتا ہے مگر یہاں پاکستان میں چونکہ اکثر علاقوں میں قبلہ کا رخ مغرب کی طرف ہے تو اس لیے مغرب کی طرف رخ کرنے کا مطلب قبلہ رخ

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ أَوْ غَيْرِهِ رَفَعَهُ قَالَ: سُئِلَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ع مَا حَدُّ الْغَائِطِ قَالَ لَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرْهَا وَلَا تَسْتَقْبِلِ الرِّيحَ وَلَا تَسْتَدْبِرْهَا.[1]

(مرسل) ۲-۱۳۱۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن یحیی، از محمد بن احمد بن یحیی، از یعقوب ابن یزید، از ابن ابی عمیر، از عبد الحمید بن ابی العلا وغیرہ سے مرفوع طور پر راوی کا کہنا ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی مجتبیٰؑ سے پوچھا گیا: "پاخانہ کرنے کی کیا حدود ہے؟" آپؑ نے فرمایا: "قبلہ کی طرف رخ بھی مت کرو اور پیٹھ بھی نیز ہوا کی طرف بھی رخ کر کے یا پیٹھ کر کے مت بیٹھو"۔[2]

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْرُوقٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ع وَفِي مَنْزِلِهِ كَنِيفٌ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ.

(حسن) ۳-۱۳۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے ھیثم ابن ابی مسروق سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس گیا تو آپؑ کے گھر میں بیت الخلاء دیکھا جو قبلہ رخ بنایا گیا تھا۔[3]

فَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرُ الْخَبَرَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ أَكْثَرُ مِنْ أَنَّهُ شَاهَدَ كَنِيفاً قَدْ بُنِيَ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ شَاهَدَهُ عَلَيْهِ قَاعِداً أَوْ سَوَّغَ ذَلِكَ أَوْ أَمَرَ بِبِنَائِهِ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَدِ انْتَقَلَ الدَّارُ إِلَيْهِ وَقَدْ بُنِيَ كَذَلِكَ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ لَجَازَ الْجُلُوسُ عَلَيْهِ.

تو یہ حدیث پہلی دو حدیثوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ راوی نے دیکھا کہ بیت الخلاء اس مذکورہ طریقہ سے بنا ہوا تھا۔ جبکہ اس میں یہ ذکر ہی نہیں ہے کہ راوی نے کسی کو اس رخ بیٹھا ہوا دیکھا یا کسی نے ایسا کرنے کی



ہوتا ہے یا مشرق کی رخ کرنا گویا قبلہ کو پیٹھ دکھانا ہے اس لیے ترجمہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے دائیں اور بائیں بیان کیا گیا ہے حالانکہ دائیں بائیں کیلئے عربی میں عام طور پر یمین اور یسار یا شمالی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام متوجہ ہو گئے ہوں گے۔ از مترجم

[1] کافی ج ۳ ص ۱۵، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۴۷، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶

[2] ہوا کے رخ کی طرف پیٹھ کرنے سے ممانعت گویا راوی کا اپنا خیال ہے۔ اور اس نے قبلہ کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا یا پشت کرنا برابر طریقے تو ہیں قبلہ شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ہوا کے رخ بیٹھ پیشاب اور پاخانہ کے اجزاء سے کپڑوں کے بھرنے کا امکان ہوتا ہے اور اس کا علاج ہوا کے رخ کی طرف پیٹھ کرنا ہے۔ اس لئے قدماء صرف ہوا کی طرف رخ کرنے کے مکروہ ہونے پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے۔ جبکہ راوی نے جب دیکھا کہ قبلہ کے متعلق پشت کرنے کا حکم آیا ہے تو اسے گمان ہوا کہ یہی حکم ہوا کے متعلق بھی ہونا چاہیے۔ بالکل اسی طرح کی گفتگو سورج اور چاند کی طرف رخ کر کے نہ بیٹھنے کے بارے میں بھی ہے۔ اس لئے کہ اس سے ممانعت شرمگاہ کو چھپانے کے مقصد سے ہے تاکہ شرمگاہ ظاہر نہ ہو۔ سورج یا چاند کی تعظیم کی خاطر نہیں۔ علی اکبر غفاری۔

[3] کتاب النہایہ میں مولف کا کہنا ہے "قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہیں کرنا چاہیے کہ وہ جگہ ایسی بنی ہوئی ہو کہ قبلہ طرف رخ موڑنا ممکن نہ ہو"۔ بظاہر مولف نے اسی حدیث سے فتویٰ اخذ کیا ہے جبکہ مجھے قدماء کے کلام میں ان مقامات پر استقبال قبلہ کے حرام ہونے کی کوئی بات نہیں ملی ہاں البتہ نہی کی گئی ہے اور نہی کرنا حرام ہونے سے عام ہے۔

اجازت دی یا کسی نے اس طریقہ پر بنانے کا حکم دیا ہو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام علیہ السلام اس گھر میں منتقل ہوئے ہوں اور وہ گھر پہلے سے ہی اسی طرز پر بنا ہوا ہو۔ اور اگر اسی طرح ہو تو پھر اس بیت الخلاء میں جانا جائز ہوگا[1]۔

## باب نمبر ۲۷: جس کے بائیں ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر اللہ تعالی کا کوئی اسم مبارک نقش ہو اور وہ استنجا کرنا چاہتا ہو

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ قَالَ: لَا يَمَسُّ الْجُنُبُ دِرْهَماً وَ لَا دِينَاراً عَلَيْهِ اسْمُ اللَّهِ وَ لَا يَسْتَنْجِي وَ عَلَيْهِ خَاتَمٌ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ وَ لَا يُجَامِعُ وَ هُوَ عَلَيْهِ وَ لَا يَدْخُلُ الْمَخْرَجَ وَ هُوَ عَلَيْهِ.[2]

(موثق) ۱۔ ۱۳۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن ادریس سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے اس نے احمد بن حسن سے، اس نے علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جنابت والا آدمی کسی ایسے درہم و دینار کو مت چھوئے جس پر اللہ کا نام کندہ ہو، نہ ہی ایسے ہاتھ سے استنجاء کرے جس میں اللہ کے نام نقش والی انگوٹھی ہو، نہ ایسی انگوٹھی پہن کر جماع کرے اور نہ ہی ایسی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء میں داخل ہو"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَرْقِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ أَبِي الْعِزَّةُ لِلَّهِ جَمِيعاً وَ كَانَ فِي يَسَارِهِ يَسْتَنْجِي بِهَا وَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع الْمُلْكُ لِلَّهِ وَ كَانَ فِي يَدِهِ الْيُسْرَى وَ يَسْتَنْجِي بِهَا.[3]



(ضعیف) ۲۔ ۱۳۴۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کی ہے احمد بن محمد نے البرقی سے، اس نے وھب بن وھب[4] سے اور اس نے اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "میرے والد محترم کی انگوٹھی کا نقش "العزۃ للہ جمیعا" تھا اور وہ ان کے بائیں ہاتھ میں تھی جس سے وہ استنجاء بھی فرمایا کرتے تھے نیز امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش "الملک للہ" تھا وہ ان کے بائیں ہاتھ میں تھی جس سے استنجاء بھی فرمایا کرتے تھے"۔

[1] مطلب یہ ہے کہ اس بیت الخلاء میں جانا تو جائز ہوگا مگر بیٹھنا اسی طرح ہوگا جس طرح پہلی دو حدیثوں میں بیان ہوا ہے۔ مگر مترجم کی نگاہ میں ایسے بیت الخلاء سے اجتناب بہتر ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۲

[4] وہب بن وہب وہی ابو البختری ہے۔ ملاحظہ ہو الفہرست طوسیؒ، نجاشی و کشی۔

فَهٰذَا الْخَبَرُ مَحْمُولٌ عَلَى التَّقِيَّةِ لِأَنَّ رَاوِيَهُ وَهْبُ بْنُ وَهْبٍ وَ هُوَ عَامِّيٌّ ضَعِيفٌ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ فِيمَا يَخْتَصُّ بِهِ عَلَى أَنَّ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ آدَابِ الطَّهَارَةِ وَ لَيْسَ مِنْ وَاجِبَاتِهَا وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ

تو یہ حدیث تقیہ پر محمول ہوگی کیونکہ اس کی سند میں راوی وھب بن وھب ہے جو کہ عامی المذہب (سنی) تھا ضعیف اور اس سے اختصاصی سند میں متروک الحدیث[1] تھا مزید یہ کہ جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں وہ آداب طہارت میں سے تو ہے مگر واجبات طہارت میں سے نہیں ہے اور ہماری اس وضاحت پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يُرِيدُ الْخَلَاءَ وَ عَلَيْهِ خَاتَمٌ فِيهِ اسْمُ اللهِ تَعَالَى قَالَ مَا أُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ فَيَكُونُ اسْمُ مُحَمَّدٍ ص قَالَ لَا بَأْسَ.[2]

(ضعیف) ۳-۱۳۵۔ جسے روایت کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے سہل بن زیاد سے اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے ابو القاسم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: "ایک آدمی بیت الخلاء جانا چاہتا ہے جبکہ اس کے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی نقش ہے؟"۔ فرمایا: "میں اسے ناپسند کرتا ہوں"۔ راوی نے عرض کیا: "اگر وہ حضرت محمد ﷺ کا اسم مبارک ہو؟" فرمایا: "اس میں حرج نہیں ہے"۔[3]

## باب نمبر ۲۸۔ پیشاب کے بعد استنجاء سے پہلے استبراء کا وجوب

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ فِي الرَّجُلِ يَبُولُ قَالَ يَنْتُرُهُ ثَلَاثاً ثُمَّ إِنْ سَالَ حَتَّى يَبْلُغَ السَّاقَ فَلَا يُبَالِي.



(صحیح) ۱-۱۳۶۔ مجھے خبر دی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید اور محمد بن خالد البرقی سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حفص بن بختری سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیشاب کرنے والے کے متعلق نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "تین مرتبہ دبا کر نچوڑے

[1] مطلب یہ کہ جو سلسلہ سند صرف اسی پر کیا تھا اس حدیث کو ترک کر دیا جاتا تھا اور وہ ناقابل عمل بات ہوتی ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵

[3] علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: "ممکن ہے نام محمد کا انگوٹھی پر نقش اس کے اپنے نام "محمد" پر ہو اور سوال فقط نام میں اشتراک کی وجہ سے ہو۔ لیکن یہ بعید از قیاس لگتا ہے"۔ علی اکبر غفاری۔ البتہ اسم گرامی حضرت محمد ﷺ بلکہ تمام چہاردہ معصومین علیہم السلام کی شان کا تقاضا یہ ہے کہ اس عمل سے اجتناب کیا جائے۔ مترجم

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۹

گا پھر اگر کچھ بھی بہتا ہو حتی کہ پنڈلی تک بھی پہنچ جائے پھر بھی اس کی پرواہ نہ کرے"۔

وَأَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنِ ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع رَجُلٌ بَالَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ مَاءٌ قَالَ يَعْصِرُ أَصْلَ ذَكَرِهِ إِلَى رَأْسِ ذَكَرِهِ ثَلَاثَ عَصَرَاتٍ وَيَنْتُرُ طَرَفَهُ فَإِنْ خَرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ شَيْءٌ فَلَيْسَ مِنَ الْبَوْلِ وَلَكِنَّهُ مِنَ الْحَبَائِلِ.[1]

(حسن) ۱۳۷-۲ ـ اور مجھے خبر دی ہے حسین بن عبیداللہ نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے ابن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے پیشاب کیا مگر اس کے پاس (طہارت کرنے کیلئے) پانی نہیں تھا تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "پیشاب کی نالی کی جڑ کو اس کے سرے تک دبا کر نچوڑے اور پھر اس کے آخری سرے (حشفہ) کو دبا کر جھٹکے تو اس کے بعد اگر کوئی رطوبت نکلتی بھی ہے تو وہ پیشاب نہیں ہوگا بلکہ پیشاب کی نالی کی رگوں کا پسینہ ہوگا۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الصَّفَّارُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ هَلْ يَجِبُ الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ مِنَ الذَّكَرِ بَعْدَ الِاسْتِبْرَاءِ فَكَتَبَ نَعَمْ.[2]

(صحیح) ۱۳۸-۳ ـ البتہ وہ روایت جسے صفار نے محمد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کو ایک آدمی نے خط میں لکھا کہ استبراء کے بعد پیشاب کی نالی سے کوئی چیز نکلے تو کیا اس کے بعد وضو واجب ہو جائے گا؟۔ تو امام علیہ السلام نے بھی لکھا: "جی ہاں"۔

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْوُجُوبِ أَوْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِمَذْهَبِ أَكْثَرِ الْعَامَّةِ.



تو اس کی صورتحال یہ ہے کہ اس حدیث کے مضمون (یعنی وضو کرنے) کو ہم مستحب پر محمول کریں گے واجب پر نہیں۔ یا ہم اسے تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ اکثر عامہ (اہل سنت) کے مذہب کے مطابق ہے۔

## باب نمبر: ۲۹ ـ پیشاب سے استنجاء کیلئے پانی کی کم از کم مقدار

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْرُوقٍ النَّهْدِيِّ عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ نَشِيطِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ كَمْ يُجْزِي مِنَ الْمَاءِ فِي الِاسْتِنْجَاءِ مِنَ

[1] حدیث میں لفظ "یَنْتُرُ" ہے جس کا مطلب ہے زور سے دبانا۔۔۔ اور استبراء من البول کا مطلب ہے پیشاب کی نالی میں بچا کھچا پیشاب نکالنے کیلئے پیشاب کی نالی کو زور سے دبانا پھر کھینچ کر نچوڑنا۔
تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۹

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۹

الْبَوْلِ فَقَالَ مِثْلَا مَا عَلَى الْحَشَفَةِ مِنَ الْبَلَلِ.[1]

(حسن) ۱-۱۳۹- مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے ھیثم بن ابی مسروق النہدی سے، اس نے مبروک بن عبید سے، اس نے نشیط بن صالح سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "پیشاب سے استنجاء کرنے کے لیے کتنا پانی کافی ہے؟"۔ فرمایا: "جتنا سپاری پر تری ہے اس کے دگنا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ نَشِيطٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: يُجْزِي مِنَ الْبَوْلِ أَنْ تَغْسِلَهُ بِمِثْلِهِ.[2]

(مرسل) ۲-۱۴۰- البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے سعد بن عبداللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے مروک بن عبید سے، اس نے نشیط سے، اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا: "پیشاب سے استنجاء کیلئے کافی ہے کہ آپ اسے اس جتنے پانی سے دھوئیں"[3]۔

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّ قَوْلَهُ يُجْزِي أَنْ تَغْسِلَهُ بِمِثْلِهِ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ رَاجِعاً إِلَى الْبَوْلِ لَا إِلَى مَا بَقِيَ وَ ذَلِكَ أَكْثَرُ مِنَ الَّذِي اعْتَبَرْنَاهُ مِنْ مِثْلَيْ مَا عَلَيْهِ.

تو یہ پچھلی حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس فرمان " کافی ہے کہ آپ اسے اس جتنے پانی سے دھوئیں " کے بارے میں احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد خود نکلنے والا پیشاب ہو، باقی ماندہ پیشاب کی تری نہ ہو اور یہ اس پیشاب کی نالی پر باقی ماندہ تری کی دگنا مقدار سے زیادہ ہے جسے ہم نے اپنے اختیار کردہ نظریہ کے مطابق ضروری جانا ہے۔



## باب نمبر ۳۰: کسی بھی حدث کے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوُضُوءِ كَمْ يُفْرِغُ الرَّجُلُ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي الْإِنَاءِ قَالَ وَاحِدَةٌ مِنْ حَدَثِ الْبَوْلِ وَ اثْنَتَانِ مِنَ الْغَائِطِ وَ ثَلَاثٌ مِنَ الْجَنَابَةِ.[4]

(صحیح) ۱-۱۴۱- مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷

[2] کافی ج ۳ ص ۲۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷

[3] لگتا یہی ہے کہ یہاں بھی دگنا پانی ہونا چاہئے مگر لکھنے میں غلطی ہوگی۔ البتہ یہ بھی ممکن ہے صحیح وہی ہو جسے شیخ طوسیؒ نے حدیث کی وضاحت میں فرمایا ہے۔ علی اکبر غفاری۔

[4] کافی ج ۳ ص ۱۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸

یحییٰ سے،اس نے اپنے باپ سے،اس نے ابن ابی عمیر سے،اس نے حماد سے،اس نے حلبی سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام[1] سے پوچھا کہ وضو کیلئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انسان کو اپنے دائیں ہاتھ پر کتنے مرتبہ ڈالنا چاہیے؟"۔ فرمایا: "پیشاب کی حدث کیلئے ایک مرتبہ پاخانہ کی حدث کیلئے دو مرتبہ اور جنابت والی حدث کیلئے تین مرتبہ"

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: يَغْسِلُ الرَّجُلُ يَدَهُ مِنَ النَّوْمِ مَرَّةً وَ مِنَ الْغَائِطِ وَ الْبَوْلِ مَرَّتَيْنِ وَ مِنَ الْجَنَابَةِ ثَلَاثاً.[2]

(کالصحیح) ۲۔ ۱۴۲۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن احمد بن یحییٰ، از علی بن السندی[3]، از حماد بن عیسیٰ، از حریز از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور آپؑ نے فرمایا: "آدمی نیند والی حدث کیلئے ایک مرتبہ پیشاب اور پاخانہ والی حدث کیلئے دو مرتبہ اور جنابت والی حدث کیلئے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى وَ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَبُولُ وَ لَا يَمَسُّ يَدَهُ الْيُمْنَى شَيْءٌ أَ يَغْمِسُهَا فِي الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ وَ إِنْ كَانَ جُنُباً.[4]

(صحیح) ۳۔ ۱۴۳۔ البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے حسین بن سعید نے صفوان بن یحییٰ اور فضالہ بن ایوب سے،اس نے علاء بن رزین سے،اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے پیشاب کیا لیکن اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ نہیں چھوا تو کیا وہ پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "جی ہاں چاہے وہ جنابت سے ہی ہو۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ رَفْعُ الْحَظْرِ عَنْ ذَلِكَ لِأَنَّ ذَلِكَ مِنَ الْآدَابِ دُونَ الْوَاجِبَاتِ وَ إِنَّمَا الْوَاجِبُ إِذَا كَانَ عَلَى يَدِهِ نَجَاسَةٌ تُفْسِدُ الْمَاءَ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ



تو اس کی صورت یہ ہے کہ یہ ہاتھوں کو دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے ممانعت کو دور کرنے کیلئے بیان ہوئی ہے کیونکہ ہاتھوں کو دھونا آداب میں سے ہے مگر واجبات میں سے نہیں ہے،ہاتھ دھونا اس صورت میں واجب ہوگا جب ہاتھوں پر نجاست لگی ہوئی ہو جو پانی کو نجس کردے۔اور اسی بیان پر مندرجہ ذیل روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا أَصَابَتِ الرَّجُلَ

[1] تہذیب الاحکام کے مطابق مراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔
[2] کافی میں ہے نیند اور پیشاب کی حدث کے لیے۔
[3] کافی ج ۳ ص ۱۲، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶
[4] ہو سکتا ہے،راوی علی بن اسماعیل سری ہو۔
[5] کافی ج ۳ ص ۱۲، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹

جَنَابَةٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَلَا بَأْسَ إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَ يَدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْمَنِيِّ.[1]

(موثق) ۴-۱۴۴۔ جسے روایت کی حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کوئی شخص جنب ہو جائے اور اس کے ہاتھوں پر کچھ بھی منی نہ لگی ہو تو برتن میں ہاتھ داخل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

وَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ وَعُثْمَانَ بْنِ عِيسَى جَمِيعاً عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ لَيْثٍ الْمُرَادِيِّ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عُتْبَةَ الْكُوفِيِّ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَبُولُ وَلَمْ يَمَسَّ يَدَهُ الْيُمْنَى شَيْءٌ أَيُدْخِلُهَا فِي وَضُوئِهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا قَالَ لَا حَتَّى يَغْسِلَهَا قُلْتُ فَإِنَّهُ اسْتَيْقَظَ مِنْ نَوْمِهِ وَلَمْ يَبُلْ أَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا قَالَ لَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ فَلْيَغْسِلْهَا.[2]

(موثق) ۵-۱۴۵۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے ابن سنان اور عثمان بن عیسیٰ سے، ان سب نے ابن مسکان سے، اس نے لیث المرادی ابوبصیر سے، اس نے عبدالکریم بن عتبہ الکوفی الہاشمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک شخص پیشاب کرتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ نہیں چھوتا تو کیا وضو کے وقت ہاتھ دھونے سے پہلے وہ برتن میں ہاتھ ڈال سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں یہاں تک کہ وہ پہلے ہاتھ دھولے" پھر پوچھا: "اور اگر وہ نیند سے بیدار ہوا اور پیشاب بھی نہ کیا ہو تو کیا ہاتھ دھونے سے پہلے وہ وضو کیلئے برتن میں ہاتھ ڈال سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں کہاں رہا ہے اس لیے اسے (پہلے) دھولینا چاہیے"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْوُجُوبِ لِدَلَالَةِ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ.

تو اس روایت کی صورتحال یہ ہوگی کہ ہم اسے استحباب پر محمول کریں گے وجوب پر نہیں کیونکہ گذشتہ احادیث نہ دھونے کی اجازت پر دلالت کر رہی ہیں۔[3]



## باب ۳۱: پیشاب اور پاخانہ کے بعد استنجاء واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَحْمُودٍ عَنِ الرِّضَا ع قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي الِاسْتِنْجَاءِ يُغْسَلُ مَا ظَهَرَ عَلَى الشَّرْجِ وَلَا يُدْخَلُ فِيهِ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹

[2] کافی ج ۳ ص ۱۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱

[3] حدیث کو تقیہ پر محمول کرنا بہتر رہے گا اس لئے کہ اہل سنت اس کے واجب ہونے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث کی رو سے جسے ابوہریرہ نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ "تم میں سے جو کوئی بھی رات کو سو کر اٹھے تو ہاتھ دھونے سے پہلے پانی کے تین مرتبہ برتن میں ہاتھ نہ ڈالے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات اس کا ہاتھ کہاں کہاں لگتا رہا ہے"۔ (سنن ابوداود، مسند احمد بن حنبل)

الْأَنْمُلَةَ.[1]

(صحیح)۱۔۱۴۶۔ مجھے خبر دی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابراہیم بن ابی محمود سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "استنجاء میں شرمگاہ[2] کے ظاہری حصہ کو دھونا چاہیے اور اس میں انگلی داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے"

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ وَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ ع أَنَّ النَّبِيَّ ص قَالَ لِبَعْضِ نِسَائِهِ مُرِي نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَسْتَنْجِينَ بِالْمَاءِ وَ يُبَالِغْنَ فَإِنَّهُ مَطْهَرَةٌ لِلْحَوَاشِي وَ مَذْهَبَةٌ لِلْبَوَاسِيرِ.[3]

۲۔۱۴۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، نیز اسی حسین نے ابراہیم بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے ہارون بن مسلم سے، اس نے مسعدہ بن زیاد سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد محترم سے اور انہوں نے اپنے آباؤاجداد سے اور انہوں نے نقل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض ازواج سے فرمایا: "مومن عورتوں کو حکم دو کہ وہ پانی سے استنجاء کریں اور اچھے طریقہ سے کریں کیونکہ پانی (شرمگاہ کے) کناروں[4] (اور ملحقہ مقامات) کو پاک کرنے والا اور بواسیر کو بھی دور کرنے والا ہے۔"

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص إِذَا اسْتَنْجَى أَحَدُكُمْ فَلْيُوتِرْ بِهَا وَتْراً إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَاءُ.[5]



(مجہول)۳۔۱۴۸۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن علی بن محبوب، از محمد بن حسین، از محمد بن عبداللہ بن زرارہ، از عیسیٰ بن عبداللہ، اس نے اپنے والد سے، اس نے اس کے جد سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی جب استنجاء کرنے لگے اور پانی موجود نہ ہو تو طاق چیزیں استعمال کریں"۔

---

[1] کافی ج ۳ ص ۱۷، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۹

[2] حدیث میں لفظ "الشرج" آیا ہے جس کا معنی ہے عورت کی اندام نہانی جبکہ مغرب (مراکش وغیرہ) میں شرج سے مراد پچھواڑے کا سوراخ (مقام پاخانہ) ہے اسی لیے حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] کافی ج ۳ ص ۱۸، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۷

[4] حدیث میں لفظ حواشی آیا ہے یہ حاشیہ کی جمع ہے اور یہاں پیشاب اور پاخانہ کے مخرج سے متصل کنارے ہیں۔

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۸

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ؑ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى أَنْ يَغْسِلَ دُبُرَهُ بِالْمَاءِ حَتَّى صَلَّى إِلَّا أَنَّهُ قَدْ تَمَسَّحَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ قَالَ إِنْ كَانَ فِي وَقْتِ تِلْكَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ وَلْيُعِدِ الْوُضُوءَ وَإِنْ كَانَ قَدْ خَرَجَتْ تِلْكَ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهُ وَلْيَتَوَضَّأْ لِمَا يَسْتَقْبِلُ مِنَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ مِنْهُ الرِّيحُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَنْجِيَ قَالَ لَا وَقَالَ إِذَا بَالَ الرَّجُلُ وَلَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ شَيْءٌ غَيْرُهُ فَإِنَّمَا عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ إِحْلِيلَهُ وَحْدَهُ وَلَا يَغْسِلُ مَقْعَدَتَهُ وَإِنْ خَرَجَ مِنْ مَقْعَدَتِهِ شَيْءٌ وَلَمْ يَبُلْ فَإِنَّمَا عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ الْمَقْعَدَةَ وَحْدَهَا وَلَا يَغْسِلُ الْإِحْلِيلَ وَقَالَ إِنَّمَا عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ بَاطِنَهَا.[1]

(موثق) ۴-۱۴۹۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن یحییٰ، از محمد بن احمد بن یحییٰ، از احمد بن حسن بن علی بن فضال، از عمرو بن سعد، از مصدق بن صدقہ، از عمار ساباطی[2]، اور اس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں جو اپنے مقام پاخانہ کو پانی سے دھونا تو بھول گیا تھا مگر اسے تین پتھروں سے صاف کر لیا تھا پوچھا گیا تو فرمایا: "اگر اس نماز کے وقت میں ابھی موجود ہو (جس وقت میں استنجاء کیا تھا) تو اس نماز دوبارہ پڑھے اور وضو کو بھی دوبارہ انجام دے، لیکن اگر اس نماز کا وقت گزر چکا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن آئندہ کی نماز کیلئے اسے پھر سے وضو کرنا پڑے گا۔" نیز ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کی ہوا خارج ہو گئی تھی تو کیا اس کیلئے استنجاء کرنا لازمی ہے؟۔ فرمایا: "نہیں"۔ نیز فرمایا: "اگر کوئی آدمی پیشاب کرے اور پیشاب کے علاوہ اور کچھ (پاخانہ) نہ نکلے تو اسے صرف اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا پڑے گا اپنے مقام پاخانہ کو دھونا ضروری نہیں ہے اور اگر اس کے مقام پاخانہ سے کچھ نکلے مگر پیشاب نہ نکلے تو اسے صرف اپنے مقام پاخانہ کو ہی دھونا پڑے گا اور پیشاب کی نالی کو دھونا ضروری نہیں ہوگا۔" نیز فرمایا: "ان دونوں چیزوں کے ظاہری حصوں کو دھونا ضروری ہے اندرونی حصوں کو دھونا لازمی نہیں ہے۔"



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ؑ أَبُولُ وَأَتَوَضَّأُ وَأَنْسَى اسْتِنْجَائِي ثُمَّ أَذْكُرُ بَعْدَ مَا صَلَّيْتُ قَالَ اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَأَعِدْ صَلَاتَكَ وَلَا تُعِدْ وُضُوءَكَ.[3]

(صحیح) ۵-۱۵۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی ہے عمرو بن ابی نصر نے اور اس نے کہا کہ میں نے

---

[1] تہذیب الاحکام ج۱ ص۴۸

[2] عمار ساباطی کو اگرچہ بعض علماء رجال نے موثق سمجھا ہے، مگر دقیق نظر شیخ محقق پر یہ بات مخفی بھی نہیں ہے کہ اس کی روایت کردہ اکثر حدیثیں شاذ اور دیگر احادیث نیز مجتہدین عظام کے فتاویٰ کے خلاف ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کی کوئی ایسی تاویل اور توجیہ کرنی چاہیے جو صحیح احادیث کے موافق ہو۔ علی اکبر غفاری۔

[3] تہذیب الاحکام ج۱ ص۵۰

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "میں نے پیشاب کیا اور اس کے بعد وضو کرلیا لیکن میں استنجاء کرنا بھول گیا پھر نماز پڑھنے کے بعد مجھے یاد آیا تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اپنی پیشاب کی نالی کو دھوؤ اور دوبارہ نماز پڑھو البتہ پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔[1]

وَعَنِ الصَّفَّارِ عَنِ السِّنْدِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْوُضُوءُ الَّذِي افْتَرَضَهُ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ لِمَنْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ بَالَ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيُذْهِبُ الْغَائِطَ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.[2]

(موثق)۶۔۱۵۱۔ از صفار، از السندی بن محمد، از یونس بن یعقوب اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "جس شخص نے پیشاب یا پاخانہ کیا ہو تو اس کیلئے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فرض کردہ وضو کیا ہے؟"۔ فرمایا: "اپنے مقام پیشاب کو دھوئے، پاخانہ صاف کرے پھر ان کیلئے دو دو مرتبہ وضو کرے (دھوئے)"۔[3]

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: تَوَضَّأْتُ وَلَمْ أَغْسِلْ ذَكَرِي ثُمَّ صَلَّيْتُ فَسَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَأَعِدْ صَلَاتَكَ.[4]

(صحیح)۷۔۱۵۲۔ مجھے حدیث کی خبر دی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا: "میں نے وضو کیا لیکن پیشاب کی نالی کو نہیں دھویا پھر نماز بھی پڑھ لی اس کے بعد میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بارے میں پوچھا" تو آپؑ نے فرمایا: "اپنی پیشاب کی نالی کو دھو کر نماز کو دوبارہ پڑھو"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع إِنْ أَهْرَقْتَ الْمَاءَ وَنَسِيتَ أَنْ تَغْسِلَ ذَكَرَكَ حَتَّى صَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَغَسْلُ ذَكَرِكَ.[5]



(موثق)۸۔۱۵۳۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از فضالہ بن ایوب، از حسین بن عثمان، از سماعہ از ابو بصیر اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر تم پیشاب کرنے کے بعد اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول گئے حتیٰ کہ نماز بھی پڑھ لی

[1] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص استبراء کرنے کے بعد پیشاب کی نالی کو نہ دھوئے تو اس کا وضو باطل نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی استبراء نہ کرے، استنجاء بھی نہ کرے مگر وضو کر کے نماز پڑھ لے پھر بعد میں استبراء کرے اور اس سے کوئی رطوبت خارج ہو تو اس کے وضو کا باقی رہنا مشکوک ہوگا۔ علی اکبر غفاری۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۰

[3] واضح رہے کہ امام علیہ السلام نے پیشاب کیلئے دھونے اور پاخانہ کیلئے صاف کرنے کا ذکر کر کے پانی اور پتھروں والی دونوں طہارت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ علی اکبر غفاری۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۰

[5] کافی ج ۳ ص ۱۹، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۰

تو تمہارے اوپر لازم ہے کہ دوبارہ وضو انجام دو اور اپنی پیشاب کی نالی کو بھی دھوؤ۔"

فَهٰذَا الْخَبَرُ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ تَوَضَّأَ فَأَمَّا إِذَا تَوَضَّأَ وَ نَسِيَ غَسْلَ الذَّكَرِ لَا غَيْرُ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَ إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الْمَوْضِعِ حَسْبُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ مَا.

تو یہ حدیث اس صورت پر محمول ہوگی کہ کوئی شخص پیشاب کرنے کے بعد وضو بھول گیا ہو۔ لیکن اگر وہ وضو کر چکا ہو اور صرف اور صرف اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول گیا ہو تو اس پر وضو کا دوبارہ انجام دینا واجب نہیں ہوتا اور اس پر فقط اور فقط مقام پیشاب کو دھونا واجب ہے اور بس اور اسی بیان پر جو حدیث دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ قَالَ: ذَكَرَ أَبُو مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ بَالَ يَوْماً وَ لَمْ يَغْسِلْ ذَكَرَهُ مُتَعَمِّداً فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ع فَقَالَ بِئْسَ مَا صَنَعَ عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ ذَكَرَهُ وَ يُعِيدَ صَلَاتَهُ وَ لَا يُعِيدُ وُضُوءَهُ.[1]

(صحیح[2])۹۔۱۵۴۔ جسے مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے اور اس نے کہا کہ ابو مریم انصاری نے بیان کیا کہ ایک دن حکم بن عتیبہ نے پیشاب کیا اور جان بوجھ کر اپنی پیشاب کی نالی کو نہیں دھویا اور میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گوش گزار کیا تو آپؑ نے فرمایا: "اس نے برا کام کیا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے اور دوبارہ نماز پڑھے لیکن وضو پھر سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَبُولُ فَلَا يَغْسِلُ ذَكَرَهُ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلَاةِ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَ لَا يُعِيدُ وُضُوءَهُ.[3]



(صحیح)۱۰۔۱۵۵۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے محمد بن ابی حمزہ سے، اس نے علی بن یقطین سے اس نے کہا کہ میں نے ابو الحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی پیشاب کرتا ہے لیکن اپنی پیشاب کی نالی کو نہیں دھوتا یہاں تک کہ نماز کیلئے وضو بھی کر لیتا ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ تو آپؑ نے فرمایا: "اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے لیکن دوبارہ وضو نہیں کرے گا۔"

سَعْدٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْخَزَّازِ عَنْ عَمْرِو بْنِ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

[2] حمل سنت، راوی اور عالم

[3] کافی ج ۳ ص ۱۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

أَبِي نَصْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَبُولُ فَيَنْسَى أَنْ يَغْسِلَ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَلَا يُعِيدُ وُضُوءَهُ.[1]

(موثق) ۱۱۔۱۵۶۔ سعد از احمد بن محمد، از عباس بن معروف، از علی بن مہزیار، از محمد بن یحییٰ خزاز[2]، از عمرو بن ابی نصر اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی پیشاب کرتا ہے اور وہ اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول جاتا ہے اور وضو کرلیتا ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے لیکن وضو کا اعادہ نہیں کرے گا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدٌ عَنْ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ وَيَنْسَى أَنْ يَغْسِلَ ذَكَرَهُ وَقَدْ بَالَ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَلَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ.[3]

(ضعیف) ۱۲۔۱۵۷۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد نے موسیٰ بن حسن اور حسن بن علی سے، انہوں نے احمد بن ہلال سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ہشام بن سالم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی وضو کرلیتا ہے لیکن اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول جاتا ہے حالانکہ وہ پہلے پیشاب بھی کرچکا تھا۔ تو کیا حکم ہوگا؟"۔ فرمایا: "اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے مگر نماز کو دوبارہ نہیں پڑھے گا۔"

فَهَذَا الْخَبَرُ يُمْكِنُ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى مَنْ نَسِيَ غَسْلَ ذَكَرِهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ ذَكَرَ وَقَدْ عَدِمَ الْمَاءَ جَازَ أَنْ يَسْتَبِيحَ الصَّلَاةَ بِمَا تَقَدَّمَ مِنَ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْأَحْجَارِ وَلَا يَلْزَمُهُ إِعَادَةُ صَلَاةٍ يُصَلِّيهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَالْحَالُ عَلَى مَا وَصَفْنَاهُ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ وَجَبَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ غَسْلِ الْمَوْضِعِ وَلَا يَلْزَمُهُ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ الَّتِي صَلَّاهَا عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ.

تو اس حدیث کو ممکن ہے اس بات پر محمول کیا جائے کہ کوئی شخص اپنی پیشاب کی نالی کو پانی سے دھونا بھول گیا ہو پھر اسے یاد آیا ہو مگر اس وقت پانی ختم ہوچکا ہو تو اس صورت میں گزشتہ بیانات کے مطابق پتھروں سے استنجاء کرکے نماز کی ادائیگی جائز ہو سکتی ہے اور اس حالت میں پڑھی گئی نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بیان کردہ صورتحال پیش آنے کے بعد پھر جب پانی مل جائے تو اس پر مقام پیشاب کو دھونا تو لازمی ہوگا لیکن پانی نہ ہونے کی صورت میں پڑھی گئی نماز کی دوبارہ ادائیگی ضروری نہیں ہوگی۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ فَيَنْسَى غَسْلَ ذَكَرِهِ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ ثُمَّ يُعِيدُ الْوُضُوءَ.[4]

(صحیح) ۱۳۔۱۵۸۔ مگر وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے صفوان سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے سلیمان بن

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

[2] تہذیب الاحکام میں سلسلہ سند یوں ہے از علی بن مہزیار، از علی بن اسباط، از محمد بن بن یحییٰ خزار۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۲

خالد سے اور اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے وضو کیا مگر اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول گیا تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے اور وضو دوبارہ کرے"۔

فَمَحْمُولٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ وَ النَّدْبِ بِدَلَالَةِ الْأَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ الَّتِي تَضَمَّنَتْ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَ لَا يَجُوزُ التَّنَاقُضُ فِي أَقْوَالِهِمْ.

تو اسے مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا کیونکہ گزشتہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وضو کا دوبارہ بجالانا واجب نہیں ہے اور معصومینؑ کے فرامین میں تناقض روا نہیں ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا نَسِيَ أَنْ يَسْتَنْجِيَ مِنَ الْغَائِطِ حَتَّى يُصَلِّيَ لَمْ يُعِدِ الصَّلَاةَ.[1]

(موثق) ۱۴-۱۵۹۔ لیکن جس حدیث کو بیان کیا ہے سعد بن عبداللہ نے محمد بن حسین ابن ابی الخطاب سے، اس نے جعفر بن بشیر البجلی سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان سنا ہے: "اگر کوئی آدمی پاخانہ کے بعد استنجاء کرنا بھول گیا ہو یہاں تک کہ نماز پڑھ لے تو نماز لوٹانے (دوبارہ پڑھنے) کی ضرورت نہیں ہے۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ نَسِيَ أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِالْمَاءِ وَ إِنْ كَانَ قَدِ اسْتَنْجَى بِالْأَحْجَارِ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ لَا يَلْزَمُهُ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ وَ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْأَخْبَارِ وَ يَزِيدُ ذَلِكَ بَيَاناً.

تو اس حدیث کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ شخص پانی سے استنجاء کرنا بھول گیا ہو جبکہ وہ پتھروں سے استنجاء کر چکا ہو۔ کیونکہ صرف اسی صورت میں ہی اس کیلئے نماز کی دوبارہ بجاآوری واجب نہیں ہوگی۔ گزشتہ احادیث بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہیں اور مزید وضاحت کیلئے ذیل کی حدیث بھی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِطَهُورٍ وَ يُجْزِيكَ مِنَ الِاسْتِنْجَاءِ ثَلَاثَةُ أَحْجَارٍ بِذَلِكَ جَرَتِ السُّنَّةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ص وَ أَمَّا الْبَوْلُ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ غَسْلِهِ.[2]

(صحیح) ۱۵-۱۶۰۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "کوئی نماز طہارت کے بغیر نہیں ہوتی اور اس کیلئے تین پتھر بھی کافی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے یہ دستور چلا آرہا ہے۔ لیکن پیشاب کیلئے دھونا ضروری ہے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۲

مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ ذَكَرَ وَ هُوَ فِي صَلَاتِهِ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَنْجِ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ يَنْصَرِفُ وَ يَسْتَنْجِي مِنَ الْخَلَاءِ وَ يُعِيدُ الصَّلَاةَ وَ إِنْ ذَكَرَ وَ قَدْ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَدْ أَجْزَأَهُ ذَلِكَ وَ لَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ.[1]

(صحیح)۱۶۔۱۶۱۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن قاسم سے، اس نے علی بن جعفر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک آدمی کو دوران نماز یاد آیا کہ بیت الخلاء جانے کے بعد اس نے استنجاء نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟'' فرمایا: ''نماز کو چھوڑ دے اور جا کر استنجاء کر کے دوبارہ نماز پڑھے لیکن اگر اسے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے تو وہی نماز اس کے لیے کافی ہے اور اس پر نماز دوبارہ پڑھنا لازمی نہیں ہے۔''

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَيْضاً مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ أَنَّهُ إِذَا ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَنْجِ بِالْمَاءِ وَ إِنْ كَانَ قَدِ اسْتَنْجَى بِالْحَجَرِ فَحِينَئِذٍ يُسْتَحَبُّ لَهُ الِانْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ مَا دَامَ فِيهَا وَ يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ وَ يُعِيدُ الصَّلَاةَ وَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْهَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَ لَوْ كَانَ لَمْ يَسْتَنْجِ أَصْلًا لَكَانَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ انْصَرَفَ أَوْ لَمْ يَنْصَرِفْ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ وَ يَزِيدُ ذَلِكَ بَيَاناً.

تو اس حدیث کی بھی وہی مذکورہ صورت یہ ہوگی کہ اس نے پانی سے استنجاء نہیں کیا ہوگا لیکن پتھروں والا استنجاء کر لیا ہوگا۔ تو اس صورت میں اس کے لیے مستحب ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہے جب تک نماز کی حالت میں ہے اس کو توڑ دے اور پانی سے استنجاء کر کے پھر نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اور اگر نماز کو توڑے گا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ لیکن ہماری تشریح کے مطابق اگر اس نے سرے سے کوئی استنجاء ہی نہ کیا ہو تو اس پر استنجاء کرنے کے بعد ہر حال میں دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہوگا وہ نماز کو توڑ دے یا نہ توڑے۔ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع إِذَا دَخَلْتَ الْغَائِطَ فَقَضَيْتَ الْحَاجَةَ فَلَمْ تُهَرِقِ الْمَاءَ ثُمَّ تَوَضَّأْتَ وَ نَسِيتَ أَنْ تَسْتَنْجِيَ فَذَكَرْتَ بَعْدَ مَا صَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ الْإِعَادَةُ فَإِنْ كُنْتَ أَهْرَقْتَ الْمَاءَ فَنَسِيتَ أَنْ تَغْسِلَ ذَكَرَكَ حَتَّى صَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَ الصَّلَاةِ وَ غَسْلُ ذَكَرِكَ لِأَنَّ الْبَوْلَ مِثْلُ الْبَرَازِ.[2]



(موثق)۱۷۔۱۶۲۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے یونس سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جب تم بیت الخلاء جاؤ اور رفع حاجت کر لو لیکن (استنجاء کرنے کیلئے) پانی نہ بہاؤ پھر وضو کر لو مگر پہلے استنجاء کرنا بھول گئے ہو اور تمہیں نماز پڑھنے کے بعد یاد آئے تو تمہارے اوپر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (استنجاء کرنے کے بعد) اور اگر استنجاء کیلئے پانی بہایا بھی ہو مگر اپنی پیشاب والی نالی کو دھونا بھول گئے ہو یہاں تک کہ نماز بھی پڑھ لی ہو تو تمہارے اوپر وضو اور نماز کا دوبارہ بجا لانا اور (پہلے) اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا لازمی ہوگا کیونکہ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳

[2] کافی ج ۳ ص ۱۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳

پیشاب بھی پاخانہ کی طرح ہے۔"

وَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ الْقَصَبَانِيِّ عَنِ الْمُثَنَّى الْحَنَّاطِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ؑ إِنِّي صَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ أَنِّي لَمْ أَغْسِلْ ذَكَرِي بَعْدَ مَا صَلَّيْتُ أَفَأُعِيدُ قَالَ لَا.[1]

(حسن) ۱۸۔ ۱۶۳۔ لیکن جس حدیث کو بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے حسن بن علی سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے عباس بن عامر قصبانی سے، اس نے المثنیٰ الحناط (یا خیاط) سے، اس نے عمرو بن ابی نصر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "میں نے نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے اپنی پیشاب کی نالی کو نہیں دھویا تو کیا میں دوبارہ بجالاؤں؟"۔ فرمایا: "نہیں۔"

فَالْوَجْهُ فِي قَوْلِهِ ؑ لَا أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ غَسْلِ الْمَوْضِعِ وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّأْوِيلِ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْأَخْبَارِ وَيَزِيدُ ذَلِكَ بَيَاناً.

تو اس حدیث میں امام علیہ السلام کی "نہیں" فرمانے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ ہم اسے اس بات پر محمول کریں کہ اس پر وضو کا اعادہ (دوبارہ بجالانا) واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر صرف جگہ کا دھونا واجب ہوگا۔ اور جب حدیث میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ امام کا فرمان ہو اس پر نماز کو لوٹانا (اعادہ کرنا) واجب نہیں ہے۔ اور گزشتہ احادیث بھی اس تاویل پر دلالت کرتی ہیں اور مندرجہ ذیل حدیث سے بھی اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: تَوَضَّأْتُ يَوْماً وَلَمْ أَغْسِلْ ذَكَرِي ثُمَّ صَلَّيْتُ فَسَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ؑ فَقَالَ اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَأَعِدْ صَلَاتَكَ.[2]



(صحیح) ۱۹۔ ۱۶۴۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے عمر ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ ایک دن میں نے وضو کیا لیکن اپنی پیشاب کی نالی کو نہیں دھویا اور نماز بھی پڑھ لی، پھر میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو فرمایا: "اپنی پیشاب کی نالی کو دھوؤ اور نماز دوبارہ پڑھو۔"

فَأَوْجَبَ إِعَادَةَ الصَّلَاةِ وَغَسْلَ الْمَوْضِعِ عَلَى مَا فَصَّلْنَاهُ.

پس امام علیہ السلام بھی جس طرح ہم نے تفصیل بیان کی ہے اسی طرح نماز کے اعادہ اور مقام پیشاب کے دھونے کو واجب قرار دیا ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْرُوقٍ النَّهْدِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى ؑ إِنِّي أَبُولُ ثُمَّ أَتَمَسَّحُ بِالْأَحْجَارِ فَيَجِيءُ مِنِّي مِنَ الْبَلَلِ مَا يُفْسِدُ سَرَاوِيلِي قَالَ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۴

[2] کافی ج ۳ ص ۱۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۴

لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.[1]

(مجہول) ۲۰۔۱۶۵۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے میثم بن ابی مسروق النہدی سے،اس نے حکم بن مسکین سے،اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''میں پیشاب کرنے کے بعد پتھروں سے جگہ کو صاف کرتا ہوں پھر بھی مجھ سے اتنی رطوبت خارج ہوتی ہے[2] جو میری شلوار کو خراب کر دیتی ہے۔ کیا کروں؟'' تو فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے''۔

فَلَيْسَ بِمُنَافٍ لِمَا قُلْنَاهُ مِنْ أَنَّ الْبَوْلَ لَا بُدَّ مِنْ غَسْلِهِ لِشَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ مُخْتَصّاً بِحَالٍ لَمْ يَكُنْ فِيهَا وَاجِداً لِلْمَاءِ فَجَازَ لَهُ حِينَئِذٍ الِاقْتِصَارُ عَلَى الْأَحْجَارِ وَ الثَّانِي أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ قَالَ يَجُوزُ لَهُ اسْتِبَاحَةُ الصَّلَاةِ بِذَلِكَ وَ إِنْ لَمْ يَغْسِلْهُ وَ إِنَّمَا قَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ يَعْنِي بِذَلِكَ الْبَلَلَ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ بَعْدَ الِاسْتِبْرَاءِ وَ ذَلِكَ صَحِيحٌ لِأَنَّهُ الْوَذْيُ وَ ذَلِكَ طَاهِرٌ عَلَى مَا نُبَيِّنُهُ فِيمَا بَعْدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يُذْهِبُ الْبَوْلَ مِنَ الْمَاءِ زَائِداً عَلَى مَا تَقَدَّمَ.

تو یہ ہمارے اس بیان کے منافی نہیں ہے جو ہم نے کہا تھا کہ پیشاب کو پانی سے دھونا ضروری ہے کیونکہ اس بارے میں دو احتمال دیئے جا سکتے ہیں۔ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث اس حالت کے ساتھ خاص ہو جس میں راوی پانی نہ رکھتا ہو۔ تو اس صورت میں اس کیلئے پتھروں سے صفائی پر اکتفاء کرنا جائز ہوگا۔اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ حدیث میں یہ تو نہیں ہے کہ امامؑ نے فرمایا ہو کہ اس حالت میں نماز پڑھنا بھی صحیح ہے چاہے اسے نہ بھی دھویا ہو۔امامؑ نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔یعنی اس رطوبت میں کوئی حرج نہیں ہے جو استبراء کے بعد خارج ہو۔اور یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ وہ مذی ہوتی ہے اور ہم ان شاءاللہ بعد میں وضاحت کریں گے کہ وہ پاک ہوتی ہے۔اور گزشتہ احادیث کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پیشاب کی صفائی کیلئے پانی ضروری ہے۔



مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع أَنَّهُ قَالَ: يُجْزِي مِنَ الْغَائِطِ الْمَسْحُ بِالْأَحْجَارِ وَ لَا يُجْزِي مِنَ الْبَوْلِ إِلَّا الْمَاءُ.[3]

(ضعیف) ۲۱۔۱۶۶۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے،اس نے ابان بن عثمان سے،اس نے برید بن معاویہ سے،اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ''پاخانہ کی صفائی کیلئے پتھر بھی کفایت کر جاتے ہیں لیکن پیشاب سے صفائی صرف پانی سے ہی ہو سکتی ہے۔''

وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى التَّأْوِيلِ الْأَوَّلِ.

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ص ۵۱
[2] یعنی استبراء کرنے کے بعد بھی۔
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ص ۵۰

نیز پہلی تاویل (اضطراری صورت میں پتھروں پر اکتفا کرنا) پہ مندرجہ ذیل حدیث دلالت کرتی ہے:

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الرَّجُلُ يَبُولُ وَ لَا يَكُونُ عِنْدَهُ الْمَاءُ فَيَمْسَحُ ذَكَرَهُ بِالْحَائِطِ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ يَابِسٍ زَكِيٌّ.[1]

(کالصحیح) ۳۲۔۱۶۷۔ جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، اس نے محمد بن خالد سے، اس نے عبداللہ بن بکیر سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی پیشاب کر لیتا ہے مگر اس کے پاس پانی نہیں ہوتا تو وہ اپنی پیشاب کی نالی کو دیوار سے رگڑتا ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "ہر خشک چیز سے صفائی مناسب ہے"۔[2]

## باب نمبر ۳۲: اعضاء کو دھونے میں بالوں سے ابتداء کرنے کی ممانعت

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ بُكَيْرٍ وَ زُرَارَةَ ابْنَيْ أَعْيَنَ أَنَّهُمَا سَأَلَا أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ص فَدَعَا بِطَشْتٍ أَوْ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَمَسَ كَفَّهُ الْيُمْنَى فِي التَّوْرِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ بِهَا وَ اسْتَعَانَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى بِكَفِّهِ عَلَى غَسْلِ وَجْهِهِ ثُمَّ غَمَسَ كَفَّهُ الْيُمْنَى فِي الْمَاءِ فَاغْتَرَفَ بِهَا مِنَ الْمَاءِ فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى مِنَ الْمِرْفَقِ إِلَى الْأَصَابِعِ لَا يَرُدُّ الْمَاءَ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ غَمَسَ كَفَّهُ الْيُمْنَى فِي الْمَاءِ فَاغْتَرَفَ بِهَا مِنَ الْمَاءِ فَأَفْرَغَهُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى مِنَ الْمِرْفَقِ إِلَى الْكَفِّ لَا يَرُدُّ الْمَاءَ إِلَى الْمِرْفَقِ كَمَا صَنَعَ بِالْيُمْنَى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ بِفَضْلِ كَفَّيْهِ لَمْ يُجَدِّدْ مَاءً.[3]

(موثق) ۱۔۱۶۸۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے ابن بکیر سے اور زرارہ بن سے اور ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے پانی سے بھرا ایک طشت یا تھال[4] منگوایا اور اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے دائیں چلو[5] کو طشت میں ڈال کر پانی بھرا اور اپنے چہرہ کو دھویا اور بائیں ہتھیلی سے بھی چہرہ دھونے میں مدد لی، پھر اپنے دائیں چلو کو پانی میں ڈال کر بھرا اور اپنے دائیں ہاتھ کو کہنیوں سے انگلیوں تک دھویا جبکہ پانی خود کہنیوں

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۲

[2] مراد یہ ہے کہ ہر نجس چیز جو خشک ہو اور پھیلنے والی نہ ہو جب تک خشک ہے وہ صاف ہے یہاں تک کہ پانی اس تک پہنچ جائے۔ اور یہاں زکی بظاہر سرایت نہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے پاک ہونے کے معنی میں نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جملہ بطور استفہام استعمال ہوا ہے۔ علی اکبر غفاری۔

[3] کافی ج ۳ ص ۲۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۹

[4] یہ وہم راوی کی طرف سے ہے۔

[5] یہاں عبارت میں تبدیلی لگ رہی ہے جبکہ صحیح وہی ہے جو کافی میں ہے "بائیں چلو کو طشت میں ڈالا"۔

کو نہیں لگا تھا[1]۔ پھر دائیں ہاتھ کو پانی میں ڈال کر اس سے ایک چلو بھرا اور اسے بائیں ہاتھ کی کہنی سے ہتھیلی تک انڈیلا مگر کہنی کو پانی نہیں لگا تھا بالکل اسی طرح جیسے دائیں ہاتھ کے ساتھ کیا تھا۔ پھر اپنے ہاتھ کی بچی ہوئی تری سے اپنے سر کا اور جوڑوں تک دونوں پاؤں کا مسح کیا کوئی نیا پانی نہیں ڈالا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَا بَأْسَ بِمَسْحِ الْوُضُوءِ مُقْبِلاً وَ مُدْبِراً.[2]

(صحیح) ۲۔۱۶۹۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے عباس سے، اس نے عمر بن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "وضو کے مسح کو اپنی طرف یا باہر کی طرف انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے"

فَهَذَا الْخَبَرُ مَخْصُوصٌ بِمَسْحِ الرِّجْلَيْنِ لِأَنَّهُ يَجُوزُ اسْتِقْبَالُهُمَا وَ اسْتِدْبَارُهُمَا وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو یہ حدیث دونوں پاؤں کے مسح کرنے کے ساتھ خاص ہو گی کیونکہ دونوں پاؤں کے مسح کو اپنی طرف یا باہر کی طرف انجام دینا جائز ہے اور مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يُونُسَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى أَبَا الْحَسَنِ ع بِمِنًى يَمْسَحُ ظَهْرَ قَدَمَيْهِ مِنْ أَعْلَى الْقَدَمِ إِلَى الْكَعْبِ وَ مِنَ الْكَعْبِ إِلَى أَعْلَى الْقَدَمِ.[3]

(مرسل) ۳۔۱۷۰۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے احمد بن ادریس سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے یونس سے اور اس نے کہا کہ جس آدمی نے حضرت ابو الحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) کو منی میں دیکھا تھا اسی نے بتایا کہ آپ اپنے دونوں پاؤں کی پشت کو پاؤں کے اوپر والے حصہ سے جوڑ تک اور جوڑ سے اوپر والے حصہ تک مسح کرتے تھے۔



## باب نمبر ۳۳۔ سر اور دو پاؤں کے مسح کے لئے پانی کے استعمال کی ممانعت

أَخْبَرَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ أَبِي جِيدٍ الْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَ فَضَالَةَ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَكَى لَنَا أَبُو جَعْفَرٍ ع وُضُوءَ رَسُولِ اللهِ ص فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَأَخَذَ كَفّاً مِنْ مَاءٍ فَأَسْدَلَهَا عَلَى وَجْهِهِ مِنْ أَعْلَى الْوَجْهِ ثُمَّ

[1] یعنی اپنا ہاتھ کہنیوں کو نہیں لگایا اور ان پر ہاتھ نہیں پھیرا بلکہ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنی پر رکھتے تھے۔
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۱
[3] الکافی ج ۳ ص ۳۱، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۱

مَسَحَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى الْجَانِبَيْنِ جَمِيعاً ثُمَّ أَعَادَ الْيُسْرَى فِي الْإِنَاءِ فَأَسْدَلَهَا عَلَى الْيُمْنَى ثُمَّ مَسَحَ جَوَانِبَهَا ثُمَّ أَعَادَ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ صَبَّهَا عَلَى الْيُسْرَى فَصَنَعَ بِهَا كَمَا صَنَعَ بِالْيُمْنَى ثُمَّ مَسَحَ بِبِلَّةِ مَا بَقِيَ فِي يَدَيْهِ رَأْسَهُ وَ رِجْلَيْهِ وَ لَمْ يُعِدْهُمَا فِي الْإِنَاءِ.[1]

(صحیح) ۱۔ ۱۷۱۔ مجھے خبر دی ہے ابو الحسن بن ابی جید قمی نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے حسین بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ابی عمیر اور فضالہ سے، انہوں نے جمیل سے، اس نے زرارہ و بن امین سے اور اس نے کہا کہ ہم سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کی حکایت بیان کرنے کے لئے پانی کا برتن منگوایا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو پانی میں ڈالا اور چلو بھر پانی لیا اور چہرے کے اوپر والے حصہ پر لے جا کر پانی چھوڑا پھر اپنے دائیں ہاتھ سے ہی چہرے کے دونوں اطراف کو مسح کیا پھر بائیں ہاتھ سے چلو بھر پانی لیا اور اسے دائیں بازو پر چھوڑ دیا پھر اس کے اطراف کو مسح کیا۔ پھر دوبارہ دائیں ہاتھ کو برتن والے پانی سے بھرا اور اسے بائیں بازو پر ڈال کر ایسے کیا جیسے دائیں بازو کے ساتھ کیا تھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر بچی ہوئی تری سے اپنے سر اور دونوں پاؤں کا مسح کیا اور (مزید پانی لینے کیلئے) ہاتھوں کو پھر برتن میں نہیں ڈالا۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ وَ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ قَالَ: وَضَّأْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ؑ بِجَمْعٍ وَ قَدْ بَالَ فَنَاوَلْتُهُ مَاءً فَاسْتَنْجَى ثُمَّ صَبَبْتُ عَلَيْهِ كَفّاً فَغَسَلَ بِهِ وَجْهَهُ وَ كَفّاً غَسَلَ بِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْمَنَ وَ كَفّاً غَسَلَ بِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْسَرَ ثُمَّ مَسَحَ بِفَضْلِ النَّدَى رَأْسَهُ وَ رِجْلَيْهِ.[2]

(صحیح) ۲۔ ۱۷۲۔ انہی مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان و فضالہ بن ایوب، از فضیل بن عثمان، از ابو عبیدہ الحذاء اور اس نے کہا میں نے جمع[3] میں امام محمد باقر علیہ السلام کو وضو کرایا اور وہ یوں کہ پہلے آپ بول کر چکے تب میں نے انہیں پانی پہنچایا اور آپ نے استنجاء فرمایا پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا تو آپ نے اپنا چہرہ دھویا پھر ایک اور چلو سے اپنے دائیں بازو کو دھویا پھر ایک اور چلو سے اپنے بائیں بازو کو دھویا پھر اسی کی بچی ہوئی تری سے اپنے سر اور دونوں پاؤں کا مسح فرمایا۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مَعْمَرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ؑ أَ يُجْزِئُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَمْسَحَ قَدَمَيْهِ بِفَضْلِ رَأْسِهِ فَقَالَ بِرَأْسِهِ لَا فَقُلْتُ أَ بِمَاءٍ جَدِيدٍ فَقَالَ بِرَأْسِهِ نَعَمْ.[4]

(صحیح) ۳۔ ۱۷۳۔ لیکن جسے روایت کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے معمر بن خلاد سے کہ اس نے کہا میں نے حضرت ابو الحسن (امام کاظم) سے پوچھا: "کیا آدمی کیلئے جائز ہے کہ اپنے سر کی اضافی تری سے اپنے دونوں پاؤں کا مسح کرے؟"۔ تو فرمایا: "اپنے سر سے نہیں"۔ پھر میں نے پوچھا: "کیا نئے پانی سے مسح کرے گا؟" تو فرمایا: "اپنے سر کا جی ہاں"۔

---

[1] کافی ج ۳ ص ۲۴، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۸

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۲

[3] جمع یعنی مشعر الحرام اور یہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ترین مقام ہے۔ نیز مصباح میں ہے کہ مزدلفہ کو جمع کہا گیا ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۴

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ مَسْحِ الرَّأْسِ قُلْتُ أَمْسَحُ بِمَا فِي يَدِي مِنَ النَّدَى رَأْسِي فَقَالَ لَا بَلْ تَضَعُ يَدَكَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ تَمْسَحُ.[1]

(صحیح) ۴۔ ۱۷۴۔ نیز جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر سے کہ اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سر کے مسح کے بارے میں پوچھا: "کیا اپنے ہاتھ میں لگی تری سے اپنے سر کا مسح کروں؟"۔ تو فرمایا: "نہیں بلکہ ہاتھ پانی میں ڈال کر پھر مسح کرو"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَنْ نَحْمِلَهُمَا عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُمَا مُوَافِقَانِ لِمَذَاهِبِ كَثِيرٍ مِنَ الْعَامَّةِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِمَا إِذَا جَفَّتْ أَعْضَاءُ الطَّهَارَةِ بِتَفْرِيطٍ مِنْ جِهَتِهِ فَيَحْتَاجُ أَنْ يُجَدِّدَ غَسْلَهَا فَيَأْخُذُ مَاءً جَدِيداً وَيَكُونُ الْأَخْذُ لَهَا أَخْذاً لِلْمَسْحِ حَسَبَ مَا تَضَمَّنَهُ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ وَأَمَّا الْخَبَرُ الثَّانِي فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ بَلْ تَضَعُ يَدَكَ فِي الْمَاءِ إِنَّمَا أَرَادَ بِهِ الْمَاءَ الَّذِي بَقِيَ فِي لِحْيَتِهِ أَوْ حَاجِبَيْهِ وَلَيْسَ فِيهِ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ فِي الْمَاءِ الَّذِي فِي الْإِنَاءِ أَوْ غَيْرِهِ فَإِذَا احْتَمَلَ ذَلِكَ لَمْ يُعَارِضْ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى التَّأْوِيلِ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مَا.

توان دو حدیثوں کی صورت حال یہ ہے کہ دونوں کو ہم تقیہ پر محمول کریں گے۔ اس لیے کہ یہ حدیثیں اکثر عامہ (اہل سنت) کے مذہب کے مطابق ہے۔ اور یہ پہلی حدیث کے مضمون کے لحاظ سے یہ احتمال بھی ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے مراد یہ ہو کہ جب مسح کرنے میں کوتاہی کی وجہ سے اعضائے وضو خشک ہو جائیں تو پھر نئے سرے سے اعضاء کو (وضو کی نیت سے) دھوئے تو ان کے لئے نیا پانی استعمال کرے۔ گویا ان اعضاء کیلئے پانی لینے کو مسح کیلئے پانی لینے کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ البتہ دوسری حدیث میں یہ احتمال ہے کہ "بلکہ ہاتھ پانی میں ڈالو" کے جملہ سے مراد وہ پانی لیا گیا ہو جو وضو کرنے والے کی داڑھی یا ابرو پر بچا ہوا ہو۔ کیونکہ اس حدیث میں کہیں ایسا نہیں آیا کہ وہ اپنا ہاتھ برتن وغیرہ میں موجود پانی میں ڈالے اور جب یہ احتمال پایا جاتا ہے تو یہ حدیث گزشتہ بیان کردہ دیگر حدیثوں سے معارض اور مخالف نہیں رہے گی۔ اور ہماری اس مذکورہ تاویل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَمَّادٍ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَنْسَى مَسْحَ رَأْسِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ إِنْ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ بَلَلٌ فَلْيَمْسَحْ بِهِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ لِحْيَةٌ قَالَ يَمْسَحُ مِنْ حَاجِبَيْهِ أَوْ مِنْ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ.[2]

(مرسل) ۵۔ ۱۷۵۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے موسیٰ بن جعفر بن وہب سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے، اس نے خلف بن حماد سے اور اس نے حدیث بیان کرنے والے سے

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۲
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۲

اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی سر کا مسح کرنا بھول جاتا ہے اور اب وہ نماز کی حالت میں ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اگر اس کی داڑھی میں تری باقی ہے تو اسی تری کے ذریعہ سے مسح کرلے"۔ تو میں نے پوچھا: "اگر اس کی داڑھی ہی نہ ہو تو؟" فرمایا: "اپنے آبروؤں سے یا آنکھ کے پپوٹوں سے تری لے کر مسح کرے"

## باب نمبر ۳۴: سر اور پاؤں کے مسح کی کیفیت

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: مَسْحُ الرَّأْسِ عَلَى مُقَدَّمِهِ.[1]

(صحیح) ۱-۱۷۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن محمد سے اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عمر بن ابی عمیر سے، اس نے ابوایوب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "سر کا مسح اس کے اگلے حصہ پر ہوتا ہے"۔

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شَاذَانَ بْنِ الْخَلِيلِ النَّيْسَابُورِيِّ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: يُجْزِي مِنْ مَسْحِ الرَّأْسِ مَوْضِعُ ثَلَاثِ أَصَابِعَ وَكَذَلِكَ الرِّجْلُ.[2]

(مجہول) ۲-۱۷۷۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے اور کہا کہ مجھ سے بیان کیا ہے جعفر بن محمد بن قولویہ نے محمد بن یعقوب سے اس نے ہمارے چند بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے شاذان بن خلیل نیشابوری سے، اس نے معمر بن عمر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "سر کے مسح کیلئے تین انگلیوں جتنی جگہ ہی کافی ہے اور اسی طرح پاؤں کے مسح کیلئے بھی"۔



وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَحَدِهِمَا ع فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ الْعِمَامَةُ قَالَ يَرْفَعُ الْعِمَامَةَ بِقَدْرِ مَا يُدْخِلُ إِصْبَعَهُ فَيَمْسَحُ عَلَى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ.[3]

(مرسل) ۳-۱۷۸۔ اور مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عباس بن معروف سے، اس نے علی بن مہزیار سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۵

[2] کافی ج ۳ ص ۲۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

اپنے ایک بزرگ سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی وضو کر رہا ہو اور اس کے سر پر عمامہ ہو تو کیا کرے؟"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "اپنا عمامہ اتنی حد تک اوپر اٹھائے گا کہ اس میں انگلی جا سکے پھر اپنے سر کے اگلے حصہ پر مسح کرے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ عَنْ ظَرِيفِ بْنِ نَاصِحٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ بِإِصْبَعِهِ أَيُجْزِيهِ ذَلِكَ فَقَالَ نَعَمْ.[1]

(مجہول) ۴۔۱۷۹۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے سعد بن عبداللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، اس نے ظریف بن ناصح سے، اس نے ثعلبہ بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن یحیی سے، اس نے حسین بن عبداللہ[2] سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی کے سر پر عمامہ ہو اور وہ اپنی ایک انگلی سے سر کے پچھلے حصہ سے مسح کرے تو کیا اس کا ایسا کرنا کافی ہے؟"۔ تو فرمایا: "جی ہاں"۔

فَلَا يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَسْحُ بِمُقَدَّمِ الرَّأْسِ لِأَنَّهُ لَيْسَ يَمْتَنِعُ أَنْ يُدْخِلَ الْإِنْسَانُ إِصْبَعَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَ مَعَ ذَلِكَ فَيَمْسَحُ بِهَا مُقَدَّمَ الرَّأْسِ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْخَبَرُ خَرَجَ مَخْرَجَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَذْهَبُ بَعْضِ الْعَامَّةِ.

تو یہ گزشتہ ان احادیث سے منافات اور اختلاف نہیں رکھتی جن میں کہا گیا ہے کہ سر کے اگلے حصہ پر مسح کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس عمل میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ انسان اپنے سر کے پچھلے حصہ سے انگلی داخل کر کے بھی سر کے اگلے حصہ پر مسح کرے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ حدیث تقیہ کی صورت میں بیان ہوئی ہو کیونکہ یہ عامہ (اہل سنت) کے بعض مکتب کے نظریات کے مطابق ہے۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الرَّأْسِ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عُكْنَةٍ فِي قَفَا أَبِي يُمِرُّ عَلَيْهَا يَدَهُ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْوُضُوءِ يُمْسَحُ الرَّأْسُ مُقَدَّمُهُ وَ مُؤَخَّرُهُ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عُكْنَةٍ فِي رَقَبَةِ أَبِي يَمْسَحُ عَلَيْهَا.[3]

(حسن) ۵۔۱۸۰۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے علی بن حکم سے، اس نے حسین بن ابی العلاء سے اور اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سر پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "گویا میں اپنے والد محترم کی پشت (گردن) کی سلوٹ کو دیکھ رہا ہوں جس پر آپ اپنا ہاتھ پھیر رہے ہیں"۔ اور میں نے آپ سے وضو میں سر کے مسح کے اگلے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۴
[2] حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب اور اس کا راوی عبداللہ بن یحیی کاہلی ہے۔
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۴

اوپر پچھلے حصہ کے مسح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "گویا میں اپنے والد محترم کے گردن کی سلوٹ اور جھری کو دیکھ رہا ہوں جس پر وہ مسح فرما رہے ہیں"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ مَا ذَكَرْنَاهُ أَخِيراً مِنْ حَمْلِهِ عَلَى التَّقِيَّةِ لَا غَيْرُ.

تو اس حدیث کی صورتحال وہی ہے جسے ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ اسے صرف تقیہ پر ہی محمول کیا جا سکتا ہے بس۔

أَمَّا. مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى رَفَعَهُ إِلَى أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي مَسْحِ الْقَدَمَيْنِ وَ مَسْحِ الرَّأْسِ فَقَالَ مَسْحُ الرَّأْسِ وَاحِدَةٌ مِنْ مُقَدَّمِ الرَّأْسِ وَ مُؤَخَّرِهِ وَ مَسْحُ الْقَدَمَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَ بَاطِنِهِمَا.[1]

(مرفوع)۶۔۱۸۱۔ بہر حال وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور اس نے مرفوع طریقہ سے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پاؤں کے مسح اور سر کے مسح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "سر کے اگلے حصہ اور پچھلے حصہ کا مسح ایک ہی (بات) ہے اور پاؤں کے اوپری حصہ اور تلوے کا مسح بھی"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَيْضاً التَّقِيَّةُ لِأَنَّ فِي الْفُقَهَاءِ مَنْ يَقُولُ بِمَسْحِ الرِّجْلَيْنِ وَ يَقُولُ مَعَ ذَلِكَ بِاسْتِيعَابِ الْعُضْوِ ظَاهِراً أَوْ بَاطِناً وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ ظَاهِرَهُمَا وَ بَاطِنَهُمَا أَعْنِي مُقْبِلًا وَ مُدْبِراً عَلَى مَا بَيَّنَّا الْقَوْلَ فِيهِ.

تو اس حدیث کی صورتحال بھی وہی تقیہ والی ہے اس لئے کہ بعض (اہل سنت) فقیہ اس بات کے قائل ہیں کہ پاؤں کا مسح تو کیا جائے لیکن وہ اس کے باوجود بھی پاؤں کے مکمل اوپری حصہ اور تلوؤں کے مسح کے قائل ہیں۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ پاؤں کے ظاہری اور باطن سے مراد اپنی طرف یا باہر کی طرف مسح کرنا ہو جس طرح پہلے ہم نے اس بارے میں نظریہ بیان کیا ہے۔[2]



## باب نمبر ۳۵: سر اور پاؤں کے مسح کی مقدار

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ وَ بُكَيْرٍ ابْنَيْ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع أَنَّهُ قَالَ: فِي الْمَسْحِ تَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ وَ لَا تُدْخِلُ يَدَكَ تَحْتَ الشِّرَاكِ وَ إِذَا مَسَحْتَ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْسِكَ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ قَدَمَيْكَ مَا بَيْنَ كَعْبِكَ إِلَى أَطْرَافِ الْأَصَابِعِ فَقَدْ أَجْزَأَكَ.[3]

(صحیح)۱۔۱۸۲۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۵

[2] مطلب یہ ہے کہ انگلیوں سے ابھری ہوئی جگہ تک یا پھر ابھری ہوئی جگہ سے انگلیوں تک مسح کرنا ہو۔

[3] کافی ج ۳ ص ۲۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسین بن سعید اور اپنے والد محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے زرارہ اور بکیر بن اعین سے اور انہوں نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مسح کے بارے میں فرمایا: "جو توں پر مسح کر رہے ہو تو اپنا ہاتھ اس کے تسموں (بند) کے نیچے مت لے جاؤ اور اگر اپنے سر کے کچھ حصہ کا یا پاؤں کے کچھ حصہ کا ابھری ہوئی جگہ سے انگلیوں کے سرے تک مسح کر دو گے تو بھی کافی ہے"۔[1]

عَنْهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شَاذَانَ بْنِ الْخَلِيلِ النَّيْسَابُورِيِّ عَنْ يُونُسَ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع رَجُلٌ تَوَضَّأَ وَ هُوَ مُعْتَمٌّ وَ ثَقُلَ عَلَيْهِ نَزْعُ الْعِمَامَةِ لِمَكَانِ الْبَرْدِ فَقَالَ لِيُدْخِلْ إِصْبَعَهُ.[2]

(مجہول) ۲۔ ۱۸۳۔ اسی سے، اس نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے شاذان بن خلیل نیشابوری سے، اس نے یونس سے، اس نے حماد سے، اس نے حسین[3] سے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی انسان اگر عمامہ پہنے ہوئے ہو اور سر کا مسح کرنا چاہتا ہو لیکن سخت ٹھنڈ کی وجہ سے عمامہ اتارنا اس کے لئے بھاری (اور مشکل) ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ تو فرمایا: "اپنی انگلی داخل کر لے"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ كَيْفَ هُوَ فَوَضَعَ كَفَّهُ عَلَى الْأَصَابِعِ فَمَسَحَهَا إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَوْ أَنَّ رَجُلاً قَالَ بِإِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ أَ لَا يَكْفِيهِ فَقَالَ لَا إِلَّا بِكَفِّهِ.[4]

(صحیح) ۳۔ ۱۸۴۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد[5] سے، اس نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "پاؤں کا مسح کیسے ہونا چاہیے؟"۔ تو آپؑ نے اپنی ہتھیلی کو پاؤں کی انگلیوں پر رکھا اور پاؤں کے اوپر ابھری ہوئی جگہ تک مسح کیا۔ پھر میں نے پوچھا: "میں آپؑ کے قربان جاؤں کوئی اگر اس بات کا قائل ہو کہ دو انگلیوں سے بھی مسح ہو جاتا ہے تو کیا یہ کافی ہے؟"۔ تو آپؑ نے فرمایا: "یہ کافی نہیں ہے"۔



فَمَحْمُولٌ عَلَى الْفَضْلِ وَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْفَرْضِ وَ الْإِيجَابِ.

تو اسے فضیلت اور مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ واجب ہونے پر نہیں۔

[1] یعنی مکمل سر اور مکمل پاؤں کا مسح نہیں ہے بلکہ مسح کا صرف نام صادق آئے کافی ہے۔ اور یہ قرآن مجید کی آیت میں لفظ "بِرُؤُسِكُمْ" میں حرف باء کی موجودگی کی وجہ سے ہے۔

[2] کافی ج ۳ ص ۳۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

[3] ظاہراً یہ حسین بن مختار قلانسی کوفی ہے اور ثقہ ہے۔ اس کی ایک کتاب بھی ہے جس میں اس سے حماد بن عیسیٰ جیسی روایت نقل کرتا ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۵

[5] مراد احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَامْسَحْ قَدَمَيْكَ ظَاهِرَهُمَا وَ بَاطِنَهُمَا ثُمَّ قَالَ هَكَذَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْكَعْبِ وَ ضَرَبَ الْأُخْرَى عَلَى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ ثُمَّ مَسَحَهُمَا إِلَى الْأَصَابِعِ.[1]

(ضعیف) ۳۔ ۱۸۵۔ لیکن وہ روایت جسے نقل کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے بکر بن صالح سے، اس نے حسن بن محمد بن عمران سے، اس نے سماعہ مہران سے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "وضو میں جب پاؤں کا مسح کرنے لگو تو پاؤں کے اوپر والے حصہ اور تلوے کا مسح کرو"۔ پھر فرمایا: "اس طرح"۔ اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ پاؤں کے ابھرے ہوئے حصہ پر رکھا اور دوسرا ہاتھ تلوے پر مارتے ہوئے انگلیوں تک دونوں پاؤں کا ایسے مسح کیا۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ مَا ذَكَرْنَاهُ فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا مِنْ حَمْلِهِ عَلَى التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِمَذْهَبِ بَعْضِ الْعَامَّةِ مِمَّنْ يَرَى الْمَسْحَ عَلَى الرِّجْلَيْنِ وَ يَقُولُ بِاسْتِيعَابِ الرِّجْلِ وَ هُوَ خِلَافٌ لِلْحَقِّ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى مَا قُلْنَاهُ أَيْضاً.

تو اس روایت کی صورتحال وہی ہے کہ جسے ہم پچھلے باب میں بیان کر چکے ہیں کہ اسے تقیہ پر محمول کیا جائے گا کیونکہ یہ کمل پاؤں کے مسح کے قائل بعض اہل سنت کے مذہب کے مطابق ہے۔ جبکہ یہ حق بات اور صحیح نظریہ کے برخلاف ہے جس کی ہم وضاحت کر چکے ہیں نیز ہمارے بیانات پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ جَمِيعاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع أَلَا تُخْبِرُنِي مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ وَ قُلْتَ إِنَّ الْمَسْحَ بِبَعْضِ الرَّأْسِ وَ بَعْضِ الرِّجْلَيْنِ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ يَا زُرَارَةُ قَالَهُ رَسُولُ اللَّهِ ص وَ نَزَلَ بِهِ الْكِتَابُ مِنَ اللَّهِ لِأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ فَعَرَفْنَا أَنَّ الْوَجْهَ كُلَّهُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُغْسَلَ ثُمَّ قَالَ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرافِقِ ثُمَّ فَصَلَ بَيْنَ الْكَلَامَيْنِ فَقَالَ وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ فَعَرَفْنَا حِينَ قَالَ بِرُؤُسِكُمْ أَنَّ الْمَسْحَ بِبَعْضِ الرَّأْسِ لِمَكَانِ الْبَاءِ ثُمَّ وَصَلَ الرِّجْلَيْنِ بِالرَّأْسِ كَمَا وَصَلَ الْيَدَيْنِ بِالْوَجْهِ فَقَالَ وَ أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ فَعَرَفْنَا حِينَ وَصَلَهُمَا بِالرَّأْسِ أَنَّ الْمَسْحَ بِبَعْضِهِمَا ثُمَّ فَسَّرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ص لِلنَّاسِ فَضَيَّعُوهُ ثُمَّ قَالَ فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَ أَيْدِيكُمْ مِنْهُ فَلَمَّا وَضَعَ الْوُضُوءَ عَمَّنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ أَثْبَتَ بَعْضَ الْغَسْلِ مَسْحاً لِأَنَّهُ قَالَ بِوُجُوهِكُمْ ثُمَّ وَصَلَ بِهَا وَ أَيْدِيكُمْ ثُمَّ قَالَ مِنْهُ أَيْ مِنْ ذَلِكَ التَّيَمُّمِ لِأَنَّهُ عَلِمَ أَنَّ ذَلِكَ أَجْمَعَ لَا يَجْرِي عَلَى الْوَجْهِ لِأَنَّهُ يَعْلَقُ مِنْ ذَلِكَ الصَّعِيدِ بِبَعْضِ الْكَفِّ وَ لَا يَعْلَقُ بِبَعْضِهَا ثُمَّ قَالَ مَا يُرِيدُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ وَ الْحَرَجُ الضِّيقُ.[2]



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۵

[2] کافی ج ۳ ص ۳۰۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۲۱۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

(حسن کا صحیح)۵۔۱۸۶۔ جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے علی ابن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے اور محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے فضل بن شاذان سے، ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا: ''میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا اور آپؑ نے فرمایا کہ مسح سر کے کچھ حصے پر اور پاؤں کے بھی کچھ حصہ پر کرنا چاہیے؟'' پہلے تو آپؑ مسکرائے پھر فرمایا: ''زرارہ! اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور اللہ کی طرف سے قرآن مجید بھی آپؐ پر ہی نازل ہوا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: '' فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ '' (اپنے چہروں کو دھوؤ) تو ہم سمجھ گئے کہ پورے چہرے کو دھونا ضروری ہے۔ پھر فرمایا: '' وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ '' (اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھوؤ)[1] پھر اپنے کلام کے دو حصوں میں فاصلہ ڈالتے ہوئے فرمایا: '' وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ '' (اور اپنے سر کے کچھ حصہ کا مسح کرو) تو جب '' بِرُءُوسِكُمْ '' فرمایا تو ہم ''باء'' کے وجود سے سمجھ گئے کہ مسح، سر کے کچھ حصہ کا کرنا ہے۔ پھر پاؤں کے تذکرہ کو سر کے مسح کے ساتھ ایسے ملا دیا جس طرح ہاتھوں کے ذکر کو چہرے کے ذکر سے ملا دیا تھا۔ تو فرمایا: '' وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ''[2] (اور اپنے پاؤں کے کچھ حصہ کا ابھری ہوئی جگہ تک) پس جب اللہ نے دونوں پاؤں کے مسح کے ذکر کو سر کے مسح کے ساتھ ملا دیا تو ہم سمجھ گئے کہ پاؤں کے بھی کچھ حصہ کا مسح کرنا ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اسی طریقہ کار کو بطور سنت بیان فرمائے لیکن لوگوں نے اسے (چھوڑ کر) ضائع کر دیا۔ پھر اللہ نے فرمایا: '' فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ''[3] (پس اگر پانی تمہیں نہیں ملتا تو زمین کی پاک سطح سے تیمم کرتے ہوئے اپنے چہروں اور ہاتھوں کے کچھ حصہ کا مسح کرو)۔ پس جب اللہ نے پانی نہ رکھنے والے شخص کو وضو کی چھوٹ دی تو دھوئے جانے والے اعضاء کے بعض حصوں کے مسح کو لازمی قرار دیا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا: '' بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ '' (اپنے چہروں اور ہاتھوں کے کچھ حصوں کو اس (زمین کی پاک سطح سے)، یعنی پھر اللہ نے چہرے کو ہاتھوں کے ساتھ ملا دیا پھر فرمایا: '' منہ '' یعنی اسی میں سے تیمم کرو کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ تیمم کا حکم سارا کا سارا چہرے پر جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مٹی ہتھیلی کے بعض حصوں پر تو چمٹ جاتی ہے لیکن چہرے کے بعض حصوں پر نہیں پہنچتی۔ اسی لیے پھر فرمایا: '' مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ''[4] (اللہ دین میں تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں ڈالنا چاہتا) اور حرج سے مراد تنگی اور پریشانی ہے۔



---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ میں اس کے بعد یوں آیا ہے: ''پس اللہ نے کہنیوں تک ہاتھوں کے ذکر کو چہرہ کو دھونے کے ساتھ ملا دیا ہے تو ہم سمجھ گئے کہ (چہرہ دھونے کی طرح) ہاتھوں کو بھی کہنیوں تک دھونا ضروری ہے۔ پھر اپنے کلام۔۔۔۔۔'' باقی اوپر متن کی عبارت میں موجود ہے۔

[2] مکمل آیت: '' يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ '' (اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو نیز اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرو) مائدہ/۶

[3] مائدہ/۶

[4] مائدہ/۶

# باب نمبر ۳۶: کیا سر کے ساتھ کانوں کا مسح بھی ضروری ہے؟ یا نہیں؟

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع أَنَّ أُنَاساً يَقُولُونَ إِنَّ بَطْنَ الْأُذُنَيْنِ مِنَ الْوَجْهِ وَ ظَهْرَهُمَا مِنَ الرَّأْسِ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِمَا غَسْلٌ وَ لَا مَسْحٌ.[1]

(موثق) ۱-۱۸۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحیی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن فضال سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کان کا اندرونی حصہ چہرے کا حصہ ہے جبکہ بیرونی سر کا حصہ ہے؟"۔ تو آپ نے فرمایا "کان کے دونوں حصوں کا دھونا اور مسح کرنا ضروری نہیں ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِذَا مَسَحْتُ رَأْسِي مَسَحْتُ أُذُنَيَّ قَالَ نَعَمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَبِي فِي عُنُقِهِ عُكْنَةٌ وَ كَانَ يَحْفِي رَأْسَهُ إِذَا جَزَّهُ كَأَنِّي أَنْظُرُ وَ الْمَاءُ يَنْحَدِرُ عَلَى عُنُقِهِ.[2]

(صحیح) ۲-۱۸۸۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے یونس سے، اس نے علی بن رئاب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا دونوں کان سر کا حصہ ہیں؟۔ فرمایا "جی ہاں"۔ پھر پوچھا: "تو جب میں اپنے سر کا مسح کروں تو ساتھ کانوں کا بھی مسح کروں؟"۔ تو فرمایا: "بالکل! گویا میں اپنے والد کو دیکھ رہا ہوں ان کی گردن میں سلوٹ تھی اور جب وہ سر منڈواتے تھے تو سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ اور (سر کے مسح کے وقت) میں دیکھتا تھا کہ پانی تیزی سے ان کی گردن پر نیچے کی طرف بہہ نکلتا تھا"۔



فَمَحْمُولٌ عَلَى التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِمَذَاهِبِ الْعَامَّةِ وَ مُنَافٍ لِظَاهِرِ الْقُرْآنِ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ.

تو یہ روایت تقیہ پر محمول ہوگی کیونکہ جس طرح ہم نے تہذیب الاحکام میں بھی بیان کیا ہے یہ اہل سنت کے مذہب کے موافق اور قرآن مجید کے ظواہر کے برخلاف ہے۔

[1] کافی ج ۳ ص ۲۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۸
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۵

## باب نمبر ۳۷: پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَالِمٍ وَ غَالِبِ بْنِ هُذَيْلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فَقَالَ هُوَ الَّذِي نَزَلَ بِهِ جَبْرَئِيلُ ع.[1]

(مجہول) ۱۔۱۸۹۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان اور محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، ان سب نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے سالم اور غالب بن ہذیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پاؤں پر مسح کرنے کی بابت پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ”یہ وہی حکم ہے جسے جبرائیلؑ لے کر نازل ہوئے تھے“۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فَقَالَ لَا بَأْسَ.[2]

(صحیح) ۲۔۱۹۰۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان، از علاء، از محمد[3] اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پاؤں کے مسح کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں“۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع يَأْتِي عَلَى الرَّجُلِ سِتُّونَ وَ سَبْعُونَ سَنَةً مَا قَبِلَ اللهُ مِنْهُ صَلَاةً قُلْتُ وَ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ لِأَنَّهُ يَغْسِلُ مَا أَمَرَ اللهُ بِمَسْحِهِ.[4]

(مجہول) ۳۔۱۹۱۔ مجھے بتایا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے حکم بن مسکین سے، اس نے محمد بن سہل[5] سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”آدمی ساٹھ، ستر سال کا ہو جاتا ہے مگر اللہ اس کی کوئی نماز قبول نہیں کرتا“۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“۔ فرمایا: ”اس لئے کہ جس چیز کا اللہ نے مسح کرنے کا حکم دیا ہے وہ اسے دھوتا رہا ہے“۔

وَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۶

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۷

[3] محمد بن مسلم ثقفی

[4] کافی ج ۳ ص ۳۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۸

[5] کافی اور تہذیب الاحکام میں ”محمد بن مروان“ ہے۔

بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ؑ فِي وُضُوءِ الْفَرِيضَةِ فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ الْمَسْحُ وَ الْغَسْلُ فِي الْوُضُوءِ لِلتَّنْظِيفِ.[1]

(صحیح) ۴۔ ۱۹۲۔ اور مجھے حدیث نقل کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابو ہمام سے اور اس نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قرآن مجید میں بیان ہونے والے نماز کے وضو کے طریقہ کار کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ''وہ (پاؤں کا) مسح کرنا ہے۔ وضو میں (پاؤں کا) دھونا صرف صفائی کیلئے ہوتا ہے''۔[2]

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قَالَ لِي لَوْ أَنَّكَ تَوَضَّأْتَ فَجَعَلْتَ مَسْحَ الرِّجْلِ غَسْلاً ثُمَّ أَضْمَرْتَ أَنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَفْرُوضِ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ بِوُضُوءٍ ثُمَّ قَالَ ابْدَأْ بِالْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فَإِنْ بَدَا لَكَ غَسْلٌ فَغَسَلْتَهُ فَامْسَحْ بَعْدَهُ لِيَكُونَ آخِرُ ذَلِكَ الْمَفْرُوضَ.[3]

(صحیح) ۵۔ ۱۹۳۔ حسن بن سعید از حماد، از حریز، از زرارہ اور اس نے کہا کہ امام[4] نے مجھ سے فرمایا: ''اگر تم نے وضو کیا اور پاؤں کے مسح کی جگہ تم نے اسے دھو دیا اور دل میں یہ بات رکھی کہ یہ عمل فرض کیا گیا ہے تو یہ وضو نہیں ہوگا (بلکہ باطل ہو جائے گا۔ از مترجم)۔ پھر فرمایا: ''دونوں پاؤں پر مسح سے ابتداء کیا کرو لیکن اگر دھونے کا خیال آگیا اور پاؤں کو دھو بھی دیا تو پاؤں کا مسح اس کے بعد کیا کرو تاکہ فرض کیے گئے امور میں سب سے آخری یہی ہو۔''[5]

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ الْوُضُوءَ كُلَّهُ إِلَّا رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَخُوضُ الْمَاءَ بِهِمَا خَوْضاً قَالَ أَجْزَأَهُ ذَلِكَ.[6]



(موثق) ۶۔ ۱۹۴۔ لیکن وہ روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن حسین بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آدمی پاؤں کے مسح کے علاوہ باقی وضو مکمل کرتا ہے پھر اپنے دونوں پاؤں کو پانی میں ایک مرتبہ اچھی طرح ڈبو دیتا ہے

---

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۷

2 یعنی مسح کرنے کے بعد اپنے پاؤں کو صفائی کیلئے دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں قصد قربت کی بھی شرط نہیں ہے۔

3 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۸

4 مراد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہیں۔

5 یعنی اگر کہیں تمہیں تقیہ کرنا پڑ جائے تو پہلے پاؤں کا مسح کر لو تاکہ تمہارا وضو مکمل ہو جائے پھر اپنے پاؤں کو دھوئے اس لئے کہ اگر پہلے پاؤں دھو لو گے تو پھر مسح کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ لیکن اگر سخت تقیہ کی وجہ سے تمہیں پہلے پاؤں دھونے پڑ جائیں اور تم مسح کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر پاؤں کو دھو لینے کے بعد مسح کا فریضہ انجام دو تاکہ تم اپنے اس عمل کے آخر میں فریضہ کا آخری حصہ (مسح) انجام دینے والے ہو۔

6 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۹

تو کیا حکم ہے؟۔ فرمایا: "یہ کافی ہے"۔

فَهٰذَا الْخَبَرُ مَحْمُولٌ عَلٰى حَالِ التَّقِيَّةِ فَأَمَّا مَعَ الِاخْتِيَارِ فَلَا يَجُوزُ إِلَّا الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا عَلٰى مَا بَيَّنَّاهُ.

تو یہ روایت تقیہ کی حالت پر محمول ہو گی لیکن اختیاری صورت میں پاؤں پر صرف مسح ہی جائز ہے جس طرح ہم نے وضاحت کر دی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلٰى أَبِي الْحَسَنِ ع أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ الْوُضُوءُ بِالْمَسْحِ وَلَا يَجِبُ فِيهِ إِلَّا ذَاكَ وَمَنْ غَسَلَ فَلَا بَأْسَ.[1]

(صحیح) ۷۔۱۹۵۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے ایوب بن نوح سے اور اس نے کہا: "میں نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں پاؤں پر مسح کرنے کے متعلق سوال لکھا" تو فرمایا: "وضو مسح کے ساتھ ہی ہے اور اس میں (پاؤں کے) مسح کے علاوہ کچھ واجب نہیں ہے (صرف پاؤں کا مسح ہی واجب ہے)۔ البتہ جو شخص دھولے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے"۔

قَوْلُهُ ع وَمَنْ غَسَلَ فَلَا بَأْسَ مَحْمُولٌ عَلَى التَّنْظِيفِ لِأَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ الْوُضُوءُ بِالْمَسْحِ وَلَا يَجِبُ فِيهِ إِلَّا ذٰلِكَ فَلَوْ كَانَ الْغَسْلُ أَيْضاً مِنَ الْوُضُوءِ لَكَانَ وَاجِباً وَقَدْ فَصَّلَ ذٰلِكَ فِي رِوَايَةِ أَبِي هَمَّامٍ الَّتِي قَدَّمْنَاهَا حَيْثُ قَالَ فِي وُضُوءِ الْفَرِيضَةِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْمَسْحُ وَالْغَسْلُ فِي الْوُضُوءِ لِلتَّنْظِيفِ.

تو اس میں آپ کا یہ فرمان: "جو شخص دھولے تو بھی کوئی حرج نہیں" صفائی ستھرائی پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ آپ نے ہی اس سے پہلے ذکر فرما دیا تھا کہ وضو مسح کے ساتھ ہی ہے اور اس میں (پاؤں کے) مسح کے علاوہ کچھ واجب نہیں۔ تو اگر (پاؤں کا) دھونا بھی وضو کا حصہ ہوتا تو وہ بھی واجب ہوتا۔ اور گزشتہ بیان کی گئی ابو ہمام والی حدیث میں امامؑ نے اس کو تفصیل کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا تھا جہاں آپؑ نے فرمایا تھا کہ: "وضو کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ کا عائد کردہ فریضہ مسح ہی ہے اور وضو میں پاؤں کا دھونا صرف صفائی کیلئے ہے"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الصَّفَّارُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُنَبِّهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُلْوَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ آبَائِهِ عَنْ عَلِيٍّ ع قَالَ: جَلَسْتُ أَتَوَضَّأُ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ص حِينَ ابْتَدَأْتُ فِي الْوُضُوءِ فَقَالَ لِي تَمَضْمَضْ وَاسْتَنْشِقْ وَاسْتَنَّ ثُمَّ غَسَلْتُ ثَلَاثاً فَقَالَ قَدْ يُجْزِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَّتَانِ فَغَسَلْتُ ذِرَاعَيَّ وَمَسَحْتُ بِرَأْسِي مَرَّتَيْنِ فَقَالَ قَدْ يُجْزِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَّةُ وَغَسَلْتُ قَدَمَيَّ فَقَالَ لِي يَا عَلِيُّ خَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ لَا تُخَلَّلْ بِالنَّارِ.[2]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۵۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۷

(موثق) ۸-۱۹۶۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن حسن الصفار نے عبید اللہ بن منبہ [1] سے، اس نے حسین بن علوان سے، اس نے عمرو بن خالد سے، اس نے زید بن علی سے اور اس نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعہ سے حضرت امام علی علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: "میں وضو کرنے کیلئے بیٹھا تو رسول کریم ﷺ تشریف لائے جبکہ میں وضو شروع کر رہا تھا۔ اور آپ نے مجھ سے فرمایا: "کلی کرو، ناک میں پانی ڈالو اور مسواک کرو" پھر جب میں نے تین مرتبہ (چہرہ) دھویا تو فرمایا: "یہ دو مرتبہ ہی کافی ہے" پھر میں نے دو مرتبہ اپنے بازوؤں کو دھویا اور دو مرتبہ سر کا مسح کیا تو فرمایا: "یہ ایک مرتبہ ہی کافی ہے"۔ پھر جب میں نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے تو فرمایا: "علیؑ! انگلیوں کے بیچ میں بھی پانی پہنچاؤ۔ "بیچ میں آگ مت رہنے دو"۔

فَهٰذَا الْخَبَرُ مُوَافِقٌ لِلْعَامَّةِ وَ قَدْ وَرَدَ مَوْرِدَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّ الْمَعْلُومَ الَّذِي لَا يَتَخَالَجُ فِيهِ الشَّكُّ مِنْ مَذَاهِبِ أَئِمَّتِنَا الْقَوْلُ بِالْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ وَ ذٰلِكَ أَشْهَرُ مِنْ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ شَكٌّ أَوِ ارْتِيَابٌ بَيَّنَ ذٰلِكَ أَنَّ رُوَاةَ هٰذَا الْخَبَرِ كُلَّهُمْ عَامَّةٌ وَ رِجَالُ الزَّيْدِيَّةِ وَ مَا يَخْتَصُّونَ بِرِوَايَتِهِ لَا يُعْمَلُ بِهِ عَلَى مَا بُيِّنَ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ.

تو یہ حدیث مذہب اہل سنت کے موافق ہے اور تقیہ کے مقام پر بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام کا مذھب اور فرمان دونوں پاؤں پر مسح کرنے کا ہے۔ اور یہ بات اتنی زیادہ مشہور ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی اہل سنت اور زیدیہ کے افراد ہیں اور دیگر کئی مقامات پر واضح کر دیا گیا ہے کہ جس حدیث میں یہ افراد مخصوص ہوں وہ ناقابل عمل ہے (اس حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا)۔

## باب نمبر ۳۸: کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهُمَا قَالَ هُمَا مِنَ السُّنَّةِ فَإِنْ نَسِيتَهُمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ إِعَادَةٌ. [2]

(موثق) ۱-۱۹۷۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام [3] علیہ السلام سے ان دونوں کے [4] بارے میں پوچھا تو فرمایا: "یہ دونوں سنت ہیں پس اگر تم ان دونوں کو بھول جاؤ تو تم پر دوبارہ انجام دینا لازمی نہیں ہے"۔

---

[1] بعض نسخوں میں عبد اللہ بن منبہ ہے جبکہ یہ دونوں غلط ہیں اور صحیح منبہ بن عبد اللہ ہے اور وہ ابو الجوزاء تمیمی ہے۔ اور اس سلسلہ سند کا تذکرہ من لا یحضرہ الفقیہ کے مشیخہ ص ۵۳۵ میں ہوا ہے۔ وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ منبہ بن عبد اللہ کی روایت کردہ احادیث اکثر اہل سنت کے موافق ہوتی ہیں مگر اس کے باوجود نجاشی نے اسے موثق قرار دیا ہے۔ جبکہ حسین بن علوان عامی المذہب ہے اس کی ایک کتاب بھی ہے اور منبہ بن عبد اللہ نے اسی سے روایت نقل کی ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۱

[3] مراد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

[4] یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَمَّنْ تَوَضَّأَ وَنَسِيَ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْدَ مَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ قَالَ لَا بَأْسَ.[1]

(مجہول) ۲۔۱۹۸۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از عثمان بن عیسیٰ، از ابن مسکان، از مالک بن اعین اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی شخص وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے پھر نماز شروع کرنے بعد اسے یاد آئے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْمَضْمَضَةُ وَ الِاسْتِنْشَاقُ لَيْسَا مِنَ الْوُضُوءِ.[2]

(صحیح) ۳۔۱۹۹۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید از ابن ابی عمیر، از جمیل، از زرارہ، از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور آپؑ نے فرمایا: "کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کا حصہ نہیں ہیں"۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطُّوسِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ مَعْنَى قَوْلِهِ ع لَيْسَا مِنَ الْوُضُوءِ أَيْ لَيْسَا مِنْ فَرَائِضِ الْوُضُوءِ وَإِنْ كَانَا مِنْ سُنَنِهِ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْ سَمَاعَةَ وَيُؤَكِّدُ ذَلِكَ أَيْضاً

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسیؒ نے کہا کہ امامؑ کے فرمان "وضو کا حصہ نہیں ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ وہ وضو کے واجبات میں سے نہیں ہے اگرچہ یہ وضو کے مستحبات میں ہے اور ہماری اس بات پر دلیل وہ پہلی روایت ہے جسے ہم نے سماعہ کے ذریعہ سے روایت کی ہے۔ اور اس کی تاکید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْهُمَا فَقَالَ هُمَا مِنَ الْوُضُوءِ فَإِنْ نَسِيتَهُمَا فَلَا تُعِدْ.[3]



(صحیح) ۴۔۲۰۰۔ جسے مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن ادریس سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر[4] سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان دونوں (کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا) کے اعمال کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "وہ وضو کا حصہ ہیں لیکن اگر تم بھول جاؤ تو دوبارہ مت کرو"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۱

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۱

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۱

[4] یعنی سلسلہ سند یوں ہوگا حماد بن عیسیٰ سے، اس نے شعیب عقر قوفی (ثقہ) سے، اس نے ابو بصیر یحییٰ بن قاسم سے۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: لَيْسَ الْمَضْمَضَةُ وَ الِاسْتِنْشَاقُ فَرِيضَةً وَ لَا سُنَّةً إِنَّمَا عَلَيْكَ أَنْ تَغْسِلَ مَا ظَهَرَ.[1]

(مجہول) ۵۔۲۰۱۔ لیکن وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن معروف سے، اس نے قاسم بن عروہ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا تو واجب ہے اور نہ ہی سنت ہے تمہارے اوپر صرف ان کے باہر والے حصہ کو دھونا واجب ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُمَا لَيْسَا مِنَ السُّنَّةِ الَّتِي لَا يَجُوزُ تَرْكُهَا فَأَمَّا أَنْ يَكُونَ فِعْلُهُمَا بِدْعَةً فَلَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ یہ دو اعمال ایسے سنت نہیں ہیں کہ جن کا چھوڑنا جائز نہ ہو، لیکن ان کا انجام دینا بدعت بھی ہو تو ایسا نہیں ہے۔ اور اس بات پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الشَّيْخُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْمَضْمَضَةُ وَ الِاسْتِنْشَاقُ مِمَّا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ص.[2]

(مجہول) ۶۔۲۰۲۔ جسے نقل کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن عروہ سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے"۔

## باب نمبر ۳۹: وضو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْعِيصِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنْ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى وُضُوئِهِ فَكَأَنَّمَا اغْتَسَلَ.[3]

(موثق کالصحیح) ۱۔۲۰۳۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے عیص بن قاسم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام لیا تو گویا اس نے غسل کر لیا"۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۲

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۰

عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: إِذَا سَمَّيْتَ فِي الْوُضُوءِ طَهُرَ جَسَدُكَ كُلُّهُ وَإِذَا لَمْ تُسَمِّ لَمْ يَطْهُرْ مِنْ جَسَدِكَ إِلَّا مَا مَرَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ.[1]

(صحیح) ۲۔ ۲۰۴۔ اور مجھے حدیث بیان کی شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین ابن حسن بن ابان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر تم وضو کی حالت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو گے تو تمہارا پورا جسم پاک ہو جائے گا اور اگر تم بسم اللہ نہیں پڑھو گے تو تمہارا پورا جسم پاک نہیں ہو گا بلکہ وہی حصہ پاک ہو گا جس پر سے پانی گزرا ہو گا"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ دَاوُدَ الْعِجْلِيِّ مَوْلَى أَبِي الْمَغْرَاءِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ؑ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَنْ تَوَضَّأَ فَذَكَرَ اسْمَ اللهِ طَهُرَ جَمِيعُ جَسَدِهِ وَمَنْ لَمْ يُسَمِّ لَمْ يَطْهُرْ مِنْ جَسَدِهِ إِلَّا مَا أَصَابَهُ الْمَاءُ.[2]

(مجہول) ۳۔ ۲۰۵۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن حسن بن ولید از احمد بن محمد، از علی بن حکم، از داؤد العجلی مولی ابو المغراء از ابو بصیر اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اے ابو محمد! جو شخص وضو کرے اور اللہ کے نام لے تو اس کا پورا بدن پاک ہو جائے گا اور جو نام نہیں لے گا تو اس کے بدن کا صرف وہی حصہ پاک ہو گا جسے پانی لگا ہو"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً تَوَضَّأَ وَصَلَّى فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ؐ أَعِدْ صَلَاتَكَ وَوُضُوءَكَ فَفَعَلَ وَتَوَضَّأَ وَصَلَّى فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ؑ أَعِدْ وُضُوءَكَ وَصَلَاتَكَ فَفَعَلَ وَتَوَضَّأَ وَصَلَّى فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ؑ أَعِدْ وُضُوءَكَ وَصَلَاتَكَ فَأَتَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ؑ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ هَلْ سَمَّيْتَ حِينَ تَوَضَّأْتَ قَالَ لَا قَالَ سَمِّ عَلَى وُضُوئِكَ فَسَمَّى وَصَلَّى فَأَتَى النَّبِيَّ ؐ فَلَمْ يَأْمُرْهُ أَنْ يُعِيدَ.[3]



(صحیح) ۴۔ ۲۰۶۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے اپنے کسی بزرگ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "ایک آدمی نے وضو کر کے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھو اور وضو دوبارہ کرو تو اس نے بھی تعمیل کرتے ہوئے دوبارہ وضو کیا اور دوبارہ نماز پڑھی پھر بھی نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے وضو اور نماز کو دوبارہ انجام دو، تب امیر المؤمنین علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور اس آدمی نے اس بات کا شکوہ حضرت علی علیہ السلام سے کیا تو امامؑ نے اس سے فرمایا: "کیا تم نے وضو کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو تھی؟" اس نے کہا: "نہیں"۔ تو امام علیہ السلام فرمایا: "وضو کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو" تو اس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اور نماز پڑھ لی۔ تو پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اسے دوبارہ بجالانے کا حکم نہیں دیا"۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۱

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۰

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَ التَّسْمِيَةَ فِيهِ عَلَى النِّيَّةِ الَّتِي ثَبَتَ وُجُوبُهَا فَأَمَّا مَا عَدَاهَا مِنَ الْأَلْفَاظِ فَإِنَّهَا مُسْتَحَبَّةٌ دُونَ أَنْ تَكُونَ وَاجِبَةً فَرْضاً يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ قَوْلُهُ ع فِي الْخَبَرَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ إِنَّ مَنْ لَمْ يُسَمِّ طَهُرَ مِنْ جَسَدِهِ مَا مَرَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ فَلَوْ كَانَتْ فَرْضاً لَكَانَ مَنْ تَرَكَهَا لَمْ يَطْهُرْ شَيْءٌ مِنْ جَسَدِهِ عَلَى حَالٍ لِأَنَّهُ لَا يَكُونُ قَدْ تَطَهَّرَ.

تو اس حدیث کی صور تحال یہ ہے کہ اس میں بسم اللہ پڑھنے سے نیت کرنا مراد لیا جائے گا جس کا واجب ہونا ثابت ہے، لیکن اس نیت کے علاوہ باقی الفاظ صرف مستحب ہیں فریضہ اور واجب نہیں ہیں۔ اور اس وضاحت پہ معصوم علیہ السلام کا گزشتہ دو حدیثوں میں یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے جس میں فرمایا کہ جس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھی اس کے جسم اور بدن کا صرف وہی حصہ پاک ہوا جس پر سے پانی گزرا ہے پس اگر یہ فریضہ ہوتا تو جو بھی اسے ترک کرتا اس کے جسم کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں پاک نہ ہوتا کیونکہ اس نے پاک کرنے والی شرط اور واجب کو انجام ہی نہیں دیا۔

## باب نمبر ۴۰: چہرہ دھونے میں پانی کے استعمال کی کیفیت

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَلْيَصْفِقْ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ نَاعِساً فَزِعَ وَاسْتَيْقَظَ وَإِنْ كَانَ بَرْداً فَزِعَ وَلَمْ يَجِدِ الْبَرْدَ.[1]

(مرسل) ۱۔ ۲۰۷۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے معاویہ بن حکم سے، اس نے ابن مغیرہ سے، اس نے کسی آدمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: "آدمی جب وضو کرے تو اپنے چہرے پر چلو بھر کر پانی مارے کیونکہ اگر اس پر غنودگی ہوگی تو وہ بیدار ہو کر جاگ اٹھے گا اور اگر وہ ٹھنڈک محسوس کر رہا ہو گا تب بھی اسے گھبراہٹ ہوگی اور پھر ٹھنڈ محسوس نہیں کرے گا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص لَا تَضْرِبُوا وُجُوهَكُمْ بِالْمَاءِ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ وَلَكِنْ شُنُّوا الْمَاءَ شَنّاً.[2]

(ضعیف) ۲۔ ۲۰۸۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحیی نے اپنے باپ سے، اس نے ابن مغیرہ سے، اس نے سکونی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ وضو کرتے وقت اپنے چہرے پہ پانی مت مارو بلکہ آہستہ آہستہ پانی ٹپکاؤ"۔

فَالْوَجْهُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا أَنْ نَحْمِلَ أَحَدَهُمَا عَلَى النَّدْبِ وَالاسْتِحْبَابِ وَالْآخَرَ عَلَى الْجَوَازِ وَالْإِتْيَانُ مُخَيَّرٌ



[1] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۰۶ ۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷۹
[2] کافی ج ۳ ص ۲۸ ۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۰

توان دو حدیثوں کو اس صورت میں یکجا کیا جا سکتا ہے کہ ان میں سے پہلی کو مستحب پر محمول کریں اور دوسری کو جائز ہونے پر محمول کریں اور انسان کو ان دونوں پر عمل کرنے میں اختیار حاصل ہو۔

## باب نمبر ۴۱: افعال وضو کی تعداد

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ وَ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ قَالَ: وَضَّأْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع بِجَمْعٍ وَ قَدْ بَالَ فَنَاوَلْتُهُ مَاءً فَاسْتَنْجَى ثُمَّ أَخَذَ كَفّاً فَغَسَلَ بِهِ وَجْهَهُ- وَ كَفّاً غَسَلَ بِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْمَنَ وَ كَفّاً غَسَلَ بِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْسَرَ ثُمَّ مَسَحَ بِفَضْلَةِ النَّدَى رَأْسَهُ وَ رِجْلَيْهِ.[1]

(صحیح) ۱-۲۰۹- مجھے حدیث بتائی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان اور فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے فضیل بن عثمان سے، اس نے ابو عبیدہ حذاء سے اور اس نے کہا: "میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو جمع کے مقام کے مکمل وضو کرایا وہ (اس طرح کہ) پہلے بیت الخلاء گئے تھے تو میں نے ان تک پانی پہنچایا تھا جس سے انہوں نے طہارت فرمائی تھی، پھر ایک ہتھیلی میں پانی لیا اور اس نے اپنے چہرے کو دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنے دائیں بازو کو دھویا پھر ایک چلو سے اپنے بائیں بازو کو دھویا پھر اسی بچی ہوئی تری سے اپنے سر اور اپنے دونوں پاؤں کا مسح کیا"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ عَنْ مَيْسَرَةَ[2] عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْوُضُوءُ وَاحِدَةٌ وَاحِدَةٌ وَ وَصَفَ الْكَعْبَ فِي ظَهْرِ الْقَدَمِ.[3]

(صحیح) ۲-۲۱۰- انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از فضالہ، از حماد بن عثمان از علی بن ابو مغیرہ، از میسرہ، کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "وضو ایک ایک مرتبہ (دھونا) ہوتا ہے"۔ اور آپؑ نے کعب سے پاؤں کے اوپر والی ابھری ہوئی جگہ مراد لی۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَ غَيْرِهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ رِبَاطٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْوُضُوءِ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ا ص ۶۲

[2] میسرہ بن عبد العزیز نخعی ثقہ ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ا ص ۷۸

لِلصَّلَاةِ فَقَالَ مَرَّةً مَرَّةً.[1]

(ضعیف) ۳-۲۱۱۔ اور مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن حسن وغیرہ سے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، اس نے ابن محبوب سے، اس نے ابن رباط سے، اس نے یونس بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کیلئے وضو کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: "ایک ایک مرتبہ ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ مَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ص إِلَّا مَرَّةً مَرَّةً.[2]

(ضعیف) ۴-۲۱۲۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از سہل بن زیاد، از احمد بن محمد، از عبد الکریم اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ بھی وضو کے افعال صرف ایک ایک مرتبہ انجام دیتے تھے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ مَثْنَى مَثْنَى.

(صحیح) ۵-۲۱۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے معاویہ بن وہب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے بارے میں پوچھا امامؑ نے تو فرمایا: "دو دو مرتبہ ہے"۔

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْوُضُوءُ مَثْنَى مَثْنَى.[3]

(صحیح) ۶-۲۱۴۔ نیز جسے روایت کی ہے احمد بن محمد نے صفوان سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "وضو دو دو مرتبہ (دھونا۔ مترجم) ہے"۔



فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَنْ نَحْمِلَهُمَا عَلَى السُّنَّةِ لِأَنَّهُ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ الْوَاحِدَةَ هِيَ الْفَرِيضَةُ وَ مَا زَادَ عَلَيْهَا سُنَّةٌ وَ أَيْضاً فَقَدْ قَدَّمْنَا مِنَ الْأَخْبَارِ مَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ وَ يَزِيدُهُ بَيَاناً.

تو ان دو حدیثوں کی صورت حال یہ ہوگی کہ ہم انہیں سنت پر محمول کریں۔ کیونکہ مسلمانوں میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وضو کے افعال ایک ایک مرتبہ واجب ہیں اور جو ایک سے زائد مرتبہ ہے وہ سنت ہے۔ اور اس بارے میں ہم نے چند احادیث پیش کر دی ہیں جو اس بیان پر دلالت کرتی ہیں اور مزید تائید کی وضاحت مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْوُضُوءُ مَثْنَى مَثْنَى فَمَنْ زَادَ لَمْ يُؤْجَرْ عَلَيْهِ وَ حَكَى لَنَا وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ص فَغَسَلَ وَجْهَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً وَ ذِرَاعَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَ مَسَحَ

---

[1] کافی ج ۳ ص ۲۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۳

[2] کافی ج ۳ ص ۲۷، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۷۲، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۳

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۳۱

رَأْسَهُ بِفَضْلِهِ وَ رِجْلَيْهِ.[1]

(مجہول) ۷۔ ۲۱۵۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن عروہ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "وضو دو دو مرتبہ ہے اور اس سے جو زیادہ ہو گا اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا"۔ پھر آپؑ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح کر کے دکھایا کہ اپنے چہرے کو ایک مرتبہ دھویا، دونوں بازوؤں کو بھی ایک ایک مرتبہ دھویا اور اسی باقی ماندہ پانی سے اپنے سر اور دونوں پاؤں کا مسح فرمایا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: رَحِمَهُ اللهُ حِكَايَتُهُ لِوُضُوءِ رَسُولِ اللهِ ص مَرَّةً مَرَّةً يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ أَرَادَ بِقَوْلِهِ الْوُضُوءُ مَثْنَى مَثْنَى السُّنَّةَ لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْفَرِيضَةُ مَرَّتَيْنِ وَ النَّبِيُّ ع يَفْعَلُ مَرَّةً مَرَّةً مَعَ إِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّهُ مُشَارِكٌ لَنَا فِي الْوُضُوءِ وَ كَيْفِيَّتِهِ وَ يُؤَكِّدُ ذَلِكَ أَيْضاً.

شیخ محمد بن حسنؒ نے اس بارے کہا ہے کہ امام علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کا وضو ایک ایک مرتبہ کے افعال کے ساتھ کر کے دکھایا یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام علیہ السلام نے جو فرمایا ہے وضو کے افعال دو دو مرتبہ ہیں یہ سنت ہیں کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وضو کا فریضہ تو دو دو مرتبہ ہو لیکن نبی اکرم ﷺ اسے ایک ایک بار انجام دیں حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ وضو اور اس کی کیفیت میں آنحضرت ﷺ بھی ہمارے شریک کار ہیں (وضو ان کے لئے بھی واجب ہے جیسے ہمارے اوپر واجب ہے۔ آنحضرت ﷺ کیلئے کوئی خاص الگ حکم نہیں ہے۔ مترجم)

اور اسی کی تائید اور تاکید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ وَ بُكَيْرٍ أَنَّهُمَا سَأَلَا أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللهِ ص فَدَعَا بِطَشْتٍ وَ ذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ فَقُلْنَا أَصْلَحَكَ اللهُ فَالْغَرْفَةُ الْوَاحِدَةُ تُجْزِي لِلْوَجْهِ وَ غَرْفَةٌ لِلذِّرَاعِ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا بَالَغْتَ فِيهَا وَ الثِّنْتَانِ تَأْتِيَانِ عَلَى ذَلِكَ كُلِّهِ.[2]



(حسن) ۸۔ ۲۱۶۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے زرارہ اور بکیر سے اور ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر سے رسول کریم ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے ایک طشت (ٹب) منگوایا۔ اور راوی نے پوری حدیث ذکر کی یہاں تک کہ راوی نے کہا کہ ہم نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "اللہ آپؑ کا بھلا کرے ہمیں یہ فرمائیں کہ کیا چہرہ دھونے کیلئے ایک چلو اور بازو دھونے کیلئے بھی ایک ایک چلو کافی ہے؟"۔ تو فرمایا: "جی ہاں اور اگر زیادہ بھی کرنا چاہتے ہو تو ان سب کیلئے دو دو چلو آئیں گے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زِيَادٍ وَ الْعَبَّاسِ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: الْوُضُوءُ وَاحِدَةٌ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۳

[2] کافی ج ۳ ص ۲۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۴

فَرْضٌ وَ اثْنَتَانِ لَا يُؤْجَرُ وَ الثَّالِثَةُ بِدْعَةٌ.[1]

(مجہول) ۹-۲۱۷۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن اسماعیل بن زیاد اور عباس بن سندی سے، انہوں نے محمد بن بشیر سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے چند ایک بزرگان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "وضو (کے افعال انجام دینا) ایک مرتبہ تو فریضہ ہے دوسری مرتبہ کا ثواب نہیں ہے اور تیسری مرتبہ بدعت ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي قَوْلِهِ ع وَ اثْنَتَانِ لَا يُؤْجَرُ أَنَّهُ إِذَا اعْتَقَدَ أَنَّهُمَا فَرْضٌ لَا يُؤْجَرُ عَلَيْهِمَا فَأَمَّا إِذَا اعْتَقَدَ أَنَّهُمَا سُنَّةٌ فَإِنَّهُ يُؤْجَرُ عَلَى ذَلِكَ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى مَا قُلْنَاهُ مَا.

تو اس حدیث میں امام علیہ السلام کے اس فرمان "دوسری مرتبہ کا ثواب نہیں ہے" کی صورت حال یہ ہوگی کہ جب وضو کرنے والا یہ عقیدہ رکھ کر افعال انجام دے گا کہ یہ فرض ہے تو اس کو اجر نہیں ملے گا۔ البتہ اگر سنت کا عقیدہ رکھ کر انجام دے گا تو اس کو ثواب ضرور ملے گا۔ اور ہماری اس بات پر دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ زِيَادِ بْنِ مَرْوَانَ الْقَنْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنْ لَمْ يَسْتَيْقِنْ أَنَّ وَاحِدَةً مِنَ الْوُضُوءِ تُجْزِيهِ لَمْ يُؤْجَرْ عَلَى الثِّنْتَيْنِ.[2]

(موثق) ۱۰-۲۱۸۔ جسے مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے زیاد بن مروان قندی سے، اس نے عبداللہ بکیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: "جسے اس بات کا یقین نہ ہو کہ افعال وضو کا ایک بار انجام دینا اس کے لئے کافی ہے تو اسے دوسری مرتبہ انجام دینے پر بھی اجر نہیں ملے گا"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الصَّفَّارُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ زُرْبِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ لِي تَوَضَّأْ ثَلَاثاً ثَلَاثاً قَالَ ثُمَّ قَالَ أَلَيْسَ تَشْهَدُ بَغْدَادَ وَ عَسَاكِرَهُمْ قُلْتُ بَلَى قَالَ كُنْتُ يَوْماً أَتَوَضَّأُ فِي دَارِ الْمَهْدِيِّ فَرَآنِي بَعْضُهُمْ وَ أَنَا لَا أَعْلَمُ بِهِ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّكَ فُلَانِيٌّ وَ أَنْتَ تَتَوَضَّأُ هَذَا الْوُضُوءَ قَالَ قُلْتُ لِهَذَا وَ اللَّهِ أَمَرَنِي.[3]

(صحیح) ۱۱-۲۱۹۔ لیکن وہ حدیث جسے نقل کیا ہے صفار نے یعقوب بن یزید سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے، اس نے داؤد بن زربی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: "وضو کے افعال

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۴

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۴

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۴

تین تین بار انجام دو"۔ راوی نے کہا کہ پھر آپؑ نے فرمایا: "کیا تم اہل بغداد اور اس کی فوج کو دیکھ رہے ہو؟" میں نے کہا: "جی ہاں"۔ فرمایا: "ایک دن میں مہدی کے گھر میں وضو کر رہا تھا تو ان میں سے کسی نے میری لاعلمی میں مجھے دیکھ لیا تو کہا کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ آپؑ فلاں ہیں جبکہ آپ اس طرح کا وضو کر رہے ہیں تو وہ جھوٹ بولتا ہے"۔ راوی نے کہا کہ پھر میں نے کہا: "خدا کی قسم! مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا"۔

فَإِنَّهُ صَرِيحٌ بِالتَّقِيَّةِ وَإِنَّمَا أَمَرَهُ اتِّقَاءً عَلَيْهِ وَ خَوْفاً عَلَى نَفْسِهِ لِحُضُورِهِ مَوَاضِعَ الْخَوْفِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَسْتَعْمِلَ مَا تَسْلَمُ مَعَهُ نَفْسُهُ وَ أَهْلُهُ وَ مَالُهُ.

تو یہ حدیث واضح طور پر تقیہ کے مطابق ہے۔ اور امام علیہ السلام کا اس کو ایسا کرنے کا حکم دینا اس کو بچانے کیلئے اور اس کی جان جانے کے خوف سے تھا، کیونکہ وہ خطرناک مقام پر رہتا تھا تو امام علیہ السلام نے اسے ایسے امور کو بجالانے کا حکم دیا جس سے اس کی جان ومال اور خاندان محفوظ رہے۔

## باب نمبر ۴۲: افعال وضو کو لگاتار انجام دینا واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ بَعْضَ وُضُوئِكَ فَعَرَضَتْ لَكَ حَاجَةٌ حَتَّى يَبِسَ وَضُوؤُكَ فَأَعِدْ وُضُوءَكَ فَإِنَّ الْوُضُوءَ لَا يَتَبَعَّضُ.[1]

(موثق) ۱۔۲۲۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن ادریس سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب سے، اس نے حسین بن عثمان سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: "جب تم کچھ وضو کر لو اور تمہیں کوئی ضرورت پیش آجائے اور تم اس میں اتنے مصروف ہو جاؤ کہ تمہارے وضو کا پانی خشک ہو جائے تو پھر سے اپنا وضو شروع کرو کیونکہ وضو کے حصے جڑے نہیں ہوتے"۔



وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ رُبَّمَا تَوَضَّأْتُ فَنَفِدَ الْمَاءُ فَدَعَوْتُ الْجَارِيَةَ فَأَبْطَأَتْ عَلَيَّ بِالْمَاءِ فَيَجِفُّ وَضُوئِي قَالَ أَعِدْ.[2]

(صحیح) ۲۔۲۲۱۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از معاویہ بن عمار اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ: "بعض اوقات جب میں وضو کر رہا ہوتا ہوں تو بیچ میں پانی ختم ہو جاتا ہے اور میں کنیز کو پانی لانے کیلئے بلاتا ہوں تو وہ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۰

[2] البتہ حسین بن سعید کا براہ راست معاویہ بن عمار سے حدیث نقل کرنا بہت ہی بعید ہے۔
کافی ج ۳ ص ۳۵ ح ۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۱

پانی لانے میں دیر کر دیتی ہے اور میرا وضو (کا پانی) سوکھ جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ تو فرمایا: "دوبارہ کرو"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حَرِيزٍ فِي الْوُضُوءِ يَجِفُّ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ جَفَّ الْأَوَّلُ قَبْلَ أَنْ أَغْسِلَ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ جَفَّ أَوْ لَمْ يَجِفَّ اغْسِلْ مَا بَقِيَ قُلْتُ وَ كَذَلِكَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ قَالَ هُوَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ وَ ابْدَأْ بِالرَّأْسِ ثُمَّ أَفِضْ عَلَى سَائِرِ جَسَدِكَ قُلْتُ وَ إِنْ كَانَ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ نَعَمْ.[1]

(کالصحیح)[2] ۳۔ ۲۲۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے حریز سے وضو کے خشک ہونے کے بارے میں نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے (امامؑ سے) پوچھا "اگر جسم کا اگلا عضو دھونے سے پہلے پچھلا عضو خشک ہو جائے تو؟"۔ فرمایا: "چاہے خشک ہو یا نہ ہو باقی ماندہ اعضاء کو دھوؤ"۔ میں نے پوچھا: "کیا غسل جنابت بھی اسی طرح ہے؟"۔ فرمایا: "وہ بھی اسی طرح ہے اور سر سے (دھونا) شروع کرو پھر اپنے جسم کے باقی حصہ پر پانی بہاؤ"۔ (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا: "چاہے دن کا کچھ حصہ ہی لگ جائے؟"۔ فرمایا: "جی ہاں"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَقْطَعِ الْمُتَوَضِّئُ وُضُوءَهُ وَ إِنَّمَا تُجَفِّفُهُ الرِّيحُ الشَّدِيدَةُ أَوِ الْحَرُّ الْعَظِيمُ فَعِنْدَ ذَلِكَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَتُهُ وَ إِنَّمَا تَجِبُ الْإِعَادَةُ فِي تَفْرِيقِ الْوُضُوءِ مَعَ اعْتِدَالِ الْوَقْتِ وَ الْهَوَاءِ وَ يَحْتَمِلُ أَيْضاً أَنْ يَكُونَ وَرَدَ مَوْرِدَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَذْهَبُ كَثِيرٍ مِنَ الْعَامَّةِ.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ یہاں وضو کرنے والے نے اپنا وضو روکا نہ ہو بلکہ اعضائے وضو کو تیز ہواؤں یا سخت گرمی نے خشک کر دیا ہو۔ تو اس صورت میں اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ دوبارہ انجام دینا اس صورت میں واجب ہے جب موسم اور ہوا کے معتدل ہوتے ہوئے افعال وضو میں فاصلہ دیا جائے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ تقیہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہو۔ کیونکہ اکثر اہل سنت کا یہی نظریہ ہے۔



## باب نمبر ۴۳: اعضائے وضو میں ترتیب واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّرَارِيُّ وَ أَبُو الْقَاسِمِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ وَ أَبُو مُحَمَّدٍ هَارُونُ بْنُ مُوسَى التَّلَّعُكْبَرِيُّ وَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي الرَّافِعِ الصَّيْمَرِيُّ وَ أَبُو الْمُفَضَّلِ الشَّيْبَانِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ جَمِيعاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ ؑ تَابِعْ بَيْنَ الْوُضُوءِ كَمَا قَالَ

---

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۱

2 معصوم علیہ السلام کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے یہ حدیث موقوف کہلائے گی البتہ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی تھے۔

اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ ابْدَأْ بِالْوَجْهِ ثُمَّ بِالْيَدَيْنِ ثُمَّ امْسَحِ الرَّأْسَ وَ الرِّجْلَيْنِ وَ لَا تُقَدِّمَنَّ شَيْئاً بَيْنَ يَدَيْ شَيْءٍ تُخَالِفُ مَا أُمِرْتَ بِهِ فَإِنْ غَسَلْتَ الذِّرَاعَ قَبْلَ الْوَجْهِ فَابْدَأْ بِالْوَجْهِ وَ أَعِدْ عَلَى الذِّرَاعِ وَ إِنْ مَسَحْتَ الرِّجْلَ قَبْلَ الرَّأْسِ فَامْسَحْ عَلَى الرَّأْسِ قَبْلَ الرِّجْلِ ثُمَّ أَعِدْ عَلَى الرِّجْلِ ابْدَأْ بِمَا بَدَأَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ.[1]

(حسن کا صحیح) ۱۔ ۲۲۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے ہمارے چند بزرگان سے جن میں سے ابو غالب احمد بن محمد زراری، ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ، ابو محمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری، ابو عبد اللہ حسین بن ابو رافع صمیری اور ابو الفضل شیبانی ہیں۔ ان سب نے محمد بن یعقوب کلینی سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد اور محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے فضل بن شاذان سے، ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے، اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "وضو کے افعال ایسے ترتیب وار انجام دو جیسا اللہ تعالی نے فرمایا ہے" پہلے چہرے سے شروع کرو پھر ہاتھوں کو (دھوؤ) پھر سر اور پھر پاؤں کا مسح کرو۔ اور کسی بھی چیز کو دوسری چیز پر مقدم مت کرو ورنہ حکم خداوندی کی مخالفت کرو گے۔ پس اگر چہرہ دھونے سے پہلے بازؤں کو دھو بھی لیا ہے تو پھر چہرے سے وضو کو شروع کرو پھر دوبارہ بازوؤں کو دھوؤ۔ اور اگر سر کا مسح کرنے سے پہلے پاؤں کا مسح کر لیا ہے تو پھر پاؤں سے پہلے سر پر مسح کرو پھر دوبارہ پاؤں پر مسح کرو۔ اللہ نے (حکم میں) جس عضو سے شروع کیا ہے تم بھی (بجالانے میں) اسی عضو سے شروع کرو"۔

وَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي جِيدٍ الْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سُئِلَ أَحَدُهُمَا عَنْ رَجُلٍ بَدَأَ بِيَدِهِ قَبْلَ وَجْهِهِ وَ بِرِجْلَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ قَالَ يَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ وَ لْيُعِدْ مَا كَانَ فَعَلَ.[2]

(صحیح) ۲۔ ۲۲۴۔ اور مجھے خبر دی ہے ابن ابی جید قمی نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے چہرہ دھونے سے پہلے بازوؤں کو دھونے سے وضو شروع کیا اور بازوؤں کو دھونے سے پہلے پاؤں پر مسح شروع کر دیا تو کیا حکم ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: "اسے ان اعضاء سے وضو شروع کرنا چاہیے جس سے اللہ تعالی نے شروع کیا ہے اور جو افعال وہ انجام دے چکا ہے اسے پھر سے (ترتیب کے مطابق) انجام دینا چاہیے"



وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ فَيَبْدَأُ بِالشِّمَالِ قَبْلَ الْيَمِينِ قَالَ يَغْسِلُ الْيَمِينَ وَ يُعِيدُ الْيَسَارَ.[3]

(صحیح) ۳۔ ۲۲۵۔ اور مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان، از منصور بن حازم از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

[1] کافی ج ۳ ص ۳۴، من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۸۹، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۱
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۱
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۱

اور آپؑ نے اس آدمی کے بارے میں جس نے پہلے بائیں بازو کا وضو کیا پھر دائیں بازو کو دھویا تھا فرمایا: ''پہلے دائیں بازو کو دھوئے اور بائیں بازو کو بھی پھر سے دھوئے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ وَ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ وَ نَسِيَ غَسْلَ يَسَارِهِ فَقَالَ يَغْسِلُ يَسَارَهُ وَحْدَهَا وَ لَا يُعِيدُ وُضُوءَ شَيْءٍ غَيْرِهَا.[1]

(صحیح) ۴-۲۲۶۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن قاسم اور ابو قتادہ سے، انہوں نے علی بن جعفر سے اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک آدمی نے وضو کیا مگر اپنے بائیں بازو کو دھونا بھول گیا''۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ صرف اپنے بائیں بازو کو دھوئے اور اس کے علاوہ وہ وضو کا کوئی بھی عمل دوبارہ انجام نہیں دے گا''۔

فَلَا يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ التَّرْتِيبِ لِأَنَّ مَعْنَى قَوْلِهِ ع لَا يُعِيدُ شَيْئاً مِنْ وُضُوئِهِ أَنَّهُ لَا يُعِيدُ شَيْئاً مِمَّا تَقَدَّمَ مِنْ أَعْضَائِهِ قَبْلَ غَسْلِ يَسَارِهِ وَ إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِتْمَامُ مَا يَلِي هَذَا الْعُضْوَ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو یہ گزشتہ بیان کی گئی ترتیب کے منافی نہیں ہے کیونکہ امام علیہ السلام کے اس فرمان کہ: ''وہ وضو کا کوئی بھی عمل دوبارہ انجام نہیں دے گا'' کا مطلب یہ ہے کہ بائیں بازو کو دھونے سے پہلے کے وضو کے گزشتہ افعال کو دوبارہ انجام نہیں دے گا۔ اس پر تو صرف اس عضو کے بعد والے افعال کو مکمل کرنا واجب ہوگا اور اس بیان پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِنْ نَسِيتَ فَغَسَلْتَ ذِرَاعَيْكَ قَبْلَ وَجْهِكَ فَأَعِدْ غَسْلَ وَجْهِكَ ثُمَّ اغْسِلْ ذِرَاعَيْكَ بَعْدَ الْوَجْهِ فَإِنْ بَدَأْتَ بِذِرَاعِكَ الْأَيْسَرِ قَبْلَ الْأَيْمَنِ فَأَعِدْ عَلَى الْأَيْمَنِ ثُمَّ اغْسِلِ الْيَسَارَ وَ إِنْ نَسِيتَ مَسْحَ رَأْسِكَ حَتَّى تَغْسِلَ رِجْلَيْكَ فَامْسَحْ رَأْسَكَ ثُمَّ اغْسِلْ رِجْلَيْكَ.[2]

(موثق) ۵-۲۲۷۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب سے، اس نے حسین بن عثمان سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اگر (وضو میں) تم بھول کر چہرہ دھونے سے پہلے اپنے دونوں بازو دھو بیٹھو تو پھر دوبارہ سے چہرہ دھوؤ اور چہرہ دھو لینے کے بعد اپنے بازوؤں کو پھر سے دھوؤ پس اگر تم نے پہلے بایاں بازو دھویا ہو تو پہلے دائیں بازو کو دوبارہ دھوؤ پھر بائیں بازو کو (بھی دوبارہ) دھوؤ۔ اور اگر تم سر کا مسح کرنا بھول کر پہلے پاؤں دھو بیٹھے ہو۔ تو پہلے سر پر مسح کر لو پھر پاؤں

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۲

[2] کافی ج ۳ ص ۳۵ ح ۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۳

دھولو"[1]۔

وَعَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا نَسِيَ الرَّجُلُ أَنْ يَغْسِلَ يَمِينَهُ فَغَسَلَ شِمَالَهُ وَ مَسَحَ رَأْسَهُ وَ رِجْلَيْهِ فَذَكَرَ بَعْدَ ذَلِكَ غَسَلَ يَمِينَهُ وَ شِمَالَهُ وَ مَسَحَ رَأْسَهُ وَ رِجْلَيْهِ وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا نَسِيَ شِمَالَهُ فَلْيَغْسِلِ الشِّمَالَ وَ لَا يُعِدْ عَلَى مَا كَانَ تَوَضَّأَ وَ قَالَ أَتْبِعْ وُضُوءَكَ بَعْضَهُ بَعْضاً.[2]

(حسن)۶۔۲۲۸۔ اور اسی سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے داہنے ہاتھ کو دھونا بھول جائے اور بائیں ہاتھ کو دھو بیٹھے اور سر اور دونوں پاؤں کا مسح بھی کر بیٹھے اور پھر اس کے بعد اسے یاد آئے تو وہ اپنے دائیں بازو کو دھوئے پھر بائیں کو دھوئے پھر سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے اور اگر وہ صرف بائیں بازو کو دھونا بھول جائے تو اسے صرف بائیں بازو کو ہی دھونا چاہیے اور وضو کے پچھلے افعال کو دوہرانا ضروری نہیں ہے"۔ اور فرمایا: "اپنے وضو کے بعض افعال کو بعض کے پیچھے ترتیب وار انجام دو"۔

الْحُسَيْنُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الرَّجُلِ نَسِيَ مَسْحَ رَأْسِهِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ إِنْ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ بَلَلٌ بِقَدْرِ مَا يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَ رِجْلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ ذَلِكَ وَ لْيُصَلِّ قَالَ وَإِنْ نَسِيَ شَيْئاً مِنَ الْوُضُوءِ الْمَفْرُوضِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَبْدَأَ بِمَا نَسِيَ وَ يُعِيدَ مَا بَقِيَ لِتَمَامِ الْوُضُوءِ.[3]

(مجہول)۷۔۲۲۹۔ حسین[4] نے قاسم بن عروہ سے حدیث نقل کی ہے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آدمی کے بارے میں حدیث نقل کی ہے جو سر کا مسح کرنا بھول گیا ہو اور پھر نماز شروع کرنے کے بعد اسے یاد آئے کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر اس کی داڑھی میں اتنی تری موجود ہو جس سے سر کا اور دونوں پاؤں کا مسح ہو سکتا ہو تو وہ ایسا کرے اور (پھر) نماز پڑھے"۔ نیز فرمایا: "اور اگر وہ وضو کا کوئی فریضہ بھول جائے تو اسے چاہیے کہ جہاں سے بھولا تھا وہیں سے افعال وضو کو شروع کرے اور اس کے بعد کے تمام افعال کو پھر سے انجام دے کر وضو مکمل کرے"۔



عَنْهُ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَمَّنْ نَسِيَ أَنْ يَمْسَحَ رَأْسَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ يَنْصَرِفُ وَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَ رِجْلَيْهِ.[5]

---

[1] پاؤں دھونے کا حکم بطور تقیہ ہے۔
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۳
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۳
[4] مراد حسین بن سعید اہوازی ہے۔
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۲

(صحیح)۸۔۲۳۰۔ اسی سے [1]، صفوان سے، منصور سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی شخص اپنے سر کا مسح کرنا بھول گیا ہو یہاں تک کہ وہ نماز کیلئے کھڑا ہو چکا ہو (نماز شروع کرنے کے بعد اسے سر کا مسح کے چھوٹ جانا یاد آئے) تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "نماز توڑ دے اور اپنے سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے (پھر دوبارہ نماز پڑھے)"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُونُ عَلَى وُضُوءٍ فَيُصِيبُهُ الْمَطَرُ حَتَّى يَبْتَلَّ رَأْسُهُ وَ لِحْيَتُهُ وَ جَسَدُهُ وَ يَدَاهُ وَ رِجْلَاهُ أَ يُجْزِيهِ ذَلِكَ عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ إِنْ غَسَلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهِ.[2]

(صحیح)۹۔۲۳۱۔ البتہ وہ حدیث جسے محمد بن علی بن محبوب نے نقل کیا ہے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن قاسم سے، اس نے علی بن جعفر سے، اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی وضو سے نہیں تھا مگر اس پر اتنی بارش برسی کہ اس کے سر اور داڑھی، جسم، بازو اور پاؤں کو گیلا کر دیا تو کیا یہ وضو سے کفایت کرے گا؟"۔ تو امامؑ نے فرمایا: "اگر اس نے اعضائے وضو کو دھولیا ہے (اچھی طرح ہاتھ پھیرا ہے) تو یہ اس کیلئے کافی ہو رہے گا"۔

فَلَا يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِيهِ أَنَّ مَنْ يُصِيبُهُ الْمَطَرُ فَيَغْسِلُ أَعْضَاءَهُ عَلَى مَا يَقْتَضِيهِ تَرْتِيبُ الْوُضُوءِ جَازَ لَهُ أَنْ يَسْتَبِيحَ بِهِ الصَّلَاةَ وَ إِذَا لَمْ يَغْسِلْ وَ اقْتَصَرَ عَلَى نُزُولِ الْمَطَرِ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مُجْزِياً، لِأَجْلِ ذَلِكَ قَالَ حِينَ سَأَلَ السَّائِلُ إِنْ غَسَلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهِ.

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث اور بیانات کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی صورت یہ ہے کہ جس شخص پر بارش پڑے اور وہ اپنے اعضاء کو وضو کے تقاضوں کے مطابق ترتیب سے دھوئے تو اس کیلئے اس وضو سے نماز پڑھنا جائز ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ نہ دھوئے بلکہ صرف اپنے اوپر بارش کے پڑنے پر ہی اکتفا کرے تو یہ اس کے لئے کافی نہیں ہوگا اور اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے سوال پوچھنے والے کے جواب میں فرمایا: "اگر اس نے اعضائے وضو کو دھولیا ہے تو یہ اس کے لئے کافی ہو رہے گا"۔



## باب نمبر ۴۴: مہندی لگے سر پر مسح

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَخْضِبُ رَأْسَهُ بِالْحِنَّاءِ ثُمَّ يَبْدُو لَهُ فِي الْوُضُوءِ قَالَ يَمْسَحُ فَوْقَ الْحِنَّاءِ.[3]

---

[1] مراد حسین بن سعید اہوازی ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۲

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۱

(صحیح)۱۔۲۳۲۔ مجھے حدیث نقل کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے عمر بن یزید سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے اپنے سر پر مہندی لگائی ہوئی تھی کہ پھر اسے وضو کرنا پڑ گیا (کیا کرے؟)"۔ فرمایا: "مہندی پر مسح کرلے"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ يَحْلِقُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَطْلِيهِ بِالْحِنَّاءِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَمْسَحَ رَأْسَهُ وَالْحِنَّاءُ عَلَيْهِ.[1]

(صحیح)۲۔۲۳۳۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن علی بن محبوب، از احمد بن محمد، از حسین بن سعید، از ابن ابی عمیر، از حماد بن عثمان، از محمد بن مسلم اور اس نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا: "ایک آدمی نے اپنا سر منڈوایا اور اس پر مہندی کی لیپ لگادی پھر وہ نماز کیلئے وضو کرنا چاہتا ہے (تو کیا حکم ہے؟)"۔ تو آپ نے فرمایا: "مہندی لگے سر پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى رَفَعَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ يَخْضِبُ رَأْسَهُ بِالْحِنَّاءِ ثُمَّ يَبْدُو لَهُ فِي الْوُضُوءِ قَالَ لَا يَجُوزُ حَتَّى يُصِيبَ بَشَرَةَ رَأْسِهِ الْمَاءُ.[2]

(مرفوع)۳۔۲۳۴۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن یحیی نے مرفوع طور پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنے سر پر مہندی لگائی ہوئی تھی پھر اسے وضو کرنا پڑا۔ فرمایا: "جائز نہیں ہے یہاں تک کہ اس کے سر کی جلد تک پانی پہنچ جائے"۔

فَأَوَّلُ مَا فِيهِ أَنَّهُ مُرْسَلٌ مَقْطُوعُ الْإِسْنَادِ وَمَا هَذَا حُكْمُهُ لَا يُعَارَضُ بِهِ الْأَخْبَارُ الْمُسْنَدَةُ وَلَوْ سُلِّمَ لَأَمْكَنَ حَمْلُهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا أَمْكَنَ إِيصَالُ الْمَاءِ إِلَى الْبَشَرَةِ فَلَا بُدَّ مِنْ إِيصَالِهِ وَإِذَا لَمْ يُمْكِنْ ذَلِكَ أَوْ لَحِقَهُ مَشَقَّةٌ فِي إِيصَالِهِ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ وَيُؤَكِّدُ ذَلِكَ



تو اس حدیث میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل اور مقطوع الاسناد ہے۔ اور ایسی حدیث مسند حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اور اگر اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اسے اس صورت پر محمول کرنا ممکن کرنا ہے کہ اگر جلد تک پانی (تری) پہنچانا ممکن ہو تو اس کا پہنچانا واجب ہو اور اگر ایسا کرنا ناممکن ہو یا جلد تک تری پہنچانا بہت زیادہ مشقت کا باعث ہو تو واجب نہ ہو۔ اور اسی بات کی تاکید کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الدَّوَاءِ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۱

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۱

إِذَا كَانَ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ أَيُجْزِيهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى طِلَاءِ الدَّوَاءِ فَقَالَ نَعَمْ يُجْزِيهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِ.[1]

(صحیح) ۴-۲۳۵- وہ حدیث جسے سعد بن عبد اللہ نے روایت کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کسی آدمی کے ہاتھ پر دوائی کی لیپ لگی ہوئی ہو کیا اس لیپ پر مسح کرنا کافی ہے"۔ فرمایا: "جی ہاں اس پر مسح کرنا کافی ہے"۔

## باب نمبر ۴۵: بطور تقیہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ أَبِي الْوَرْدِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ؑ أَنَّ أَبَا ظَبْيَانَ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَأَى عَلِيّاً ؑ أَرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ كَذَبَ أَبُو ظَبْيَانَ أَمَا بَلَغَكَ قَوْلُ عَلِيٍّ ؑ فِيكُمْ سَبَقَ الْكِتَابُ الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ فَهَلْ فِيهِمَا رُخْصَةٌ فَقَالَ لَا إِلَّا مِنْ عَدُوٍّ تَتَّقِيهِ أَوْ ثَلْجٍ تَخَافُ عَلَى رِجْلَيْكَ.[2]

(حسن) ۱-۲۳۶- مجھے خبر نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے محمد بن نعمان سے اس نے ابو الورد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی کی خدمت میں عرض کیا: "ابو ظبیان نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے خود حضرت امام علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے چمڑے کے موزوں پر پانی بہادیا پھر ان پر مسح کیا"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "ابو ظبیان جھوٹ بولتا ہے کیا تم تک حضرت علی علیہ السلام کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ موزوں کی ممانعت پہلے سے آچکی ہے؟"۔ پھر میں نے پوچھا: "تو کیا موزوں کے بارے میں کوئی چھوٹ ہے؟"، تو فرمایا: "نہیں مگر ایسے دشمن کی موجودگی میں جس سے تم ڈرتے ہو یا برف کی وجہ سے پاؤں (کے ٹھٹھرنے) کا خطرہ ہو"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ هَلْ فِي مَسْحِ الْخُفَّيْنِ تَقِيَّةٌ فَقَالَ ثَلَاثَةٌ لَا أَتَّقِي فِيهِنَّ أَحَداً شُرْبُ الْمُسْكِرِ وَ مَسْحُ الْخُفَّيْنِ وَ مُتْعَةُ الْحَجِّ.[3]

(صحیح) ۲-۲۳۷- لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "کیا موزوں پر مسح کے بارے میں تقیہ پایا جاتا ہے؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "میں تین

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۴

[3] کافی ج ۳ ص ۳۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۴

چیزوں کے بارے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا، شراب نوشی، موزوں پر مسح اور متعہ حج"[1]۔

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِوُجُوهٍ أَحَدُهَا أَنَّهُ أَخْبَرَ عَنْ نَفْسِهِ أَنَّهُ لَا يَتَّقِي فِيهِ أَحَداً وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَخْبَرَ بِذَلِكَ لِعِلْمِهِ بِأَنَّهُ لَا يَحْتَاجُ إِلَى مَا يَتَّقِي فِيهِ فِي ذَلِكَ وَلَمْ يَقُلْ لَا تَتَّقُوا أَنْتُمْ فِيهِ أَحَداً وَهَذَا وَجْهٌ ذَكَرَهُ زُرَارَةُ بْنُ أَعْيَنَ

تو یہ حدیث کئی وجوہات کی بناپر گزشتہ حدیث کے منافی نہیں ہے۔ایک تو یہ کہ وہ اپنے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ وہ اس بارے میں کسی سے نہیں ڈرتے اور یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ خبر اس لئے دی ہو کہ آپ کو علم ہو کہ اس معاملے میں انہیں تقیہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ آپؑ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تم لوگ اس بارے میں کسی ایک سے بھی خوف مت کھاؤ۔اور یہ وہی صورت ہے جسے زرارہ بن اعین نے ذکر کی ہے۔

وَ الثَّانِي أَنْ يَكُونَ أَرَادَ لَا أَتَّقِي فِيهِ أَحَداً فِي الْفُتْيَا بِالْمَنْعِ مِنْ جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَيْهِمَا دُونَ الْفِعْلِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَعْلُومٌ مِنْ مَذْهَبِهِ فَلَا وَجْهَ لِاسْتِعْمَالِ التَّقِيَّةِ فِيهِ

دوسری صورت: یہ ہو سکتی ہے کہ امام علیہ السلام کے اس فرمان "میں اس بارے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا" سے مراد موزوں پر مسح سے منع کرنے کا حکم دینے میں کسی سے خوف نہ کھانا ہو عمل کرنے میں نہیں کیونکہ آپ کا یہ نظریہ سب کو معلوم تھا تو اسے بتانے میں تقیہ کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی۔

وَ الثَّالِثُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ لَا أَتَّقِي فِيهِ أَحَداً إِذَا لَمْ يَبْلُغِ الْخَوْفَ عَلَى النَّفْسِ أَوِ الْمَالِ وَإِنْ لَحِقَهُ أَدْنَى مَشَقَّةٍ احْتَمَلَهُ وَ إِنَّمَا يَجُوزُ التَّقِيَّةُ فِي ذَلِكَ عِنْدَ الْخَوْفِ الشَّدِيدِ عَلَى النَّفْسِ أَوِ الْمَالِ.

تیسری وجہ: یہ ہو سکتی ہے کہ آپؑ کے فرمان "میں اس بارے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا" سے مراد یہ ہو کہ امام علیہ السلام کی ذات کو اتنا خوف لاحق نہیں ہوا کہ اس سے آپ کی جان یا مال کے جانے کا اندیشہ ہو اور اگر کوئی تھوڑی سی تکلیف پہنچتی بھی ہے تو وہ قابل برداشت ہے، جبکہ اس معاملے میں تقیہ صرف اس صورت میں جائز ہے جب جان یا مال کے تلف ہونے کا شدید خطرہ لاحق ہو۔



[1] من لایحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت کا اظہار کرنے والے لوگ وہ لوگ ہوں گے جو اپنا وضو دوسروں کے چمڑوں پر دیکھیں گے"۔ نیز مروی ہے کہ بی بی عائشہؓ نے کہا: "مجھے موزوں پر مسح کرنے سے زیادہ بیابان میں گدھے کی پشت پر مسح کرنا زیادہ پسند ہے"۔ شیخ صدوقؒ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ سے منسوب صرف ایک ہی موزا تھا جسے نجاشی نے آنحضرت کو بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ اور اس موزے کا بالائی حصہ کھلا ہوا تھا۔ پس رسول کریمؐ موزے پہنے ہوئے بھی اپنے پاؤں پر مسح فرماتے تھے۔ مگر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ آنحضرتؐ نے موزوں پر مسح فرمایا ہے۔ نیز اس بارے میں بیان ہونے والی حدیث کی اسناد بھی صحیح نہیں ہیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا: "کسی شخص کے موزوں کا بالائی حصہ اگر پھٹا ہوا ہو تو کیا اسے اپنا ہاتھ موزے میں داخل کرکے پاؤں کے اوپر مسح کرنا چاہیے کافی ہوگا؟"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "جی ہاں"۔

## باب نمبر ۴۶: جبیرہ پر مسح

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الْكَسِيرِ تَكُونُ عَلَيْهِ الْجَبَائِرُ أَوْ تَكُونُ بِهِ الْجِرَاحَةُ كَيْفَ يَصْنَعُ بِالْوُضُوءِ وَعِنْدَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَغُسْلِ الْجُمُعَةِ قَالَ يَغْسِلُ مَا وَصَلَ إِلَيْهِ الْغَسْلُ مِمَّا ظَهَرَ مِمَّا لَيْسَ عَلَيْهِ الْجَبَائِرُ وَيَدَعُ مَا سِوَى ذٰلِكَ مِمَّا لَا يَسْتَطِيعُ غَسْلَهُ وَلَا يَنْزِعُ الْجَبَائِرَ وَلَا يَعْبَثُ بِجِرَاحَتِهِ.[1]

(صحیح) ۱-۲۳۸- مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے عبدالرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کسی شخص کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس پر پٹیاں چڑھی ہوئی ہوں یا کوئی زخم ہو تو اسے وضو کرتے وقت یا غسل جنابت یا غسل جمعہ کرتے وقت کیا کرنا چاہیے؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "جہاں تک پٹیاں چڑھی ہوئی نہیں ہیں اور پانی سے دھویا جاسکتا ہے دھوئے۔ اور باقی جس حصہ کو وہ نہیں دھو سکتا اسے چھوڑ دے۔ اور اپنی پٹیاں نہ اتارے اور زخموں کو بھی مت چھیڑے"۔

عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ بِهِ الْقَرْحَةُ فِي ذِرَاعِهِ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَوْضِعِ الْوُضُوءِ فَيَعْصِبُهَا بِالْخِرْقَةِ وَيَتَوَضَّأُ وَيَمْسَحُ عَلَيْهَا إِذَا تَوَضَّأَ فَقَالَ إِنْ كَانَ يُؤْذِيهِ الْمَاءُ فَلْيَمْسَحْ عَلَى الْخِرْقَةِ وَإِنْ كَانَ لَا يُؤْذِيهِ الْمَاءُ فَلْيَنْزِعِ الْخِرْقَةَ ثُمَّ يَغْسِلُهَا قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْجُرْحِ كَيْفَ يَصْنَعُ بِهِ فِي غَسْلِهِ قَالَ اغْسِلْ مَا حَوْلَهُ.[2]



(حسن) ۲-۲۳۹- اسی سے[3] اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ سے ایسے آدمی کے حکم کے بارے میں پوچھا گیا جس کے بازو یا دیگر اعضائے وضو پر پھوڑا تھا اور اس نے کپڑے کے ٹکڑے سے اسے باندھا ہوا تھا اور وضو کرتے وقت اسی پر صرف ہاتھ پھیر دیا کرتا تھا تو آپؑ نے فرمایا: "اگر اسے پانی تکلیف دیتا ہے تو اسی کپڑے پر ہاتھ پھیر دے اور اگر پانی اسے تکلیف نہیں دیتا تو وہ کپڑے (پلستر، پٹی وغیرہ) کو اتار کر اسے دھوئے"۔ راوی نے کہا کہ پھر میں نے زخم کے بارے میں پوچھا کہ وضو میں اعضاء کو دھوتے وقت اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ تو فرمایا: "اس کے اطراف کو دھو لو"۔

---

[1] کافی ج ۳ ص ۳۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۵

[2] کافی ج ۳ ص ۳۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۵

[3] مراد محمد بن یعقوب کلینی ہیں۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ رِبَاطٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى مَوْلَى آلِ سَامٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع عَثَرْتُ فَانْقَطَعَ ظُفُرِي فَجَعَلْتُ عَلَى إِصْبَعِي مَرَارَةً فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِالْوُضُوءِ قَالَ تَعْرِفُ هَذَا وَ أَشْبَاهَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ اللهُ تَعَالَى وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ امْسَحْ عَلَيْهِ۔[1]

(حسن) ۳۔ ۲۲۰۔ احمد بن محمد نے بیان کیا ہے ابن محبوب سے، اس نے علی بن حسن بن رباط سے، اس نے آل سام کے آزاد کردہ غلام عبدالاعلی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''مجھے چوٹ لگنے سے میرا ناخن اکھڑ گیا تو میں نے اپنی انگلی پر کپڑے کا چیتھڑا باندھ دیا اب وضو کرنے کیلئے کیا کروں؟''۔ فرمایا: ''اس کا اور اس جیسی چیزوں کا پتہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) سے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے '' وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ '' (اللہ نے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں رکھی) اس پر ہاتھ پھیر لو''[2]۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَنْقَطِعُ ظُفُرُهُ هَلْ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ عَلَيْهِ عِلْكاً قَالَ لَا وَ لَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ إِلَّا مَا يَقْدِرُ عَلَى أَخْذِهِ عَنْهُ عِنْدَ الْوُضُوءِ وَ لَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ مَا لَا يَصِلُ إِلَيْهِ الْمَاءُ.[3]

(موثق) ۴۔ ۲۲۱۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کسی آدمی کا ناخن ٹوٹ گیا ہو تو کیا وہ اس پر مرہم لگا سکتا ہے؟''۔ فرمایا: ''نہیں مگر صرف اتنا لگا سکتا ہے کہ وضو کے وقت اسے اتار سکے اور اس پر کوئی ایسی چیز بھی نہیں لگا سکتا جس تک پانی نہ پہنچ سکتا ہو''۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ ذَلِكَ مَعَ الِاخْتِيَارِ فَأَمَّا مَعَ الضَّرُورَةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ حَسَبَ مَا تَضَمَّنَهُ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ.



تو اس حدیث کی صورتِ احتمال یہ ہو گی کہ اختیار کی صورت میں ایسا کرنا جائز نہیں ہو گا۔ لیکن مجبوری کی حالت میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی پہلی حدیث کا مضمون اور مفہوم بھی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الرَّجُلِ يَنْكَسِرُ سَاعِدُهُ أَوْ مَوْضِعٌ مِنْ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ فَلَا يَقْدِرُ أَنْ يَحُلَّهُ لِحَالِ الْجَبْرِ إِذَا أُجْبِرَ كَيْفَ يَصْنَعُ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَلْيَضَعْ إِنَاءً فِيهِ مَاءٌ وَ يَضَعُ مَوْضِعَ الْجَبْرِ فِي الْمَاءِ حَتَّى

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۶

[2] گزشتہ احادیث اور اس حدیث کو یکجا کرنے سے نتیجہ نکلے گا کہ اگر اعضائے وضو پر کوئی زخم پھوڑا وغیرہ ہو تو اس کے اطراف کے حصوں کو جہاں پانی لگ سکتا ہے دھویا جائے گا اور اس زخم یا پھوڑے وغیرہ پر (ممکنہ طور پر گیلا) ہاتھ پھیرا جائے گا۔ مترجم

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۰

يَصِلَ الْمَاءُ إِلَى جِلْدِهِ وَ قَدْ أَجْزَأَهُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَحُلَّهُ.[1]

(موثق)۵۔۲۲۲۔ لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کا پاؤں یا اعضائے وضو میں سے کوئی عضو ٹوٹ گیا ہو اور پٹی بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اسے کھولنے سے بھی عاجز ہو کیا کرے؟" تب امام نے فرمایا: "جب وہ وضو کرنا چاہے تو پانی سے بھرا برتن لے اور پٹی بندھے ہوئے حصہ کو پانی میں اتنا ڈبوئے کہ پانی اس کی جلد تک پہنچ جائے تو یہ عمل اس کیلئے پٹی کھولنے سے کفایت کرے گا"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ إِذَا أَمْكَنَ ذَلِكَ وَ لَا يُؤَدِّي إِلَى ضَرَرٍ فَأَمَّا إِذَا خَافَ مِنَ الضَّرَرِ مِنْ ذَلِكَ فَلَا يَلْزَمُ أَكْثَرُ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ.

تو اس کی صورتحال یہ ہے کہ اگر یہ عمل ممکن ہو اور تکلیف کا باعث نہ ہو تو اسے مستحب عمل پر محمول کیا جائے گا لیکن اگر یہ کرنے سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو جس طرح ہم نے بیان کیا ہے اس پٹی پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ اور کچھ ضروری نہیں ہوگا۔



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۱

# مبطلات اور غیر مبطلات وضو کے ابواب

## باب نمبر ۴۷: نیند

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَنَامُ وَ هُوَ سَاجِدٌ قَالَ يَنْصَرِفُ وَ يَتَوَضَّأُ.[1]

(موثق) ۱۔ ۲۴۳۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ ؒ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "سجدے کی حالت میں کسی آدمی کو نیند آجائے تو کیا ہوگا؟"۔ فرمایا: "نماز توڑ کر جائے اور وضو کرے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ وَ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا مَا خَرَجَ مِنْ طَرَفَيْكَ أَوِ النَّوْمُ.[2]

(صحیح) ۲۔ ۲۴۴۔ انہی اسناد کے ساتھ از حماد، از عمر بن اذینہ، از زرارہ، از حضرت امام محمد باقرؑ یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کہ امامؑ نے فرمایا: "وضو نہیں ٹوٹتا مگر تمہارے دو طرف (اگلی شرمگاہ اور پچھلی شرمگاہ) سے کچھ نکلے (مطلب پیشاب، پاخانہ، ریح یا منی وغیرہ) یا پھر نیند"۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَا سَأَلْنَا الرِّضَا ع عَنِ الرَّجُلِ يَنَامُ عَلَى دَابَّتِهِ فَقَالَ إِذَا ذَهَبَ النَّوْمُ بِالْعَقْلِ فَلْيُعِدِ الْوُضُوءَ.[3]



(صحیح) ۳۔ ۲۴۵۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ؒ نے ابو القاسم جعفر بن محمد[4] سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے محمد بن عبید اللہ اور عبد اللہ بن مغیرہ سے اور ان دونوں نے کہا ہم نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کو اپنے سواری کے جانور پر نیند آجائے (تو وضو کا کیا بنے گا؟)"۔ فرمایا: "اگر نیند عقل (اور ہوش) ساتھ لے گئی تو دوبارہ وضو کرے"۔

---

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵

2 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵

3 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵

4 م ۔ ۳۶۸ ابن قولویہؒ ہیں جو شیخ مفیدؒ کے استاد ہیں۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا حَدَثٌ وَ النَّوْمُ حَدَثٌ.[1]

(صحیح ؟) ۴۔۲۴۶۔ انہی اسناد کے ساتھ از احمد بن محمد بن عیسیٰ، از محمد بن ابی عمیر، از اسحاق بن عبداللہ اشعری، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپؑ نے فرمایا: "وضو صرف حدث سے ہی ٹوٹ سکتا ہے اور نیند حدث ہے"۔

وَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَوَّاضٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ نَامَ وَ هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ أَوْ مَاشٍ عَلَى أَيِّ الْحَالاتِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ.[2]

(صحیح ؟) ۵۔۲۴۷۔ اور مجھے خبر دی ہے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے عمران بن موسیٰ سے، اس نے حسن بن علی بن نعمان سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبدالحمید بن عواض سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ راوی نے کہا میں نے خود امام علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے: "جو سو جائے چاہے وہ رکوع میں ہو یا سجدے میں ہو یا چل رہا ہو جس حالت میں بھی اسے نیند آ جائے اس پر وضو واجب ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أَبِي شُعَيْبٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُمْرَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْداً صَالِحاً يَقُولُ مَنْ نَامَ وَ هُوَ جَالِسٌ لَا يَتَعَمَّدُ النَّوْمَ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ.[3]

(مجہول) ۶۔۲۴۸۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے عباس سے، اس نے شعیب سے، اس نے عمران بن حمران سے، اس نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم) سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "جو شخص بیٹھے ہوئے سو جائے اور اس کا سونے کا ارادہ نہ ہو تو اس پر کوئی وضو واجب نہیں ہے"۔

مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع هَلْ يَنَامُ الرَّجُلُ وَ هُوَ جَالِسٌ فَقَالَ كَانَ أَبِي يَقُولُ إِذَا نَامَ الرَّجُلُ وَ هُوَ جَالِسٌ مُجْتَمِعٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوءٌ وَ إِذَا نَامَ مُضْطَجِعاً فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ.[4]



(مجہول) ۷۔۲۴۹۔ اور وہ حدیث جسے بیان کی ہے سعد بن عبداللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے بکر بن ابو بکر حضرمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "کیا آدمی بیٹھے ہوئے سو سکتا ہے؟" تو فرمایا: "میرے والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی سیدھا بیٹھے ہوئے سوئے تو اس پر پھر سے وضو نہیں

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶

ہے، لیکن اگر لیٹ کر سو جائے تو اس پر دوبارہ وضو واجب ہو جاتا ہے"۔[1]

وَ مَا جَرَى مَجْرَى هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ مِمَّا وَرَدَ يَتَضَمَّنُ نَفْيَ إِعَادَةِ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ لِأَنَّهَا كَثِيرَةٌ لَمْ نَذْكُرْهَا لِأَنَّ الْكَلَامَ عَلَيْهَا وَاحِدٌ وَ هُوَ أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى النَّوْمِ الَّذِي لَا يَغْلِبُ عَلَى الْعَقْلِ وَ يَكُونُ الْإِنْسَانُ مَعَهُ مُتَمَاسِكاً ضَابِطاً لِمَا يَكُونُ مِنْهُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّأْوِيلِ مَا.

تو ان دو حدیثوں اور اس جیسی دیگر بہت سی احادیث جن کے مضمون میں سونے والے انسان سے دوبارہ وضو کی نفی کی گئی ہے۔ اور ہم نے انہیں کثرت کی وجہ سے ذکر نہیں کیا کیونکہ ان سب کا مدعا ایک ہی ہے، ان کی صورتحال یہ ہو گی کہ ہم انہیں اس کی ایسی نیند پر محمول کریں جو عقل پر غالب نہیں آتی اور اس نیند کے باوجود انسان چوکنا اور اپنے آپ سے سرزد ہونے والے اعمال سے باخبر ہوتا ہے۔ اور اسی تاویل پر مندرجہ ذیل احادیث بھی دلالت کرتی ہیں۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ جَمِيعاً عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَخْفِقُ وَ هُوَ فِي الصَّلَاةِ قَائِماً أَوْ رَاكِعاً فَقَالَ إِنْ كَانَ لَا يَحْفَظُ حَدَثاً مِنْهُ إِنْ كَانَ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ وَ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ وَ إِنْ كَانَ يَسْتَيْقِنُ أَنَّهُ لَمْ يُحْدِثْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوءٌ وَ لَا إِعَادَةٌ.[2]

(مجہول)۸۔۲۵۰۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخؒ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور حسین بن حسن بن ابان سے، ان سب نے حسین بن سعید سے، اس نے محمد بن فضیل سے، اس نے ابو الصباح الکنانی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کی نماز کی حالت میں آنکھ لگ جائے تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "اگر تو اس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنے آپ سے حدث سرزد ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو نہ بچا سکتا ہو تو اس پر وضو بھی واجب اور نماز دوبارہ پڑھنا بھی واجب ہے۔ لیکن اگر اسے یہ یقین ہو کہ وہ حدث کو قابو میں رکھ سکتا تھا تو اس پر دوبارہ وضو کرنا اور نماز کا اعادہ بھی واجب نہیں ہے"۔



وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَوْلُهُ تَعَالَى إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ مَا يَعْنِي بِذَلِكَ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ النَّوْمِ قُلْتُ يَنْقُضُ النَّوْمُ الْوُضُوءَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ يَغْلِبُ عَلَى السَّمْعِ وَ لَا يَسْمَعُ الصَّوْتَ.[3]

(موثق)۹۔۲۵۱۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از ابن ابی عمیر، از عمر بن اذینہ، از ابی بکیر اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ) "جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو" تو ان الفاظ سے

[1] "میرے والد فرمایا کرتے تھے" والے جملہ سے لگتا ہے یہی ہے کہ یہ حدیث بطور تقیہ بیان ہوئی ہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹، ح ۷

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۷

کیا مراد ہے؟"۔ فرمایا: "اس کا مطلب ہے جب تم نیند سے کھڑے ہو"۔ میں نے پوچھا: "کیا نیند وضو کو توڑ دیتی ہے؟"۔ فرمایا: "جی ہاں! جب وہ کانوں پر غالب آجائے اور آدمی کوئی آواز نہ سن سکے"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ زَيْدٍ الشَّحَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْخَفْقَةِ وَ الْخَفْقَتَيْنِ قَالَ مَا أَدْرِي مَا الْخَفْقَةُ وَ الْخَفْقَتَانِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ إِنَّ عَلِيّاً ع كَانَ يَقُولُ مَنْ وَجَدَ طَعْمَ النَّوْمِ فَإِنَّمَا أُوجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ.[1]

(صحیح) ۱۰۔ ۲۵۲۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از فضالہ، از حسین بن عثمان، از عبدالرحمن بن حجاج، از زید شحام اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک نیند اور دو نیند کیا ہوتے ہیں؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "ایک نیند یا دو نیند کے متعلق میں کیا بتا سکتا ہوں یہ تو خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ) "بلکہ انسان اپنے آپ کو بہتر جانتا ہے" "حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو نیند کو چکھ لے (آنکھ لگ جائے) تو اس نے اپنے اوپر وضو واجب کر لیا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُذَافِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ هَلْ يَنْقُضُ وُضُوءَهُ إِذَا نَامَ وَ هُوَ جَالِسٌ قَالَ إِنْ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ وَ ذَلِكَ أَنَّهُ فِي حَالِ ضَرُورَةٍ.[2]

(صحیح) ۱۱۔ ۲۵۳۔ لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے محمد بن عذافر سے، اس نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا بیٹھنے کی حالت میں آدمی کے سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ تو فرمایا: "اگر جمعہ کا دن ہو تو اس پر کوئی وضو نہیں ہے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ ضرورت کی حالت میں ہے"۔



فَهَذَا الْخَبَرُ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ لَا وُضُوءَ عَلَيْهِ وَ لَكِنْ عَلَيْهِ التَّيَمُّمُ لِأَنَّ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ لَا يَخْتَصُّ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ دُونَ غَيْرِهَا فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنَّهُ يَتَيَمَّمُ وَ يُصَلِّي فَإِذَا انْفَضَّ الْجَمْعُ تَوَضَّأَ وَ أَعَادَ الصَّلَاةَ لِأَنَّهُ رُبَّمَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْخُرُوجِ مِنَ الزَّحْمَةِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو یہ حدیث اس صورت پر محمول ہوگی کہ اس آدمی پر وضو واجب نہیں ہوگا بلکہ تیمم واجب ہوگا، کیونکہ مبطلات وضو باقی ایام کی بہ نسبت جمعہ کے دن کوئی خصوصیت نہیں رکھتے تو اس کی صورتحال یہ ہوگی کہ (مجمع میں ہو تو) وہ تیمم کرکے نماز پڑھے پھر جب بھیڑ ختم ہو تو وہ دوبارہ وضو کرکے اسی نماز کو دوبارہ پڑھے، کیونکہ بسا اوقات وہ اس بھیڑ سے نکلنے پر قادر نہیں ہوتا (تو وہ یہ عمل انجام دے)۔

اور اس تشریح پر مندرجہ ذیل حدیث یہ بھی دلالت کرتی ہے جسے:

[1] کافی ج ۳ ص ۳۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۷
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي وَسَطِ الزِّحَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ يَوْمَ عَرَفَةَ لَا يَسْتَطِيعُ الْخُرُوجَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ كَثْرَةِ النَّاسِ يُحْدِثُ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَ يُصَلِّي مَعَهُمْ وَ يُعِيدُ إِذَا انْصَرَفَ.[1]

(ضعیف) ۱۲۔ ۲۵۴۔ مجھے بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے عباس بن معروف سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ[2] سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے حضرت امام علی (زین العابدین) علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جمعہ یا عرفہ کے دن بھیڑ کے درمیان میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد سے نہیں نکل سکتا تھا اور اس سے حدث سرزد ہو گیا اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: ''وہ تیمم کر کے ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لے اور جب وہ واپس پلٹے تو پھر دوبارہ اعمال انجام دے''۔

## باب نمبر ۴۸: پیٹ کے کیڑے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ يَسْقُطُ مِنْهُ الدَّوَابُّ وَ هُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ يَمْضِي فِي صَلَاتِهِ وَ لَا يَنْقُضُ ذَلِكَ وُضُوءَهُ.[3]

(مرسل) ۱۔ ۲۵۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخؒ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن حسن صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے کسی حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک آدمی (کے پیٹ) سے نماز کی حالت میں کیڑے نکل کر گرتے رہتے ہیں (کیا حکم ہے؟)''۔ فرمایا: ''وہ اپنی نماز کو جاری رکھے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا''۔

عَنْهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ظَرِيفٍ يَعْنِي ابْنَ نَاصِحٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَيْسَ فِي حَبِّ الْقَرَعِ وَ الدِّيدَانِ الصِّغَارِ وُضُوءٌ مَا هُوَ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الْقَمْلِ.[4]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۵

[2] والد شیخ بہائیؒ کے بقول یہ عبد اللہ بن مغیرہ ہے لیکن علامہ مجلسیؒ نے فرمایا کہ بعض نسخوں میں ہم نے دیکھا یہ عبد اللہ بن بکیر ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱

[4] کافی ج ۳ ص ۳۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱

(مجہول) ۲۔۲۵۶۔ اسی سے، از ابوالقاسم جعفر بن محمد، از محمد بن یعقوب، از چند بزرگان، از احمد بن محمد، از محمد بن اسماعیل، از ظریف یعنی ابن ناصح، از ثعلبہ بن میمون، از عبداللہ بن یزید، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپؑ نے فرمایا: "حب القرع اور چھوٹے کیڑوں سے وضو واجب نہیں ہوتا یہ تو صرف جوؤں کی طرح ہیں"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَخِي فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: قَالَ فِي الرَّجُلِ يَخْرُجُ مِنْهُ مِثْلُ حَبِّ الْقَرَعِ قَالَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ.[1]

(مجہول) ۳۔۲۵۷۔ البتہ وہ روایت جسے حسین بن سعید نے نقل کی ہے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اخی فضیل سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے جس آدمی کے پیٹ سے کیڑے نکلتے تھے اس بارے میں فرمایا: "اس پر وضو واجب ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ مُتَلَطِّخاً بِالْعَذِرَةِ وَ لَا يَكُونُ نَظِيفاً وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ مَا.

تو اس کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ وہ پاخانہ کے ساتھ لتھڑے ہوئے نکلیں اور پاک صاف نہ ہوں۔ اور اس مذکورہ تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ فِي صَلَاتِهِ فَيَخْرُجُ مِنْهُ حَبُّ الْقَرَعِ كَيْفَ يَصْنَعُ قَالَ إِنْ كَانَ خَرَجَ نَظِيفاً مِنَ الْعَذِرَةِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَ لَمْ يَنْقُضْ وُضُوءَهُ وَ إِنْ خَرَجَ مُتَلَطِّخاً بِالْعَذِرَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَ إِنْ كَانَ فِي صَلَاتِهِ قَطَعَ الصَّلَاةَ وَ أَعَادَ الْوُضُوءَ وَ الصَّلَاةَ.[2]



(موثق) ۴۔۲۵۸۔ جسے بیان کیا ہے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: "ایک آدمی نماز کی حالت میں ہوتا ہے اور اس کے شکم سے کیڑے نکلتے ہیں تو وہ کیا کرے؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "اگر وہ پاخانہ سے پاک صاف ہیں تو اس پر کچھ نہیں اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا۔ اور وہ اگر پاخانہ سے لتھڑے ہوئے ہوں تو اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ اور اگر وہ نماز کی حالت میں ہے تو اسے نماز توڑ دینی چاہیے اور وضو اور نماز دونوں کو دوبارہ بجالانا چاہیے"۔

[1] کافی ج ۳ ص ۳۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱

## باب نمبر۴۹: قے کرنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْقَيْءِ هَلْ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ لَا.[1]

(حسن) ۱۔ ۲۵۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ؒ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے ابواسامہ[2] سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا قے کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں"

وَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْكُوفِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ غَالِبِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَوْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْقَيْءِ قَالَ لَيْسَ فِيهِ وُضُوءٌ وَ إِنْ تَقَيَّأْتَ مُتَعَمِّداً.[3]

(موثق) ۲۔ ۲۶۰۔ مجھے حدیث نقل کی ہے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے حسن بن علی کوفی سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے، اس نے غالب بن عثمان سے، اس نے روح بن عبدالرحیم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "اس میں وضو ضروری نہیں چاہے وہ جان بوجھ کر زبردستی بھی قے کرے"۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَيْسَ فِي الْقَيْءِ وُضُوءٌ.[4]



(ضعیف) ۳۔ ۲۶۱۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابوبصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "قے کرنے کی صورت میں وضو واجب نہیں ہوتا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَمَّا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ الْحَدَثُ تَسْمَعُ صَوْتَهُ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَ الْقَرْقَرَةُ فِي الْبَطْنِ إِلَّا شَيْئاً تَصْبِرُ عَلَيْهِ وَ الضَّحِكُ فِي الصَّلَاةِ وَ الْقَيْءُ.[5]

(موثق) ۴۔ ۲۶۲۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے حسین بن سعید نے حسن سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے

---

[1] کافی ج ۳ ص ۳۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲
[2] ابواسامہ، زید بن یونس شحام ازدی کوفی ہیں ثقہ ہیں۔
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲

کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے مبطلات وضو کے بارے میں سوال کیا آپؑ نے فرمایا: "ایسی ہوا جس کی آواز سن سکو یا بو سونگھ سکو اور ریت کی آواز مگر اس میں کوئی چیز ہو جس پر تم صبر کرو، وجنسا اور قے کرنا"۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الرُّعَافُ وَ الْقَيْءُ وَ التَّخْلِيلُ يُسِيلُ الدَّمَ إِذَا اسْتَكْرَهْتَ شَيْئاً يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَ إِنْ لَمْ تَسْتَكْرِهْهُ لَمْ يَنْقُضِ الْوُضُوءَ.[1]

(کالصحیح) ۵۔ ۲۶۳۔ نیز وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عبد الجبار سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے، اس نے صفوان سے، اس نے منصور سے، اس نے ابو عبیدہ حذاء سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "نکسیر، قے، اور دانتوں میں خلال جس سے خون آئے اگر اس سے کچھ بھی نفرت آئے تو وضو کو توڑ دیں گی اور اگر تم اسے ناپسند نہیں کرتے تو اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا"۔

فَهَذَانِ الْخَبَرَانِ يَحْتَمِلَانِ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَا وَرَدَا مَوْرِدَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَذْهَبُ بَعْضِ الْعَامَّةِ وَ الثَّانِي أَنْ يَكُونَا مَحْمُولَيْنِ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ لِئَلَّا تَتَنَاقَضَ الْأَخْبَارُ.

تو ان دو حدیثوں میں دو صورتوں کا احتمال پایا جاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ بطور تقیہ بیان کی گئی ہوں کیونکہ مذکورہ نظریہ بعض اہل سنت کا نظریہ ہے اور دوسری یہ کہ ہم احادیث کو تناقض سے بچانے کیلئے ان کو مستحب عمل پر محمول کریں۔

## باب نمبر ۵۰: نکسیر

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرُّعَافِ وَ الْحِجَامَةِ وَ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ فَقَالَ لَيْسَ فِي هَذَا وُضُوءٌ إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِنْ طَرَفَيْكَ اللَّذَيْنِ أَنْعَمَ اللَّهُ بِهِمَا عَلَيْكَ.[2]



(ضعیف) ۱۔ ۲۶۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخؒ نے ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے، اس نے محمد بن یعقوب کلینیؒ سے، اس نے محمد بن حسن[3] سے، اس نے سہل بن زیاد سے، اس نے محمد بن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امامؑ سے نکسیر پھوٹنے، پچھنا لگانے اور ہر بہنے والے خون کے

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳
[2] کافی ج ۳ ص ۳۷، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶
[3] محمد بن حسن صفار مولف بصائر الدرجات۔

متعلق سوال کیا تو فرمایا: "ان میں سے کسی میں بھی وضو نہیں ہے، وضو صرف تمہارے ان دو اطراف کی وجہ سے ہوگا جن کے وجود سے جب سے اللہ نے تمہیں نوازا ہے۔" (یعنی اگلی اور پچھلی شرمگاہ سے خارج ہونے والی چیزوں کی وجہ سے وضو لازمی ہوگا)۔

وَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَوْ رَعَفْتُ دَوْرَقاً مَا زِدْتُ عَلَى أَنْ أَمْسَحَ مِنِّي الدَّمَ وَ أُصَلِّيَ.[1]

(ضعیف) ۲۔ ۲۶۵۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن نضر سے، اس نے عمرو بن شمر سے، اس نے جابر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں چاہے نکسیر کا مٹکا بھی بہاؤں تو اس سے زیادہ نہیں ہوگا کہ اپنے جسم سے خون کو صاف کر کے نماز پڑھنا شروع کر دوں"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَحْمُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا ع عَنِ الْقَيْءِ وَ الرُّعَافِ وَ الْمِدَّةِ أَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ أَمْ لَا قَالَ لَا يَنْقُضُ شَيْئاً.[2]

(صحیح) ۳۔ ۲۶۶۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن یحیی، از محمد بن علی بن محبوب، از احمد، از ابراہیم بن ابی محمود اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "کیا قے، نکسیر اور پیپ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟"۔ فرمایا: "کچھ بھی نہیں ہوتا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءُ فِي الْخَبَرِ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا مِنْ قَوْلِهِ إِذَا اسْتَكْرَهَهُ الدَّمُ نَقَضَ وَ إِنْ لَمْ يَسْتَكْرِهْهُ لَمْ يَنْقُضْ

البتہ گزشتہ باب میں ذکر ہونے والی ابو عبیدہ حذاء سے مروی روایت جس میں یہ ارشاد تھا کہ اگر خون سے نفرت کرتا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ناپسند نہیں کرتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور۔۔۔



مَا رَوَاهُ أَيُّوبُ بْنُ الْحُرِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنْ رَجُلٍ أَصَابَهُ دَمٌ سَائِلٌ قَالَ يَتَوَضَّأُ وَ يُعِيدُ قَالَ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ سَائِلًا تَوَضَّأَ وَ بَنَى قَالَ وَ يَصْنَعُ ذَلِكَ بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ.[3]

(صحیح) ۴۔ ۲۶۷۔ وہ روایت جسے بیان کیا ہے ایوب بن حر نے عبید بن زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کو بہنے والے خون لگا ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "وضو کرے اور پھر سے نماز پڑھے"۔ فرمایا: "اگر نہ بہہ رہا ہو تو وضو کرے مگر اسی کو جاری رکھے"۔ پھر فرمایا: "صفا اور مروہ کے درمیان بھی یہی کرے"۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بِنْتِ إِلْيَاسَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ رَأَيْتُ أَبِي ع وَ قَدْ رَعَفَ بَعْدَ مَا

---

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵

2 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵

3 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۴۷

تَوَضَّأَ دَمًا سَائِلًا فَتَوَضَّأَ.[1]

(صحیح)۵۔۲۶۸۔احمد بن محمد بن عیسیٰ از حسن بن علی بن بنت الیاس اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے سنا وہ فرما رہے تھے: ''میں نے اپنے والد حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ جب وضو کرنے کے بعد ان کی نکسیر پھوٹی اور خون بہہ نکلا تو پھر وضو فرمایا۔''

فَيَحْتَمِلُ وُجُوهاً أَحَدُهَا أَنْ تُحْمَلَ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّقِيَّةِ عَلَى مَا قَدَّمْنَا الْقَوْلَ فِيهِ وَ الثَّانِي أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْوُجُوبِ وَ الثَّالِثُ أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى غَسْلِ الْمَوْضِعِ لِأَنَّ ذَلِكَ يُسَمَّى وُضُوءاً عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ وَيَدُلُّ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى مَا.

توان مذکورہ (تین) احادیث کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک تو یہ کہ جس طرح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں انہیں تقیہ پر محمول کیا جائے۔ دوسری یہ کہ ہم اس کو مستحب پر محمول کریں وجوب پر نہیں اور تیسری صورت یہ کہ ہم ان روایات کو اس بات پر محمول کریں کہ یہاں وضو سے مراد صرف اس جگہ کو دھونا ہو۔ کیونکہ جس طرح ہم نے اپنی کتاب ''تہذیب الاحکام'' میں بھی بیان کر دیا ہے (وضو کے بعد) اعضائے وضو کے صرف دھونے کو بھی وضو کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی اور مطلب پر مندرجہ ذیل یہ احادیث بھی دلالت کرتی ہیں:

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَرْعُفُ وَ هُوَ عَلَى وُضُوءٍ قَالَ يَغْسِلُ آثَارَ الدَّمِ وَ يُصَلِّي.[2]

(مجہول)۶۔۲۶۹۔ جسے مجھے نقل کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے محمد بن حسین بن ابوالخطاب سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے ابو حبیب اسدی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے وضو کی حالت میں نکسیر بہانے والے آدمی کے متعلق فرمایا: ''خون کے نشانات دھو کر نماز پڑھ لے''۔



وَ عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِذَا قَاءَ الرَّجُلُ وَ هُوَ عَلَى طُهْرٍ فَلْيَتَمَضْمَضْ وَ إِذَا رَعَفَ وَ هُوَ عَلَى وُضُوءٍ فَلْيَغْسِلْ أَنْفَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهِ وَ لَا يُعِيدُ وُضُوءَهُ.[3]

(موثق)۷۔۲۷۰۔اسی ... اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن ابن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے نقل کیا ہے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے سنا کہ

---

[1] تہذیب الاحکام ج۱ ص۱۳

[2] تہذیب الاحکام ج۱ ص۱۵

[3] کافی ج۳ ص۳۷۔ تہذیب الاحکام ج۱ ص۱۵

آپؑ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص باطہارت ہوتے ہوئے قے کر دے تو وہ کلی کر لے، اور اگر وضو کی حالت میں اس کی نکسیر پھوٹے تو وہ اپنی ناک کو دھولے تو یہ اس کے لئے کافی ہے اور دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔

## باب نمبر ۵۱: ہنسنا اور قہقہہ لگانا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْفَضْلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: لَيْسَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا مَا خَرَجَ مِنْ طَرَفَيْكَ الْأَسْفَلَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنْعَمَ اللهُ بِهِمَا عَلَيْكَ.[1]

(کالصحیح) ۱۔ ۲۷۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخؒ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان بن یحیی سے، اس نے سالم ابو الفضل[2] سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "وضو صرف تمہارے ان نچلے دو طرف (اگلی اور پچھلی شرمگاہ) سے نکلنے والی چیزوں سے ہی ٹوٹ سکتا ہے جسے اللہ نے تمہیں بطور نعمت عطا کیا ہے"۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا ؑ عَنِ النَّاصُورِ فَقَالَ إِنَّمَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ ثَلَاثَةٌ الْبَوْلُ وَ الْغَائِطُ وَ الرِّيحُ.[3]

(حسن) ۲۔ ۲۷۲۔ اسی سے، احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن سہل سے، اس نے زکریا بن آدم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ناسور کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: "وضو کو صرف تین چیزیں ہی توڑ سکتی ہیں پیشاب، پاخانہ اور ہوا"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَمَّا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ الْحَدَثُ تَسْمَعُ صَوْتَهُ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَ الْقَرْقَرَةُ فِي الْبَطْنِ إِلَّا شَيْئاً تَصْبِرُ عَلَيْهِ وَ الضَّحِكُ فِي الصَّلَاةِ وَ الْقَيْءُ.[4]

(موثق) ۳۔ ۲۷۳۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے مبطلات وضو کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: "ایسی ہوا جس کی آواز سن سکو یا بو سونگھ سکو اور پیٹ کی آواز مگر اس میں کوئی ایسی چیز ہو جسے تم برداشت کر سکتے ہو، ہنسنا اور قے کرنا"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ أَوْ عَلَى الضَّحِكِ الَّذِي لَا يَمْلِكُ مَعَهُ نَفْسَهُ وَ لَا يَأْمَنُ أَنْ

---

[1] کافی ج ۳ ص ۳۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰

[2] مراد سالم حناط کوفی ہے اور ثقہ ہے۔ اس کی کتاب ہے جس سے صفوان نے حدیثیں نقل کی ہیں۔

[3] کافی ج ۳ ص ۳۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲

يَكُونَ قَدْ أَحْدَثَ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہوگی کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ یا ایسی قے پر محمول کیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ خود پر قابو نہ پا سکے اور حدث سے محفوظ نہ رہ سکتا ہو۔ اور مندرجہ ذیل روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رَهْطٍ سَمِعُوهُ يَقُولُ إِنَّ التَّبَسُّمَ فِي الصَّلَاةِ لَا يَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِنَّمَا يَقْطَعُ الضَّحِكُ الَّذِي فِيهِ الْقَهْقَهَةُ.[1]

(صحیح) ۴۔۲۷۴۔ جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ایک گروہ سے جنہوں نے امام علیہ السلام سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے: "نماز میں مسکراہٹ نماز اور وضو کو نہیں توڑتی بلکہ وہ ہنسی نماز کو توڑتی ہے جس میں قہقہہ ہو"۔

قَوْلُهُ ع إِنَّمَا يَقْطَعُ الضَّحِكُ الَّذِي فِيهِ الْقَهْقَهَةُ رَاجِعٌ إِلَى الصَّلَاةِ دُونَ الْوُضُوءِ أَ لَا تَرَى أَنَّهُ قَالَ يَقْطَعُ الضَّحِكُ الَّذِي فِيهِ الْقَهْقَهَةُ وَ الْقَطْعُ لَا يُقَالُ إِلَّا فِي الصَّلَاةِ لِأَنَّهُ لَمْ تَجْرِ الْعَادَةُ أَنْ يُقَالَ انْقَطَعَ الْوُضُوءُ وَ إِنَّمَا يُقَالُ انْقَطَعَتِ الصَّلَاةُ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْخَبَرَانِ وَرَدَا مَوْرِدَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُمَا مُوَافِقَانِ لِمَذَاهِبِ بَعْضِ الْعَامَّةِ.

اس میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ: "نماز کو وہ ہنسی توڑتی ہے جس میں قہقہہ ہو" یہ حکم صرف نماز کے ساتھ خاص ہے وضو کے ساتھ نہیں اس لئے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ حدیث میں لفظ "يَقْطَعُ الضَّحِكُ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور قطع کا لفظ صرف نماز کیلئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ عربوں کی یہ عادت نہیں رہی کہ وہ "انْقَطَعَ الْوُضُوءُ" کا لفظ استعمال کریں۔ مگر صرف "انْقَطَعَتِ الصَّلَاةُ" کہا جاتا ہے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ دونوں روایتیں بطور تقیہ بیان ہوئی ہوں اس لئے کہ یہ دونوں بعض اہل سنت کے مذہب کے مطابق ہیں۔



## باب نمبر ۵۲: شعر گوئی

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ إِنْشَادِ الشِّعْرِ هَلْ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ لَا.[2]

(مجہول) ۱۔۲۷۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے معاویہ بن میسرہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا شعر پڑھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ نَشْدِ الشِّعْرِ هَلْ يَنْقُضُ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷

الْوُضُوءَ أَوْ ظُلْمِ الرَّجُلِ صَاحِبَهُ أَوِ الْكَذِبِ فَقَالَ نَعَمْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ شِعْراً يَصْدُقُ فِيهِ أَوْ يَكُونَ يَسِيراً مِنَ الشِّعْرِ الْأَبْيَاتَ الثَّلَاثَةَ وَ الْأَرْبَعَةَ فَأَمَّا أَنْ يُكْثِرَ مِنَ الشِّعْرِ الْبَاطِلِ فَهُوَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ.[1]

(موثق) ۲۔۲۷۶۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعہ بن سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "آیا شعر گوئی یا آدمی اپنے ساتھی پر ظلم کرے یا جھوٹ بولے تو کیا یہ وضو کو باطل کر دیتے ہیں؟" تو فرمایا: "جی ہاں! مگر کوئی ایسا شعر ہو جس میں وہ سچ کہہ رہا ہو یا تھوڑے سے تین چار بیت شعر ہوں (تو کوئی حرج نہیں) وگرنہ زیادہ باطل اشعار کہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے"۔

فَيَحْتَمِلُ الْخَبَرُ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ تَصَحَّفَ عَلَى الرَّاوِي فَيَكُونَ قَدْ رُوِيَ بِالضَّادِ غَيْرِ الْمُعْجَمَةِ دُونَ الضَّادِ الْمُنْقَطَةِ لِأَنَّ ذَلِكَ مِمَّا يَنْقُصُ ثَوَابَ الْوُضُوءِ وَ الثَّانِي أَنْ يَكُونَ مَحْمُولاً عَلَى الِاسْتِحْبَابِ.

تو اس حدیث میں دو احتمال پائے جاتے ہیں: ایک یہ کہ راوی سے عبارت میں غلطی سے تبدیلی ہو گئی ہو (اور بغیر نقطہ کے "صاد" کی جگہ اس نے نقطہ کے ساتھ "ضاد" لکھا گیا ہو) جبکہ در حقیقت وہ بغیر نقطہ کے "صاد" ہو نقطہ والی "ضاد" نہ ہو۔ (یعنی اصل میں "یَنْقُصُ" ہو "یَنْقُضُ" نہ ہو تو اس کا معنی نقص اور کمی کے ہیں) کیونکہ یہ شعر گوئی وضو کے ثواب میں کمی کا باعث ہے (وضو کے ٹوٹنے کا باعث نہیں۔ مترجم) اور دوسرا یہ کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے (یعنی دوسرا وضو کرنا مستحب ہو)۔

## باب نمبر ۵۳: بوسہ اور شرمگاہ کو مس کرنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ وَ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ قَالَ: لَيْسَ فِي الْقُبْلَةِ وَ لَا فِي الْمُبَاشَرَةِ وَ لَا مَسِّ الْفَرْجِ وُضُوءٌ.[2]

(صحیح) ۱۔۲۷۷۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخؒ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب اور محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان سے، انہوں نے زرارہ سے، اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "بوسہ میں، ایک دوسرے کو چھونے میں اور شرمگاہ کو چھونے میں کوئی وضو نہیں ہے"۔ (ان کاموں سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نیا وضو واجب نہیں ہوتا۔ مترجم)

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ؑ مَا تَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَدْعُو جَارِيَتَهُ فَتَأْخُذُ بِيَدِهِ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِنَّ مَنْ عِنْدَنَا يَزْعُمُونَ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶

[2] کافی ج ۳ ص ۳۷۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۴۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲

أَنَّهَا الْمُلَامَسَةُ فَقَالَ لَا وَ اللَّهِ مَا بِذَلِكَ بَأْسٌ وَ رُبَّمَا فَعَلْتُهُ وَ مَا يَعْنِي بِهَذَا أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ إِلَّا الْمُوَاقَعَةَ فِي الْفَرْجِ.[1]

(موثق) ۲۔۲۷۸۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از احمد بن محمد، از ابان بن عثمان، از ابو مریم اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "آپؑ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس نے وضو کیا اور پھر اپنی کنیز کو بلا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اس نے اسے مسجد تک پہنچایا۔ ہمارے ہاں تو کچھ لوگ اسے ملامسہ (ایک دوسرے کو چھونا) سمجھتے ہیں؟"۔ فرمایا: "نہیں۔ خدا کی قسم! اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور بسا اوقات میں نے بھی ایسا کیا ہے۔ اور آیت میں " لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ " سے مراد صرف شرمگاہ میں مباشرت ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْقُبْلَةِ تَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ لَا بَأْسَ.[2]

(صحیح) ۳۔۲۷۹۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان، از ابن مسکان، از حلبی اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا بوسہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے (وضو نہیں ٹوٹتا)"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا قَبَّلَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ مِنْ شَهْوَةٍ أَوْ مَسَّ فَرْجَهَا أَعَادَ الْوُضُوءَ.[3]

(موثق) ۴۔۲۸۰۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے عثمان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "جب مرد شہوت کے ساتھ عورت کا بوسہ لے یا اس کی شرمگاہ کو چھوئے تو دوبارہ وضو کرے"۔



فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ أَوْ عَلَى أَنَّهُ يَغْسِلُ يَدَهُ وَ ذَلِكَ يُسَمَّى وُضُوءاً عَلَى مَا تَقَدَّمَ الْقَوْلُ فِيهِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّأْوِيلِ.

تو اس روایت کی صورتحال یہ ہے کہ ہم اسے مستحب پر محمول کر سکتے ہیں یا یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کو دھوئے گا اور یہ چیز جیسا کہ اس بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے وضو کہلاتی ہے۔ اور اس تاویل پر مندرجہ ذیل وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَ امْرَأَتِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَ إِنْ شَاءَ غَسَلَ يَدَهُ وَ الْقُبْلَةُ لَا يَتَوَضَّأُ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲

مِنْهَا:[1]

(ضعیف) ۵۔ ۲۸۱۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابان بن عثمان بن عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کسی آدمی نے اپنی عورت کی شرمگاہ کو چھوا ہو کیا حکم ہے؟''۔ فرمایا: ''اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اگر چاہے تو ہاتھ دھو لے اور بوسہ لینے سے بھی وضو واجب نہیں ہوتا''۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَعْبَثُ بِذَكَرِهِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَقَالَ لَا بَأْسَ.[2]

(صحیح) ۶۔ ۲۸۲۔ حسین بن سعید، از فضالہ، از معاویہ بن عمار اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی فریضہ نماز میں اپنے آلہ تناسل کے ساتھ چھیڑ خوانی کرتا رہتا ہے (تو کیا حکم ہے؟)''۔ فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے''[3]۔

عَنْهُ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَمَسُّ ذَكَرَهُ أَوْ فَرْجَهُ أَوْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي أَيُعِيدُ وُضُوءَهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ جَسَدِهِ.[4]

(موثق) ۷۔ ۲۸۳۔ اسی سے، اس نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی نماز کے قیام کی حالت میں اپنے آلہ تناسل یا اپنی شرمگاہ کو یا اس سے نیچے کو چھوتا رہتا ہے تو کیا وہ دوبارہ وضو کرے گا؟''۔ تو فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے یہ بھی اس کے جسم کا حصہ ہے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَمَسُّ بَاطِنَ دُبُرِهِ قَالَ نَقَضَ وُضُوءَهُ وَإِنْ مَسَّ بَاطِنَ إِحْلِيلِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَإِنْ كَانَ فِي الصَّلَاةِ قَطَعَ الصَّلَاةَ وَيَتَوَضَّأُ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ وَإِنْ فَتَحَ إِحْلِيلَهُ أَعَادَ الْوُضُوءَ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ.[5]



(موثق) ۸۔ ۲۸۴۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی وضو کرنے کے بعد اپنی پچھلی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو چھوتا ہے۔ (تو کیا حکم ہے؟)۔ تو فرمایا: ''اس کا وضو ٹوٹ جائے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۸
[3] یعنی نماز اس سے باطل نہیں ہوتی اگرچہ یہ بارگاہ رب العزت کے حضور حاضری کے ادب اور توجہ کے برخلاف ہے۔
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۸
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷۰

گا۔ اور اگر وہ اپنی پیشاب کی نالی کے اندرونی حصہ کو چھوتا ہے تو اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے اور اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو اسے نماز توڑ کر پھر سے وضو کر کے دوبارہ پڑھنی چاہیے۔ اور اگر اپنی پیشاب کی نالی کا منہ کھولتا ہے تو اپنے وضو اور نماز کو پھر سے انجام دے''۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا صَادَفَ هُنَاكَ شَيْئاً مِنَ النَّجَاسَةِ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ حِينَئِذٍ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ وَمَتَى لَمْ يُصَادِفْ شَيْئاً مِنْ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ حَسَبَ مَا قَدَّمْنَاهُ.

اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ جب اس کے ہاتھوں کو کوئی نجاست لگی ہوئی ہو۔ تو اس صورت میں وضو اور نماز دونوں کا دوبارہ بجالانا ضروری ہوگا اور جب کوئی نجاست نہ لگی ہوئی ہو تو جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

## باب نمبر ۵۴: کافر سے مصافحہ اور کتے کو چھونا

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ مَوْلَى الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُصَافِحَ الْمَجُوسِيَّ فَقَالَ لَا فَسَأَلَهُ هَلْ يَتَوَضَّأُ إِذَا صَافَحَهُمْ فَقَالَ نَعَمْ إِنَّ مُصَافَحَتَهُمْ تَنْقُضُ الْوُضُوءَ.[1]

(ضعیف) ا۔۲۸۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے ابو عبداللہ رازی سے، اس نے حسن بن علی بن ابو حمزہ سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے انصار کے آزاد کردہ غلام عیسیٰ بن عمر[2] سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کیا کسی مسلمان آدمی کیلئے مجوسی سے ہاتھ ملانا جائز ہے؟''۔ تو فرمایا: ''نہیں'' پھر پوچھا: ''اگر ہاتھ ملالے تو کیا پھر وضو کرے؟'' تب فرمایا: ''جی ہاں! ان سے ہاتھ ملانا وضو کو باطل کر دیتا ہے''



قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ الْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى غَسْلِ الْيَدِ لِأَنَّ ذَلِكَ يُسَمَّى وُضُوءاً عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ وَإِنَّمَا يَجِبُ ذَلِكَ لِكَوْنِهِمْ أَنْجَاساً وَإِنَّمَا قُلْنَا ذَلِكَ لِإِجْمَاعِ الطَّائِفَةِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ لَا يُوجِبُ نَقْضَ الْوُضُوءِ وَأَيْضاً فَقَدْ قَدَّمْنَا الْأَخْبَارَ الَّتِي تَضَمَّنَتْ أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا مَا خَرَجَ مِنَ السَّبِيلَيْنِ أَوِ النَّوْمُ وَهِيَ مَحْمُولَةٌ عَلَى عُمُومِهَا لَا يَجُوزُ تَخْصِيصُهَا لِأَجْلِ هَذَا الْخَبَرِ الشَّاذِّ.

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۹

[2] البرقی نے اپنی کتاب رجال میں اسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا صحابی شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا غلام تھا اور کئی سال تک آپ کے درس میں حاضر ہوتا رہا۔

اس حدیث کے بارے میں شیخ ابو جعفرؒ کا کہنا ہے کہ اس حدیث کو ہم اس بات پر محمول کر سکتے ہیں کہ اس وضو سے مراد ہاتھ کا دھونا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ہماری وضاحت کے مطابق وضو کہلاتا ہے۔ اور یہ ہاتھ دھونا اس لئے واجب ہے کہ وہ نجس ہیں۔ اور یہ (ہاتھ دھونے کی) بات ہم نے اس لیے کی ہے کہ ہمارے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان سے ہاتھ ملانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور وہ روایت بھی بیان کر دی ہیں جن میں ذکر ہوا ہے کہ وضو صرف اس صورت میں ٹوٹتا ہے جب کوئی چیز دو شرمگاہوں سے نکلے یا پھر نیند آجائے اور یہ احادیث عموم پر مشتمل ہیں اور اس شاذ حدیث کی وجہ سے ان پر تخصیص نہیں لگائی جا سکتی۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: مَنْ مَسَّ كَلْباً فَلْيَتَوَضَّأْ.[1]

(موثق) ۲-۲۸۶۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے عبداللہ بن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "جو بھی کتے کو چھوئے گا اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے"

فَالْكَلَامُ عَلَى هَذَا الْخَبَرِ كَالْكَلَامِ عَلَى الْخَبَرِ الْأَوَّلِ مِنْ حَمْلِهِ عَلَى غَسْلِ الْيَدِ لِلْإِجْمَاعِ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ وَ الْأَخْبَارِ الَّتِي قَدَّمْنَاهَا وَ أَيْضاً فَقَدْ.

تو اس حدیث کے متعلق گفتگو بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے کہ اسے ہم ہاتھ کے دھونے پر محمول کریں گے کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس بات پر اجماع بھی ہے اور مبطلات وضو کے بارے میں حدیثیں بھی ہیں نیز درج ذیل حدیث بھی ہے جسے

رَوَى الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْكَلْبِ يُصِيبُ شَيْئاً مِنْ جَسَدِ الرَّجُلِ قَالَ يَغْسِلُ الْمَكَانَ الَّذِي أَصَابَهُ.[2]



(صحیح) ۳-۲۸۷۔ روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کتا انسان کے جسم کے کسی حصہ کے ساتھ لگ جائے (تو کیا حکم ہے؟)"۔ فرمایا: "اسی جگہ کو دھولے جہاں کتا لگ گیا تھا"[3]۔

---

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳

2 کافی ج ۳ ص ۶۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳

3 اس بنا پر کہ تر ہونے کی وجہ سے اس کی نجاست لگنے والی ہو نیز سرایت نہ کرنے کی صورت میں ممکن ہے دھونا مستحب ہو۔ مقدس اردبیلیؒ کا کہنا ہے: "یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کتے کے ساتھ لگنے والی جگہ کو دھونا واجب ہے چاہے وہ خشک بھی ہو اور یہ کہ کتا بطور مطلق نجس ہے چاہے اس کے جسم کے وہ حصے بھی ہوں جن میں روح حلول نہیں کرتی"۔ مگر میری نگاہ میں (خشک ہونے کی وجہ سے) نجاست کے سرایت نہ کرنے کی صورت میں جگہ کے دھونے کا وجوب نہایت بعید ہے۔ علی اکبر غفاری۔

# باب نمبر ۵۵: پیٹ کی ہوا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَجِدُ الرِّيحَ فِي بَطْنِي حَتَّى أَظُنَّ أَنَّهَا قَدْ خَرَجَتْ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ وُضُوءٌ حَتَّى تَسْمَعَ الصَّوْتَ أَوْ تَجِدَ الرِّيحَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ إِبْلِيسَ يَجِيءُ فَيَجْلِسُ بَيْنَ أَلْيَتَيِ الرَّجُلِ فَيَفْسُو لِيُشَكِّكَهُ.[1]

(ضعیف و صحیح) ۱۔۲۸۸۔ مجھے خبر بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم بن جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے احمد بن ہلال سے، اس نے محمد بن ولید سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''میں اپنے شکم میں ہوا محسوس کرتا رہتا ہوں حتیٰ کہ مجھے اس کے باہر نکلنے کا بھی گمان ہوتا ہے (تو کیا کروں؟)''۔ تو امامؑ نے فرمایا: ''تمہارے اوپر کوئی وضو نہیں ہے جب تک کہ تم ہوا نکلنے کی آواز نہیں سنتے یا اس کی بدبو نہیں سونگھتے''۔ پھر فرمایا: ''ابلیس انسان کے دو سرینوں کے بیچ میں آکر بیٹھ جاتا ہے اور پھونک مارتا ہے تاکہ اسے شک میں ڈال دے''۔[2]

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفُخُ فِي دُبُرِ الْإِنْسَانِ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ مِنْهُ رِيحٌ فَلَا يَنْقُضُ وُضُوءَهُ إِلَّا رِيحٌ يَسْمَعُهَا أَوْ يَجِدُ رِيحَهَا.[3]

(صحیح) ۲۔۲۸۹۔ حسین بن سعید از فضالہ از معاویہ بن عمار اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''شیطان انسان کے پچھواڑے میں ایسی پھونک مارتا ہے کہ وہ یہ خیال کرنے لگ جاتا ہے کہ اس سے ہوا خارج ہو گئی تو (ایسی صورتحال میں) جب تک وہ ہوا نکلنے کی آواز نہ سنے یا بدبو نہ سونگھے تب تک وہ اپنے وضو کو مت توڑے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَمَّا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ الْحَدَثُ تَسْمَعُ صَوْتَهُ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَالْقَرْقَرَةُ فِي الْبَطْنِ إِلَّا شَيْئاً تَصْبِرُ عَلَيْهِ أَوِ الضَّحِكُ فِي الصَّلَاةِ وَالْقَيْءُ.[4]

(موثق) ۳۔۲۹۰۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کی ہے حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے مبطلات وضو کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ''وہ ہوا جس کی تم آواز سنو یا اس کی بدبو سونگھو، پیٹ کی شدید گڑگڑ مگر شدید ہو جس پر تم صبر کر سکو یا نماز میں ہنسنا اور قے کر دینا''۔

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۳۹، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۹

[2] شیطانی پھونک سے مراد وہ توہمات اور خیالات ہیں جو وسواسی لوگوں کو درپیش ہوتے ہیں۔ (علامہ مجلسی)

[3] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۳۹، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۹

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲

فَقَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَى هَذَا الْخَبَرِ فِيمَا تَقَدَّمَ وَ قُلْنَا الْوَجْهُ فِيهِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى حَالٍ لَا يَمْلِكُ الْإِنْسَانُ فِيهَا نَفْسَهُ فَيَعْلَمَ مَا يَكُونُ مِنْهُ وَ يَجُوزُ أَنْ نَحْمِلَهُ أَيْضاً عَلَى الِاسْتِحْبَابِ.

تو اس بارے میں ہم پہلے بھی گفتگو کر چکے ہیں اور کہا ہے کہ ہم ایسی حالت پر اس کو محمول کریں جس میں انسان کو اپنی ذات پر اختیار نہ ہو کہ اسے اس سے جو چیز خارج ہو رہی ہو اسے علم ہو سکے نیز اسے مستحب عمل پر بھی محمول کر سکتے ہیں۔

## باب نمبر ۵۶: مذی اور وذی کا حکم

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ مَا هُوَ عِنْدِي إِلَّا كَالنُّخَامَةِ.[1]

(موثق) ۱۔ ۲۹۱۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عبداللہ بن بکیر سے، اس نے عمر بن حنظلہ سے اور اس نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ''میرے نزدیک وہ صرف بلغم کی طرح ہے (یعنی نجس نہیں ہے۔ مترجم)''۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ جَمِيعاً عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ إِنَّ عَلِيّاً ع كَانَ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَا أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ص لِمَكَانِ فَاطِمَةَ ع فَأَمَرَ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَهُ وَ هُوَ جَالِسٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ص لَيْسَ بِشَيْءٍ.[2]

(موثق) ۲۔ ۲۹۲۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان سے، اس نے اسحاق بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذی کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ''حضرت علی علیہ السلام کو بھی اس کی بہت شکایت رہتی تھی اور حضرت زہرا (س) کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے آنحضرتؐ سے سوال پوچھنے سے شرماتے تھے تو انہوں نے مقداد سے فرمایا کہ میری موجودگی میں اس بارے میں آنحضرتؐ سے سوال کرنا تو اس نے ایسا کرتے ہوئے پوچھا!'' تو آنحضرتؐ نے فرمایا: ''یہ کچھ بھی نہیں ہے''۔

[1] کافی ج ۳ ص ۳۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زَيْدٍ الشَّحَّامِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْمَذْيُ أَيَنْقُضُ الْوُضُوءَ فَقَالَ لَا وَلَا يُغْسَلُ مِنْهُ الثَّوْبُ وَلَا الْجَسَدُ وَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ.[1]

(صحیح) س ۲۹۳۔ انہی اسناد کے ساتھ از صفار، از احمد بن محمد بن عیسیٰ، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زید شحام سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذی کے متعلق پوچھا: ''کیا اس سے وضو ٹوٹتا ہے؟'' تو فرمایا: ''نہیں اور اس کی وجہ سے کپڑے اور جسم کو دھونا بھی ضروری نہیں ہے اور یہ صرف تھوک یا بلغم کی طرح ہے''۔[2]

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ عَنْبَسَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ كَانَ عَلِيٌّ ع لَا يَرَى فِي الْمَذْيِ وُضُوءاً وَلَا غَسْلَ مَا أَصَابَ الثَّوْبَ مِنْهُ إِلَّا فِي الْمَاءِ الْأَكْبَرِ.[3]

(صحیح) س ۲۹۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے حسین بن محمد سے، اس نے معلی بن محمد سے، اس نے وشاء سے اس نے ابان سے، اس نے عنبسہ[4] سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: ''حضرت علی علیہ السلام مذی کی وجہ سے کسی قسم کے وضو اور لباس دھونے کے قائل نہیں تھے مگر بڑے پانی (پیشاب) یا منی کیلئے قائل تھے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا ع عَنِ الْمَذْيِ فَأَمَرَنِي بِالْوُضُوءِ مِنْهُ ثُمَّ أَعَدْتُ عَلَيْهِ فِي سَنَةٍ أُخْرَى فَأَمَرَنِي بِالْوُضُوءِ فَقَالَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ع أَمَرَ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ ص وَاسْتَحْيَا أَنْ يَسْأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ.[5]

(صحیح) س ۲۹۵۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور اس نے کہا کہ میں نے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸

[2] ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذی اور وذی پاک ہیں۔ مذی وہ زردی رقیق رطوبت ہے جو جماع یا ملاعبہ کے وقت خارج ہوتی ہے۔ جبکہ وذی وہ رطوبت ہے جو انزال سے کچھ دیر پہلے خارج ہوتی ہے۔ اور ودی وہ گاڑھی سفید سی گدلی رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان سے وضو باطل نہیں ہوتا جیسا کہ علامہ حلی نے کتاب المختلف میں لکھا ہے کہ میرے علم میں ''ان سے وضو کے نہ ٹوٹنے کے حکم کا امامیہ میں سے علامہ ابن جنید کے سوا کوئی مخالف نہیں ہے''۔ اس لئے کہ علامہ ابن جنید کا نظریہ ہے کہ اگر یہ رطوبت شہوت کے ساتھ خارج ہو تو اس پر وضو واجب ہے۔ جبکہ اہل سنت کے تمام مکتبوں نے اس پر وضو اور کپڑے دھونے کو واجب قرار دیا ہے۔

[3] [illegible] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸ ح ۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۳۹

[4] [illegible] مجلسی کوئی [illegible] غیر موثق ہے۔

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے وضو کرنے کا حکم دیا۔ پھر اگلے سال بھی یہی سوال دہرایا تب بھی انہوں نے مجھے وضو کا حکم دیا پھر فرمایا: "حضرت علی علیہ السلام نے بھی مقداد بن اسود کو حکم دیا تھا کہ وہ آنحضرتؐ سے اس بارے میں سوال کرے مگر خود یہ پوچھنے سے شرماتے تھے تو نبی کریمؐ نے بھی فرمایا تھا کہ یہ وضو کا باعث ہے"۔

فَهَذَا الْخَبَرُ لَا يُعَارِضُ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ لِأَنَّهُ خَبَرٌ وَاحِدٌ وَ قَدْ تَضَمَّنَ مِنْ قِصَّةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع وَ أَمْرِهِ الْمِقْدَادَ بِمَسْأَلَةِ النَّبِيِّ ص وَ جَوَابِهِ لَهُ مَا يُنَافِي الْمَعْرُوفَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ وَ هُوَ الَّذِي تَضَمَّنَتْهُ رِوَايَةُ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ وَ أَنَّهُ حِينَ سَأَلَهُ قَالَ لَهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ عَلَى أَنَّهُ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الرَّاوِي قَدْ تَرَكَ بَعْضَ الْخَبَرِ لِأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ رَاوِيَ هَذَا الْخَبَرِ رَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ بِعَيْنِهَا فَإِنَّهُ قَالَ: أَمَرَنِي بِإِعَادَةِ الْوُضُوءِ قُلْتُ لَهُ فَإِنْ لَمْ أَتَوَضَّأْ قَالَ لَا بَأْسَ

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث سے تعارض کی کیفیت میں نہیں ہے کیونکہ یہ خبر واحد ہے اور اس میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا مقداد کو نبی کریمؐ سے سوال کرنے کا حکم دینے اور آنحضرتؐ کے ایسے جواب دینے کا واقعہ مذکور ہے جو اس بارے میں معروف واقعہ سے متصادم ہے جبکہ مشہور وہی ہے جو اسحاق بن عمار والی حدیث میں مذکور ہے کہ جب مقدادؓ نے آنحضرتؐ سے مذی کے متعلق سوال کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ "کچھ بھی نہیں ہے"۔ نیز یہ احتمال بھی ہے کہ راوی سے روایت کا کچھ حصہ چوک گیا ہو۔
کیونکہ اس حدیث کے راوی محمد بن اسماعیل نے بالکل اسی واقعہ کو ایک اور (آنے والی) حدیث میں اس طرح نقل کیا ہے کہ (مقداد نے) کہا کہ آنحضرت نے مجھے دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا تو میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میں وضو نہ کروں تو آپ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔



رَوَى ذَلِكَ- الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَذْيِ فَأَمَرَنِي بِالْوُضُوءِ مِنْهُ ثُمَّ أَعَدْتُ عَلَيْهِ سَنَةً أُخْرَى فَأَمَرَنِي بِالْوُضُوءِ مِنْهُ وَ قَالَ إِنَّ عَلِيّاً أَمَرَ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ص وَ اسْتَحْيَا أَنْ يَسْأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ قُلْتُ وَ إِنْ لَمْ أَتَوَضَّأْ قَالَ لَا بَأْسَ.[1]

(صحیح) ۶-۲۹۶۔ اسی حدیث کو روایت کی ہے حسین بن سعید نے محمد بن اسماعیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے مجھے وضو کرنے کا حکم دیا پھر میں نے اگلے سال بھی وہی سوال دہرایا تب بھی آپؑ نے مجھے اس کیلئے وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: "حضرت علی علیہ السلام نے مقداد کو رسول کریمؐ سے اس بارے میں پوچھنے کا حکم دیا کیونکہ خود آنحضرتؐ سے پوچھنے سے شرم محسوس کرتے تھے تو آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا تھا کہ اس کے لئے وضو ہے"۔ پھر میں نے پوچھا: "اور اگر میں وضو نہ کروں تو:"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔

فَجَاءَ هَذَا الْخَبَرُ مُبَيَّناً مَشْرُوحاً وَ الْأَعْلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْوُضُوءِ مِنْهُ إِنَّمَا كَانَ لِضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْإِيجَابِ وَ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸

يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ الِاسْتِحْبَابُ فِي إِعَادَةِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ إِنَّمَا يَتَوَجَّهُ إِلَى مَنْ يَخْرُجُ مِنْهُ الْمَذْيُ بِشَهْوَةٍ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو یہ حدیث واضح تشریح کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ امام علیہ السلام کی طرف سے وضو کا حکم بطور مستحب تھا واجب نہیں تھا اور یہ بھی امکان ہے کہ دوبارہ وضو کرنا اس لیے مستحب ہو کہ وہ مذی شہوت کے ساتھ نکلی ہو۔ اور اس وضاحت پر مندرجہ ذیل حدیث دلالت کر رہی ہے:

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الصَّفَّارُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمُكَارِي عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْمَذْيُ يَخْرُجُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ أَحُدُّ لَكَ فِيهِ حَدّاً قَالَ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ فَقَالَ إِنْ خَرَجَ مِنْكَ عَلَى شَهْوَةٍ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ خَرَجَ مِنْكَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيهِ وُضُوءٌ.[1]

(ضعیف) ۷۔۲۹۷۔ مجھے بیان کیا ہے محمد بن حسن صفار نے موسیٰ بن عمر سے، اس نے علی بن نعمان سے، اس نے ابو سعید المکاری سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "انسان سے مذی نکلتی ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "کیا میں تمہیں اس کی پوری وضاحت کر دوں؟" راوی نے کہا کہ میں نے کہا: "جی ہاں آپ کے قربان جاؤں"۔ بقول راوی پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "اگر شہوت کے ساتھ تمہارے جسم سے نکلے تو پھر وضو کر لو اور اگر تمہارے جسم سے بغیر شہوت کے نکلے تو تمہارے اوپر وضو نہیں ہے"۔

الصَّفَّارُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَخِيهِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الْمَذْيِ أَيَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ إِنْ كَانَ مِنْ شَهْوَةٍ نَقَضَ.[2]

(صحیح) ۸۔۲۹۸۔ از صفار، از احمد بن محمد، از حسن بن علی بن یقطین، اس نے اپنے بھائی حسین سے، اس نے اپنے باپ علی بن یقطین سے اور اس نے کہا میں نے ابو الحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کیا مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟"۔ فرمایا: "اگر شہوت کے ساتھ ہو تو ٹوٹ جائے گا"۔



الصَّفَّارُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ رِبَاطٍ عَنِ الْكَاهِلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْهُ بِشَهْوَةٍ فَتَوَضَّأْ.[3]

(کالصحیح) ۹۔۲۹۹۔ از صفار، از معاویہ بن حکیم، از علی بن حسن بن رباط، از کاہلی اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "جو شہوت کے ساتھ نکلے اس کے لئے وضو کر لو"۔

وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذِهِ الْأَخْبَارَ مَحْمُولَةٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ مَا.

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰

اور جو احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ان روایات میں وضو کا حکم مستحب پر محمول ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَيْسَ فِي الْمَذْيِ مِنَ الشَّهْوَةِ وَلَا مِنَ الْإِنْعَاظِ وَلَا مِنَ الْقُبْلَةِ وَلَا مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ وَلَا مِنَ الْمُضَاجَعَةِ وُضُوءٌ وَلَا يُغْسَلُ مِنْهُ الثَّوْبُ وَلَا الْجَسَدُ[1]

(صحیح) ۱۰-۳۰۰۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ''شہوت سے، انعوظ سے، بوسہ سے، اندام نہانی کو چھونے سے اور ایک بستر میں سونے سے مذی نکلنے پر کوئی وضو نہیں ہے اور اس کے نکلنے پر کپڑے اور جسم کو دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے''۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْرُوقٍ النَّهْدِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الطَّاطَرِيِّ عَنِ ابْنِ رِبَاطٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: يَخْرُجُ مِنَ الْإِحْلِيلِ الْمَنِيُّ وَالْمَذْيُ وَالْوَدْيُ وَالْوَدْيُ فَأَمَّا الْمَنِيُّ فَهُوَ الَّذِي يَسْتَرْخِي لَهُ الْعِظَامُ وَيَفْتُرُ مِنْهُ الْجَسَدُ وَفِيهِ الْغُسْلُ وَأَمَّا الْمَذْيُ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الشَّهْوَةِ وَلَا شَيْءَ فِيهِ وَأَمَّا الْوَدْيُ فَهُوَ الَّذِي يَخْرُجُ بَعْدَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْوَدْيُ فَهُوَ الَّذِي يَخْرُجُ مِنَ الْأَدْوَاءِ فَلَا شَيْءَ فِيهِ.[2]

(مرسل) ۱۱-۳۰۱۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ از صفار، از ابراہیم، از ہیثم بن ابی مسروق النہدی، از علی بن حسین طاطری، از ابن رباط، از ہمارے بزرگ، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپؑ نے فرمایا: ''آلہ تناسل سے منی، مذی، ودی اور وذی نکلتی ہے۔ ان میں سے منی تو وہ (رطوبت) ہے جس کی وجہ سے ہڈیاں نرم اور سست اور تنا ہوا جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مذی وہ تری ہے جو شہوت سے خارج ہوتی ہے۔ اور اس میں کچھ واجب نہیں ہوتا۔ ودی وہ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے لیکن وذی وہ رطوبت ہے جو بیماری کی وجہ سے جسم سے خارج ہوتی ہے تو ان میں بھی کوئی چیز (وضو نہ غسل) واجب نہیں ہے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: ثَلَاثٌ يَخْرُجْنَ مِنَ الْإِحْلِيلِ وَهِيَ الْمَنِيُّ وَفِيهِ الْغُسْلُ وَالْوَدْيُ فَمِنْهُ الْوُضُوءُ لِأَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ دَرِيرَةِ الْبَوْلِ قَالَ وَالْمَذْيُ لَيْسَ فِيهِ وُضُوءٌ وَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفِ.[3]

(صحیح) ۱۲-۳۰۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابن سنان[4] سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱

[4] یہ عبداللہ بن سنان ہیں محمد بن سنان نہیں ہیں۔ اس لیے سند صحیح ہے۔

السلام سے کہ آپ نے فرمایا: "آلہ تناسل سے تین قسم کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں اور وہ (ایک تو) منی ہے جس میں غسل واجب ہے اور (دوسری) ودی ہے جس میں وضو ضروری ہے کیونکہ وہ پیشاب کے تیز بہاؤ کی وجہ سے نکلتا ہے"۔ اور فرمایا: "اور (تیسری) مذی ہے جس میں وضو بھی ضروری نہیں ہے اور وہ صرف ناک سے بہنے والے بلغم کی طرح ہے"۔

قَوْلُهُ ع وَ الْوَدْيُ فِيهِ الْوُضُوءُ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ مِنَ الْبَوْلِ عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ وَ خَرَجَ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ شَيْءٌ وَجَبَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ لِأَنَّهُ يَكُونُ مِنْ بَقِيَّةِ الْبَوْلِ وَ قَدْ نَبَّهَ عَلَى ذَلِكَ بِقَوْلِهِ لِأَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ دَرِيرَةِ الْبَوْلِ إِشَارَةً إِلَى أَنَّ ذَلِكَ إِمَّا بَوْلٌ أَوْ يُخَالِطُهُ بَوْلٌ وَ الَّذِي يَكْشِفُ عَمَّا ذَكَرْنَاهُ.

اس حدیث میں امام کے اس فرمان "ودی ہے جس میں وضو ضروری ہے" کو ہمارے بیان کی رو سے اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اگر کسی شخص نے پیشاب کرتے وقت استبراء نہ کیا ہو اور اس کے بعد اس کی پیشاب کی نالی سے کوئی رطوبت خارج ہو تو اس صورت میں اس پر وضو واجب ہو گا۔ کیونکہ اس صورت میں یہ نالی میں پیشاب کا باقی ماندہ حصہ ہو گا۔ اور خود امام علیہ السلام نے بھی اسی بات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: "کیونکہ وہ پیشاب کے تیز بہاؤ کی وجہ سے نکلتا ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یا تو یہ پیشاب ہے یا اس کے ساتھ پیشاب ملا ہوا ہے" اور ہماری مذکورہ باتوں کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ يَبُولُ ثُمَّ يَسْتَنْجِي ثُمَّ يَجِدُ بَعْدَ ذَلِكَ بَلَلًا قَالَ إِذَا بَالَ فَخَرَطَ مَا بَيْنَ الْمَقْعَدَةِ وَ الْأُنْثَيَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ غَمَزَ مَا بَيْنَهُمَا ثُمَّ اسْتَنْجَى فَإِنْ سَالَ حَتَّى يَبْلُغَ السُّوقَ فَلَا يُبَالِ.[1]

(حسن) ۱۳/ ۱۔۳۰۳۔ جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے یعقوب بن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جمیل بن صالح سے، اس نے عبد الملک بن عمرو سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی پیشاب کرنے کے بعد استنجاء کرے اور اس کے بعد کوئی تری محسوس کرے (تو کیا حکم ہے؟)"۔ فرمایا: "اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد مقعد اور خصیوں تک کے درمیانی حصہ کو تین مرتبہ ہاتھ سے دبا کر کھینچا ہے اور نچوڑا ہے پھر استنجاء کیا ہے تو اس کے بعد جتنی بھی تری بہہ نکلے چاہے پنڈلی تک بھی پہنچ جائے تو اسے اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے"۔

وَ يَزِيدُ ذَلِكَ بَيَاناً مَا رَوَاهُ

اور اس بیان کی مزید تائید اس روایت سے ہوتی ہے:

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْوَدْيُ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَ الْبُزَاقِ.[2]

(مرسل) ۱۴/ ۱۔۳۰۴۔ جسے حسین بن سعید نے روایت کی ہے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے اور

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱

اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: "وذی وضو کو باطل نہیں کرتی بلکہ وہ تو صرف تھوک یا ناک کی رطوبت کی طرح ہے"۔

عَنْهُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ الشَّحَّامُ وَ زُرَارَةُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ قَالَ: إِنْ سَالَ مِنْ ذَكَرِكَ شَيْءٌ مِنْ مَذْيٍ أَوْ وَدْيٍ فَلَا تَغْسِلْهُ وَ لَا تَقْطَعْ لَهُ الصَّلَاةَ وَ لَا تَنْقُضْ لَهُ الْوُضُوءَ إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ النُّخَامَةِ كُلُّ شَيْءٍ خَرَجَ مِنْكَ بَعْدَ الْوُضُوءِ فَإِنَّهُ مِنَ الْحَبَائِلِ.[1]

(صحیح) ۱۵-۳۰۵۔ اسی سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زید شحام، زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کر کے اور آپؑ نے فرمایا: "اگر تمہارے آلہ تناسل سے کوئی مذی یا وذی نکلے تو اسے دھونے اور اس کے لئے نماز کو توڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا بلکہ یہ تو صرف رینٹ کی مانند ہے اور وضو (استنجاء) کے بعد جو رطوبت بھی تمہارے جسم سے خارج ہو گی وہ صرف رگوں کا پانی ہو گا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يَقْطِينٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُمْذِي وَ هُوَ فِي الصَّلَاةِ مِنْ شَهْوَةٍ أَوْ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ قَالَ الْمَذْيُ مِنْهُ الْوُضُوءُ.[2]

(صحیح) ۱۶-۳۰۶۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے اور اس نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یعقوب بن یقطین نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کو دوران نماز شہوت کے ساتھ یا بغیر شہوت کے مذی آجائے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "مذی سے وضو (واجب) ہو جاتا ہے"۔

قَوْلُهُ ع الْمَذْيُ مِنْهُ الْوُضُوءُ يُمْكِنُ حَمْلُهُ عَلَى التَّعَجُّبِ مِنْهُ فَكَأَنَّهُ مِنْ شُهْرَتِهِ وَ ظُهُورِهِ فِي تَرْكِ إِعَادَةِ الْوُضُوءِ مِنْهُ قَالَ هَذَا شَيْءٌ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ وَ يُمْكِنُ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَذْهَبُ أَكْثَرِ الْعَامَّةِ.

تو اس میں امام علیہ السلام کے فرمان "مذی سے وضو (واجب) ہو جاتا ہے" کو تعجب کی کیفیت پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ تو گویا اس مسئلہ میں وضو کے دوبارہ انجام دینے کی ضرورت نہ ہونے کے مشہور اور واضح حکم ہونے کی وجہ سے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ (کیا) اس چیز کی وجہ سے وضو کیا جائے گا؟۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کو تقیہ پر محمول کیا جائے کیونکہ یہ اکثر اہل سنت کا نظریہ ہے۔

## باب نمبر ۵۷: لوہے کے تیز دھار آلات کا استعمال

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ

[1] الکافی ج ۳ ص ۳۹۔ تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۱

[2] تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۲

عَلَى طُهْرٍ يَأْخُذُ مِنْ أَظْفَارِهِ أَوْ شَعْرِهِ أَيُعِيدُ الْوُضُوءَ فَقَالَ لَا وَ لَكِنْ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَ أَظْفَارَهُ بِالْمَاءِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ فِيهِ الْوُضُوءَ فَقَالَ إِنْ خَاصَمُوكُمْ فَلَا تُخَاصِمُوهُمْ وَ قُولُوا هَكَذَا السُّنَّةُ.[1]

(کالصحیح) ا۔ ۳۰۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے محمد حلبی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک باطہارت (وضو وغیرہ کیا ہو) شخص اپنے ناخن یا بال کاٹتا ہے تو کیا وہ دوبارہ وضو کرے؟''۔ فرمایا: ''نہیں! البتہ وہ اپنے سر اور ناخنوں پر پانی پھیر لے''۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا: ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس عمل سے بھی وضو لازمی ہو جاتا ہے''[2]۔ تو فرمایا: ''چاہے وہ تم سے بحث کریں بھی سہی تم ان سے مت الجھو بس ان سے کہو کہ یہی سنت ہے''۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع الرَّجُلُ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَ يَجُزُّ شَارِبَهُ وَ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ رَأْسِهِ وَ لِحْيَتِهِ هَلْ يَنْقُضُ ذَلِكَ وُضُوءَهُ فَقَالَ يَا زُرَارَةُ كُلُّ هَذَا سُنَّةٌ وَ الْوُضُوءُ فَرِيضَةٌ وَ لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ السُّنَّةِ يَنْقُضُ الْفَرِيضَةَ وَ إِنَّ ذَلِكَ لَيَزِيدُهُ تَطْهِيراً.[3]

(صحیح) ۲۔ ۳۰۸۔ حسین بن سعید از حماد بن عیسیٰ، از حریز، از زرارہ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی اپنے ناخن کاٹے، مونچھیں کتروائے اور اپنے سر اور داڑھی کے بال کٹوائے تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟''۔ تو امامؑ نے فرمایا: ''زرارہ! یہ سب اعمال سنت ہیں جبکہ وضو فرض ہے اور سنت کا کوئی بھی عمل فریضہ کو باطل نہیں کر سکتا بلکہ یہ سب چیزیں تو اس کی طہارت اور پاکیزگی میں اضافہ کا باعث ہیں''۔

سَعْدٌ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَجِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع آخُذُ مِنْ أَظْفَارِي وَ مِنْ شَارِبِي وَ أَحْلِقُ رَأْسِي أَ فَأَغْتَسِلُ قَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْكَ غُسْلٌ قُلْتُ فَأَتَوَضَّأُ قَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْكَ وُضُوءٌ قُلْتُ فَأَمْسَحُ عَلَى أَظْفَارِي الْمَاءَ فَقَالَ هُوَ طَهُورٌ لَيْسَ عَلَيْكَ مَسْحٌ.[4]



(صحیح) ۳۔ ۳۰۹۔ سعد از ایوب بن نوح، از صفوان بن یحیی، از سعید بن عبداللہ الاعرج اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''ناخن اور مونچھیں کاٹتا ہوں اور سر منڈواتا ہوں تو کیا مجھے غسل کرنا ہوگا؟''۔ فرمایا: ''نہیں تم پر غسل واجب نہیں ہے''۔ عرض کیا: ''تو کیا وضو کرنا ہوگا؟''۔ فرمایا: ''نہیں تم پر وضو بھی واجب نہیں ہے''۔ عرض کیا: ''تو کیا اپنے

---

1 کافی ج ۳ ص ۳۷۔ من لایحضرہ الفقیہ ج ا ح ۱۴۱۔ تہذیب الاحکام ج ا ص ۳۶۷

2 یعنی وہ لوگ لوہے کو نجس سمجھتے ہیں ان روایات کی وجہ سے جن میں لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اسے زنگ لگ جاتا ہے۔

3 تہذیب الاحکام ج ا ص ۳۶۸

4 تہذیب الاحکام ج ا ص ۳۶۷

ناخنوں پر پانی ڈال سکتا ہوں؟"۔ تو فرمایا: "وہ پاکیزہ گی تو ہے مگر تمہارے اوپر پانی بہانا بھی ضروری نہیں ہے"۔[1]

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الرَّجُلُ يَقْرِضُ مِنْ شَعْرِهِ بِأَسْنَانِهِ يَمْسَحُهُ بِالْمَاءِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ قَالَ لَا بَأْسَ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَدِيدِ.[2]

(موثق) ۴۔ ۳۱۰ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی اگر اپنے دانتوں سے اپنے بال کترتا ہے تو کیا نماز پڑھنے سے پہلے اسے پانی سے دھونا ضروری ہے؟"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں یہ صرف لوہے سے کاٹنے کی صورت میں ہے"۔

قَوْلُهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَدِيدِ مَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْإِيجَابِ.

تو اس میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ "یہ (پانی سے دھونا) صرف لوہے سے کاٹنے کی صورت میں ہے" یہ مستحب پر محمول کیا جائے گا واجب عمل پر نہیں۔

وَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ إِذَا قَصَّ أَظْفَارَهُ بِالْحَدِيدِ أَوْ جَزَّ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ حَلَقَ قَفَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَمْسَحَهُ بِالْمَاءِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ سُئِلَ فَإِنْ صَلَّى وَلَمْ يَمْسَحْ مِنْ ذَلِكَ بِالْمَاءِ قَالَ يُعِيدُ الصَّلَاةَ لِأَنَّ الْحَدِيدَ نَجِسٌ وَقَالَ لِأَنَّ الْحَدِيدَ لِبَاسُ أَهْلِ النَّارِ وَالذَّهَبَ لِبَاسُ أَهْلِ الْجَنَّةِ.[3]

(موثق) ۵۔ ۳۱۱ لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مسئلے کے بارے میں نقل کیا کہ: "کسی آدمی نے لوہے کے اوزار سے اپنے ناخن یا بال کاٹے یا سر کا پچھلا حصہ منڈوایا تو اس پر ضروری ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے دھولے"۔ پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص ان اعمال کے بعد ان مقامات کو پانی سے دھوئے بغیر نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟۔ فرمایا: "نماز کا اعادہ کرے کیونکہ لوہا نجس ہے"۔ نیز فرمایا: "اس لیے کہ لوہا جہنمیوں کا لباس ہے اور سونا جنتیوں کی پوشاک ہے"۔[4]



---

[1] ان الفاظ سے لوہے کا نجس نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

[2] کافی ج ۳ ص ۳۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۷

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۰

[4] یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوہے سے بنے برتنوں کے استعمال سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس پر میل کچیل چڑھنے اور بوسیدگی کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور لوہے کی نجاست سے مراد اس کا زنگ آلود ہونا ہے جو نمی کی وجہ سے اسے لگتا ہے۔

وَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْإِيجَابِ لِأَنَّهُ خَبَرٌ شَاذٌّ مُخَالِفٌ لِلْأَخْبَارِ الْكَثِيرَةِ وَمَا يَجْرِي هَذَا الْمَجْرَى لَا يُعْمَلُ عَلَيْهِ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے گا واجب پر نہیں کیونکہ یہ ایک شاذ روایت ہے جو بہت سی دیگر احادیث کے برخلاف ہے۔ اور جس روایت کی یہ حالت ہو تو ہماری بیان کردہ وضاحت کے مطابق اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا یعنی وہ قابل عمل نہیں ہے۔

## باب نمبر ۵۸: گائے اور اونٹنی وغیرہ کا دودھ پینا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع هَلْ يُتَوَضَّأُ مِنَ الطَّعَامِ أَوْ شُرْبِ اللَّبَنِ أَلْبَانِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَأَبْوَالِهَا وَلُحُومِهَا قَالَ لَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ.[1]

(صحیح) ا۔ ۳۱۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے نضر سے، اس نے ہشام بن سالم سے، اس نے سلیمان بن خالد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا کھانا کھانے یا اونٹنی، گائے اور بھیڑ وغیرہ کے دودھ یا پیشاب پینے یا ان کے گوشت کھانے پر وضو ضروری ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں، ان سے وضو ضروری نہیں ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى السَّابَاطِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ ثُمَّ أَكَلَ لَحْماً أَوْ سَمْناً هَلْ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَغْسِلَ يَدَهُ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كَانَ لَبَناً لَمْ يُصَلِّ حَتَّى يَغْسِلَ يَدَهُ وَيَتَمَضْمَضَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ص يُصَلِّي وَقَدْ أَكَلَ اللَّحْمَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَغْسِلَ يَدَهُ وَإِنْ كَانَ لَبَناً لَمْ يُصَلِّ حَتَّى يَغْسِلَ يَدَهُ وَيَتَمَضْمَضَ.[2]



(موثق) ۲۔ ۳۱۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن حسن بن علی سے اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد پھر گوشت یا گھی کھایا تو کیا ہاتھوں کو دھوئے بغیر اس کیلئے نماز پڑھنا جائز ہے؟"۔ فرمایا: "جی ہاں! لیکن اگر دودھ ہو تو جب تک ہاتھ نہ دھوئے اور کلی نہ کرے نماز مت پڑھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی گوشت کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر نماز پڑھ لیا کرتے تھے لیکن اگر دودھ پی لیتے تو جب تک ہاتھ نہ دھوتے اور کلی نہ کرتے

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷۲
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷۲

نماز نہیں پڑھتے تھے"۔

مَا يَتَضَمَّنُ هَذَا الْخَبَرُ مِنَ الْأَمْرِ بِغَسْلِ الْيَدَيْنِ وَ الْمَضْمَضَةِ وَ الِاسْتِنْشَاقِ لِمَنْ شَرِبَ اللَّبَنَ مَحْمُولٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْفَرْضِ وَ الْإِيجَابِ بِدَلَالَةِ الْخَبَرِ الْأَوَّلِ.

تو اس حدیث میں دودھ پینے والے کو، ہاتھ دھونے، کلی کرنے اور ناک میں میں پانی چڑھانے کا جو حکم دیا گیا ہے اسے پچھلی حدیث کی دلالت کی وجہ سے مستحب پر محمول کیا جا سکتا ہے واجب اور فرائضہ پر نہیں۔

# واجب اور مستحب غسل کے ابواب

## باب نمبر ۵۹: غسل جنابت، حیض، استحاضہ، نفاس اور مس میت واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع كَيْفَ أَصْنَعُ إِذَا أَجْنَبْتُ قَالَ اغْسِلْ كَفَّيْكَ وَ فَرْجَكَ وَ تَوَضَّأْ وُضُوءَ الصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسِلْ.

(حسن) ا۔ ۳۱۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر [2] سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "اگر میں جنب ہو جاؤں تو کیا کروں؟" تو فرمایا: "اپنے ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھو، پھر نماز کیلئے کیا جانے والے وضو کی طرح وضو کرو پھر غسل کرو"[3]۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع غُسْلُ الْجَنَابَةِ وَاجِبٌ وَ غُسْلُ الْحَائِضِ إِذَا طَهُرَتْ وَاجِبٌ وَ غُسْلُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَاجِبٌ إِذَا احْتَشَتْ بِالْكُرْسُفِ فَجَازَ الدَّمُ الْكُرْسُفَ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ لِكُلِّ صَلَاتَيْنِ وَ لِلْفَجْرِ غُسْلٌ فَإِنْ لَمْ يَجُزِ الدَّمُ الْكُرْسُفَ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ لِكُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً وَ الْوُضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَ غُسْلُ النُّفَسَاءِ وَاجِبٌ وَ غُسْلُ الْمَيِّتِ وَاجِبٌ وَ غُسْلُ مَنْ مَسَّ مَيِّتاً وَاجِبٌ [4]

(موثق) ۲۔ ۳۱۵۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "غسل جنابت واجب ہے، حیض سے پاک ہونے پر غسل واجب ہے۔ مستحاضہ کا غسل اس وقت

---

[1] تہذیب الاحکام ج ا ص ۱۰۸

[2] عبداللہ بن محمد ابو بکر حضرمی، کہا گیا ہے وہ محمد بن شریح ہے مگر پہلا نام صحیح ہے۔

[3] غسل جنابت کے ساتھ وضو اجماع اور قرآن مجید کے حکم کے مخالف ہے، اس لئے اس حدیث کو تقیہ پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اہل سنت میں غسل جنابت سے پہلے وضو کا مستحب ہونا مشہور ہے۔

[4] کافی ج ۳ ص ۴۰، من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ح ۱۷۲، تہذیب الاحکام ج ا ص ۱۰۸

واجب ہے، جب روئی خون سے بھر جائے پس اگر خون روئی کی پٹی[1] سے نکل پڑے تو ہر دو نمازوں (ظہرین، مغربین) کیلئے ایک غسل اور فجر کی نماز کیلئے بھی ایک غسل واجب ہے اور اگر روئی والی پٹی سے خون نہ نکلے تو ہر دن کیلئے ایک غسل اور (ہر حال میں) ہر نماز کیلئے وضو کرنا واجب ہے، غسل نفاس واجب ہے، غسل میت واجب ہے اور میت کو ہاتھ لگانے والے پر بھی غسل واجب ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْغُسْلُ فِي سَبْعَةَ عَشَرَ مَوْطِناً مِنْهَا الْفَرْضُ ثَلَاثٌ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا الْفَرْضُ مِنْهَا قَالَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ وَ غُسْلُ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً وَ الْغُسْلُ لِلْإِحْرَامِ.

(مرسل) ۳۔ ۳۱۶۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن یحیی، از محمد بن احمد بن یحیی، از محمد بن عیسیٰ، از یونس، اس نے اپنے بعض افراد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "غسل سترہ مقامات پر ہوتا ہے: جن میں سے تین مقامات پر فریضہ (واجب) ہے" راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا: "آپؑ کے قربان جاؤں ان میں سے فرض کونسے ہیں؟"۔ فرمایا: "غسل جنابت، میت کو چھونے والے کا غسل اور احرام کیلئے غسل"۔

قَوْلُهُ ع الْغُسْلُ لِلْإِحْرَامِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَنَا فَرْضاً فَمَعْنَاهُ أَنَّ ثَوَابَهُ ثَوَابُ الْفَرْضِ وَ فَضْلَهُ فَضْلُهُ.

البتہ چونکہ ہمارے نزدیک احرام کا غسل فرض نہیں ہے تو امام علیہ السلام کے اس فرمان "احرام کیلئے غسل (فرض ہے)" کا معنی یہ ہوگا کہ اس غسل کا ثواب بھی فرض غسل جتنا ہے اور اس کی فضیلت بھی فرض جتنی ہے۔

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: غُسْلُ الْجَنَابَةِ وَ الْحَيْضِ وَاحِدٌ قَالَ وَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْحَائِضِ عَلَيْهَا غُسْلٌ مِثْلُ غُسْلِ الْجُنُبِ قَالَ نَعَمْ.



(موثق) ۴۔ ۳۱۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن فضال سے، اس نے محمد بن عبداللہ بن زرارہ سے، اس نے محمد بن علی الحلبی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جنابت اور حیض کا غسل ایک جیسا ہے"[4]۔ راوی نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا حائضہ عورت پر بھی مجنب آدمی

[1] یعنی کاٹن پیڈ
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۹
[3] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۷۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۰
[4] یعنی کیفیت میں ایک جیسا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور یہ حدیث نماز کیلئے غسل کے ہوتے ہوئے وضو کے واجب نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے ایسا گمان کیا ہے اور حدیث کے ان الفاظ "کونسا وضو غسل سے زیادہ پاک کرنے والا ہے" سے یہ استدلال کیا ہے کہ غسل کرنے پر وضو واجب نہیں رہتا۔ (یہ گمان اور استدلال صحیح نہیں ہے)۔ اس لئے کہ وضو غسل عمل سے باہر ہے۔ جبکہ فرمان الٰہی " فَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا "

کی طرح غسل واجب ہے؟" فرمایا: "جی ہاں!"

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ أَعَلَيْهَا غُسْلٌ مِثْلُ غُسْلِ الْجُنُبِ قَالَ نَعَمْ يَعْنِي الْحَائِضَ.[1]

(موثق) ۵۔۳۱۸۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از علی بن فضال، اس نے علی بن اسباط سے۔ اس نے اپنے چچا یعقوب بن سالم الاحمر سے۔ اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا: "کیا اس عورت (یعنی حائضہ عورت) پر غسل جنابت کے غسل کی طرح غسل واجب ہے؟"۔ فرمایا: "جی ہاں!"

وَقَدِ اسْتَوْفَيْنَا مَا يَتَعَلَّقُ بِوُجُوبِ هَذِهِ الْأَغْسَالِ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ وَ تَكَلَّمْنَا عَلَى مَا يُخَالِفُ ذَلِكَ عَلَى غَايَةِ الشَّرْحِ غَيْرَ أَنَّا ذَكَرْنَا هَاهُنَا جُمَلًا مِنَ الْأَخْبَارِ فِي ذَلِكَ فِيهَا كِفَايَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں ان اغسال کے واجب ہونے کے متعلق کافی احادیث ذکر کی ہیں اور مخالفت میں ذکر ہونے والی احادیث کے متعلق بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ البتہ ہم نے یہاں اس بارے میں چند احادیث ذکر کی ہیں جو ان شاء اللہ کافی ہوں گی۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ اللُّؤْلُؤِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ الْغُسْلُ فِي أَرْبَعَةَ عَشَرَ مَوْطِناً وَاحِدٌ فَرِيضَةٌ وَ الْبَاقِي سُنَّةٌ.[2]

(صحیح) ۶۔۳۱۹۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسین بن حسن لؤلؤی سے، اس نے احمد بن محمد سے اس نے سعد بن ابی خلف سے اور اس نے کہا میں نے سنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: "غسل چودہ قسم کے ہیں جن میں سے ایک فرض ہے باقی سنت ہیں"۔

فَالْمَعْنَى فِيهِ أَنَّ وَاحِداً مِنْهَا فَرِيضَةٌ بِظَاهِرِ الْقُرْآنِ وَ إِنْ كَانَتْ هُنَاكَ أَغْسَالٌ أُخَرُ يُعْلَمُ فَرْضُهَا بِالسُّنَّةِ.

تو اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ایک غسل فرض ہے قرآن مجید کے ظواہر (آیات اور ان کی تشریح) کی بنا پر جبکہ باقی غسل فرض ہیں سنت (احادیث) کی بنا پر۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

"(پس اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (غسل کر کے) پاک ہو جاؤ) اس بات میں صریح اور واضح ہے کہ غسل جنابت وضو سے کفایت کرتا ہے۔ لیکن یہ فرمان الٰہی" وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ "(اپنی بیویوں کے قریب مت جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں) صرف غسل کے واجب ہونے کو سمجھاتا ہے اور بس یہی ہے جو یہاں نہیں ہے بلکہ بطور مثال غسل استحاضہ جیسی صورتحال میں واضح نص موجود ہے کہ اس غسل کے بعد وضو واجب ہے۔ اس غسل کے وضو سے کافی ہونے کو بیان نہیں کر رہا، اور عام چیزوں میں آپس میں دو چیزوں کی مکمل مماثلت کے لئے واضح نص کی ضرورت ہوتی ہے۔ علی اکبر غفاری۔

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۱

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۵

عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَيْسَ عَلَى النُّفَسَاءِ غُسْلٌ فِي السَّفَرِ.[1]

(حسن)۷۔۳۲۰۔ عمرو روایت جسے نقل کیا ہے سعد بن عبداللہ نے علی بن خالد سے، اس نے محمد بن ولید سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''نفاس والی عورت پر سفر میں غسل واجب نہیں ہے''۔

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ إِذَا لَمْ تَتَمَكَّنْ مِنِ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ إِمَّا لِتَعَذُّرِهِ أَوْ لِحَاجَتِهَا إِلَيْهِ أَوْ مَخَافَةِ الْبَرْدِ وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

تو اس کی صورتحال یہ ہے کہ اس عورت پر اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا جب سفر میں پانی کی فراہمی میں مشکلات کی وجہ سے، یا دیگر اہم ضروریات میں اس کے طلب کی وجہ سے یا پھر ٹھنڈ لگنے کے خوف سے وہ پانی کو غسل کیلئے استعمال کرنے پر قادر نہ ہو۔ پس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس عورت پر کسی بھی صورت میں غسل واجب نہیں ہے۔

## باب نمبر ۶۰: غسل میت اور غسل مس میت واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً فَلْيَغْتَسِلْ قُلْتُ فَإِنْ مَسَّهُ مَا دَامَ حَارّاً قَالَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ وَإِذَا بَرَدَ ثُمَّ مَسَّهُ فَلْيَغْتَسِلْ قُلْتُ فَمَنْ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ إِنَّمَا يَمَسُّ الثِّيَابَ.[2]

(حسن)۱۔۳۲۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: ''جو میت کو غسل دے تو اسے بھی غسل کرنا چاہیے''۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: ''اگر میت کو گرم ہونے کی صورت میں چھوئے تب بھی؟''۔ فرمایا: ''نہیں، مگر جب ٹھنڈی ہو جانے کے بعد اسے چھوئے تو اسے غسل کرنا چاہیے''۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے پوچھا: ''اور جو اسے قبر میں اتارے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟''۔ فرمایا: ''اس پر غسل واجب نہیں ہے وہ تو صرف (کفن کے) لباس کو چھوتا ہے''۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: يَغْتَسِلُ الَّذِي غَسَّلَ الْمَيِّتَ وَإِنْ قَبَّلَ الْمَيِّتَ إِنْسَانٌ بَعْدَ مَوْتِهِ وَهُوَ حَارٌّ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ وَلَكِنْ إِذَا مَسَّهُ وَقَبَّلَهُ وَقَدْ بَرَدَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَمَسَّهُ بَعْدَ الْغُسْلِ وَ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۴

[2] کافی ج ۳ ص ۱۶۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۳

يَقْتُلُهُ.[1]

(ضعیف) ۲۔ ۳۲۲۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، اس نے سہل بن زیاد سے، اس نے احمد بن محمد بن ابونصر سے، اس نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "میت کو غسل دینے والے کو بھی غسل کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی انسان میت کے گرم ہونے کی حالت میں میت کا بوسہ لے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے، لیکن میت کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اسے چھوئے اور چومے تو اس پر غسل واجب ہوگا۔ اور اگر میت کو غسل مل جانے کے بعد اسے چھوئے اور چوم لے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے"۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْقَاسِمِ الصَّيْقَلِ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَيْهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَلِ اغْتَسَلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع حِينَ غَسَّلَ رَسُولَ اللهِ ص عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَجَابَهُ النَّبِيُّ ص طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ وَ لَكِنْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع فَعَلَ وَ جَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ.[2]

(مجہول) ۳۔ ۳۲۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے قاسم صیقل سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام کو خط لکھ کر پوچھا: "میں آپ کے قربان جاؤں! کیا امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی رسول کریم ﷺ کو غسل دینے کے بعد خود غسل کیا فرمایا تھا؟"۔ تو امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: "نبی کریم ﷺ تو پاک و پاکیزہ ہیں مگر امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس کے باوجود ایسا ہی فرمایا اور اسی عمل کی سنت جاری ہے"۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَيِّتِ إِذَا مَسَّهُ الْإِنْسَانُ أَ فِيهِ غُسْلٌ قَالَ فَقَالَ إِذَا مَسِسْتَ جَسَدَهُ حِينَ يَبْرُدُ فَاغْتَسِلْ.[3]



(صحیح) ۴۔ ۳۲۴۔ حسین بن سعید، از نضر بن سوید، از عاصم بن حمید[4] اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی انسان اگر میت کو چھوئے تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟"۔ راوی نے کہا کہ تب امام علیہ السلام نے فرمایا: "جب تم اس میت کو ٹھنڈا ہونے کے بعد مس کرو تو پھر غسل کرو"۔

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا قُطِعَ مِنَ الرَّجُلِ قِطْعَةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ فَإِذَا مَسَّهُ الْإِنْسَانُ فَكُلُّ مَا كَانَ فِيهِ عَظْمٌ فَقَدْ وَجَبَ عَلَى مَنْ يَمَسُّهُ الْغُسْلُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ عَظْمٌ فَلَا غُسْلَ

---

[1] الکافی ج ۳ ص ۱۶۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۳

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۲

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۲

[4] عاصم بن حمید حناط کوفی۔ ثقہ از اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔

عَلَيْهِ.[1]

(مرسل)۵۔۳۲۵۔ سعد بن عبداللہ، از ایوب بن نوح، از بعض بزرگان، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپؑ نے فرمایا: "جب انسان کے جسم کا کوئی حصہ کٹ کر الگ ہو جائے تو وہ مردار کی طرح ہوتا ہے، پس جب کوئی انسان اسے چھوئے گا تو جس حصہ میں ہڈی ہوگی اس کو چھونے والے پر غسل واجب ہو جائے گا اور اگر اس میں ہڈی نہیں ہوگی تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا"[2]۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: مَسُّ الْمَيِّتِ عِنْدَ مَوْتِهِ وَ بَعْدَ غُسْلِهِ وَ الْقُبْلَةُ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.[3]

(صحیح)۶۔۳۲۶۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے جمیل بن دراج سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "موت کے وقت[4] اور غسل دینے کے بعد میت کو چھونے اور بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

عَنْهُ عَنْ فَضَالَةَ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ بَعْدَ مَوْتِهِ.[5]

(ضعیف)۷۔۳۲۷۔ اسی سے، اس نے فضالہ سے، اس نے سکونی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "رسول کریم نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو مرنے کے بعد چوما تھا"[6]۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَنْ نَحْمِلَهُمَا عَلَى أَنَّ التَّقْبِيلَ إِذَا كَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَبْلَ أَنْ يَبْرُدَ أَوْ بَعْدَ الْغُسْلِ لَمْ يَجِبْ فِيهِ الْغُسْلُ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ فِي خَبَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ وَ ذَلِكَ مُفَصَّلٌ وَ هَذَانِ الْخَبَرَانِ مُجْمَلَانِ وَ الْحُكْمُ بِالْمُفَصَّلِ أَوْلَى مِنْهُ بِالْمُجْمَلِ وَ لَا يُنَافِي ذَلِكَ

تو ان دو حدیثوں کی صورتحال یہ ہے کہ ہم انہیں اس صورت پر محمول کریں گے کہ میت کو بوسہ اس کے مرنے کے بعد لیکن



---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۵

[2] زندہ انسان سے الگ ہونے والے اعضاء مراد ہیں۔

[3] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۴۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۵

[4] یعنی میت کا جسم ٹھنڈا ہونے سے پہلے۔

[5] کافی ج ۱ ص ۱۶۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۵

[6] عثمان بن مظعون ایک پرہیزگار اور عبادت گزار شخصیت تھے۔ ان کی زوجہ کے مطابق قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ ان کی وفات ذی الحجہ ۲ ہجری میں ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر بطور علامت رکھا۔ ایک روایت کے مطابق جب حضرت عثمان بن مظعون کی رحلت ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے رخ سے کفن کا کپڑا ہٹایا اور دو آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیا، پھر کافی دیر گریہ فرمایا اور جب ان کا تابوت اٹھایا گیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: "عثمان! تمہیں خوشخبری ہو کہ تم دنیا سے الگ رہے اور دنیا بھی تم سے الگ رہی"۔ اور جب آنحضرت ﷺ کے فرزند ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے نیک پیشرو عثمان بن مظعون سے ملحق ہو جاؤ"۔ اسی طرح جناب رقیہ کی وفات پر فرمایا: "ہمارے نیک پیشرو (بزرگ) عثمان بن مظعون کے ساتھ ملحق ہو جاؤ"۔

لاش کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے یا پھر غسل دینے کے بعد دیا جائے تو اس وقت غسل واجب نہیں ہوگا، جس کی وضاحت عبداللہ بن سنان والی حدیث میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ جبکہ وہ تفصیلی حدیث تھی اور یہ مجمل اور مختصر احادیث ہیں اور مفصل حدیث کے مطابق حکم لگا، مجمل کے مطابق حکم لگانے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اور درج ذیل وہ حدیث بھی ہمارے اس بیان کے مخالف نہیں ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يَغْتَسِلُ الَّذِي غَسَّلَ الْمَيِّتَ وَ كُلُّ مَنْ مَسَّ مَيِّتاً فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ إِنْ كَانَ الْمَيِّتُ قَدْ غُسِّلَ.[1]

(موثق) ۸۔۳۲۸ جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "میت کو غسل دینے والا بھی غسل کرے گا اور ہر وہ شخص بھی غسل کرے گا جو میت کو مس کرے گا چاہے میت کو غسل دیا بھی جا چکا ہو"۔

لِأَنَّ مَا يَتَضَمَّنُ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ قَوْلِهِ وَ إِنْ كَانَ الْمَيِّتُ قَدْ غُسِّلَ مَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْفَرْضِ وَ الْإِيجَابِ وَ قَدِ اسْتَوْفَيْنَا مَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ وَ فِيهِ كِفَايَةٌ هُنَاكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

تو اس حدیث میں یہ فرمان "چاہے میت کو غسل دیا بھی جا چکا ہو"۔ تو اس صورت میں (غسل دیئے جانے کے بعد میت کو مس کرنے والے پر) غسل کو مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ فرض یا واجب پر نہیں اور اس بارے میں ہم نے اپنی کتاب "تہذیب الاحکام" میں مکمل گفتگو کی ہے اور یہاں کیلئے اتنا ہی کافی ہو رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الصَّفَّارُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنْ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ كَانُوا فِي سَفَرٍ أَحَدُهُمْ جُنُبٌ وَ الثَّانِي مَيِّتٌ وَ الثَّالِثُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ وَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَ مَعَهُمْ مِنَ الْمَاءِ مَا يَكْفِي أَحَدَهُمْ مَنْ يَأْخُذُ الْمَاءَ وَ يَغْتَسِلُ بِهِ وَ كَيْفَ يَصْنَعُونَ قَالَ يَغْتَسِلُ الْجُنُبُ وَ يُدْفَنُ الْمَيِّتُ وَ يَتَيَمَّمُ الَّذِي عَلَيْهِ وُضُوءٌ لِأَنَّ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَرِيضَةٌ وَ غُسْلُ الْمَيِّتِ سُنَّةٌ وَ التَّيَمُّمُ لِلْآخَرِ جَائِزٌ.[2]

(مرسل) ۹۔۳۲۹ لیکن جو حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن صفار نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے ایک آدمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "تین آدمی سفر میں تھے، ایک جنب ہو گیا، دوسرا مر گیا اور تیسرا بغیر وضو کے تھا جبکہ نماز کا وقت بھی ہو گیا تھا لیکن ان کے پاس پانی صرف اتنا تھا کہ صرف ایک غسل کی ضرورت ہی پوری ہو سکتی تھی تو وہ کیا کریں گے؟"۔ فرمایا: "جنابت والا آدمی غسل کرے گا، میت کو ایسے ہی (غسل کے بغیر) دفنا دیا جائے گا اور جس پر وضو فرض تھا وہ تیمم کرے گا۔ کیونکہ غسل جنابت فرض ہے، غسل میت سنت ہے۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۵۶

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۴

اور تیسرے کیلئے تیمم جائز ہو جائے گا"[1]۔

فَمَا تَضَمَّنَ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ أَنَّ غُسْلَ الْمَيِّتِ سُنَّةٌ لَا يَعْتَرِضُ مَا قُلْنَاهُ مِنْ وُجُوهٍ أَحَدُهَا أَنَّ هَذَا الْخَبَرَ مُرْسَلٌ لِأَنَّ ابْنَ أَبِي نَجْرَانَ قَالَ عَنْ رَجُلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْ هُوَ وَلَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ غَيْرَ مَوْثُوقٍ بِهِ وَلَوْ سُلِّمَ لَكَانَ الْمُرَادُ فِي إِضَافَةِ هَذَا الْغُسْلِ إِلَى السُّنَّةِ أَنَّ فَرْضَهُ عُرِفَ مِنْ جِهَةِ السُّنَّةِ لِأَنَّ الْقُرْآنَ لَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ وَإِنَّمَا عَلِمْنَاهُ بِالسُّنَّةِ وَقَدْ قَدَّمْنَا فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ رِوَايَةً أَنَّ فِي الْأَغْسَالِ ثَلَاثَةَ فُرُوضٍ مِنْهَا غُسْلُ الْمَيِّتِ.

تو اس حدیث میں جو یہ جملہ آیا ہے کہ "غسل میت سنت ہے" یہ کئی لحاظ سے ہمارے بیان سے متصادم نہیں ہے۔ ایک: یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابن ابی بحران نے کسی (نامعلوم) آدمی سے روایت نقل کی ہے اور یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ کون ہے اس لیے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ غیر موثق آدمی ہو۔ دو: بفرض تسلیم، اس نے حدیث میں غسل کو سنت کی طرف منسوب کرنے میں سنت سے مراد یہ ہو گی کہ اس غسل کے وجوب کا علم کتاب (یعنی قرآن مجید) سے نہیں بلکہ سنت (یعنی احادیث) کے ذریعہ سے ہوا ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ نہیں پایا جاتا بلکہ ہم نے اسے سنت کے ذریعہ سے ہی جانا ہے۔ کیونکہ ہم نے غسل کے پہلے باب میں ہی اس بارے میں حدیث پیش کر دی تھی کہ غسل تین فرض ہیں جن میں سے ایک غسل میت بھی تھا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ التَّفْلِيسِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ؑ عَنْ مَيِّتٍ وَجُنُبٍ اجْتَمَعَا وَمَعَهُمَا مِنَ الْمَاءِ مَا يَكْفِي أَحَدَهُمَا أَيُّهُمَا يَغْتَسِلُ قَالَ إِذَا اجْتَمَعَتْ سُنَّةٌ وَفَرِيضَةٌ بُدِئَ بِالْفَرْضِ.[2]

(مجہول) ۱۰۳۳۰۔ جبکہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حسن بن علی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن تفلیسی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کسی جگہ میت اور جنب آدمی اکٹھے ہو گئے لیکن ان کے پاس پانی صرف ایک کی ضروریات کیلئے ہی تھا تو ان میں سے کس کو غسل کرنا چاہیے؟"۔ فرمایا: "جب سنت اور فرض ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو فرض سے شروع کیا جائے"۔



[1] یہ مسئلہ اتفاقی ہے۔ پانی پر سب کا برابر حق ہے مگر صحیح نظریہ یہ ہے کہ اسے جنب والے آدمی سے مخصوص کیا جائے اس لئے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے کے لئے، قرآن مجید کی تحریر کو چھونے کے لئے، واجب سجدوں والی سورتیں پڑھنے کے لئے، مسجدوں میں کوئی چیز رکھنے کے لئے، قرآن مجید کی ستر آیتوں سے زیادہ کی تلاوت کی کراہت اور بعض کے نزدیک حرمت کو دور کرنے کے لئے مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونے کے لئے اور دیگر امور کے لئے اس پر غسل کرنا واجب ہے جبکہ باقی بلا وضو افراد کے لئے قرآن مجید کی تحریر کو چھونے کے علاوہ اور کوئی چیز حرام نہیں ہے نیز غسل میت بھی واجب تو ہے مگر از روئے سنت ہے قرآن مجید میں عائد کردہ فریضہ نہیں ہے۔ البتہ اسی باب کی بارہویں حدیث کو اس صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ پانی مردہ اور زندہ افراد کے درمیان مشترک ہو تو جب آدمی اپنے حصہ کا پانی غسل میت کے لئے دے دے جبکہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایہ میں غسل کے لئے جنب کو اولیت دی ہے۔ جبکہ الخلاف میں فرمایا: "اگر پانی کسی ایک کی ملکیت ہے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے لیکن اگر کسی کی خاص ملکیت نہیں ہے تو پھر انہیں اختیار ہے جس کے ساتھ خاص کریں البتہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ جنب آدمی کے ساتھ خاص کریں"۔

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۵

عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ النَّضْرِ الْأَرْمَنِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع عَنِ الْقَوْمِ يَكُونُونَ فِي السَّفَرِ فَيَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ وَ مَعَهُمْ جُنُبٌ وَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَلِيلٌ قَدْرَ مَا يَكْفِي أَحَدَهُمَا أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِهِ قَالَ يَغْتَسِلُ الْجُنُبُ وَ يُتْرَكُ الْمَيِّتُ لِأَنَّ هَذَا فَرِيضَةٌ وَ هَذَا سُنَّةٌ.[1]

(مجہول) ۱۱۔۳۳۱۔ نیز اسی سے، اس نے حسن بن نضر ارمنی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک گروہ سفر پر تھا، ان میں سے ایک آدمی مر گیا، ایک ساتھی جنب تھا مگر ان کے پاس اتنا تھوڑا پانی تھا جو کسی ایک کیلئے کفایت کرتا تھا تو ان میں سے کون غسل شروع کرے گا؟''۔ فرمایا: ''جنابت والا غسل کرے گا اور میت کو چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ وہ فریضہ ہے اور یہ سنت ہے''۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ مَا قَدَّمْنَاهُ فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ سَوَاءً عَلَى أَنَّهُ رُوِيَ أَنَّهُ إِذَا اجْتَمَعَ الْمَيِّتُ وَ الْجُنُبُ غُسِّلَ الْمَيِّتُ وَ يَتَيَمَّمُ الْجُنُبُ.

تو ان دونوں حدیثوں کی وہی پہلے والی صورتحال ہے بلکہ ان میں تو یہ مروی تھا کہ اگر میت اور مجنب آدمی اکٹھے ہو جائیں تو میت کو غسل دیا جائے گا اور جنب آدمی تیمم کرے گا۔

رَوَى ذَلِكَ- عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاسَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الْجُنُبُ وَ الْمَيِّتُ يَتَّفِقَانِ فِي مَكَانٍ لَا يَكُونُ الْمَاءُ إِلَّا بِقَدْرِ مَا يَكْتَفِي بِهِ أَحَدُهُمَا أَيُّهُمَا أَوْلَى أَنْ يَجْعَلَ الْمَاءَ لَهُ قَالَ يَتَيَمَّمُ الْجُنُبُ وَ يُغَسَّلُ الْمَيِّتُ بِالْمَاءِ.[2]

(مرسل) ۱۲۔۳۳۲۔ اس روایت کو بیان کیا ہے علی بن محمد قاسانی نے محمد بن علی سے، اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''جنابت والا آدمی اور میت کسی ایسی جگہ اکٹھے ہو جائیں جہاں پانی صرف اتنا ہو کہ کسی ایک کیلئے ہی پورا ہو سکتا ہو تو پانی کو کس کیلئے مخصوص کرنا بہتر رہے گا؟''۔ فرمایا: ''جنابت والا تیمم کرے گا اور میت کو پانی سے غسل دیا جائے گا''۔



وَ الْوَجْهُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا أَنْ يَكُونَ عَلَى التَّخْيِيرِ لِأَنَّهُمَا جَمِيعاً وَاجِبَانِ فَأَيُّهُمَا غُسِّلَ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْمَاءِ كَانَ ذَلِكَ جَائِزاً.

تو ان احادیث کو جمع کرنے کی یہ کیفیت ہو گی کہ ان کو اختیاری صورت دے دی جائے، کیونکہ یہ دونوں ہی واجب ہیں پس جس کو بھی اپنے پاس موجود پانی سے غسل دے گا جائز ہو گا۔

[1] تہذیب الاحکام ج۱ص۱۱۵

[2] تہذیب الاحکام ج۱ص۱۱۵

## باب نمبر ۶۱: مستحب غسل

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَخِيهِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ؑ عَنِ الْغُسْلِ فِي الْجُمُعَةِ وَ الْأَضْحَى وَ الْفِطْرِ قَالَ سُنَّةٌ لَيْسَ [illegible] بِفَرِيضَةٍ[1]

(صحیح) ۱۔۳۳۳۔ مجھے خبر دی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن علی بن یقطین سے، اس نے اپنے بھائی حسین سے، اس نے علی بن یقطین سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جمعہ، عید الاضحی اور عید الفطر کے دن غسل کے بارے میں پوچھا تو امام نے فرمایا: "وہ سنت ہیں فریضہ نہیں ہیں"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ غُسْلِ الْجُمُعَةِ قَالَ سُنَّةٌ فِي السَّفَرِ وَ الْحَضَرِ إِلَّا أَنْ يَخَافَ الْمُسَافِرُ عَلَى نَفْسِهِ الْقُرَّ[2]

(صحیح) ۲۔۳۳۴۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از سعد بن عبد اللہ، از یعقوب بن یزید، از محمد بن ابی عمیر، از عمر بن اذینہ، از زرارہ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جمعہ کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "سفر اور حضر دونوں صورتوں میں سنت ہے مگر یہ کہ مسافر کو شدید ٹھنڈ لگنے کا خطرہ ہو (تو پھر رخصت ہے)"

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ؑ عَنْ غُسْلِ الْعِيدَيْنِ أَ وَاجِبٌ هُوَ قَالَ هُوَ سُنَّةٌ قُلْتُ فَالْجُمُعَةُ فَقَالَ هُوَ سُنَّةٌ.[3]

(ضعیف) ۳۔۳۳۵۔ انہی اسناد کے ساتھ از سعد بن عبد اللہ، از احمد بن محمد[4]، از قاسم، از علی[5] اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق



علیہ السلام سے پوچھا: "پھر جمعہ (کا غسل)؟"۔ تو فرمایا: "وہ بھی مستحب ہے"۔

فَأَمَّا مَا رُوِيَ مِنْ أَنَّ غُسْلَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ وَ أُطْلِقَ عَلَيْهِ لَفْظُ الْوُجُوبِ فَالْمَعْنَى فِيهِ تَأْكِيدُ السُّنَّةِ وَ شِدَّةُ الِاسْتِحْبَابِ فِيهِ وَ ذَلِكَ يُعَبَّرُ عَنْهُ بِلَفْظِ الْوُجُوبِ فَمِنْ ذَلِكَ

البتہ جن احادیث میں آیا ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے اور اس کیلئے وجوب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو ان میں وجوب سے مراد سنت

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۷

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۷

[4] احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری۔ یہ راوی قاسم بن محمد سے براہ راست روایت نہیں کرتا بلکہ ایک واسطے سے نقل کرتا ہے بظاہر یہ واسطہ یہاں ساقط ہے۔

[5] علی ابن ابو حمزہ مراد ہے۔

مؤکدہ اور سخت مستحب ہے اسی وجہ سے اس کیلئے وجوب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہے:

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ ذَكَرٍ وَ أُنْثَى مِنْ عَبْدٍ وَ حُرٍّ.[1]

(حسن) ۴-۳۳۶- وہ روایت ہے جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے غسل جمعہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "ہر مرد، عورت، آزاد اور غلام پر واجب ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا ع عَنْ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ ذَكَرٍ وَ أُنْثَى مِنْ حُرٍّ وَ عَبْدٍ.[2]

(مجہول) ۵-۳۳۷- انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن یعقوب، از علی بن محمد، از سہیل بن زیاد، از احمد بن محمد بن ابو نصر، از محمد بن عبداللہ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے غسل جمعہ کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "ہر مرد و عورت اور آزاد و غلام پر واجب ہے"۔[3]

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَنْسَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى صَلَّى قَالَ إِنْ كَانَ فِي وَقْتٍ فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ وَ يُعِيدَ الصَّلَاةَ وَ إِنْ مَضَى الْوَقْتُ فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهُ.[4]

(موثق) ۶-۳۳۸- مگر وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن حسن بن علی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی آدمی جمعہ کے دن کا غسل بھول جائے حتیٰ کہ نماز بھی پڑھ لے (تو کیا حکم ہے؟)"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "اگر وقت باقی ہے تو اسے غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھنا چاہیے لیکن اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی نماز جائز اور صحیح ہوگی"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْفَرْضِ وَ الْإِيجَابِ وَ كَذَلِكَ مَا رُوِيَ فِي قَضَاءِ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنَ الْغَدِ وَ تَقْدِيمِهِ يَوْمَ الْخَمِيسِ إِذَا خِيفَ الْفَوْتُ الْوَجْهُ فِيهِ الِاسْتِحْبَابُ.

تو اس حدیث کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اس عمل کو مستحب ہونے پر محمول کریں گے۔ فرض اور واجب ہونے پر نہیں۔ اور اسی طرح اس روایت کو بھی جس میں ذکر ہوا ہے کہ روز جمعہ کے غسل کی قضا دوسرے دن بھی بجالائی جاسکتی ہے یا اگر جمعہ کے دن غسل کے



[1] کافی ج ۳ ص ۴۱، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۶

[2] کافی ج ۳ ص ۴۱، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۶

[3] واضح رہے کہ احادیث میں واجب کا معنی اصطلاحی واجب سے ہٹ کر ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۸

چھوٹ جانے کا خطرہ ہو تو جمعرات کے دن پیشگی غسل بھی کیا جا سکتا ہے، تو اس کی کیفیت بھی مستحب والی ہی ہوگی۔

رَوَى مَا ذَكَرْنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَدَعُ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ نَاسِياً أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَالَ إِنْ كَانَ نَاسِياً فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَإِنْ كَانَ مُتَعَمِّداً فَالْغُسْلُ أَحَبُّ إِلَيَّ فَإِنْ هُوَ فَعَلَ فَلْيَسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَلَا يَعُودُ[1]

(حسن) ۷۔۳۳۹۔ ہمارا مذکورہ بیان اس روایت کے مطابق ہے جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے محمد بن سہل سے، اس نے اپنے باپ سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی جمعہ کے دن کا غسل جانے یا انجانے میں چھوڑ دیتا ہے (تو کیا حکم ہے؟)“ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر وہ بھول گیا تھا تو اس کی نماز کامل ہوگی اور اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو غسل کرنا مجھے بہت پسند[2] ہے پس اگر ایسا کیا ہے تو اللہ سے معافی مانگے اور پھر ایسا نہ کرے“۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الصَّفَّارُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ لَا يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ قَالَ يَقْضِيهِ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَقْضِهِ يَوْمَ السَّبْتِ.[3]

(مجہول) ۸۔۳۴۰۔ محمد بن حسن صفار، از یعقوب بن یزید، از ابن ابی عمیر، از جعفر بن عثمان، از سماعہ بن مہران اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کوئی آدمی جمعہ کے دن پہلے پہر غسل نہ کرے تو (کیا ہوگا)؟“۔ فرمایا: ”پچھلے پہر اس کی قضا بجالائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر ہفتہ والے دن اس کی قضا بجالائے“۔

وَقَدِ اسْتَوْفَيْنَا مَا يَتَعَلَّقُ بِهَذَا الْبَابِ فِي كِتَابِنَا تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ.

اور اس باب سے متعلق ہم نے اپنی کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں تمام احادیث ذکر کر دی ہیں۔



1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۸

2 یعنی جس غسل کو اس نے چھوڑ دیا ہے اس کی قضا بجالانا ہے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ لیکن اگر اس نے چھوڑ بھی دیا ہے تو اس کا تدارک استغفار سے کرے اور جمعہ کے دن غسل کو ترک کرنے کی عادت نہ بنائے یا یہ کہ جمعہ کے دن اگر اس سے غسل چھوٹ بھی گیا ہے تو ہفتہ کے دن اس کی قضا بجالانا ترک نہ کرے۔

3 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۸

# جنابت اور اس کے احکام

## باب نمبر ۶۲: منی نکلنے سے ہر حال میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْمُفَخِّذِ أَ عَلَيْهِ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا أَنْزَلَ.[1]

(حسن) ۱۔۳۴۱۔ مجھے خبر بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے حلبی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا رانوں میں صحبت کرنے والے پر بھی غسل واجب ہے؟"۔ فرمایا: "اگر انزال ہو جائے تو جی ہاں"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَلْعَبُ مَعَ الْمَرْأَةِ وَ يُقَبِّلُهَا فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَنِيُّ فَمَا عَلَيْهِ قَالَ إِذَا جَاءَتِ الشَّهْوَةُ وَ دَفَعَ وَ فَتَرَ لِخُرُوجِهِ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ إِنْ كَانَ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ لَمْ يَجِدْ لَهُ فَتْرَةً وَ لَا شَهْوَةً فَلَا بَأْسَ.[2]

(صحیح) ۲۔۳۴۲۔ البتہ وہ روایت جسے علی بن جعفر نے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی اپنی بیوی سے کھیلتا ہے اور اسے بوسہ دیتا ہے جس سے اس کی منی نکل آتی ہے تو اس کا فریضہ کیا ہے؟"۔ فرمایا: "اگر شہوت آئے اور منی اچھل کر نکلے اور اس کے نکلنے سے اس کا جسم ڈھیلا پڑ جائے تو اس پر غسل واجب ہے، اور اگر ایسی صورتحال ہو کہ اس میں کوئی چیز تو خارج ہو مگر شہوت اور تناؤ کے بعد ڈھیلا پن نہ آئے تو کچھ بھی نہیں"[3]۔

فَلَا يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَنَّ خُرُوجَ الْمَنِيِّ يُوجِبُ الْغُسْلَ عَلَى كُلِّ حَالٍ لِأَنَّ قَوْلَهُ ع إِنْ كَانَ هُوَ شَيْءٌ لَمْ يَجِدْ لَهُ فَتْرَةً وَ لَا شَهْوَةً فَلَا بَأْسَ مَعْنَاهُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْخَارِجُ مَنِيّاً لِأَنَّ الْمُسْتَبْعَدَ فِي الْعَادَةِ وَ الطَّبَائِعِ أَنْ يَخْرُجَ الْمَنِيُّ مِنَ الْإِنْسَانِ وَ

---

[1] کافی ج ۳ ص ۴۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۴

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۶

[3] فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر یقین ہو جائے کہ خارج ہونے والی رطوبت منی ہے تو غسل واجب ہے چاہے حدیث میں بیان ہونے والی صفات مثلاً شہوت کے ساتھ آنا اور ڈھیلا پن آنا وغیرہ

لَا يَجِدُ لَهُ شَهْوَةً وَ لَا لَذَّةً وَ إِنَّمَا أَرَادَ بِهِ إِذَا اشْتَبَهَ عَلَى الْإِنْسَانِ فَاعْتَقَدَ أَنَّهُ مَنِيٌّ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْحَقِيقَةِ مَنِيّاً يَعْتَبِرُهُ بِوُجُودِ الشَّهْوَةِ مِنْ نَفْسِهِ فَإِذَا وَجَدَ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ فَإِذَا لَمْ يَجِدْ عَلِمَ أَنَّ الْخَارِجَ مِنْهُ لَيْسَ بِمَنِيٍّ.

تو یہ حدیث اس گزشتہ روایت کے مخالف نہیں ہے کہ ہر صورت منی کا خارج ہونا غسل کا باعث بنتا ہے، کیونکہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے کہ "اگر ایسی صورتحال ہو کہ اس میں کوئی چیز خارج تو ہو مگر شہوت اور جسم کا تناؤ کے بعد ڈھیلا پن نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے"۔ تو اس جملہ کا معنی یہ ہوگا کہ اگر خارج ہونے والی رطوبت منی نہ ہو کیونکہ انسانی عادت اور طبیعت کے لحاظ سے یہ بعید ہے کہ انسان سے منی تو خارج ہو لیکن اسے شہوت اور لذت حاصل نہ ہو۔ پس امام علیہ السلام کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان پر مشتبہ ہو جائے کہ کیسی رطوبت ہے اور وہ اسے منی سمجھے جبکہ وہ در حقیقت منی نہ ہو تو اس کی تحقیق شہوت کے پائے جانے کی صورت میں کرے گا پس اگر شہوت حاصل ہوگی تو اس پر غسل واجب ہوگا اور اگر شہوت حاصل نہیں ہوگی تو اسے یقین ہونا چاہیے کہ خارج ہونے والی رطوبت منی نہیں ہے۔

## باب نمبر ۶۳: عورت پر بھی انزال ہونے کی صورت میں ہر حال میں غسل واجب ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي الْمَنَامِ فِي فَرْجِهَا حَتَّى تُنْزِلَ قَالَ تَغْتَسِلُ.[1]

(صحیح) ۱۔ ۳۴۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن محبوب سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کا مرد اس کے فرج میں اس کے ساتھ ہمبستری کر رہا ہے حتی کہ اسے انزال ہو جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "وہ غسل کرے"۔

وَ عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُدَيْمِ بْنِ الْحُرِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ أَ عَلَيْهَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ وَ لَا تُحَدِّثُوهُنَّ فَيَتَّخِذْنَهُ عِلَّةً.[2]

(صحیح) ۲۔ ۳۴۴۔ انہی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے ادیم بن الحر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی عورت مرد وں



[1] کافی ج ۳ ص ۴۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۹

[2] کافی ج ۳ ص ۴۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۶

والے خواب دیکھے تو کیا اس پر غسل ہوگا؟"۔ فرمایا: "جی ہاں لیکن عورتوں کو نہیں کہنا ورنہ وہ اسے عادت بنالیں گی"۔[1]

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ الطَّائِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ تَلْزَمُنِي الْمَرْأَةُ أَوِ الْجَارِيَةُ مِنْ خَلْفِي وَ أَنَا مُتَّكِئٌ عَلَى جَنْبٍ فَتَتَحَرَّكُ عَلَى ظَهْرِي فَتَأْتِيهَا الشَّهْوَةُ وَ تُنْزِلُ الْمَاءَ أَ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمْ لَا قَالَ نَعَمْ إِذَا جَاءَتِ الشَّهْوَةُ وَ أَنْزَلَتِ الْمَاءَ وَجَبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ.[2]

(مجہول) ۳۔۳۴۵۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے محمد بن عبد الحمید طائی سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن فضیل نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "میں پہلو کے بل ٹیک لگائے ہوئے تھا کہ پیچھے سے میری بیوی یا لونڈی آکر مجھ سے چمٹ گئی اور میری پشت پر وہ حرکت کرنے لگی تو اسے شہوت آگئی اور اس سے رطوبت نکلی تو کیا اس پر غسل ہوگا یا نہیں؟"۔ فرمایا: "جی ہاں! جب شہوت آجائے اور رطوبت باہر نکلے تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شَاذَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْداً صَالِحاً عَنْ رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَ امْرَأَتِهِ أَوْ جَارِيَتِهِ يَعْبَثُ بِهَا حَتَّى أَنْزَلَتْ أَ عَلَيْهَا غُسْلٌ أَمْ لَا قَالَ أَ لَيْسَ قَدْ أَنْزَلَتْ مِنْ شَهْوَةٍ قُلْتُ بَلَى قَالَ عَلَيْهَا غُسْلٌ.[3]

(مجہول) ۴۔۳۴۶۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از صفار، از احمد بن محمد، از شاذان، از یحییٰ بن ابو طلحہ، اور اس نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے پوچھا: "کوئی آدمی اگر اپنی بیوی یا لونڈی کی اندام نہانی کو چھوئے اور اسے اتنا مسلے کہ عورت کو انزال ہو جائے تو کیا اس عورت پر غسل ہوگا یا نہیں؟"۔ فرمایا: "تو اسے شہوت کے ساتھ انزال نہیں ہوا کیا؟"۔ (راوی کہتا ہے) میں نے کہا: "جی ہوا ہے"۔ فرمایا: "اس پر غسل واجب ہے"۔



وَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَوْدِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا أَمْنَتِ الْمَرْأَةُ وَ الْأَمَةُ مِنْ شَهْوَةٍ جَامَعَهَا الرَّجُلُ أَوْ لَمْ يُجَامِعْهَا فِي نَوْمٍ كَانَتْ أَوْ فِي يَقَظَةٍ فَإِنَّ عَلَيْهَا الْغُسْلَ.[4]

(موثق) ۵۔۳۴۷۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس

---

[1] یعنی ان چیزوں کا تذکرہ عورتوں سے مت کرو تاکہ سوتے وقت ان کے ذہن میں ایسی باتیں نہ آئیں اور وہ بھی ان انزال کے اسباب کے متعلق سوچیں اور پھر نیند میں انہیں احتلام ہو جائے۔ اس لئے کہ احتلام کے اسباب عام طور پر وہی خیالات ہوتے ہیں جو سونے سے پہلے ذہن میں آتے ہیں۔
کافی ج ۳ ص ۴۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۹

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۸

نے احمد بن حسین بن عبدالمالک الاودی (یا ازدی) سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: ''جب بھی کسی عورت یا لونڈی سے منی خارج ہو چاہے مرد اس سے ہمبستری کرے یا نہ کرے چاہے نیند میں نکلے یا بیداری میں اس پر غسل واجب ہو گا''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الرَّجُلُ يَضَعُ ذَكَرَهُ عَلَى فَرْجِ الْمَرْأَةِ فَيُمْنِي أَعَلَيْهَا غُسْلٌ فَقَالَ إِنْ أَصَابَهَا مِنَ الْمَاءِ شَيْءٌ فَلْتَغْسِلْهُ وَ لَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُدْخِلَهُ قُلْتُ فَإِنْ أَمْنَتْ هِيَ وَ لَمْ يُدْخِلْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ.[1]

(صحیح) ۶۔۳۴۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے عمر بن یزید سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی اگر اپنے آلہ تناسل کو عورت کی اندام نہانی پر رکھے پھر اس سے منی نکل آئے تو کیا عورت پر بھی غسل واجب ہو گا؟''۔ فرمایا: ''اگر مرد (کے منی) کا پانی عورت کو لگ گیا ہو تو اسے دھو لینا چاہیے اس کے علاوہ اس پر کچھ بھی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس میں دخول کر دے''۔ (راوی کہتا ہے) میں نے پھر پوچھا: ''اور اگر عورت سے منی نکل آئے لیکن مرد نے دخول نہ کیا ہو پھر؟''۔ فرمایا: ''اس پر غسل نہیں ہو گا''۔

وَ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ فِي كِتَابِ الْمَشِيخَةِ بِلَفْظٍ آخَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: اغْتَسَلْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْمَدِينَةِ وَ لَبِسْتُ ثِيَابِي وَ تَطَيَّبْتُ فَمَرَّتْ بِي وَصِيفَةٌ فَفَخَذْتُ لَهَا فَأَمْذَيْتُ أَنَا وَ أَمْنَتْ هِيَ فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ ضِيقٌ فَسَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ وُضُوءٌ وَ لَا عَلَيْهَا غُسْلٌ.[2]



(مرسل) ۷۔۳۴۹۔ اسی[3] حدیث کو نقل کیا ہے حسن بن محبوب نے اپنی کتاب ''المشیخہ'' میں مختلف الفاظ کے ساتھ اور وہ بھی عمر بن یزید سے کہ اس نے کہا: ''میں نے جمعہ کے مدینہ میں غسل کیا کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی اور میرے پاس سے میری لونڈی گزری تو میں نے اسے دبوچ لیا جس سے میری مذی اور اس کی منی نکل آئی جس کی وجہ سے میں کبیدہ خاطر ہوا پھر میں نے اس بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا''۔ تو فرمایا: ''نہ تمہارے اوپر وضو ہے اور نہ اس پر غسل ہے''

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۷

[3] بظاہر لگتا یہی ہے کہ یہاں کچھ الفاظ میں غلطی ہو گئی ہے اور صحیح جملہ یوں ہونا چاہیے ''اس جیسی حدیث کو نقل کیا ہے'' اور مثل کا لفظ کاتب سے رہ گیا ہے۔ ورنہ دونوں حدیثوں میں واضح فرق ہے۔ پہلی حدیث میں کل مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر مرد اپنا آلہ تناسل عورت کی اندام نہانی پر رکھے اور اس کی منی نکل آئے تو کیا عورت پر بھی کوئی غسل وغیرہ واجب ہے؟۔ تو امام نے جواب میں فرمایا کہ اگر اسے مرد کی منی لگی ہو تو اس پر اس جگہ کو دھونا واجب ہو گا اور دخول کے بغیر عورت پر غسل واجب نہیں ہے۔ اس لئے دونوں حدیثوں میں واضح طور پر فرق ہے۔ علی اکبر غفاری۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ السَّامِعُ قَدْ وَهَمَ فِي سَمَاعِهِ وَ أَنَّهُ إِنَّمَا قَالَ أَمْذَتْ فَتَوَهَّمَ لَهُ أَمْنَتْ فَرَوَاهُ عَلَى مَا ظَنَّ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَجَابَهُ ع عَلَى حَسَبِ مَا ظَهَرَ لَهُ فِي الْحَالِ مِنْهُ وَ عَلِمَ أَنَّهُ اعْتَقَدَ فِي جَارِيَتِهِ أَنَّهَا أَمْنَتْ وَ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ فَأَجَابَهُ ع عَلَى مَا يَقْتَضِيهِ الْحُكْمُ لَا عَلَى اعْتِقَادِهِ.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ سننے والے کو حدیث سننے میں وہم اور غلطی ہوئی ہوگی اور پوچھنے والے نے یہ کہا ہوگا کہ اس عورت یا لونڈی سے مذی خارج ہوئی جبکہ اس نے سمجھا ہوگا کہ اس نے کہا ہے کہ منی خارج ہوئی تو اس نے اپنے گمان اور سوچ کے مطابق حدیث روایت کروی ہوگی۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ امام علیہ السلام نے سائل کی حالت اور کیفیت کے مطابق جواب دیا ہو اور امام علیہ السلام کو معلوم ہو کہ وہ اپنی لونڈی کے بارے میں یہ سمجھ رہا ہے کہ اس سے منی خارج ہوئی ہے جبکہ ایسا ہوا نہیں۔ تو امامؑ نے اسے اصلی حکم کے تقاضوں کے مطابق جواب دیا ہو اس کی سوچ کے مطابق نہیں۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع كَيْفَ جُعِلَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا رَأَتْ فِي النَّوْمِ أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا الْغُسْلُ وَ لَمْ يُجْعَلْ عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا جَامَعَهَا دُونَ الْفَرْجِ فِي الْيَقَظَةِ فَأَمْنَتْ قَالَ لِأَنَّهَا رَأَتْ فِي مَنَامِهَا أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا فَوَجَبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَ الْآخَرُ إِنَّمَا جَامَعَهَا دُونَ الْفَرْجِ فَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا الْغُسْلُ لِأَنَّهُ لَمْ يُدْخِلْهُ وَ لَوْ كَانَ أَدْخَلَهُ فِي الْيَقَظَةِ لَوَجَبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمْنَتْ أَوْ لَمْ تُمْنِ.[1]

(صحیح) ۱/۵۰۳۔ لیکن وہ روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے علاء بن رزین سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "کیا وجہ ہے کہ جب کوئی عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے تو اس پر غسل واجب کیا گیا لیکن جب بیداری کی حالت میں مرد اس کی اندام نہانی کے علاوہ ہمبستری کرتا ہے جس سے اس کی منی نکل آتی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں کیا گیا؟"۔ فرمایا: "اس لئے کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے تو اس پر غسل واجب ہو گیا جبکہ دوسری صورت میں اس کی اندام نہانی میں جماع نہیں کیا تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے دخول انجام نہیں دیا۔ اور اگر وہ مرد بیداری کی حالت میں دخول کرتا تو اس عورت پر غسل واجب ہو جاتا چاہے اس سے منی باہر نکلتی یا نہ نکلتی"۔



فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ وَ مَا ذَكَرْنَاهُ فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ سَوَاءٌ.

تو اس کی کیفیت اور پچھلی حدیث میں مذکورہ صورتحال ایک جیسی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْمَرْأَةُ تَحْتَلِمُ فِي الْمَنَامِ فَتُهَرِيقُ الْمَاءَ الْأَعْظَمَ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ.[2]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۸

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۹

(صحیح) ۹۔ ۳۵۱۔ مگر وہ حدیث جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "عورت کو اگر خواب میں احتلام ہو جائے اور اس سے بہت ساری رطوبت خارج ہو تو؟"۔ فرمایا: "اس پر غسل نہیں ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هٰذَا الْخَبَرِ أَنَّهَا إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ الْأَعْظَمَ فِي حَالِ مَنَامِهَا فَإِذَا انْتَبَهَتْ لَمْ تَرَ شَيْئاً فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ۔

تو اس حدیث کی کیفیت یہ ہو گی کہ یہ حکم اس صورت میں ہو گا کہ جب وہ نیند کی حالت میں بہت سارا پانی (رطوبت) دیکھے اور جب وہ بیدار ہو تو کچھ بھی نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہو گا۔ اس وضاحت پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي الْمَنَامِ مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ إِنْ أَنْزَلَتْ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ تُنْزِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ۔[1]

(صحیح) ۱۰۔ ۳۵۲۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے حلبی سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر عورت نیند میں مردوں جیسے (ہمبستری والے) خواب دیکھے (تو کیا حکم ہے)؟" فرمایا: "اگر اسے انزال ہو تو اس پر غسل واجب ہو گا اور اگر اس سے منی خارج نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہو گا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الصَّفَّارُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ نُوحِ بْنِ شُعَيْبٍ عَمَّنْ رَوَاهُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ مِنْ جَنَابَتِهَا إِذَا لَمْ يَأْتِهَا الرَّجُلُ قَالَ لَا وَأَيُّكُمْ يَرْضَى أَنْ يَرَى أَوْ يَصْبِرَ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ يَرَى ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ أَوْ أُمَّهُ أَوْ زَوْجَتَهُ أَوْ وَاحِدَةً مِنْ قَرَابَتِهِ قَائِمَةً تَغْتَسِلُ فَيَقُولُ مَا لَكِ فَتَقُولُ احْتَلَمْتُ وَلَيْسَ لَهَا بَعْلٌ ثُمَّ قَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْهِنَّ ذَاكَ وَقَدْ وَضَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ عَلَيْكُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا وَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ لَهُنَّ۔[2]

(مرسل) ۱۱۔ ۳۵۳۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے صفار نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے نوح بن شعیب سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے، اس نے عبید بن زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "کیا مرد سے ہمبستری کے بغیر عورت پر بھی غسل جنابت واجب ہوتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں! تم میں سے کوئی ہے ایسا جو اپنی بیٹی، بہن، ماں یا بیوی یا اپنی کسی رشتہ دار عورت کو کھڑے غسل کرتا ہوا دیکھ کر راضی ہو یا صبر کرلے اور اس سے پوچھے کہ ہوا کیا ہے اور وہ بولے کہ مجھے احتلام ہوا ہے حالانکہ اس کا شوہر بھی (اس کے پاس) نہ ہو؟" پھر فرمایا: "نہیں عورتوں پر اس سے کوئی غسل واجب نہیں ہوتا۔"

---

[1] کافی ج ۳ ص ۴۸۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۹۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۰

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۰

جبکہ اللہ نے تمہارے لیے لذت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا" (اور اگر تم جنب ہو جاؤ تو (غسل کے ساتھ) پاک ہو جاؤ) جبکہ اللہ نے عورتوں کیلئے یہ حکم نہیں فرمایا"۔[1]

فَهَذَا خَبَرٌ مُرْسَلٌ لَا يُعَارَضُ بِهِ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْوَجْهُ فِيهِ مَا قُلْنَاهُ فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ سَوَاءً وَ يَزِيدُ ذَلِكَ بَيَاناً.

تو یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں گزشتہ احادیث سے اختلاف کی صلاحیت نہیں ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس میں بھی وہی کیفیت پائی جاتی ہو جیسی ہم نے اس باب کی پہلی حدیث میں بیان کیا تھا۔ اور ہمارے بیان کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَعْدٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا ع عَنِ الرَّجُلِ يَلْمِسُ فَرْجَ جَارِيَتِهِ حَتَّى تُنْزِلَ الْمَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُبَاشِرَ يَعْبَثُ بِهَا بِيَدِهِ حَتَّى تُنْزِلَ قَالَ إِذَا أَنْزَلَتْ مِنْ شَهْوَةٍ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ.[2]

(صحیح) ۱۲۔ ۳۵۴۔ جسے روایت کی ہے احمد بن محمد نے اسماعیل بن سعد اشعری سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی اپنی لونڈی کی اندام نہانی کو ہاتھ لگاتا ہے اور اس سے اتنا کھیلتا رہتا ہے کہ اس سے مباشرت کے بغیر ہی اس لونڈی سے منی خارج ہو جاتی ہے (تو کیا حکم ہے)؟"۔ فرمایا: "اگر اس لونڈی کو شہوت کے ساتھ انزال ہوا ہے تو اس پر غسل واجب ہو گا"۔

وَ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا ع عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ الْمَرْأَةَ فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ فَتُنْزِلُ الْمَرْأَةُ هَلْ عَلَيْهَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ.[3]

(صحیح) ۱۳۔ ۳۵۵۔ اس سے، اس نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ اندام نہانی کے علاوہ (مثلاً رانوں میں) مصاجبت کرتا ہے اور عورت کو انزال ہو جاتا ہے تو کیا اس سے عورت پر غسل واجب ہو گا؟"۔ فرمایا: "جی ہاں!"۔



الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا فَتُنْزِلُ أَ عَلَيْهَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ.[4]

(صحیح) ۱۴۔ ۳۵۶۔ حسین بن سعید از محمد بن اسماعیل بن بزیع اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "اگر عورت کوئی خواب دیکھے اور انزال ہو جائے تو کیا اس پر غسل ہو گا؟"۔ فرمایا: "جی ہاں!"۔

---

[1] حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آیت میں لفظ "کُنْتُمْ" آیا ہے جو جمع مذکر کیلئے استعمال ہوتا ہے مطلب مردوں کیلئے یہ حکم ہے۔ اور اگر "کُنْتُنَّ" ہوتا، "کن" کا لفظ ہوتا جو جمع مونث کیلئے استعمال ہوتا ہے تو حکم عورتوں کیلئے ہوتا۔

[2] [illegible]، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۹

[3] [illegible]، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۹

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۰

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي الْمَنَامِ فِي فَرْجِهَا حَتَّى تُنْزِلَ قَالَ تَغْتَسِلُ.[1]

(صحیح) ۵/۱۵۷-۳۔ احمد بن محمد از ابن محبوب ،از عبداللہ بن سنان اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کوئی عورت اگر خواب میں دیکھے کہ مرد اس کے ساتھ اندام نہانی میں مباشرت کر رہا ہے یہاں تک کہ انزال ہو جائے (تو کیا حکم ہے؟)۔ فرمایا: "وہ غسل کرے"۔

## باب نمبر ۶۴: دو ختنہ گاہوں کے ملاپ سے غسل واجب ہوتا ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ مَتَى يُوجِبُ الْغُسْلَ عَلَى الرَّجُلِ وَ الْمَرْأَةِ فَقَالَ إِذَا أَدْخَلَهُ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَ الْمَهْرُ وَ الرَّجْمُ.[2]

(صحیح) ۱/۳۵۸-۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے ،اس نے محمد بن یعقوب سے ،اس نے محمد بن یحیٰی سے ،اس نے محمد بن حسین سے ،اس نے صفوان بن یحیٰی سے ،اس نے علاء بن رزین سے ،اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "مرد اور عورت پر غسل کب واجب ہوتا ہے؟"۔ تو فرمایا: "جب دخول کرے گا تو غسل بھی واجب ہو جائے گا، حق مہر بھی اور سنگساری (جیسی سزا) بھی"[3]۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا ع عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ الْمَرْأَةَ قَرِيباً مِنَ الْفَرْجِ فَلَا يُنْزِلَانِ مَتَى يَجِبُ الْغُسْلُ قَالَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قُلْتُ الْتِقَاؤُهُمَا[4] هُوَ غَيْبُوبَةُ الْحَشَفَةِ قَالَ نَعَمْ.



(صحیح) ۲/۳۵۹-۲۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے ،اس نے ہمارے کئی بزرگان سے ،انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے ،اس نے محمد بن اسماعیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "مرد عورت کے ساتھ اندام نہانی کے نزدیک صحبت کرتا ہے مگر دونوں کو انزال نہیں ہوتا تو غسل کب واجب ہو گا؟"۔ فرمایا: "جب دو ختنہ گاہ آپس میں ملـ

---

[1] کافی ج ۳ ص ۴۹، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۰

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۳

[3] امام علیہ السلام کا فرمان جب دخول کرے مطلق ہے۔ یعنی چاہے مدخول بہ انسان ہو یا حیوان ہو یا مرد ہو یا عورت ہو۔ علی اکبر غفاری

[4] کافی ج ۳ ص ۴۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۳

[5] دو ختنہ گاہوں سے مراد جہاں سے ختنہ کرنے کا امکان موجود ہے۔ لڑکوں کو تو معروف ہے کہ آلہ تناسل پر بڑھی ہوئی جلد کو ختنہ کی ابتدا میں کاٹا جاتا ہے۔ جہاں سے کھمبی کے سرے کی طرح مرد کا آلہ تناسل نکل آتا ہے اسی کو ختنہ گاہ کہتے ہیں۔ لیکن لڑکیوں کیلئے بعض اقوام میں رواج ہے کہ ان کی اندام نہانی سے گوشت کا ایک ٹکڑا ابھرا ہوتا ہے جسے کاٹ دیا جاتا ہے۔

جائیں تو غسل واجب ہو جائے گا"۔ (راوی کہتا ہے) میں نے پھر پوچھا: "دو ختنہ گاہوں کے ملاپ سے مراد سپاری کا اندام نہانی میں غائب ہو جانا ہے؟"۔ فرمایا: "جی ہاں!"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَخِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ الْجَارِيَةَ الْبِكْرَ لَا يُفْضِي إِلَيْهَا أَ عَلَيْهَا غُسْلٌ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْخِتَانُ عَلَى الْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ الْبِكْرُ وَ غَيْرُ الْبِكْرِ.[1]

(صحیح) ح ۳۶۰۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن علی بن یقطین سے، اس نے اپنے بھائی حسین بن علی سے، اس نے اپنے باپ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی اپنی کنواری لونڈی سے ہم بستر ہوا لیکن بکارت کے پردہ کو کچھ نہیں کیا تو اس لونڈی پر غسل واجب ہوگا؟"۔ فرمایا: "جب ختنہ گاہ کو ختنہ گاہ پر رکھے گا تو غسل واجب ہو جائے گا چاہے باکرہ ہو یا باکرہ نہ ہو"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ ع لَا يَرَى فِي شَيْءٍ الْغُسْلَ إِلَّا فِي الْمَاءِ الْأَكْبَرِ.[2]

(ضعیف) ح ۳۶۱۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے عنبسہ بن مصعب سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: "حضرت علی علیہ السلام ان چیزوں میں غسل کا حکم نہیں دیتے تھے اور آپؑ غسل کو صرف منی نکلنے کی صورت میں ہی واجب جانتے تھے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَلْتَقِ الْخِتَانَانِ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا فِي الْمَاءِ الْأَكْبَرِ لِأَنَّهُ رُبَّمَا رَأَى الرَّجُلُ فِي النَّوْمِ أَنَّهُ جَامَعَ فَلَا يَرَى إِذَا انْتَبَهَ شَيْئاً فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ إِلَّا إِذَا انْتَبَهَ وَ رَأَى الْمَاءَ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مِنْ أَنَّهُ مَخْصُوصٌ بِهَذِهِ الْحَالِ.

تو اس روایت کی کیفیت یہ ہے کہ جب دو ختنہ گاہ آپس میں نہ ملیں تو غسل واجب نہیں ہوگا مگر یہ کہ منی خارج ہو۔ کیونکہ بسا اوقات آدمی مباشرت کرنے کا خواب دیکھتا ہے لیکن بیدار ہونے پر (منی وغیرہ) کچھ بھی نہیں دیکھتا تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا مگر اس صورت میں غسل واجب ہوگا جب بیدار ہونے پر وہ منی دیکھے۔ اور یہ حکم صرف اسی حالت کے ساتھ خاص ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔



مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَرَى فِي الْمَنَامِ حَتَّى يَجِدَ الشَّهْوَةَ وَ هُوَ يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ لَمْ يَرَ فِي ثَوْبِهِ الْمَاءَ وَ لَا فِي جَسَدِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ ع يَقُولُ إِنَّمَا الْغُسْلُ مِنَ الْمَاءِ الْأَكْبَرِ فَإِذَا

---

[1] الکافی ج ۳ ص ۴۶، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۴

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۵

رَأَى فِي مَنَامِهِ وَلَمْ يَرَ الْمَاءَ الْأَكْبَرَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ.[1]

(حسن) ۵۔ ۳۶۲۔ جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے حسین بن ابی علاء سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی شہوت ناک خواب دیکھتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے مگر جب بیدار ہوتا ہے تو اپنے کپڑوں اور جسم پر پانی (منی) کے کوئی اثرات نہیں دیکھتا (تو کیا حکم ہے)؟"۔ فرمایا: "اس پر غسل واجب نہیں ہے"۔ نیز فرمایا: "حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ غسل صرف بڑے پانی (منی) کے آنے کے ساتھ خاص ہے، پس اگر کوئی خواب دیکھے لیکن پانی نہ دیکھے تو اس پر غسل نہیں ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ احْتَلَمَ فَلَمَّا انْتَبَهَ وَجَدَ بَلَلًا قَلِيلًا قَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَرِيضاً فَإِنَّهُ يَضْعُفُ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ.[2]

(صحیح) ۶۔ ۳۶۳۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کو احتلام ہوتا ہے اور جب وہ جاگتا ہے تو تھوڑی سی تری دیکھتا ہے (تو کیا کرے؟)"[3]۔ فرمایا: "کچھ بھی نہیں، مگر یہ کہ وہ مریض ہو تو اس صورت میں اسے کمزوری ہوتی ہے تب اس پر غسل واجب ہے"۔

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ أَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ مِنَ الْمَاءِ الْأَكْبَرِ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْمَاءُ هُوَ الْمَاءَ الْأَكْبَرَ إِلَّا أَنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الْعَلِيلِ قَلِيلًا قَلِيلًا لِضَعْفِهِ وَقِلَّةِ حَرَكَتِهِ وَلِأَجْلِ ذَلِكَ فَصَلَ ع فِي الْخَبَرِ بَيْنَ الْعَلِيلِ وَالصَّحِيحِ وَيَزِيدُ ذَلِكَ بَيَاناً.

تو یہ حدیث بھی اس گزشتہ حدیث کے منافی نہیں ہے جس میں بیان ہوا کہ غسل منی کے آنے سے واجب ہوتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ پانی بھی وہی بڑا پانی (منی) ہو۔ البتہ وہ بیمار آدمی سے اس کی کمزوری اور حرکت کے کم ہونے کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے نکلا ہو اسی وجہ سے امامؑ نے اس حدیث میں بیمار اور صحت مند کے درمیان فرق بیان فرما دیا۔ اور اس کی مزید وضاحت اس مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ مُصْعَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع رَجُلٌ احْتَلَمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ نَظَرَ إِلَى ثَوْبِهِ فَلَمْ يَرَ فِيهِ شَيْئاً قَالَ يُصَلِّي فِيهِ قُلْتُ فَرَجُلٌ رَأَى فِي الْمَنَامِ أَنَّهُ احْتَلَمَ فَلَمَّا قَامَ وَجَدَ بَلَلًا قَلِيلًا عَلَى طَرَفِ ذَكَرِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ إِنَّ عَلِيّاً ع كَانَ يَقُولُ إِنَّمَا الْغُسْلُ مِنَ

[1] کافی ج ۳ ص ۴۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۵

[2] کافی ج ۳ ص ۴۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۱

[3] تھوڑی سے رطوبت سے مراد وہ رطوبت ہے جو کم ہونے کی وجہ سے یکبارگی اچھل کر نہ نکلے اور عام طور پر اتنی منی بھی نہ نکلتی ہو بلکہ اس سے زیادہ نکلتی ہو۔

الْمَاءِ الْأَكْبَرِ.[1]

(ضعیف) ۷۔ ۳۶۴۔ جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے حسین بن عثمان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے عنبسہ بن مصعب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "(رات میں) کسی آدمی کو احتلام ہو گیا مگر جب صبح کو اس نے اپنے کپڑے دیکھے تو وہاں کچھ بھی نہیں پایا (تو کیا حکم ہے؟)"۔ فرمایا: "انہی کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے"۔ (راوی کا کہنا ہے کہ) میں نے پوچھا: "آدمی نے رات کو خواب میں دیکھا کہ اسے احتلام ہو گیا ہے پھر جب وہ اٹھا تو اپنے آلہ تناسل کے ایک حصہ پر تھوڑی سے رطوبت[2] دیکھی (پھر؟)"۔ فرمایا: "اس پر غسل واجب نہیں ہو گا کیونکہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے غسل صرف بڑے پانی (زیادہ منی) کی صورت میں واجب ہوتا ہے"۔

وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ حُكْمَ الْعَلِيلِ مُفَارِقٌ لِحُكْمِ الصَّحِيحِ أَيْضاً.

نیز بیمار آدمی کے حکم کے صحت مند آدمی کے حکم سے مختلف ہونے پر مندرجہ ذیل یہ حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَرَى فِي الْمَنَامِ وَ يَجِدُ الشَّهْوَةَ فَيَسْتَيْقِظُ وَ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئاً ثُمَّ يَمْكُثُ الْهُوَيْنَ بَعْدُ فَيَخْرُجُ قَالَ إِنْ كَانَ مَرِيضاً فَلْيَغْتَسِلْ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ مَرِيضاً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ قُلْتُ لَهُ فَمَا فَرْقٌ بَيْنَهُمَا قَالَ لِأَنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ صَحِيحاً جَاءَ الْمَاءُ بِدُفْقَةٍ قَوِيَّةٍ وَ إِنْ كَانَ مَرِيضاً لَمْ يَجِئْ إِلَّا بَعْدُ.[3]

(صحیح) ۸۔ ۳۶۵۔ جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے حریز سے، اس نے عبداللہ بن ابی یعفور سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی شہوت انگیز خواب دیکھتا ہے پھر جاگ اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے تو اسے کچھ بھی نظر نہیں آتا مگر تھوڑی ہی دیر وقفہ[4] کے بعد رطوبت خارج ہوتی ہے (تو کیا حکم ہے؟)"۔ فرمایا: "اگر وہ مریض تھا تو اسے غسل کرنا ہو گا اور اگر مریض نہیں تھا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے"۔ (راوی نے کہا) میں نے پوچھا: "ان دونوں میں کیا فرق ہے؟" فرمایا: "کیونکہ آدمی جب صحت مند ہوتا ہے تو وہ پانی زور دار جھٹکے سے نکلتا ہے لیکن اگر مریض ہو تو آہستہ سے نکلتا ہے"۔



عَنْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع رَجُلٌ رَأَى فِي مَنَامِهِ فَوَجَدَ اللَّذَّةَ وَ الشَّهْوَةَ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَرَ فِي ثَوْبِهِ شَيْئاً قَالَ فَقَالَ إِنْ كَانَ

---

[1] تهذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۱

[2] تھوڑی سی رطوبت مذی ہونی چاہیے جو منی نکلنے سے پہلے خارج ہوتی ہے۔ اور اس کا حکم تھوک اور بلغم کی طرح ہے (جو قابل نفرت تو ہے مگر) اس کی وجہ سے نہ کپڑے کو دھونے کی ضرورت ہوتی ہے نہ جسم کے کسی حصہ کی اور نہ ہی اس سے غسل واجب ہوتا ہے۔

[3] تهذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۲

[4] حدیث میں لفظ ھوین آیا ہے جو ھون کی تصغیر ہے جس کا معنی سکون اور وقار ہے یا قلیل اور حقیر ہے اور یہاں مختصر وقفے سے کنایہ ہے۔

مَرِيضاً فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَإِنْ كَانَ صَحِيحاً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.[1]

(مجہول) ۹-۳۶۶- اسی سے، اس نے موسیٰ بن جعفر بن وہب سے، اس نے داؤد بن مہزیار سے، اس نے علی بن اسماعیل سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے خواب دیکھا اور اسے لذت اور شہوت آنے لگی۔ پھر جب بیدار ہوا تو اسے کپڑوں پر کوئی نشان نہیں ملا (تو کیا حکم ہوگا؟)"۔ فرمایا: "اگر مریض تھا تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر صحت مند تھا تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے"۔

## باب نمبر ۶۵: کوئی آدمی اپنے کپڑوں پر منی دیکھے مگر احتلام یاد نہ ہو

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى فِي ثِيَابِهِ الْمَنِيَّ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ وَ لَمْ يَكُنْ رَأَى فِي مَنَامِهِ أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ قَالَ فَلْيَغْتَسِلْ وَ لْيَغْسِلْ ثَوْبَهُ وَ يُعِيدُ صَلَاتَهُ[2]

(موثق) ۱-۳۶۷- مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ[3] سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حسن[4] سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی صبح کے وقت اپنے کپڑوں پر منی دیکھتا ہے لیکن اس نے خواب میں احتلام ہوتے ہوئے نہیں دیکھا (کیا حکم ہے؟)"۔ فرمایا: "اسے غسل بھی کرنا چاہیے، کپڑے بھی دھو لینے چاہئیں اور نماز بھی دوبارہ پڑھنی چاہیے"۔



وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَنَامُ وَ لَمْ يَرَ فِي نَوْمِهِ أَنَّهُ احْتَلَمَ فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ وَ عَلَى فَخِذِهِ الْمَاءَ هَلْ عَلَيْهِ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ.[5]

(موثق) ۲-۳۶۸- نیز روایت کی ہے احمد بن محبوب نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی سویا ہے لیکن اس نے احتلام والا کوئی خواب نہیں دیکھا اس کے باوجود اپنے کپڑوں اور ران پر رطوبت دیکھتا ہے تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟"۔ فرمایا: "جی ہاں"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۱

[3] یہاں لگتا یہی ہے کہ درمیان میں صفار (راوی) ساقط ہو گیا ہے۔

[4] یہ حسین بن سعید کا بھائی حسن بن سعید ہے۔

[5] کافی ج ۳ ص ۴۹- تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۱

شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ بِثَوْبِهِ مَنِيّاً وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ احْتَلَمَ قَالَ لِيَغْسِلْ مَا وَجَدَ بِثَوْبِهِ وَلْيَتَوَضَّأْ.[1]

(صحیح) ۳-۳۶۹۔ البتہ جس روایت کو نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے علی بن محبوب سے، اس نے علی بن سندی سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابوبصیر سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کے کپڑوں پر منی لگی ہوئی تھی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اسے احتلام ہوا ہے"۔ فرمایا: "کپڑے پر لگی چیز کو دھوئے اور وضو کرلے"۔

فَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا أَنَّ الثَّوْبَ الَّذِي لَا يُشَارِكُهُ فِي اسْتِعْمَالِهِ غَيْرُهُ مَتَى وَجَدَ عَلَيْهِ مَنِيّاً وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَإِعَادَةُ الصَّلَاةِ إِنْ كَانَ قَدْ صَلَّى لِجَوَازِ أَنْ يَكُونَ قَدْ نَسِيَ الِاحْتِلَامَ فَأَمَّا مَا يُشَارِكُهُ فِيهِ غَيْرُهُ فَلَا يُوجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلَ إِلَّا إِذَا تَيَقَّنَ الِاحْتِلَامَ.

تو یہ حدیث گزشتہ دو حدیثوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہاں انہیں اکٹھا کرنے کی کیفیت یہ ہوگی کہ وہ کپڑے جو دوسروں کے ساتھ مشترکہ استعمال میں نہیں اگر ان میں منی پائی جائے تو اس پر غسل بھی واجب ہوگا اور اگر پہلے نماز پڑھ چکا ہو تو نماز کو بھی دوبارہ پڑھے گا کیونکہ ہو سکتا ہے وہ احتلام کو بھول گیا ہو۔ لیکن اگر کپڑے دوسروں کے ساتھ مشترکہ استعمال میں ہوں تو اس صورت میں اس وقت تک غسل واجب نہیں ہوگا جب تک احتلام ہونے کا یقین نہ ہو۔

## باب نمبر ۶۶: مرد اگر عورت کی اندام نہانی کے علاوہ میں مصاحبت کرے اور صرف اسے انزال ہو۔

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ الْمَرْأَةَ فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ أَعَلَيْهَا غُسْلٌ إِنْ هُوَ أَنْزَلَ وَلَمْ تُنْزِلْ هِيَ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ هُوَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ.[2]

(صحیح) ۱-۳۷۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے حلبی سے اور اس نے کہا: "حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی اگر عورت کی اندام نہانی سے ہٹ کر[3] اس سے مباشرت کرے اور اسے انزال ہو جائے لیکن عورت کو انزال نہ ہو تو کیا عورت پر بھی غسل واجب ہوگا؟"۔ فرمایا: "عورت پر غسل نہیں ہوگا اور اگر مرد کو بھی انزال نہ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۹

[2] [illegible]

[3] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۱۸۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۱

یعنی اس سے غیر فرج میں مصاحبت کرتا ہے۔ وطی بالفرج مراد نہیں ہے۔ اور فرج سے مراد اگلی اور پچھلی دونوں شرمگاہیں ہیں۔

ہو تو مرد پر بھی غسل واجب نہیں ہوگا"۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَرْقِيِّ رَفَعَهُ قَالَ: إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فِي دُبُرِهَا فَلَمْ يُنْزِلْ فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَنْزَلَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَلَا غُسْلَ عَلَيْهَا.[1]

(مرفوع) ۳۔ ۷۱۔ ۳۔ احمد بن محمد نے برقی سے مرفوع طریقہ سے نقل کیا ہے[2] کہ امام نے فرمایا: "اگر مرد عورت کی پشت پر جماعت کرے اور اسے انزال نہ ہو تو دونوں پر غسل نہیں ہوگا۔ اور اگر مرد کو انزال ہو جائے تو صرف اسی پر غسل (واجب ہوگا) عورت پر واجب نہیں ہوگا"[3]

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع كَيْفَ جُعِلَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا رَأَتْ فِي النَّوْمِ أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا الْغُسْلُ وَلَمْ يُجْعَلْ عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا جَامَعَهَا دُونَ الْفَرْجِ فِي الْيَقَظَةِ فَأَمْنَتْ قَالَ لِأَنَّهَا رَأَتْ فِي مَنَامِهَا أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا فَوَجَبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَ الْآخَرُ إِنَّمَا جَامَعَهَا دُونَ الْفَرْجِ فَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا الْغُسْلُ لِأَنَّهُ لَمْ يُدْخِلْهُ وَلَوْ كَانَ أَدْخَلَهُ فِي الْيَقَظَةِ وَجَبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمْنَتْ أَوْ لَمْ تُمْنِ.[4]

(صحیح) ۳۔ ۷۲۔ ۳۔ محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے علا بن رزین سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "کیا وجہ ہے کہ جب کوئی عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے تو اس پر غسل واجب کیا گیا ہے لیکن جب بیداری کی حالت میں مرد اس کی اندام نہانی کے علاوہ میں ہمبستری کرتا ہے، جس سے اس کی منی خارج ہو جاتی ہے۔ تو اس پر غسل واجب نہیں کیا گیا؟"۔ فرمایا: "کیونکہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے[5] اس لئے اس پر غسل واجب ہو گیا جبکہ دوسری صورت میں مرد نے اس کی اندام نہانی میں جماع نہیں کیا تو اس پر غسل نہیں ہوگا کیونکہ اس نے دخول انجام نہیں



[1] کافی ج ۳ ص ۴۸ ح ۷ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۱

[2] مطبوعہ کتاب کے حاشیہ میں ہے کہ اسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا۔

[3] یہ حدیث مرفوع ہے اور برقی نے ضعیف راویوں سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں اس لئے اس سے مروی مرسل اور مرفوع روایتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ علی اکبر غفاری۔ نیز یہ ہمارے مسلمات کے بھی برخلاف ہے۔ مترجم

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۸

[5] لگتا یہی ہے کہ حدیث میں یہاں "اس کی منی خارج ہو جاتی ہے" کا جملہ موجود تھا مگر کاتب سے ساقط ہو گیا تو اس نے سطر کے نیچے لکھ دیا مگر بعد والے نے اسے نچلی سطر کا حصہ سمجھ لیا اور اسے "بیداری کی حالت" والے جملے کے بعد تحریر کر دیا جس سے حدیث کا مفہوم تبدیل ہو گیا۔ علی اکبر غفاری۔ ایسا دو مقامات پر ہوا ہے ایک راوی کے سوال کی جگہ پر اور دوسرا امام علیہ السلام کے جواب کے موقع پر۔ ممکن ہے کہ کاتب کے ساتھ دونوں مقامات پر ایسی صورتحال پیش آئی ہو۔ بہر حال خواب میں جتنا بھی جنسی عمل دیکھا جائے جب تک منی خارج نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور بیداری میں اگر دخول کا عمل انجام پائے تو غسل واجب ہو جائے گا چاہے منی خارج ہو یا نہ ہو۔

دیا[1]۔ اور اگر مرد بیداری کی حالت میں دخول کرتا تو اس عورت پر غسل واجب ہو جاتا چاہے اس سے منی باہر نکلتی یا نہ نکلتی"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ سُوقَةَ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ رَجُلٍ يَأْتِي أَهْلَهُ مِنْ خَلْفِهَا قَالَ هُوَ أَحَدُ الْمَأْتِيَيْنِ فِيهِ الْغُسْلُ.

(مرسل) ۴۔ ۳۷۳۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حفص بن سوقہ سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "مرد اگر اپنی زوجہ کی پشت سے جماع کرے؟"۔ فرمایا: "جماع کے دو راستوں میں سے ایک یہ بھی ہے اس میں بھی غسل ہے"۔

فَلَا يُنَافِي الْأَخْبَارَ الْأَوَّلَةَ لِأَنَّ هَذَا الْخَبَرَ مُرْسَلٌ مَقْطُوعٌ مَعَ أَنَّهُ خَبَرٌ وَاحِدٌ وَ مَا هَذَا حُكْمُهُ لَا يُعَارَضُ بِهِ الْأَخْبَارُ الْمُسْنَدَةُ عَلَى أَنَّهُ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ وَرَدَ مَوْرِدَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِمَذَاهِبِ بَعْضِ الْعَامَّةِ وَ لِأَنَّ الذِّمَّةَ بَرِيئَةٌ مِنْ وُجُوبِ الْغُسْلِ فَلَا يُعَلَّقُ عَلَيْهَا وُجُوبُ الْغُسْلِ إِلَّا بِدَلِيلٍ يُوجِبُ الْعِلْمَ وَ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ الَّتِي لَا يُوجِبُ الْعِلْمَ وَ لَا الْعَمَلَ فَلَا يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ.

تو یہ گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ خبر واحد ہونے کے ساتھ مرسل اور مقطوع بھی ہے اور جس کی یہ صورتحال ہو وہ مستند احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث بطور تقیہ بیان ہوئی ہو کیونکہ یہ بعض اہل سنت کے نظریہ کے مطابق ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ غسل کے وجوب سے ان کا ذمہ بری تھا۔ (پہلے سے ان پر غسل واجب نہیں تھا) تو ان کے ذمہ صرف اس دلیل اور ثبوت کے ساتھ غسل کے وجوب کا حکم لگایا جا سکتا ہے جو علم اور یقین کا باعث ہو جبکہ یہ حدیث خبر واحد ہے جو نہ علم و یقین کا باعث ہے اور نہ عمل کا موجب ہے، پس اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہوگا۔

## باب نمبر ۶۷: جنب آدمی اللہ کے نام والے سکّوں کو مت چھوئے



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى وَ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا يَمَسُّ الْجُنُبُ دِرْهَماً وَ لَا دِينَاراً عَلَيْهِ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى.

(موثق) ۱۔ ۳۷۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن یحیی اور احمد بن ادریس سے، ان سب نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے

---

[1] مراد یہ ہے کہ نہ اگلی شرمگاہ میں دخول انجام پایا ہے اور نہ ہی پچھلی شرمگاہ میں۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۰۰

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۲

فرمایا: "جب آدمی ایسے درہم اور دینار کو مت چھوئے جس پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک نقش ہو"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ عَلِيِّ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ؑ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْجُنُبِ وَ الطَّامِثِ يَمَسَّانِ بِأَيْدِيهِمَا الدَّرَاهِمَ الْبِيضَ قَالَ لَا بَأْسَ.[2]

(موثق) ۲-۳۷۵۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین اور علی بن سندی سے، انہوں نے صفوان بن یحیی سے، اس نے اسحاق بن عمار سے اور اس نے حضرت ابوابراہیم (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "کیا جب آدمی اور حائضہ عورت سفید درہموں کو چھو سکتے ہیں؟"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں"۔

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَجَازَ لَهُ ذَلِكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى وَ إِنْ كَانَتْ بِيضاً وَ فِي الْأَوَّلِ نَهَى عَنْ مَسِّهَا إِذَا كَانَ عَلَيْهَا شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ.

تو یہ حدیث گزشتہ حدیث سے منافات نہیں رکھتی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اس صورت میں چھونے کی اجازت دی ہو جب ان پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک نقش نہ ہو چاہے وہ خالص سفید درہم ہی ہوں جبکہ پہلی حدیث میں اس لیے ان درہموں کو چھونے سے منع کیا گیا تھا کہ ان پر کوئی اسم الٰہی نقش ہو۔

## باب نمبر ۶۸: جنب کا قرآن کو چھونا حرام ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ؑ قَالَ: كَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ؑ عِنْدَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ اقْرَأِ الْمُصْحَفَ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ عَلَى وُضُوءٍ فَقَالَ لَا تَمَسَّ الْكِتَابَةَ وَ مَسَّ الْوَرَقَ.[2]



(مرسل) ۱-۳۷۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل امامؑ کے ساتھ بیٹھے تھے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "بیٹے! قرآن مجید پڑھو!"۔ اسماعیل نے کہا: "میں وضو سے نہیں ہوں"۔ تب امامؑ نے فرمایا: "تحریر کو مت چھونا بلکہ صرف صفحہ کو ہاتھ لگانا"[3]۔

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

[3] تہذیب الاحکام میں اس سے آگے ہے "اور قرآن پڑھنا"۔ واضح رہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور بزرگان نے حدث اکبر والے آدمی کے لئے قرآن مجید کی تحریر کو چھونے کے حرام ہونے کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ پس شیخ طوسیؒ یہاں اور کتاب الخلاف میں نیز ابوصلاح، محقق اور علامہ حرام ہونے کے

عَنْهُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَمَّنْ قَرَأَ فِي الْمُصْحَفِ وَ هُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ قَالَ لَا بَأْسَ وَ لَا يَمَسَّ الْكِتَابَةَ.[1]

(موثق) ۲-۳۷۷۔ اسی سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حسین بن مختار سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی شخص اگر بغیر وضو قرآن مجید پڑھے تو؟" فرمایا: "کوئی حرج نہیں لیکن تحریر کو مت چھوئے"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الصَّبَّاحِ جَمِيعاً عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: الْمُصْحَفُ لَا تَمَسَّهُ عَلَى غَيْرِ طُهْرٍ وَ لَا جُنُباً وَ لَا تَمَسَّ خَطَّهُ وَ لَا تُعَلِّقْهُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ.[2]

(مجہول) ۳-۳۷۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے علی بن حسن بن فضال نے جعفر بن محمد بن حکیم اور جعفر بن محمد بن ابو الصباح سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبد الحمید سے اور اس نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "قرآن مجید کو طہارت کے بغیر اور جنابت کی حالت میں مت چھوؤ اور اس کی لکیروں کو اور حاشیہ کو بھی مت چھوؤ اور اسے (جسم پر) مت لٹکاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ" (اسے صرف پاکیزہ افراد ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں)"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ دُونَ الْحَظْرِ.

تو اس حدیث کی کیفیت یہ ہوگی کہ ہم اسے حرام ہونے پر نہیں بلکہ مکروہ ہونے پر محمول کریں گے۔

## باب نمبر ۶۹: جنب اور حائضہ کا قرآن پڑھنا



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْجُنُبِ يَأْكُلُ وَ يَشْرَبُ وَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ نَعَمْ يَأْكُلُ وَ يَشْرَبُ وَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مَا شَاءَ.[3]

(موثق) ۱-۳۷۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے چند بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن فضال سے، اس نے ابن ابی بکیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت

---

قائل ہوئے ہیں اور من لا یحضرہ الفقیہ میں بھی شیخ صدوق کا یہی نظریہ معلوم ہوتا ہے جبکہ مولف کتاب المبسوط، ابن ادریس سرائر اور ابن براج المہذب میں اس کے مکروہ ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔

[1] کافی ج ۳ ص ۵۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۳

[3] کافی ج ۳ ص ۵۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۴

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "جب آدمی کیا کچھ کھا پی سکتا ہے اور قرآن مجید پڑھ سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "ہاں کھا پی سکتا ہے اور قرآن پڑھ سکتا ہے اور جتنا چاہے اللہ کا ذکر کر سکتا ہے"۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ تَتْلُوَ الْحَائِضُ وَ الْجُنُبُ الْقُرْآنَ.[1]

(موثق) ۲۔ ۳۸۰۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے فضیل بن یسار سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "حائضہ اور جنب کے قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ أَتَقْرَأُ النُّفَسَاءُ وَ الْحَائِضُ وَ الْجُنُبُ وَ الرَّجُلُ يَتَغَوَّطُ الْقُرْآنَ فَقَالَ يَقْرَءُونَ مَا شَاءُوا.[2]

(صحیح) ۳۔ ۳۸۱۔ احمد بن محمد از ابن ابی عمیر از حماد بن عثمان از عبید اللہ ابن علی الحلبی اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا نفاس والی، حائضہ، جنب اور بیت الخلاء سے ہو کر آنے والے لوگ قرآن پڑھ سکتے ہیں؟"۔ فرمایا: "جتنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں"۔

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الْغَفَّارِ الْحَارِثِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ قَالَ: الْحَائِضُ تَقْرَأُ مَا شَاءَتْ مِنَ الْقُرْآنِ.[3]

(صحیح) ۴۔ ۳۸۲۔ سعد بن عبد اللہ، از محمد بن حسین بن ابو الخطاب، از نضر بن شعیب، از عبد الغفار الحارثی، اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "حائضہ جتنا چاہے قرآن پڑھ سکتی ہے"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْجُنُبِ هَلْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ سَبْعِ آيَاتٍ. وَ فِي رِوَايَةِ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَبْعِينَ آيَةً.[4]

(موثق) ۵۔ ۳۸۳۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے جنب آدمی کے متعلق پوچھا: "کیا وہ قرآن پڑھ سکتا ہے؟"۔ تو فرمایا: "ایک آیت سے سات آیتوں تک"۔ جبکہ زرعہ کی بذریعہ سماعہ (موثق) روایت میں ہے کہ فرمایا: "ستر آیتیں"[5]۔

فَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرُ الْأَخْبَارَ الْأَوَّلَةَ مِنْ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ نَخُصَّ الْأَخْبَارَ الْأَوَّلَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ نَقُولُ إِنَّ قَوْلَهُمْ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۲

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۲

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

ع لَا بَأْسَ بِأَنْ يَقْرَءَا مَا شَاءَا مِنْ أَيِّ مَوْضِعٍ شَاءَا مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ سَبْعِ آيَاتٍ أَوْ سَبْعِينَ آيَةً.

تو یہ حدیث گزشتہ پچھلے احادیث سے دو وجوہات کی بنا پر منافی نہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس حدیث کے ذریعہ گزشتہ احادیث کو تخصیص لگ سکتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کا یہ فرمان کہ جتنا مرضی پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے سے مراد ہو جس جگہ سے چاہے پڑھ لے اس آیت سے لے کر سات آیتوں تک یا ستر آیتوں تک۔

وَ الثَّانِي أَنْ نَحْمِلَ هَذَا الْخَبَرَ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْحَظْرِ وَ الْإِيجَابِ وَ الْأَخْبَارَ الْأَوَّلَةَ نَحْمِلُهَا عَلَى الْجَوَازِ فَأَمَّا الْعَزَائِمُ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ فَلَا يَجُوزُ لَهُمَا أَنْ يَقْرَءَا عَلَى حَالٍ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

دوسری: ان احادیث کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے واجب ہونے پر نہیں جبکہ پچھلی احادیث کو جائز ہونے پر محمول کیا جائے۔ لیکن البتہ واجب سجدہ والی سورتوں کی تلاوت مذکورہ حالتوں میں جائز نہیں ہوگی۔ اور اس حکم پر مندرجہ ذیل حدیث دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنَا بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْحَائِضُ وَ الْجُنُبُ يَقْرَءَانِ شَيْئاً قَالَ نَعَمْ مَا شَاءَا إِلَّا السَّجْدَةَ وَ يَذْكُرَانِ اللَّهَ عَلَى كُلِّ حَالٍ.[1]

(موثق)[1]۔ ۳۸۴۔ جسے ہمیں بتایا ہے احمد بن عبدون نے علی بن زبیر سے، اس نے علی بن حسین بن فضال سے، اس نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ''جنب اور حائضہ کچھ قرآن پڑھ سکتے ہیں؟''۔ فرمایا: ''جی ہاں! جو چاہیں سوائے سجدہ والی سورتوں کے اور ہر حال میں ذکر الٰہی کریں''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ الطَّامِثِ تَسْمَعُ السَّجْدَةَ قَالَ إِنْ كَانَتْ مِنَ الْعَزَائِمِ تَسْجُدُ إِذَا سَمِعَتْهَا.[2]



(موثق)[2]۔ ۳۸۵۔ البتہ وہ حدیث جسے علی ابن حسن نے روایت کی ہے عمرو بن عثمان سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے علی بن رئاب سے، اس نے ابو عبیدہ حذاء سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام[3] سے پوچھا: ''اگر کوئی حائضہ سجدہ والی آیت سنے تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''اگر واجب سجدوں میں سے ہے تو سننے پر سجدہ کرے''۔

فَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ أَنَّهُ يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَقْرَأَ الْعَزَائِمَ وَ إِنَّمَا قَالَ إِذَا سَمِعَتِ الْعَزَائِمَ تَسْجُدُ وَ ذَلِكَ أَيْضاً مَحْمُولٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ لِأَنَّهَا عَلَى حَالٍ لَا يَجُوزُ لَهَا مَعَهَا السُّجُودُ.

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

[2] کافی ج ۳ ص ۱۰۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۶

[3] بعض نسخوں میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس میں ایسی کوئی بات ذکر نہیں ہوئی کہ اس عورت کیلئے واجب سجدوں والی آیتوں کا پڑھنا جائز ہے بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جب واجب سجدے والی آیت سنے تو سجدہ کرے۔ اور (اس کا) یہ سجدہ کرنا بھی مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کی حالت ایسی ہے کہ جس میں سجدہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔

## باب نمبر ۷۰: جنب اور حائضہ کا تیل اور خضاب لگانا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ ع أَيَخْتَضِبُ الرَّجُلُ وَ هُوَ جُنُبٌ قَالَ لَا قُلْتُ فَيُجْنِبُ وَ هُوَ مُخْتَضِبٌ قَالَ لَا ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ أَ فَلَا أَدُلُّكَ عَلَى شَيْءٍ تَفْعَلُهُ قُلْتُ بَلَى قَالَ إِذَا اخْتَضَبْتَ بِالْحِنَّاءِ وَ أَخَذَ الْحِنَّاءُ مَأْخَذَهُ وَ بَلَغَ فَحِينَئِذٍ فَجَامِعْ.[1]

(ضعیف) ا۔ ۳۸۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابوسعید[2] سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابوابراہیم (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا: "کیا جنابت کی حالت میں مرد خضاب لگا سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں"۔ کہا: "خضاب کی حالت میں جنب ہو سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں"۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کے فرمایا: "ابوسعید! کیا تمہیں ایسا عمل بتاؤں جسے تم انجام دے سکو؟"۔ کہا: "جی بالکل"۔ فرمایا: "جب تم مہندی کے ساتھ خضاب کر لو اور مہندی اپنا رنگ جمالے تو اس وقت تم جماع کر سکتے ہو"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَحْرٍ عَنْ كُرْدِينٍ الْمِسْمَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع يَقُولُ لَا يَخْتَضِبُ الرَّجُلُ وَ هُوَ جُنُبٌ وَ لَا يَغْتَسِلُ وَ هُوَ مُخْتَضِبٌ.[3]



(کالصحیح) ۲۔ ۳۸۷۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از عبداللہ بن بحر، از کردین المسمعی اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: "آدمی کو جنابت کی حالت میں خضاب اور خضاب لگانے کی حالت میں غسل نہیں کرنا چاہیے"[4]۔

وَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ جُذَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا تَخْتَضِبُ الْحَائِضُ وَ لَا الْجُنُبُ وَ لَا

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۰

[2] بظاہر اس سے مراد ابوسعید مکاری ہے۔ اور اس کا نام ہشام بن حیان ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۱

[4] یہاں مراد یہ ہے کہ ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے غسل کرنا پڑے۔

تُجْنِبُ وَعَلَيْهَا الْخِضَابُ وَلَا يُجْنِبُ هُوَ وَعَلَيْهِ خِضَابٌ وَلَا يَخْتَضِبُ وَهُوَ جُنُبٌ.[1]

(مجہول)۳۔۳۸۸۔ اور مجھے خبر دی ہے احمد بن عبدون نے علی بن احمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے، اس نے عامر بن جذاعہ سے، اس نے کہا کہ میں نے سنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: "جنابت اور حیض والی عورت خضاب مت لگائیں اور خضاب لگی ہوئی حالت میں نہ مرد کو جنب ہونا چاہیے اور نہ ہی عورت کو اور جنابت والا مرد بھی خضاب نہ لگائے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي الْمِعْزَى عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ الْعَبْدَ الصَّالِحَ ع عَنِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَيَخْتَضِبَانِ قَالَ لَا بَأْسَ.[2]

(موثق)۴۔۳۸۹۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے ابوالمعزا سے، اس نے سماعہ سے (اس نے علی[3] سے) اور اس نے کہا کہ میں نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ) سے پوچھا: "جنابت اور حیض والے افراد کیا خضاب لگا سکتے ہیں؟"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔

عَنْهُ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي الْمِعْزَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَخْتَضِبُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ لَا بَأْسَ وَعَنِ الْمَرْأَةِ تَخْتَضِبُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.[4]

(ضعیف)۵۔۳۹۰۔ اسی سے، اس نے فضالہ سے، اس نے ابوالمعزا سے، (اس نے علی[5] سے) اور اس نے کہا کہ میں نے عبد صالح علیہ السلام سے پوچھا: "کیا جنابت والا آدمی خضاب لگا سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔ پھر پوچھا: "کیا حیض کی حالت میں عورت خضاب لگا سکتی ہے؟"۔ فرمایا: "اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے"۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يَخْتَضِبَ الرَّجُلُ وَيُجْنِبَ وَهُوَ مُخْتَضِبٌ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَنَوَّرَ الْجُنُبُ وَيَحْتَجِمَ وَيَذْبَحَ وَلَا يَدَّهِنُ وَلَا يَذُوقُ شَيْئاً حَتَّى يَغْسِلَ يَدَيْهِ وَيَتَمَضْمَضَ فَإِنَّهُ يُخَافُ مِنْهُ الْوَضَحُ.[6]



(ضعیف)۶۔۳۹۱۔ علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہے اپنے والد سے، اس نے نوفلی سے، اس نے سکونی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: "اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ انسان خضاب لگا کر خضاب کی حالت میں جنب

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۱
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۲
[3] ایک نسخہ میں یہ اضافی آیا ہے۔
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۲
[5] شاید مراد علی بطائنی ہے۔
[6] الکافی ج ۳ ص ۵۱، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۷

ہو۔ اور اس بات میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ جنابت والا آدمی نورہ لگائے، حجامت (Cupping) کرائے اور کوئی جانور ذبح کرے البتہ جب تک ہاتھ نہ دھولے اور کلی نہ کرلے تب تک تیل نہ لگائے اور کوئی چیز نہ چکھے ورنہ اس سے برص کا خطرہ ہوتا ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ نَحْمِلَ الْأُوْلَةَ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ دُونَ الْحَظْرِ لِئَلَّا يَتَنَاقَضَ الْأَخْبَارُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو ان احادیث کو اکٹھا کرنے کی کیفیت کچھ اس طرح ہوگی کہ گزشتہ احادیث میں منع کرنے کو مکروہ ہونے پر محمول کیا جائے حرام ہونے پر نہیں تاکہ احادیث میں تناقض پیدا نہ ہو۔ اور اس صورتحال پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے:۔

مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلَّانٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يُونُسَ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ ع عَنِ الْجُنُبِ يَخْتَضِبُ أَوْ يُجْنِبُ وَ هُوَ مُخْتَضِبٌ فَكَتَبَ لَا أُحِبُّ لَهُ[1]

(مجہول) ۷۔ ۳۹۲۔ جسے بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اس نے محمد بن حسن بن ابان سے اس نے جعفر بن یونس سے اس نے کہا کہ اس کے والد نے حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) کو خط میں لکھا: "کیا جنب آدمی خضاب لگا سکتا ہے؟" "یا خضاب لگا کر جنب ہو سکتا ہے؟"۔ تو امام نے جواب میں لکھا: "مجھے یہ پسند نہیں ہے"۔

فَجَاءَ هَذَا الْخَبَرُ صَرِيحاً بِالْكَرَاهِيَةِ دُونَ الْحَظْرِ.

تو یہ حدیث واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ یہ عمل مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَحْرٍ عَنْ حَرِيزٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْجُنُبُ يَدَّهِنُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ قَالَ لَا.[2]

(ضعیف) ۸۔ ۳۹۳۔ حسین بن سعید، از عبد اللہ بن بحر، از حریز اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کیا جنب آدمی تیل لگا کر غسل کر سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "نہیں"۔



فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ ضَرْبٌ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ حَسَبَ مَا ذَكَرْنَاهُ فِي رِوَايَةِ السَّكُونِيِّ.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ اسے بھی مکروہ قرار دیا جائے گا جس طرح کہ ہم نے سکونی کے ذریعہ مروی حدیث میں پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

## باب نمبر ۷۱: جنابت والے کا کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۱

[2] الکافی ج ۳ ص ۵۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۹

سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع لَا يُجْنِبُ الْأَنْفُ وَ الْفَمُ لِأَنَّهُمَا سَائِلَانِ.[1]

(ضعیف) ۱۔ ۳۹۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے موسیٰ بن سعدان سے، اس نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''ناک اور منہ کا پانی جنب نہیں ہوتے کیونکہ یہ بہنے والے ہوتے ہیں''[2]۔

عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مَضْمَضَةٌ وَ لَا اسْتِنْشَاقٌ لِأَنَّهُمَا مِنَ الْجَوْفِ.[3]

(حسن) ۲۔ ۳۹۵۔ اسی سے[4]، اس نے علی بن حکم سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر الحضرمی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''آپ پر کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ رطوبتیں شکم سے آتی ہیں''۔

عَنْهُ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْوَاسِطِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع الْجُنُبُ يَتَمَضْمَضُ وَ يَسْتَنْشِقُ قَالَ لَا إِنَّمَا يُجْنِبُ الظَّاهِرُ.[5]

(مرسل) ۳۔ ۳۹۶۔ اسی سے[6]، اس نے ابویحیی واسطی سے، اس نے اپنے بعض بزرگان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کیا جنب آدمی کلی کرے اور ناک میں بھی پانی چڑھائے؟'' فرمایا: ''نہیں انسان کا صرف ظاہری بدن جنب ہوتا ہے''

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ قَالَ الْفَقِيهُ الْعَسْكَرِيُّ ع لَيْسَ فِي الْغُسْلِ وَ لَا فِي الْوُضُوءِ مَضْمَضَةٌ وَ لَا اسْتِنْشَاقٌ.

(صحیح) ۴۔ ۳۹۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبیداللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن راشد سے اور اس نے کہا کہ فقیہ عسکری حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: ''غسل اور وضو میں کلی بھی واجب نہیں ہے اور ناک میں پانی چڑھانا بھی''



---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۷

[2] مراد یہ ہے کہ ناک اور منہ کو کلی کر کے یا پانی چڑھا کے دھونا واجب نہیں ہے۔ اور یہ علت اس لئے بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں کا اندرونی حصہ جلد میں شمار نہیں ہوتا۔

[3] کافی ج ۳ ص ۲۴۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸

[4] تہذیب الاحکام میں ہے ''احمد بن محمد از علی بن حکم'' اور یہی صحیح ہے۔

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸

[6] یعنی احمد بن محمد اشعری

[7] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَصُبُّ عَلَى يَدَيْكَ الْمَاءَ فَتَغْسِلُ كَفَّيْكَ ثُمَّ تُدْخِلُ يَدَكَ فِي الْمَاءِ فَتَغْسِلُ فَرْجَكَ ثُمَّ تَمَضْمَضُ وَ تَسْتَنْشِقُ وَ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ تَغْسِلُ وَجْهَكَ وَ تُفِيضُ عَلَى جَسَدِكَ الْمَاءَ.[1]

(صحیح)۵۔۳۹۸۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جنابت کا طریقہ پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ''پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر ہتھیلیوں کو دھوؤ، پھر پانی میں ہاتھ ڈالو اور اپنے شرمگاہ کو دھوؤ پھر کلی کرو اور ناک میں پانی چڑھاؤ اور پھر تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈال کر اپنے چہرے کو بھی دھوؤ اور جسم پر بھی پانی بہاؤ''۔

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْوُجُوبِ لِئَلَّا تَتَنَاقَضَ الْأَخْبَارُ.

تو اس کی صورتحال یہ ہے کہ ہم اسے مستحب ہونے پر محمول کریں گے واجب پر نہیں تاکہ احادیث میں تناقض پیدا نہ ہو۔

## باب نمبر ۷۲: جنابت میں غسل سے پہلے پیشاب کے ذریعہ استبراء واجب ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَجْنَبَ فَاغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَقَالَ يُعِيدُ الْغُسْلَ قُلْتُ فَالْمَرْأَةُ يَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ الْغُسْلِ قَالَ لَا تُعِيدُ قُلْتُ فَمَا الْفَرْقُ بَيْنَهُمَا قَالَ لِأَنَّ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْمَرْأَةِ إِنَّمَا هُوَ مَاءُ الرَّجُلِ.[2]



(موثق)۱۔۳۹۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عبداللہ بن مسکان سے، اس نے سلیمان بن خالد سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی جنب ہوا اور اس نے پیشاب کرنے سے پہلے غسل کر لیا ہو پھر اس سے کوئی (رطوبت) خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے؟'' فرمایا: ''غسل دوبارہ کرے''۔ (راوی نے کہا کہ) پھر میں نے پوچھا: ''اگر غسل کے بعد عورت سے کوئی رطوبت خارج ہو تو؟''۔ فرمایا: ''وہ دوبارہ غسل نہیں کرے گی''۔ (راوی نے کہا کہ) میں نے پوچھا: ''تو ان دونوں میں فرق کیا ہے؟''۔ فرمایا: ''کیونکہ جو عورت سے رطوبت نکلتی ہے وہ مرد کا پانی ہوتا ہے''۔[3]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۰

[3] یہ اس صورت میں ہے جب اسے معلوم نہ ہو کہ یہ عورت کی رطوبت ہے یا اس کے شوہر کی رطوبت سے ملی ہوئی ہے۔ لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو کہ یہ اسی کی اپنی رطوبت ہے یا اسی کی رطوبت سے ملی ہوئی رطوبت ہے تو اس کا حکم غسل کرنا ہے۔ تو یہ حدیث اس عورت کے اس صورت میں طہارت کے باقی رہنے پر دلالت نہیں کرتی۔

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَجِدُ بَلَلًا وَ قَدْ كَانَ بَالَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ إِنْ كَانَ بَالَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلَا يُعِيدُ الْغُسْلَ.[1]

(حسن) ۲۔ ۴۰۰۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد[2] سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے حلبی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی جنب ہو جائے اور غسل کرلے پھر بعد میں کوئی تری اسے نظر آجائے حالانکہ اس نے غسل کرنے سے پہلے پیشاب بھی کیا ہوا ہو (تو کیا حکم ہے؟)۔ فرمایا: "اگر وہ غسل سے پہلے پیشاب کر چکا تھا تو اسے دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے"[3]۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ فَيَجِدُ بَلَلًا بَعْدَ مَا يَغْتَسِلُ قَالَ يُعِيدُ الْغُسْلَ فَإِنْ كَانَ بَالَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلَا يُعِيدُ غُسْلَهُ وَ لَكِنْ يَتَوَضَّأُ وَ يَسْتَنْجِي.[4]

(موثق) ۳۔ ۴۰۱۔ حسین بن سعید نے نقل کیا ہے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے، اور اس نے کہا کہ میں نے امام سے پوچھا: "کوئی آدمی جنب ہو پھر وہ پیشاب کیے بغیر غسل کرلے تب غسل کرلینے کے بعد اسے کوئی رطوبت دکھائی دے تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "غسل کو لوٹائے۔ اور اگر اس نے غسل سے پہلے پیشاب کرلیا ہو تو دوبارہ غسل نہ کرے لیکن وضو اور استنجاء کرے"۔

عَنْهُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ مِنْ إِحْلِيلِهِ بَعْدَ مَا اغْتَسَلَ شَيْءٌ قَالَ يَغْتَسِلُ وَ يُعِيدُ الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ بَالَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَإِنَّهُ لَا يُعِيدُ غُسْلَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ ع مَنِ اغْتَسَلَ وَ هُوَ جُنُبٌ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ ثُمَّ يَجِدُ بَلَلًا فَقَدِ انْتَقَضَ غُسْلُهُ وَ إِنْ كَانَ بَالَ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ وَجَدَ بَلَلًا فَلَيْسَ يَنْقُضُ غُسْلَهُ وَ لَكِنْ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ.[5]

(صحیح) ۴۔ ۴۰۲۔ اسی سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد[6] سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

---

[1] من لا یحضره الفقیہ ج ۱ ص ۸۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۰
[2] محمد بن قولویہ
[3] مطلب یہ ہے کہ اگر اس نے جنابت کے بعد اور غسل سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو اس پر دوبارہ غسل کرنا واجب ہوگا۔
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۰
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۱
[6] محمد بن مسلم ثقفی

السلام سے پوچھا: ''کسی آدمی کے غسل کر لینے کے بعد پیشاب کی نالی سے کوئی چیز نکلے تو کیا حکم ہے؟''۔ فرمایا: ''وہ (دوبارہ) غسل بھی کرے گا اور نماز بھی دوبارہ پڑھے مگر یہ کہ اس نے غسل کرنے سے پہلے پیشاب کر لیا ہو تو اسے دوبارہ غسل نہیں کرنا ہو گا''۔[۱] محمد نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص پیشاب کرنے سے پہلے جنابت کا غسل کرے پھر اسے کوئی رطوبت نظر آئے تو اس کا غسل ٹوٹ گیا اور اگر پہلے پیشاب کر چکا تھا پھر غسل کیا اور پھر اسے کوئی تری نظر آئی تو اس کا غسل نہیں ٹوٹا لیکن اس پر وضو واجب ہو گا''

عَنْهُ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ فِي رَجُلٍ رَأَى بَعْدَ الْغُسْلِ شَيْئاً قَالَ إِنْ كَانَ بَالَ بَعْدَ جِمَاعِهِ قَبْلَ الْغُسْلِ فَلْيَتَوَضَّأْ وَإِنْ كَانَ لَمْ يَبُلْ حَتَّى اغْتَسَلَ ثُمَّ وَجَدَ الْبَلَلَ فَلْيُعِدِ الْغُسْلَ.[۲]

(مجہول) ۵۔ ۴۰۳۔ اسی سے، اس نے فضالہ سے، اس نے معاویہ بن میسرہ سے، اور اس نے کہا کہ میں نے سنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آدمی کے بارے میں جو غسل کرنے کے بعد کوئی رطوبت دیکھے فرما رہے تھے: ''اگر اس نے جماع کرنے کے بعد غسل سے پہلے پیشاب کر لیا تھا تو وہ صرف وضو کرلے اور اگر اس نے پیشاب کیے بغیر غسل کر لیا تھا پھر اسے تری دکھائی دی تو وہ دوبارہ غسل کرے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ شَيْءٌ بَعْدَ الْغُسْلِ فَقَالَ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ إِنَّ ذَلِكَ مِمَّا وَضَعَهُ اللَّهُ عَنْهُ.[۳]

(مجہول) ۶۔ ۴۰۴۔ البتہ وہ حدیث جسے سعد بن عبد اللہ نے روایت کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے عبد اللہ بن محمد الحجال سے، اس نے ثعلبہ بن میمون سے، اس نے عبد اللہ بن ہلال[۴] اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ مصاجعت کرتا ہے پھر پیشاب کیے بغیر غسل کر لیتا ہے اور پھر غسل کر لینے کے بعد اس سے کوئی تری باہر نکلتی ہے تو کیا حکم ہے؟''۔ تو فرمایا: ''اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کا بوجھ اللہ نے اس سے اٹھا لیا ہے''۔

عَنْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ الْمُفَضَّلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ زَيْدٍ الشَّحَّامِ عَنْ أَبِي

---

[۱] اگر معلوم ہو کہ خارج ہونے والی رطوبت منی ہے تو اس کا حکم واضح ہے اس بارے میں سوال کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پس اس حدیث میں سوال مشکوک رطوبت کے متعلق ہے جو غسل کرنے کے بعد خارج ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غسل کرنے سے پہلے پیشاب کیا تھا تو یہ رطوبت منی نہیں ہے۔ اسی طرح کا مسئلہ پیش آتا ہے پیشاب اور استبراء کے مسئلہ میں بھی۔ کیونکہ اگر اس نے پیشاب کے بعد استبراء کیا تھا تو بعد میں نکلنے والی مشکوک تری پیشاب نہیں ہوگی۔ لیکن اگر استبراء نہ کیا ہو اور وضو کرنے کے بعد کوئی تری نظر آئے تو اسے دوبارہ وضو کرنا ہو گا۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۱

[۲] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۲

[۳] عبد اللہ بن ہلال بن جابان مجہول الحال ہے اور تعارض کے وقت اس کی احادیث پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَجْنَبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ ثُمَّ رَأَى شَيْئاً قَالَ لَا يُعِيدُ الْغُسْلَ لَيْسَ ذَلِكَ الَّذِي رَأَى شَيْئاً

(ضعیف) ۷۔۴۰۵۔ اسی سے، اس نے موسیٰ بن حسن سے، اس نے محمد بن عبد الحمید سے، اس نے ابو جمیلہ مفضل بن صالح سے اس نے زید شحام سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی شخص جنب ہوا اور پھر پیشاب کے بغیر اس نے غسل کر لیا ہو پھر بعد میں کوئی تری دیکھے تو کیا ہو گا؟"۔ فرمایا: "غسل دوبارہ نہیں کرے گا۔ جو چیز نظر آئی ہے وہ کچھ بھی نہیں ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَحَدُ شَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ الْغَاسِلُ قَدِ اجْتَهَدَ فِي الْبَوْلِ فَلَمْ يَتَأَتَّ لَهُ فَحِينَئِذٍ لَمْ يَلْزَمْهُ إِعَادَةُ الْغُسْلِ وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ مُخْتَصّاً بِمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ نَاسِياً وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو ان دونوں حدیثوں کی صورت حال دو میں سے ایک ہے یا تو غسل کرنے والے نے پیشاب کرنے کی کوشش کی مگر اسے پیشاب نہ آیا ہو۔ تو اس صورت میں بھی اس پر دوبارہ غسل لازم نہیں ہوگا۔ اور دوسری یہ کہ یہ صورت اس شخص کے ساتھ خاص ہو جو پیشاب کرنا بھول گیا ہو۔ اور اس بات پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے:۔

أَخْبَرَنَا بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فَيَنْسَى أَنْ يَبُولَ حَتَّى يَغْتَسِلَ ثُمَّ يَرَى بَعْدَ الْغُسْلِ شَيْئاً أَيَغْتَسِلُ أَيْضاً قَالَ لَا قَدْ تَعَصَّرَتْ وَنَزَلَ مِنَ الْحَبَائِلِ.

(کالصحیح) ۸۔۴۰۶۔ جسے ہمیں بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے علی بن سندی سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جمیل بن دراج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی شخص جنب ہو جائے اور پیشاب کرنا بھول کر غسل کرنا شروع کر دے اور پھر غسل کرنے کے بعد کوئی تری دیکھے تو کیا وہ بھی غسل کرے گا؟"۔ فرمایا: "نہیں کیونکہ وہ خود بخود نچڑ گیا ہے اور یہ تری تو پیشاب کی نالی کے راستوں سے نکلی ہے"۔



وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ اغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ فَكَتَبَ أَنَّ الْغُسْلَ بَعْدَ الْبَوْلِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاسِياً فَلَا يُعِيدُ مِنْهُ الْغُسْلَ

(ضعیف) ۹۔۴۰۷۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے

---

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۲

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۱

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۲

محمد بن عیسیٰ سے، اس نے احمد بن ہلال[1] سے اور اس نے کہا کہ میں نے امامؑ سے پوچھا: "کوئی آدمی پیشاب کیے بغیر غسل کرے تو کیا حکم ہے؟" تو آپؑ نے جواب میں لکھا: "غسل پیشاب کے بعد کیا جاتا ہے مگر یہ کہ وہ بھول جائے تو اس صورت میں وہ دوبارہ غسل نہیں کرے گا"۔

فَجَاءَ هٰذَا الْخَبَرُ مُفَسِّراً لِلْأَحَادِيثِ كُلِّهَا بِالْوَجْهِ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنْ أَنَّهُ يَخْتَصُّ ذٰلِكَ بِمَنْ تَرَكَهُ نَاسِياً فَأَمَّا مَا يَتَضَمَّنُ خَبَرُ سَمَاعَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ مِنْ ذِكْرِ إِعَادَةِ الْوُضُوءِ فَمَحْمُولٌ عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهَا خَرَجَ بَعْدَ الْبَوْلِ وَ الْغُسْلِ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ فَحِينَئِذٍ يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ وَ لِأَجْلِ ذٰلِكَ قَالَ ع عَلَيْهِ الْوُضُوءُ وَ الْاِسْتِنْجَاءُ فِي حَدِيثِ سَمَاعَةَ وَ ذٰلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا فِيمَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ.

تو یہ حدیث تمام گزشتہ حدیثوں کی تفسیر بالکل اسی طرح کر رہی ہے جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا تھا کہ پیشاب نہ کرنے کے باوجود دوبارہ غسل کا لازمی نہ ہونا صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب وہ پیشاب کرنا بھول گیا ہو۔ اور سماعہ نیز محمد بن مسلم والی حدیثوں میں جو اس بات کا ذکر ہے کہ وضو کو دوبارہ بجالائے گا تو یہ مستحب ہونے پر محمول ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پیشاب اور غسل کرنے کے بعد کوئی ایسی چیز خارج ہو جو وضو کو توڑنے والی ہو تو اس صورت میں اس پر وضو واجب ہوگا۔ اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے سماعہ سے مروی حدیث میں فرمایا: "اس پر وضو اور استنجاء (واجب) ہے"۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کوئی وضو توڑنے والی چیز نکلی ہو۔

## باب نمبر ۷۳: غسل جنابت اور وضو کیلئے پانی کی مقدار



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ع عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ص يَتَوَضَّأُ بِمُدٍّ وَ يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ

(ضعیف) ۱-۴۰۸۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ تین پاؤ پانی سے وضو اور تین کلو پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے"۔

وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ص

[1] احمد بن ہلال غالی اور مشکوک عقائد کا حامل ہے۔

تہذیب الاحکام ج۱ ص۱۴۳

يَتَوَضَّأُ بِمُدٍّ وَ يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ وَ الْمُدُّ رِطْلٌ وَ نِصْفٌ وَ الصَّاعُ سِتَّةُ أَرْطَالٍ.[1]

(صحیح) ۲-۴۰۹۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ، از حسین بن سعید، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مُد پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اور مد ڈیڑھ رطل ہوتا ہے جبکہ صاع چھ رطل[2] ہوتے ہیں"۔

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصٍ الْمَرْوَزِيِّ وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَرَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصٍ الْمَرْوَزِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ ع الْغُسْلُ بِصَاعٍ مِنْ مَاءٍ وَ الْوُضُوءُ بِمُدٍّ مِنْ مَاءٍ وَ صَاعُ النَّبِيِّ ص خَمْسَةُ أَمْدَادٍ وَ الْمُدُّ مِائَتَانِ وَ ثَمَانُونَ دِرْهَماً وَ الدِّرْهَمُ سِتَّةُ دَوَانِيقَ وَ الدَّانِقُ وَزْنُ سِتِّ حَبَّاتٍ وَ الْحَبَّةُ وَزْنُ حَبَّتَيْ شَعِيرٍ مِنْ أَوْسَاطِ الْحَبِّ لَا مِنْ صِغَارِهِ وَ لَا مِنْ كِبَارِهِ.[3]

(مجہول) ۳-۴۱۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے علی بن محمد سے، اس نے سلیمان بن حفص المروزی سے، نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے موسیٰ بن عمر سے، اس نے سلیمان بن حفص المروزی سے اور اس نے کہا کہ حضرت ابوالحسن (امام کاظم) نے فرمایا: "غسل پانی کے ایک صاع کے ساتھ ہوتا ہے اور وضو پانی کے ایک مُد کے ساتھ، جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاع پانچ مُد کے برابر تھا اور ایک مُد دو سو اسی درہم کے برابر ہے اور درہم چھ دانق کے برابر اور دانق چھ حبّہ کے برابر اور حبّہ جو کے دو متوسط دانے کے برابر ہے جو نہ بڑے ہوں اور نہ چھوٹے ہوں[4]"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الَّذِي يُجْزِي مِنَ الْمَاءِ لِلْغُسْلِ فَقَالَ اغْتَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ص بِصَاعٍ وَ تَوَضَّأَ بِمُدٍّ وَ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِهِ خَمْسَةَ أَمْدَادٍ وَ كَانَ الْمُدُّ قَدْرَ رِطْلٍ وَ ثَلَاثِ أَوَاقٍ.[5]

(موثق) ۴-۴۱۱۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن احمد بن یحییٰ، اس نے ابو جعفر سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے زرعہ سے اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "غسل کیلئے پانی کی کتنی مقدار کافی

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ص ۱۳۶
[2] چھ مدنی رطل ہوں گے اس لحاظ سے نو عراقی رطل بنیں گے۔
[3] معانی الاخبار والفقیہ ج ۱ح ۶۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ص ۱۳۶
[4] عربی اوزان کی موجودہ اوزان کے ساتھ برابری کا چارٹ ملاحظہ ہو۔ جو کا دانہ 42.522 ملی گرام، ایک حبہ 85.05 ملی گرام، ایک دانق 510 ملی گرام، ایک درہم 30.060 گرام، ایک مد 856.8 گرام، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صاع 4284 گرام۔
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ص ۱۳۶

ہے؟"۔ تو فرمایا: "رسول رحمت ﷺ نے ایک صاع پانی سے غسل فرمایا اور ایک مد سے وضو کیا جبکہ آنحضرتؐ کے زمانے میں صاع پانچ مد کے برابر تھا جبکہ مد ایک رطل اور تین اوقیہ کے برابر تھا"۔

قَوْلُهُ ع فِي هَذَا الْخَبَرِ الصَّاعُ خَمْسَةُ أَمْدَادٍ وَ تَفْسِيرُ الْمُدِّ بِرِطْلٍ وَ ثَلَاثِ أَوَاقٍ مُطَابِقٌ لِلْخَبَرِ الَّذِي رَوَاهُ زُرَارَةُ لِأَنَّهُ فَسَّرَ الْمُدَّ بِرِطْلٍ وَ نِصْفٍ فَالصَّاعُ يَكُونُ سِتَّةَ أَرْطَالٍ وَ ذَلِكَ مُطَابِقٌ لِهَذَا الْقَدْرِ فَأَمَّا تَفْسِيرُ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَزِيِّ الْمُدَّ بِمِائَتَيْنِ وَ ثَمَانِينَ دِرْهَماً فَمُطَابِقٌ لِلْخَبَرَيْنِ لِأَنَّهُ يَكُونُ مِقْدَارُهُ سِتَّةَ أَرْطَالٍ بِالْمَدَنِيِّ وَ يَكُونُ قَوْلُهُ ع خَمْسَةُ أَمْدَادٍ وَهْماً مِنَ الرَّاوِي لِأَنَّ الْمَشْهُورَ مِنْ هَذِهِ الرِّوَايَةِ أَرْبَعَةُ أَمْدَادٍ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ إِخْبَاراً عَمَّا كَانَ يَفْعَلُهُ النَّبِيُّ ص إِذَا شَارَكَ فِي الِاغْتِسَالِ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

**نکتہ:** اس حدیث میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ ایک صاع پانچ مد کے برابر تھا اور مد کی یہ تشریح کرنا کہ وہ ایک رطل اور تین اوقیہ وزن کے برابر تھا یہ اس حدیث کے مطابق ہے جسے زرارہ نے روایت کی ہے کیونکہ اس میں مد کی یہ تشریح کی گئی تھی کہ وہ ڈیڑھ رطل کے برابر ہے۔ پس صاع چھ رطل کے برابر ہوگا۔ اور یہ اس مقدار کے برابر ہو جاتی ہے۔ لیکن سلیمان المروزی والی حدیث میں مد کی دو سو اسی درہم کے ساتھ تشریح تو یہ دو روایتوں کے مطابق ہے۔ کیونکہ اس کی مقدار چھ مدنی رطل بنتی ہے۔ جبکہ اس میں امام علیہ السلام سے منسوب صاع کے پانچ مد یہ خود راوی کا وہم ہے کیونکہ اس روایت سے مشہور چار مد بنتے ہیں۔ البتہ یہ بھی ہو سکتا ہے اتنی مقدار کا بتانا اس صورت کے متعلق ہو کہ جس میں نبی کریم ﷺ غسل کرتے ہوئے اپنی بعض ازواج کو بھی شریک فرمایا کرتے تھے اور اس بات پر مندرجہ ذیل یہ روایت بھی دلیل ہے:۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ وَقْتِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ كَمْ يُجْزِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ أَمْدَادٍ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ صَاحِبَتِهِ وَ يَغْتَسِلَانِ جَمِيعاً مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.[1]

(صحیح) ۵۔ ۴۱۲۔ جسے روایت کی ہے محمد (بن احمد) بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، اس نے صفوان سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "غسل جنابت کے وقت پانی کی کتنی مقدار کافی ہے؟"۔ فرمایا: "رسول اللہ ﷺ اپنی زوجہ کے ساتھ مل کر پانچ مد کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے اور دونوں مل کر ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے"۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ وَ إِذَا كَانَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ وَ مُدٍّ.[2]

---

[1] کافی ج ۳ ص ۲۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۶

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۷

(صحیح)۶۔ ۴۱۳۔ حسین بن سعید نے نضر سے، اس نے محمد بن ابو حمزہ سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع پانی کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی آپؐ کے ساتھ آپ کی کوئی زوجہ ہوتیں تو پھر ایک صاع اور ایک مد کے ساتھ غسل فرماتے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ كَلُّوبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيّاً ع كَانَ يَقُولُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَ الْوُضُوءُ يُجْزِي مِنْهُ مَا أَجْزَى مِنَ الدُّهْنِ الَّذِي يَبُلُّ الْجَسَدَ.[1]

(موثق)۷۔ ۴۱۴۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسن بن موسیٰ خشاب سے، اس نے غیاث بن کلوب سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے جعفر سے اور اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: "غسل جنابت اور وضو کیلئے اتنا پانی کافی ہے جتنا تیل کی جسم پر مالش ہو سکتی ہے"۔

عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ هَارُونَ بْنِ حَمْزَةَ الْغَنَوِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يُجْزِيكَ مِنَ الْغُسْلِ وَ الِاسْتِنْجَاءِ مَا بَلَّلْتَ يَدَكَ.[2]

(کالصحیح)۸۔ ۴۱۵۔ اسی سے، اس نے محمد بن حسین بن ابو الخطاب اور حسن بن موسیٰ خشاب سے، انہوں نے یزید بن اسحاق سے، اس نے اسحاق بن ہارون بن حمزہ غنوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "تمہارے غسل اور استنجاء کیلئے اتنا پانی کافی ہے جس سے ہاتھ تر ہو جائیں"۔

وَ مَا يَجْرِي مَجْرَاهُمَا مِنَ الْأَخْبَارِ فَإِنَّهَا مَحْمُولَةٌ عَلَى الْإِجْزَاءِ وَ الْأَوَّلَةُ عَلَى الْفَضْلِ إِلَّا أَنَّ مَعَ ذَلِكَ فَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَجْرِيَ الْمَاءُ عَلَى الْأَعْضَاءِ لِيَكُونَ غَاسِلًا وَ إِنْ كَانَ قَلِيلًا مِثْلَ الدُّهْنِ فَإِنَّهُ مَتَى لَمْ يَجْرِ لَمْ يُسَمَّ غَاسِلًا وَ لَا يَكُونُ ذَلِكَ مُجْزِياً وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ



اور جو ان جیسی احادیث ہیں تو یہ بقدر کفایت پر محمول ہوں گے جبکہ پچھلی احادیث فضیلت پر محمول ہوں گی۔ مگر اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ اعضائے بدن پر پانی بہایا جائے تاکہ (اس پر غسل کا نام صادق ہو اور) وہ غسل کرنے والا کہلائے چاہے تیل جتنا کم پانی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جب تک پانی نہیں بہائے گا وہ غسل کرنے والا نہیں کہلائے گا اور یہ کافی بھی نہیں ہوگا۔ اور مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے۔

مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ قَالَ: الْجُنُبُ مَا جَرَى عَلَيْهِ الْمَاءُ مِنْ جَسَدِهِ قَلِيلُهُ وَ كَثِيرُهُ فَقَدْ أَجْزَأَهُ.[3]

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

[2] کافی ج ۳ ص ۲۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

[3] کافی ج ۳ ص ۲۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

(حسن) ۹۔۴۱۶۔ جسے روایت کی ہے علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جمیل سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "جنابت والا آدمی اپنے جسم پر جتنا پانی بہائے گا چاہے وہ کم ہو یا زیادہ وہ اس کیلئے کافی ہوگا"۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع فِي الْوُضُوءِ قَالَ إِذَا مَسَّ جِلْدَكَ الْمَاءُ فَحَسْبُكَ.[1]

(صحیح) ۱۰۔۴۱۷۔ حسین بن سعید نے فضالہ بن ایوب سے، اس نے جمیل سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو کے بارے میں فرمایا: "جب تمہاری جلد کو پانی لگ جائے تو وہ تمہارے لیے کافی ہے"۔

عَنْهُ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: أَسْبِغِ الْوُضُوءَ إِنْ وَجَدْتَ مَاءً وَإِلَّا فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ الْيَسِيرُ.[2]

(صحیح) ۱۱۔۴۱۸۔ اسی سے، اس نے صفوان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے محمد حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر پانی (کافی حد تک) موجود ہے تو اچھی طرح وضو کر لو ورنہ تھوڑی سی مقدار بھی تمہارے لیے کافی ہے"۔

## باب نمبر ۴۷: غسل جنابت میں ترتیب واجب ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَغْسِلُ يَدَكَ الْيُمْنَى مِنَ الْمِرْفَقِ إِلَى أَصَابِعِكَ وَتَبُولُ إِنْ قَدَرْتَ عَلَى الْبَوْلِ ثُمَّ تُدْخِلُ يَدَكَ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ اغْسِلْ مَا أَصَابَكَ مِنْهُ ثُمَّ أَفِضْ عَلَى رَأْسِكَ وَجَسَدِكَ وَلَا وُضُوءَ فِيهِ.[3]

(صحیح) ۱۔۴۱۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے احمد بن محمد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "اپنے دائیں بازو کو کہنی سے انگلیوں تک دھوؤ اور اگر پیشاب کر سکو تو پیشاب کر لو پھر پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال کر اپنے جسم سے جو کچھ لگا ہے دھو لو پھر اپنے سر اور جسم پر پانی بہاؤ اور اس میں وضو نہیں ہے"۔

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ وَفَضَالَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَبْدَأُ بِكَفَّيْكَ ثُمَّ تَغْسِلُ فَرْجَكَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثاً ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى سَائِرِ جَسَدِكَ مَرَّتَيْنِ فَمَا جَرَى عَلَيْهِ الْمَاءُ فَقَدْ طَهُرَ[1]

(صحیح) ۲/۴۲۰۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے صفوان اور فضالہ سے، انہوں نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھوں سے ابتداء کرو، پھر اپنی شرمگاہ کو دھوؤ، پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالو پھر اپنے باقی جسم پر دو مرتبہ پانی ڈالو، پس جسم کے جس حصہ پر پانی پڑتا جائے گا وہ پاک ہوتا جائے گا“۔

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ وَلَمْ يَغْسِلْ رَأْسَهُ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَغْسِلَ رَأْسَهُ لَمْ يَجِدْ بُدّاً مِنْ إِعَادَةِ الْغُسْلِ.[2]

(کالصحیح) ۳/۴۲۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے علی بن اسماعیل سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ”جو غسل جنابت کر رہا ہو اور اس نے اپنا سر نہ دھویا ہو پھر بعد میں اس کا سر کو دھونے کا ارادہ ہو تو اس کے پاس غسل کو دوبارہ شروع کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے (نئے سرے سے اسے غسل کرنا ہوگا)“۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَأَصَابَ مِنْ جَارِيَةٍ لَهُ فَأَمَرَهَا فَغَسَلَتْ جَسَدَهَا وَتَرَكَتْ رَأْسَهَا قَالَ لَهَا إِذَا أَرَدْتِ أَنْ تَرْكَبِي فَاغْسِلِي رَأْسَكِ فَفَعَلَتْ ذَلِكَ فَعَلِمَتْ بِذَلِكَ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَحَلَقَتْ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ انْتَهَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع إِلَى ذَلِكَ الْمَكَانِ فَقَالَتْ لَهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ أَيُّ مَوْضِعٍ هَذَا فَقَالَ لَهَا الْمَوْضِعُ الَّذِي أَحْبَطَ اللَّهُ فِيهِ حَجَّكِ عَامَ أَوَّلَ.[3]

(صحیح) ۴/۴۲۲۔ البتہ وہ حدیث جسے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے روایت کی ہے، اس نے ہشام بن سالم سے اور اس نے کہا: ”حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھے اور آپؑ کے ساتھ اسماعیل کی والدہ بھی تھیں تو (دوران سفر) آپؑ نے اپنی ایک لونڈی کے ساتھ صحبت کی پھر اسے غسل کرنے کا حکم دیا تو اس نے اپنے جسم کو تو دھویا لیکن سر کو چھوڑ دیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر ابھی سوار (ہو کر روانہ) ہونا چاہتی ہو تو اپنا سر بھی دھو لو تب اس نے ایسا کیا جس سے اسماعیل کی والدہ

[1] کافی ج ۳ ص ۴۳ ح ۳، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۹
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۰
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۱

کو پتہ چل گیا تو اس نے اس کا سر منڈوا دیا۔ پھر جب اگلے سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اسی جگہ پر پہنچے تو اسماعیل کی والدہ نے
آپؑ سے کہا کہ یہ کونسی جگہ ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: ”یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے پچھلے سال تمہارا حج ضائع کر دیا تھا“۔

فَهٰذَا الْخَبَرُ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ قَدْ وَهَمَ الرَّاوِي فِيهِ وَ لَمْ يَضْبِطْهُ فَاشْتَبَهَ عَلَيْهِ الْأَمْرُ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ سَمِعَ أَنْ يَقُولَ لَهَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ع اغْسِلِي رَأْسَكِ فَإِذَا أَرَدْتِ الرُّكُوبَ فَاغْسِلِي جَسَدَكِ فَرَوَاهُ بِالْعَكْسِ مِنْ ذٰلِكَ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَىٰ ذٰلِكَ أَنَّ رَاوِيَ هٰذَا الْخَبَرِ وَ هُوَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ رَوَىٰ هٰذَا الْخَبَرَ بِعَيْنِهِ عَلَىٰ مَا قُلْنَاهُ.

تو قرین قیاس یہ ہے کہ اس حدیث میں راوی کو وہم ہوا ہے اور اس نے اچھے طریقے سے یاد نہیں رکھا اور اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس نے یہ سنا ہو کہ امام علیہ السلام نے اس کنیز سے کہا ہو کہ اپنا سر دھو لو پھر جب سوار ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے جسم کو بھی دھو لینا مگر اس کے برعکس روایت نقل کی ہو۔ اور اس تحلیل اور تاویل پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی ہشام بن سالم نے بعینہ اسی حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے جس طرح ہم نے بیان کیا ہے اور وہ یوں ہے:

رَوَىٰ ذٰلِكَ۔ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَىٰ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ع فُسْطَاطَهُ وَ هُوَ يُكَلِّمُ امْرَأَةً فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ادْنُهْ هٰذِهِ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ جَاءَتْ وَ أَنَا أَزْعُمُ أَنَّ هٰذَا الْمَكَانَ الَّذِي أَحْبَطَ اللّٰهُ فِيهِ حَجَّهَا عَامَ أَوَّلَ كُنْتُ أَرَدْتُ الْإِحْرَامَ فَقُلْتُ ضَعُوا لِيَ الْمَاءَ فِي الْخِبَاءِ فَذَهَبَتِ الْجَارِيَةُ بِالْمَاءِ فَوَضَعَتْهُ فَاسْتَخْفَفْتُهَا فَأَصَبْتُ مِنْهَا فَقُلْتُ اغْسِلِي رَأْسَكِ وَ امْسَحِيهِ مَسْحاً شَدِيداً لَا تَعْلَمُ بِهِ مَوْلَاتُكِ فَإِذَا أَرَدْتِ الْإِحْرَامَ فَاغْسِلِي جَسَدَكِ وَ لَا تَغْسِلِي رَأْسَكِ فَتَسْتَرِيبَ مَوْلَاتُكِ فَدَخَلَتْ فُسْطَاطَ مَوْلَاتِهَا فَذَهَبَتْ تَتَنَاوَلُ شَيْئاً فَمَسَّتْ مَوْلَاتُهَا رَأْسَهَا فَإِذَا لُزُوجَةُ الْمَاءِ فَحَلَقَتْ رَأْسَهَا وَ ضَرَبَتْهَا فَقُلْتُ لَهَا هٰذَا الْمَكَانُ الَّذِي أَحْبَطَ اللّٰهُ فِيهِ حَجَّكِ[1]



(صحیح) ۵۔ ۴۲۳۔ اسی حدیث کو روایت کی ہے حسین بن سعید نے نضر سے، اس نے ہشام بن سالم سے اس نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے کہا: ”میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے خیمہ میں داخل ہوا تو آپؑ کسی خاتون سے باتوں میں مصروف تھے جس پر میں ٹھٹھک کر پیچھے ہٹنے لگا تو آپؑ نے فرمایا کہ قریب آجاؤ یہ اسماعیل کی ماں آئی ہوئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پچھلے سال اللہ نے اس کے حج کو ضائع کر دیا تھا جب میں احرام باندھنا چاہتا تھا تو میں نے کہا کہ میرے لیے خیمہ میں پانی رکھ دو تو لونڈی پانی لے آئی اور پانی رکھا تو میں نے اس کے ساتھ خوش مزاجی کرتے ہوئے اس سے صحبت کر لی پھر اس سے کہا کہ اپنے سر کو دھو کر بالوں کو اچھی طرح نچوڑ لو تاکہ تمہاری مالکن کو معلوم نہ ہو پھر جب احرام باندھنے لگو تو اپنا باقی جسم بھی دھو لینا اور اپنے سر کو مت دھونا ورنہ تمہاری مالکن مشکوک ہو جائے گی۔ پھر وہ لونڈی اپنی مالکن کے خیمہ میں جا کر کچھ ڈھونڈنے لگی تو مالکن نے اس کے سر کو چھوا تو اس میں پانی کی چپچپاہٹ محسوس ہوئی تو اس نے اس کا سر بھی مونڈ دیا اور اسے مارا بھی اسی لئے میں نے اسے کہا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۵ ص ۱۴۱

تمہارا حج ضائع کر دیا ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا ارْتَمَسَ الْجُنُبُ فِي الْمَاءِ ارْتِمَاسَةً وَاحِدَةً أَجْزَأَهُ ذَلِكَ مِنْ غُسْلِهِ[1]

(حسن) ۶۔ ۴۲۴۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حلبی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا وہ فرما رہے تھے: "جب جنب آدمی پانی میں یکبارگی غوطہ لگائے تو یہ اس کے غسل کیلئے کافی ہے"۔

فَلَا يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ وُجُوبِ التَّرْتِيبِ لِأَنَّ الْمُرْتَمِسَ يَتَرَتَّبُ حُكْماً وَ إِنْ لَمْ يَتَرَتَّبْ فِعْلًا لِأَنَّهُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَاءِ حُكِمَ لَهُ أَوَّلًا بِطَهَارَةِ رَأْسِهِ ثُمَّ جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ جَانِبِهِ الْأَيْسَرِ فَيَكُونُ عَلَى هَذَا التَّقْدِيرِ مُرَتَّباً وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ الِارْتِمَاسِ يَسْقُطُ مُرَاعَاةُ التَّرْتِيبِ كَمَا يَسْقُطُ عِنْدَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَرْضُ الْوُضُوءِ.

تو یہ گزشتہ حدیثوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ غوطہ لگانے والا اگرچہ فعل کے لحاظ سے ترتیب پر عمل نہیں کر رہا ہوتا مگر حکم کے لحاظ سے وہ ترتیب پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ پانی سے نکلتا ہے تو سب سے پہلے اس کے سر کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا پھر اس کے دائیں جانب کی طہارت کا پھر اس کی بائیں طرف کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔ تو اس لحاظ سے وہ ترتیب پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ اور و یہ بھی عین ممکن ہے کہ غوطہ کے وقت ترتیب کی شرط ختم ہو جائے جس طرح کہ غسل جنابت کے وقت وضو کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ هَلْ يُجْزِيهِ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ أَنْ يَقُومَ فِي الْمَطَرِ حَتَّى يَغْسِلَ رَأْسَهُ وَ جَسَدَهُ وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلَى مَا سِوَى ذَلِكَ قَالَ إِنْ كَانَ يَغْسِلُهُ اغْتِسَالَهُ بِالْمَاءِ أَجْزَأَهُ ذَلِكَ[2]

(صحیح) ۷۔ ۴۲۵۔ لیکن وہ حدیث جسے محمد بن علی بن محبوب نے بیان کیا ہے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن قاسم سے، اس نے علی بن جعفر سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک شخص جنب ہو گیا تو کیا غسل جنابت کی بجائے اگر وہ بارش میں کھڑا ہو جائے تاکہ اس کا سر اور بدن اچھی طرح دھل جائے حالانکہ وہ اس کے علاوہ (غسل) کرنے پر بھی قادر تھا تو کیا یہ اس کے غسل جنابت سے کفایت کرے گا؟"۔ فرمایا: "اگر بارش اسے ایسے دھوتی ہے جیسے پانی سے غسل کیا جاتا ہے تو یہ اس کیلئے کافی ہے"۔

فَهَذَا الْخَبَرُ أَيْضاً يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَجَازَ لَهُ إِذَا غَسَلَ هُوَ الْأَعْضَاءَ عِنْدَ نُزُولِ الْمَطَرِ عَلَيْهِ عَلَى مَا يَجِبُ تَرْتِيبُهَا وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْقَوْلُ فِيهِ مَا قُلْنَاهُ فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ مِنْ أَنَّهُ مُتَرَتِّبٌ حُكْماً لَا فِعْلًا أَوْ يَكُونَ هَذَا حُكْماً يَخُصُّهُ دُونَ

[1] کافی ج ۳ ص ۴۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۶
[2] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۶

مَنْ يُرِيدُ الْغُسْلَ بِوَضْعِ الْمَاءِ عَلَى جَسَدِهِ.

تو اس حدیث میں بھی یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ برستی بارش میں اس کو اس طریقہ سے غسل کرنے کی اجازت دی گئی ہو جس طرح ترتیب واجب ہے، اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ اس میں بھی وہی صورتحال ہو جس طرح گزشتہ حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ وہ حکم کے لحاظ سے ترتیب وار ہو فعل کے لحاظ سے نہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف اس کے ساتھ خاص ہو بدن پر پانی ڈال کر غسل کرنے والے کے لئے نہ ہو۔

## باب نمبر ۷۵: غسل جنابت کی وجہ سے وضو ساقط ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ حَرِيزٍ أَوْ عَمَّنْ رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع إِنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ يَرْوُونَ عَنْ عَلِيٍّ ع أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ كَذَبُوا عَلَى عَلِيٍّ ع مَا وَجَدُوا ذَلِكَ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ ع قَالَ اللهُ تَعَالَى وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا.[1]

(مرسل) ا۔ ۴۲۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے یعقوب بن شعیب سے، اس نے حریز سے، یا جس سے روایت کی ہے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: "کوفہ والے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غسل جنابت سے پہلے وضو کا حکم دیا کرتے تھے"۔ فرمایا: "وہ حضرت علی علیہ السلام پر جھوٹ باندھتے ہیں انہوں نے حضرت علیہ السلام کی کتاب میں ایسا کچھ نہیں دیکھا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا) اگر تم جنب ہو تو (غسل کرکے) پاکیزگی اختیار کرو"۔



عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَوَاضٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْغُسْلُ يُجْزِي عَنِ الْوُضُوءِ وَأَيُّ وُضُوءٍ أَطْهَرُ مِنَ الْغُسْلِ.[2]

(صحیح) ۲۔ ۴۲۷۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عبد الحمید بن عواض سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "غسل وضو سے کفایت کرتا ہے اور غسل سے زیادہ کونسا وضو پاکیزہ ہو سکتا ہے؟"۔

عَنْهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ يَعْقُوبَ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۹

[2] کافی ج ۳ ص ۴۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۹

بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: كُلُّ غُسْلٍ قَبْلَهُ وُضُوءٌ إِلَّا غُسْلَ الْجَنَابَةِ.[1]

(صحیح) ۳۔ ۴۲۸۔ اسی سے، اس نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن احمد سے، اس نے یعقوب بن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے کسی آدمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ''ہر غسل سے پہلے وضو ہوتا ہے سوائے غسل جنابت کے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ قَالَ: سَأَلْتُهُ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ إِذَا أَجْنَبْتُ قَالَ اغْسِلْ كَفَّكَ وَفَرْجَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَ الصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسِلْ.[2]

(حسن) ۴۔ ۴۲۹۔ البتہ وہ روایت جسے حسین بن سعید نے نقل کیا ہے فضالہ سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر حضرمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ''جب میں جنب ہو جاؤں تو کیا کروں؟''۔ فرمایا: ''اپنے ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھوؤ اور نماز کیلئے وضو جیسا وضو کرو پھر غسل کرو''۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ وَلَا يُنَافِي ذَلِكَ

تو اس کی صورتحال یہ ہے کہ ہم اسے ایک قسم کے مستحب ہونے پر محمول کریں گے۔ اور ذیل میں ذکر ہونے والی یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى مُرْسَلًا بِأَنَّ الْوُضُوءَ قَبْلَ الْغُسْلِ وَبَعْدَهُ بِدْعَةٌ.[3]

(موقوف) ۵۔ ۴۳۰۔ جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے مرسل طور پر کہ غسل سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا بدعت ہے۔

لِأَنَّ هَذَا خَبَرٌ مُرْسَلٌ لَمْ يُسْنِدْهُ إِلَى إِمَامٍ وَلَوْ سُلِّمَ لَكَانَ مَعْنَاهُ أَنَّهُ إِذَا اعْتَقَدَ أَنَّهُ فَرْضٌ قَبْلَ الْغُسْلِ فَإِنَّهُ يَكُونُ مُبْدِعاً فَأَمَّا إِذَا تَوَضَّأَ نَدْباً وَاسْتِحْبَاباً فَلَيْسَ بِمُبْدِعٍ فَأَمَّا مَا عَدَا غُسْلَ الْجَنَابَةِ مِنَ الْأَغْسَالِ فَلَا بُدَّ فِيهِ مِنَ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ وَيَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ



قَوْلُ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ فِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ كُلُّ غُسْلٍ قَبْلَهُ وُضُوءٌ إِلَّا غُسْلَ الْجَنَابَةِ

کیونکہ یہ ایک مرسل روایت ہے اور یہ کسی بھی امام سے منسوب نہیں ہے اور اگر اسے تسلیم بھی کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگر وہ غسل سے پہلے وضو کے فرض ہونے کا عقیدہ رکھے تو وہ بدعتی ہوگا۔ لیکن اگر وہ بطور مستحب وضو کرلے تو پھر بدعتی نہیں ہوگا۔ مگر غسل جنابت کے علاوہ باقی غسل سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ اور ابن ابی عمیر سے مروی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بھی اس بیان پر دلیل ہے جس میں آیا ہے ''ہر غسل سے پہلے وضو ضروری ہے سوائے غسل جنابت کے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَدِّهِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۹

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۷

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۷

بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْهَمْدَانِيَّ كَتَبَ إِلَىٰ أَبِي الْحَسَنِ الثَّالِثِ ع يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ لِلصَّلَاةِ فِي غُسْلِ الْجُمُعَةِ فَكَتَبَ لَا وُضُوءَ لِلصَّلَاةِ فِي غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ لَا غَيْرِهِ.[1]

(مجہول) ۶۔ ۴۳۱۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبید اللہ نے حسن بن علی بن ابراہیم بن محمد سے، اس نے اپنے جد ابراہیم بن محمد سے نقل کیا کہ محمد بن عبدالرحمن ہمدانی نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو خط لکھ کر غسل جمعہ کے ساتھ نماز کے وضو کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے جواب میں لکھا کہ غسل جمعہ و دیگر غسل کے ساتھ کوئی وضو نہیں ہے۔

وَ عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ع عَنِ الرَّجُلِ اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ أَوْ يَوْمَ جُمُعَةٍ أَوْ يَوْمَ عِيدٍ هَلْ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ قَبْلَ ذٰلِكَ أَوْ بَعْدَهُ فَقَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْهِ قَبْلُ وَ لَا بَعْدُ قَدْ أَجْزَأَهُ الْغُسْلُ وَ الْمَرْأَةُ مِثْلُ ذٰلِكَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْ حَيْضٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ وَ لَيْسَ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ لَا قَبْلُ وَ لَا بَعْدُ قَدْ أَجْزَأَهَا الْغُسْلُ.[2]

(موثق) ۷۔ ۴۳۲۔ اسی سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی اگر جنابت کا یا روز جمعہ یا روز عید کا غسل کرے تو کیا اس غسل سے پہلے یا بعد میں اس پر وضو کرنا واجب ہے؟۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ’’نہیں، اس پر اس غسل سے پہلے نہ بعد میں کوئی وضو واجب نہیں ہے بلکہ غسل ہی کافی ہے اور عورت بھی اسی طرح ہے جب وہ حیض وغیرہ کا غسل کرے تو اس پر اس سے پہلے نہ اس کے بعد کوئی وضو واجب نہیں ہے بلکہ اس کیلئے بھی غسل ہی کافی ہے‘‘۔

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ اللُّؤْلُؤِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ع فِي الرَّجُلِ يَغْتَسِلُ الْجُمُعَةَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ أَ يُجْزِيهِ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ع وَ أَيُّ وُضُوءٍ أَطْهَرُ مِنَ الْغُسْلِ.[3]

(مرسل) ۸۔ ۴۳۳۔ سعد بن عبد اللہ نے موسیٰ بن جعفر بن وہب سے، اس نے حسین بن حسن لولوی سے، اس نے حسن بن علی ابن فضال سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے کسی آدمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ’’کسی آدمی نے جمعہ وغیرہ کا غسل کیا ہو تو کیا وہ وضو سے کفایت کرے گا؟‘‘۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ’’کونسا وضو غسل سے زیادہ پاکیزہ ہے؟‘‘۔ (یعنی پھر وضو کی ضرورت نہیں ہے)۔

فَالْوَجْهُ فِي هٰذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَىٰ أَنَّهُ إِذَا اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ أَوْ شَيْءٌ مِنْهَا مَعَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَإِنَّهُ يَسْقُطُ فَرْضُ الْوُضُوءِ وَ إِذَا انْفَرَدَتْ هٰذِهِ الْأَغْسَالُ أَوْ شَيْءٌ مِنْهَا عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَإِنَّ الْوُضُوءَ وَاجِبٌ قَبْلَهَا حَسَبَ مَا تَقَدَّمَ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۸

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۸

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۴

يُرِيدُ ذَلِكَ بَيَاناً.

تو ان احادیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم انہیں اس صورت پر محمول کریں کہ جب یہ اغسال یا ان میں سے کوئی غسل، جنابت کے غسل کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں تو اس صورت میں وضو کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے لیکن جب یہ یا ان میں سے کوئی غسل، جنابت کے غسل سے الگ ہو جائیں تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس غسل سے پہلے وضو کرنا واجب ہو گا۔ اور اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل اس حدیث سے ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الصَّفَّارُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ ع قَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَغْتَسِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ اغْتَسِلْ. [1]

(مجہول) ۹۔ ۴۳۴۔ جسے صفار نے یعقوب بن یزید سے روایت کی ہے، اس نے سلیمان بن حسن سے، اس نے علی بن یقطین سے اور اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "جب جمعہ کے دن تم غسل کرنا چاہو تو پہلے وضو کرو، پھر غسل کرو"۔

## باب نمبر ۷۶: مجنب آدمی کا کنویں یا تالاب سے پانی بھرنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ وَعَنْبَسَةَ بْنِ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا أَتَيْتَ الْبِئْرَ وَأَنْتَ جُنُبٌ وَلَمْ تَجِدْ دَلْواً وَلَا شَيْئاً تَغْرِفُ بِهِ فَتَيَمَّمْ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّ رَبَّ الْمَاءِ وَرَبَّ الصَّعِيدِ وَاحِدٌ وَلَا تَقَعْ فِي الْبِئْرِ وَلَا تُفْسِدْ عَلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ. [2]



(کالصحیح) ۱۔ ۴۳۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے ابن ابی یعفور اور عنبسہ بن مصعب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "جب تم جنابت کی حالت میں کنویں تک پہنچو اور تمہیں ڈول یا کوئی ایسی چیز نہ ملے جس سے پانی بھر سکو تو پاک مٹی سے تیمم کر لو کیونکہ پانی کا رب اور پاک مٹی کا رب ایک ہی ہے اس لیے کنویں کے اندر مت کودو اور لوگوں کیلئے ان کا پانی خراب مت کرو"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسِّرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَنْتَهِي إِلَى الْمَاءِ الْقَلِيلِ فِي الطَّرِيقِ وَيُرِيدُ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنْهُ وَلَيْسَ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۹

[2] کافی ج ۳ ص ۶۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۷

هذا مما قال الله تعالى۔ ما جعل عليكم في الدين من حرج.[1]

معه إناء يغرف به ويداه قذرتان قال يضع يده ويتوضأ ويغتسل هذا مما قال الله تعالى ما جعل عليكم في الدين من حرج

(کا صحیح) ح۔۴۳۶۔ البتہ وہ حدیث جسے علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اس نے عبداللہ مغیرہ سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عیسیٰ نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی جنب آدمی راستے میں موجود قلیل پانی تک پہنچا اور وہ اس سے غسل کرنا چاہتا ہے جبکہ اس کے پاس کوئی ایسا برتن بھی نہیں ہے جس سے وہ پانی بھر سکے اور اس کے ہاتھ بھی گندے ہیں تو کیا کرے؟"۔ تو فرمایا: "اپنا ہاتھ اس میں ڈالے اور وضو کرکے غسل کرے کیونکہ یہ ان صورتوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ "(اللہ نے دین میں تمہارے لیے کوئی سختی نہیں رکھی)"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ هُوَ أَنْ يَأْخُذَ الْمَاءَ مِنَ الْمُسْتَنْقَعِ بِيَدِهِ وَلَا يَنْزِلَهُ بِنَفْسِهِ وَيَغْتَسِلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى الْبَدَنِ وَيَكُونُ قَوْلُهُ ؑ وَيَدَاهُ قَذِرَتَانِ إِشَارَةً إِلَى مَا عَلَيْهِمَا مِنَ الْوَسَخِ دُونَ النَّجَاسَةِ لِأَنَّ النَّجَاسَةَ تُفْسِدُ الْمَاءَ عَلَى الْبَدَنِ إِذَا كَانَ قَلِيلًا عَلَى مَا قَدَّمْنَا الْقَوْلَ فِيهِ.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ پانی کو اپنے صاف ستھرے ہاتھ سے لے گا لیکن خود اس کے اندر نہیں اترے گا اور بدن پر ڈال کر غسل کرے گا۔ اور حدیث میں موجود یہ الفاظ کہ اس کے ہاتھ گندے ہیں اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ ان پر نجاست نہیں بلکہ ان پر کوئی میل کچیل لگی ہوئی ہے کیونکہ اس کے بارے میں ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ اگر پانی قلیل ہو تو ہاتھوں پر لگی نجاست بدن پر پڑنے والے پانی کو بھی نجس کر دے گی۔

# حیض، استحاضہ اور نفاس کے باب

# باب نمبر ۷۷: عورت حائضہ ہو تو مرد کیا کرے

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ أَحْمَدَ ابْنَيِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فَلْيَأْتِهَا زَوْجُهَا حَيْثُ شَاءَ مَا اتَّقَى مَوْضِعَ الدَّمِ۔[1]

(مرسل) ۱۔۲۳۷۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے حسن کے بیٹوں محمد اور احمد سے، انہوں نے اپنے باپ (حسن) سے، اس نے عبد اللہ بن بکیر سے، اس نے ہمارے کسی بزرگ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "جب عورت حائضہ ہو تو اس کا شوہر خون آنے کے مقام سے بچاؤ کرتے ہوئے باقی جہاں چاہے رسائی حاصل کر سکتا ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُونُسَ بُزُرْجَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَمَّا لِصَاحِبِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ مِنْهَا قَالَ كُلُّ شَيْءٍ مَا عَدَا الْقُبُلَ بِعَيْنِهِ۔[2]

(موثق یا حسن) ۲۔۲۳۸۔ علی بن حسن سے مذکورہ اسناد کے ساتھ، اس نے محمد بن علی سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے منصور بن یونس برزج سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے عبد الکریم بن عمرو سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ عورت کے شوہر کیلئے کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اندام نہانی کے علاوہ باقی بالکل اسی طرح (جائز) ہے"۔



وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الرَّجُلِ يَأْتِي الْمَرْأَةَ فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ وَ هِيَ حَائِضٌ قَالَ لَا بَأْسَ إِذَا اجْتَنَبَ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ۔[3]

۳۔۲۳۹۔ علی بن حسن سے مذکورہ اسناد کے ساتھ اس نے محمد بن عبد اللہ بن زرارہ سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ہشام بن سالم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آدمی کے بارے میں کہ جس نے اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ اندام نہانی

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۱

[2] کافی ج ۳ ص ۵۳۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۱

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۱

کے علاوہ صحبت کی تھی، نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر مذکورہ مقام سے اس نے اجتناب کیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے"۔[1]

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ الْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَرْقِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع مَا لِلرَّجُلِ مِنَ الْحَائِضِ قَالَ مَا بَيْنَ الْفَخِذَيْنِ.

(صحیح)۴۔ ۴۴۰۔ شیخ رحمۃ اللہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد برقی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے برقی سے، اس نے اسماعیل سے، اس نے عمر بن حنظلہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: "حائضہ عورت کا مرد کیا کرے؟"[2]۔ فرمایا: "دو رانوں کے درمیان"

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَرْقِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع مَا لِلرَّجُلِ مِنَ الْحَائِضِ قَالَ مَا بَيْنَ أَلْيَتَيْهَا وَ لَا يُوقِبُ.[3]

(صحیح)۵۔ ۴۴۱۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ از احمد بن محمد، از برقی، از عمر بن یزید اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ عورت کا مرد کیا کرے؟"۔ فرمایا: "دو کولہوں کے درمیان مگر دخول مت کرے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الْحَائِضِ مَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا مِنْهَا قَالَ تَتَّزِرُ بِإِزَارٍ إِلَى الرُّكْبَتَيْنِ وَ تُخْرِجُ سُرَّتَهَا ثُمَّ لَهُ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ.[4]

(موثق)۶۔ ۴۴۲۔ البتہ وہ حدیث جسے علی بن حسن نے نقل کی ہے محمد بن عبداللہ بن زرارہ سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے عبیداللہ حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ عورت کے مرد کیلئے اپنی زوجہ سے کونسی لذت اٹھانا حلال ہے؟"۔ فرمایا: "وہ عورت گھٹنوں تک کپڑا باندھ لے گی اور اس کی ناف بھی ظاہر ہوگی پھر اس کا مرد اس کپڑے کے اوپر سے لذت اٹھا سکتا ہے"[5]۔



عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْحَائِضِ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲

[2] مراد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے کتنا حد تک استفادہ کر سکتا ہے۔ اور دو رانوں کے درمیان سے مراد یہ ہے جماع کے علاوہ باقی استفادہ کر سکتا ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۱

[5] کپڑوں کے اوپر سے لذت اٹھا سکتا ہے کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ عورت کے جسم کے بالائی حصے سے لذت اٹھا سکتا ہے البتہ ہو سکتا ہے یہ مراد ہو کہ جسم کے اس حصے سے لذت اٹھا سکتا ہے جو کپڑوں سے باہر ہے (علامہ مراد تفرشی کا نظریہ)۔ علامہ مجلسی کا فرمان ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس بات پر دلیل ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک عورت سے لذت اٹھانا مکروہ ہے۔ اور اکثر بزرگان کا نظریہ یہی ہے تاکہ اس بارے میں تمام احادیث کو یکجا کیا جا سکے۔ لیکن اسی حدیث اور بعض دیگر احادیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے بعض بزرگان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ لذت حرام ہے۔

مَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا مِنْهَا قَالَ تَتَّزِرُ بِإِزَارٍ إِلَى الرُّكْبَتَيْنِ وَ تُخْرِجُ سَاقَيْهَا وَ لَهُ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ.[1]

(موثق) ۷۔ ۴۴۳۔ اسی سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب بن سالم احمر سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حائضہ عورت کے شوہر کیلئے اس سے کونسی لذت اٹھانا حلال ہے؟۔ تو فرمایا: "وہ عورت گھٹنوں تک کپڑا باندھ لے گی اپنی پنڈلیاں ظاہر کرے گی اور اس کا مرد اس کپڑے کے اوپر سے لذت اٹھا سکتا ہے"۔

عَنْهُ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ حَجَّاجٍ الْخَشَّابِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْحَائِضِ وَ النُّفَسَاءِ مَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا مِنْهَا فَقَالَ تَلْبَسُ دِرْعاً ثُمَّ تَضْطَجِعُ مَعَهُ.[2]

(موثق) ۸۔ ۴۴۴۔ اسی سے، اس نے عباس بن عامر سے، اس نے حجاج خشاب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ اور نفاس والی عورت کے شوہر کیلئے اس سے کیا چیز حلال ہے؟"۔ تو فرمایا: "وہ ایک لمبا کپڑا پہنے پھر اس کے ساتھ مصاحبت کر سکتی ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَحَدُ شَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ وَ الْأَوَّلَةَ عَلَى الْجَوَازِ وَ رَفْعِ الْحَظْرِ وَ الثَّانِي أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهَا مُوَافِقَةٌ لِمَذَاهِبِ كَثِيرَةٍ مِنَ الْعَامَّةِ.

تو ان تین احادیث میں دو صورتوں میں سے ایک صورت موجود ہو گی۔ ایک تو یہ کہ ہم ان کو ایک قسم کے مستحب عمل پر محمول کریں اور گزشتہ احادیث کو جائز اور غیر ممنوع عمل پر محمول کریں۔ اور دوسری یہ کہ ہم ان کو تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ اکثر اہل سنت کے نظریہ کے مطابق ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ مَا يَحِلُّ لَهُ مِنَ الطَّامِثِ فَقَالَ لَا شَيْءَ حَتَّى تَطْهُرَ.[3]

(موثق) ۹۔ ۴۴۵۔ مگر وہ حدیث جسے روایت کی ہے علی بن حسن نے عباس بن عامر اور جعفر بن محمد بن حکیم سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا "حائضہ کے مرد کیلئے اس سے کیا چیز حلال ہے؟"۔ تو فرمایا: "کچھ بھی نہیں جب تک کہ پاک نہ ہو جائے"۔

فَالْوَجْهُ فِي قَوْلِهِ لَا شَيْءَ أَنْ يَكُونَ مَحْمُولًا عَلَى أَنَّهُ لَا شَيْءَ لَهُ مِنَ الْوَطْءِ فِي الْفَرْجِ وَ إِنْ كَانَ لَهُ مَا دُونَ ذَلِكَ وَ الْوَجْهَانِ الْأَوَّلَانِ اللَّذَانِ ذَكَرْنَاهُمَا فِي الْأَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ مُمْكِنَانِ أَيْضاً فِي هَذَا الْخَبَرِ.

تو اس کی کیفیت یہ ہو گی کہ اس حدیث میں امام کا فرمان کہ "کچھ بھی نہیں" سے مراد یہ لیا جائے گا کہ اسے اندام نہانی میں

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲

ہمبستری کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اگرچہ کہ اس کے علاوہ دوسرے باقی سب کی اجازت ہے۔ اور اوپر کی حدیثوں میں ذکر ہونے والی دو صورتوں کا یہاں اس حدیث میں بھی امکان پایا جاتا ہے۔

## باب نمبر ۷۸: حیض کی سب سے کم اور سب سے زیادہ مدت

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَشْيَمَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنْ أَدْنَى مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ فَقَالَ أَدْنَاهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَ أَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ.[1]

(مجہول) ۱۔۴۴۶۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خبر بیان کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن احمد بن اشیم سے، اس نے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''حیض کی کم ترین مدت کتنی ہے؟''۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ''کم ترین مدت تین دن اور انتہائی مدت دس دن ہیں''

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع عَنْ أَدْنَى مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ فَقَالَ أَدْنَاهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَ أَبْعَدُهُ عَشَرَةٌ.[2]

(کالصحیح) ۲۔۴۴۷۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ، محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: ''حیض کی کم ترین مدت کیا ہوتی ہے؟''۔

فرمایا: ''کم ترین مدت تین دن ہیں اور آخری مدت دس دن ہیں''۔



وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَ أَقْصَاهُ عَشَرَةٌ.[3]

(کالصحیح) ۳۔۴۴۸۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے نضر سے، اس نے یعقوب بن یقطین سے اور اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ''حیض کی کم ترین مدت تین دن ہے اور انتہائی مدت دس دن ہے''۔

---

[1] کافی ج ۳ ص ۷۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

[2] کافی ج ۳ ص ۷۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

وَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: أَقَلُّ مَا يَكُونُ الْحَيْضُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَ إِذَا رَأَتِ الدَّمَ قَبْلَ الْعَشَرَةِ أَيَّامٍ فَهِيَ مِنَ الْحَيْضَةِ الْأُولَى وَ إِذَا رَأَتْهُ بَعْدَ عَشَرَةِ أَيَّامٍ فَهُوَ مِنْ حَيْضَةٍ أُخْرَى مُسْتَقْبِلَةٍ.[1]

(موثق) ۴/۴۴۹۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن سے، اس نے فضال سے، اس نے یعقوب بن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جمیل سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''حیض کی جو کم ترین مدت ہو سکتی ہے وہ تین دن ہیں پھر اگر دس دن کے گزرنے کے بعد پھر خون دیکھتی ہے تو یہ دوسرا اور الگ مستقل حیض ہے''۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زِيَادٍ الْخَزَّازِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ إِذَا رَأَتِ الدَّمَ وَ إِذَا رَأَتِ الصُّفْرَةَ وَ كَمْ تَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَ أَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ وَ تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ.[2]

(موثق) ۵/۴۵۰۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از علی بن حسن، از حسن بن علی، از زیاد الخزاز اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''مستحاضہ عورت اگر خون دیکھے اور اگر پیلاہٹ دیکھے تو کیا کرے اور کتنی نمازیں چھوڑے'' فرمایا: ''حیض کی کم ترین مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دو نمازوں کو جمع کرے گی''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّ أَكْثَرَ مَا يَكُونُ الْحَيْضُ ثَمَانٍ وَ أَدْنَى مَا يَكُونُ ثَلَاثَةٌ.[3]



(صحیح) ۶/۴۵۱۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، اس نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا کہ حیض کی سب سے آخری مدت آٹھ دن ہے اور سب سے کم تین دن ہے۔

فَهَذَا الْخَبَرُ لَا يُنَافِي مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ لِإِجْمَاعِ الطَّائِفَةِ عَلَى خِلَافِهِ وَ أَنَّ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِنَا لَمْ يَعْتَبِرْ فِي أَقْصَى مُدَّةِ أَيَّامِ الْحَيْضِ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ وَ لَوْ سُلِّمَ لَجَازَ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى امْرَأَةٍ كَانَتْ عَادَتُهَا ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتُحِيضَتْ فَإِنَّ أَكْثَرَ مَا يَجِبُ عَلَيْهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ عَادَتِهَا وَ هِيَ ثَمَانِيَةُ أَيَّامٍ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ.

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۳

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۳

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۳

تو یہ روایت ہماری گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہو سکتی ہے[1] کیونکہ علماء کا اس کے خلاف بات پر اجماع ہے اور ہمارے کسی ایک بزرگ نے بھی ایام حیض کی آخری مدت دس دن سے کم نہیں بتائی اور پھر بھی اسے تسلیم کر لینے کی صورت میں جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں تفصیل سے بیان کیا ہے ممکن ہے اسے اس عورت کی صورتحال پر محمول کیا جائے جس کی حیض کی عادت آٹھ دن ہو پھر جب اسے حیض آجائے تو زیادہ سے زیادہ اس کی عادت کے دنوں میں اس کیلئے نماز چھوڑنا واجب ہوگا اور وہ آٹھ دن ہیں۔

## باب نمبر ۷۹: طہر کی کم ترین مدت

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: لَا يَكُونُ الْقُرْءُ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةٍ فَمَا زَادَ أَقَلُّ مَا يَكُونُ عَشَرَةٌ مِنْ حِينِ تَطْهُرُ إِلَى أَنْ تَرَى الدَّمَ.[2]

(صحیح) ا۔ ۴۵۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے صفوان سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''قُرء[3] دس دن سے کم نہیں ہوتا زیادہ ہوتا ہے۔ عورت کے حیض سے پاک ہونے سے دوبارہ خون دیکھنے کے درمیان وقفہ کی کم ترین مدت دس دن ہے''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع الْمَرْأَةُ تَرَى الدَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةً قَالَ تَدَعُ الصَّلَاةَ قُلْتُ فَإِنَّهَا تَرَى الطُّهْرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تُصَلِّي قُلْتُ فَإِنَّهَا تَرَى الدَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تَدَعُ الصَّلَاةَ قُلْتُ فَإِنَّهَا تَرَى الطُّهْرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تُصَلِّي قُلْتُ فَإِنَّهَا تَرَى الدَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تَدَعُ الصَّلَاةَ تَصْنَعُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ شَهْرٍ فَإِنِ انْقَطَعَ عَنْهَا وَإِلَّا فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ.[4]

(موثق) ۲۔ ۴۵۳۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''عورت اگر تین یا چار دن خون دیکھے تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''نماز

---

[1] بعض نسخوں میں ہے کہ یہ روایت گزشتہ احادیث کے منافی ہے۔ عبارت کے لحاظ سے تو منافی ہے مگر مولف کی تشریح سے یہی لگتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہوگا کہ اس کے اندر اختلاف کی طاقت اور صلاحیت نہیں ہے۔

[2] کافی ج ۳ ص ۷۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۴

[3] قرء کا اطلاق ایام حیض پر بھی ہوتا ہے۔ اور پاکیزگی کے ایام پر بھی ہوتا ہے۔ متن حدیث اعتراض سے خالی نہیں ہے۔ اس بارے میں ملاحظہ ہو تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۰

[4] کافی ج ۳ ص ۷۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۰۲

چھوڑ دے"۔ پوچھا: "پھر وہ تین یا چار دن پاکی کے دیکھتی ہے تو؟"۔ فرمایا: "نماز پڑھے"۔ پھر پوچھا: "پھر وہ تین یا چار دن خون دیکھتی ہے؟"۔ فرمایا: "نماز چھوڑ دے"۔ پھر پوچھا: "پھر وہ تین یا چار دن پاک رہتی ہے، تو؟" فرمایا: "نماز پڑھے"۔ پھر پوچھا: "پھر اگر وہ تین یا چار دن خون دیکھتی ہے تو؟"۔ فرمایا: "وہ نماز چھوڑ دے وہ ایک مہینہ تک ایسا کرتی رہے گی پھر اگر یہ سلسلہ رک گیا تو ٹھیک ورنہ وہ مستحاضہ کی طرح ہو گی"۔

مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ السِّنْدِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَزَّازِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ خَمْسَةَ أَيَّامٍ وَ الطُّهْرَ خَمْسَةَ أَيَّامٍ وَ تَرَى الدَّمَ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَ الطُّهْرَ سِتَّةَ أَيَّامٍ فَقَالَ إِنْ رَأَتِ الدَّمَ لَمْ تُصَلِّ وَ إِنْ رَأَتِ الطُّهْرَ صَلَّتْ مَا بَيْنَهَا وَ بَيْنَ ثَلَاثِينَ يَوْماً فَإِذَا تَمَّتْ ثَلَاثُونَ يَوْماً فَرَأَتِ الدَّمَ دَماً صَبِيباً اغْتَسَلَتْ وَ اسْتَثْفَرَتْ وَ احْتَشَتْ بِالْكُرْسُفِ فِي وَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ فَإِذَا رَأَتْ صُفْرَةً تَوَضَّأَتْ.[1]

(موثق) ۳۔۵۳۴۔ نیز جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے سندی بن محمد بزاز سے، اس نے یونس بن یعقوب سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی عورت اگر پانچ دن خون دیکھے پھر پانچ دن پاک رہے پھر چار دن خون دیکھے اور چھ دن پاک رہے تو کیا حکم ہے؟"۔ تو فرمایا: "تیس دن تک اگر خون دیکھے تو نماز چھوڑ دے اور اگر خون سے پاک ہو تو نماز پڑھنا شروع کر دے۔ پھر جب تیس دن گزر جائیں اور وہ سرخ رنگ کا خون دیکھے تو غسل کرے۔ لنگوٹ[2] پہنے اور ہر نماز کے وقت اس میں روئی بھرے اور اگر اس میں کسی زردی کا مشاہدہ کرے تو وضو کرے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَنْ نَحْمِلَهُمَا عَلَى امْرَأَةٍ اخْتَلَطَتْ عَادَتُهَا فِي الْحَيْضِ وَ تَغَيَّرَتْ عَنْ أَوْقَاتِهَا وَ كَذَلِكَ أَيَّامُ أَقْرَائِهَا وَ اشْتَبَهَ عَلَيْهَا صِفَةُ الدَّمِ وَ لَا يَتَمَيَّزُ لَهَا دَمُ الْحَيْضِ مِنْ غَيْرِهِ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَفَرْضُهَا إِذَا رَأَتِ الدَّمَ أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ وَ إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ صَلَّتْ إِلَى أَنْ تَعْرِفَ عَادَتَهَا وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ هَذَا حُكْمَ امْرَأَةٍ مُسْتَحَاضَةٍ اخْتَلَطَتْ عَلَيْهَا أَيَّامُ الْحَيْضِ وَ تَغَيَّرَتْ عَادَتُهَا وَ اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَ تَشْتَبِهُ صِفَةُ الدَّمِ فَتَرَى مَا يُشْبِهُ دَمَ الْحَيْضِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَ تَرَى مَا يُشْبِهُ دَمَ الِاسْتِحَاضَةِ مِثْلَ ذَلِكَ وَ لَمْ يَتَحَصَّلْ لَهَا الْعِلْمُ بِوَاحِدٍ مِنْهُمَا فَإِنَّ فَرْضَهَا أَنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ كُلَّمَا رَأَتْ مَا يُشْبِهُ دَمَ الْحَيْضِ وَ تُصَلِّيَ كُلَّمَا رَأَتْ مَا يُشْبِهُ دَمَ الِاسْتِحَاضَةِ إِلَى شَهْرٍ ثُمَّ تَعْمَلُ بَعْدَ ذَلِكَ مَا تَعْمَلُهُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَ يَكُونُ قَوْلُهُ رَأَتِ الطُّهْرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ عِبَارَةً عَمَّا يُشْبِهُ دَمَ الِاسْتِحَاضَةِ لِأَنَّ الِاسْتِحَاضَةَ بِحُكْمِ الطُّهْرِ وَ لِأَجْلِ ذَلِكَ قَالَ فِي الْخَبَرِ ثُمَّ تَعْمَلُ مَا تَعْمَلُهُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَ ذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا مَعَ اسْتِمْرَارِ الدَّمِ وَ قَدْ دَلَّ عَلَى ذَلِكَ الْخَبَرُ الَّذِي أَوْرَدْنَاهُ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ سَأَلُوا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْحَيْضِ وَ السُّنَّةِ فِيهِ.

تو ان دونوں روایتوں کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اسے اس عورت کے بارے میں محمول کریں گے جس کی حیض کی اور پاکی کی عادت

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۰۳
[2] آج کی اصطلاح میں انڈرویئر (UNDERWEAR) مراد ہے)

میں گڑبڑ ہو گئی ہو اور اپنے وقت سے آگے پیچھے ہو گئی ہو اور خون کی صفات بھی اس پر مشتبہ ہوں اور اس کیلئے خون حیض اور دیگر خون میں پہچان مشکل ہو رہی ہو۔ پس جس عورت کی یہ صورتحال ہو تو اس کا فریضہ یہ بنتا ہے کہ جونہی خون دیکھے نماز کو چھوڑ دے اور جب پاکی حاصل ہو تو نماز پڑھے یہاں تک کہ اسے اپنی عادت کا علم ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حکم اس مستحاضہ عورت کا ہو جس کے حیض کے ایام بھی ساتھ مل گئے ہوں اور اس کی عادت بدل گئی ہو، خون مستقل آرہا ہو اور خون کی صفات بھی مشتبہ ہو جائیں بسا اوقات تین یا چار دن حیض کے مشابہ خون آتا ہے اور اسی طرح کچھ دن خون استحاضہ جیسا خون نکلتا ہے اس لیے اسے کسی ایک کے بارے میں یقین حاصل نہیں ہوتا۔ تو اس عورت کا فریضہ یہ بنتا ہے کہ ایک ماہ تک جب بھی حیض کے مشابہ خون دیکھے تو نماز ترک کر دے اور جب استحاضہ کے مشابہ خون دیکھے تو نماز پڑھنا شروع کر دے۔ مگر ایک ماہ کے بعد مستحاضہ عورت والے احکام پر عمل کرے گی۔ اور اس صورت میں روایت میں یہ الفاظ کہ "تین یا چار دن کی پاکی دیکھتی ہے" تو اس پاکی سے مراد استحاضہ کے مشابہ خون ہو گا کیونکہ استحاضہ بھی پاکی کے حکم میں ہے، اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے حدیث میں فرمایا کہ: پھر وہ مستحاضہ عورت والے اعمال پر عمل کرے گی۔ اور یہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب خون مسلسل جاری رہے۔ اور ہم نے اپنی بڑی کتاب (تھذیب الاحکام) میں اس مذکورہ حدیث کے مضمون پر دلالت کرنے والی حدیث بھی کئی اسناد کے ساتھ ذکر کی ہے جن میں راویوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حیض اور اس میں مسنون چیزوں کے بارے میں سوال کیا تھا۔

## باب نمبر ۸۰: حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کا کفارہ

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ حَفْصٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَمَّنْ أَتَى امْرَأَتَهُ وَهِيَ طَامِثٌ قَالَ يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ وَيَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالَى.[1]

(صحیح) ۱۔۵۵۰۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے، اس نے عبداللہ بن سنان سے، اس نے حفص سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی شخص اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کرے تو کیا حکم ہے؟" تو فرمایا: "ایک دینار صدقہ دے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے"۔

وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ الْحَلَبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: مَنْ

---

[1] تھذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۰

أَيْ حَائِضاً فَعَلَيْهِ نِصْفُ دِينَارٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ.[1]

(موثق) ح۵۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے نضر بن سوید سے، اس نے یحییٰ بن عمران حلبی سے، اس نے عبداللہ بن مسکان سے، اس نے ابوبصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص حائضہ کے ساتھ ہمبستری کرے گا تو اس پر آدھا دینار صدقہ بنتا ہے"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَلَبِيِّ عَنِ الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَ هِيَ حَائِضٌ مَا عَلَيْهِ قَالَ يَتَصَدَّقُ عَلَى مِسْكِينٍ بِقَدْرِ شِبَعِهِ.[2]

(موثق) ح۵۷۔ انہی اسناد کے ساتھ از علی بن حسن بن فضال، از محمد بن عبداللہ بن زرارہ، از محمد بن ابی عمیر، از حماد بن عثمان، از عبیداللہ بن علی حلبی اور اس نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی جبکہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "مسکین کے پیٹ بھرنے کی مقدار تک صدقہ دے"[3]۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ أَبَانٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ رَجُلٍ أَتَى جَارِيَتَهُ وَ هِيَ طَامِثٌ قَالَ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ قَالَ عَبْدُ الْكَرِيمِ فَإِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ عَلَيْهِ نِصْفُ دِينَارٍ أَوْ دِينَارٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع فَلْيَتَصَدَّقْ عَلَى عَشَرَةِ مَسَاكِينَ.[4]



(موثق) ح۵۸۔ اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خبر بیان کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے صفوان سے، اس نے ابان سے، اس نے عبدالکریم بن عمرو سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی اگر اپنی کنیز سے ہمبستری کرے حالانکہ اسے حیض آیا ہو تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اللہ سے استغفار کرے"۔ عبدالکریم نے کہا: "لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اس پر ایک یا آدھا دینار کفارہ بنتا ہے"۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "تو پھر اسے دس مسکینوں کو صدقہ دینا چاہیے"۔

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ فَالْوَجْهُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ نَحْمِلَ الْوَطْءَ إِذَا كَانَ فِي أَوَّلِ الْحَيْضِ يَلْزَمُهُ دِينَارٌ وَ إِذَا كَانَ فِي وَسَطِهِ نِصْفُ دِينَارٍ وَ إِذَا كَانَ فِي آخِرِهِ رُبُعُ دِينَارٍ وَ رُبَّمَا كَانَ قِيمَتُهُ مِقْدَارَ

---

1. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۰
2. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۱
3. شرح: اس صورت پہ محمول کیا جاسکتا ہے جب کسی کے پاس کفارہ ادا کرنے کے لیے کچھ نہ ہو۔
4. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۱

الصَّدَقَةُ عَلَى عَشَرَةِ مَسَاكِينَ وَ مَتَى عَجَزَ عَنْ ذَلِكَ أَجْزَأَهُ الصَّدَقَةُ عَلَى مِسْكِينٍ وَاحِدٍ بِقَدْرِ شِبَعِهِ لِتَلَاءَمَ الْأَخْبَارُ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ مَا.

شیخ ابو جعفر محمد بن حسنؒ کہتے ہیں کہ ان احادیث میں اجتماع کی یہ صورت ہوگی کہ ہم اس بات پر محمول کریں کہ اگر جماع حیض کے ابتدائی دنوں میں ہو تو اس پر ایک پورا دینار لازم ہوا اگر حیض کے درمیانی ایام میں ہوں تو آدھا دینار ضروری ہو اور اگر آخری ایام میں ہو تو چوتھائی دینار واجب ہو اور بسا اوقات اس کی قیمت دس مسکینوں کو صدقہ دینے کے برابر بن جاتی ہے۔ اور اگر اس سے عاجز ہو تو ایک ہی مسکین کو شکم سیر کرنے کی مقدار تک صدقہ دینا کافی ہو جائے گا تاکہ روایات کو آپس میں ملایا جا سکے۔ اور اس تفصیل کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ ابْنِ يَحْيَى عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ الطَّيَالِسِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي كَفَّارَةِ الطَّمْثِ أَنَّهُ يَتَصَدَّقُ إِذَا كَانَ فِي أَوَّلِهِ بِدِينَارٍ وَفِي أَوْسَطِهِ نِصْفِ دِينَارٍ وَفِي آخِرِهِ رُبُعِ دِينَارٍ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُكَفِّرُ قَالَ فَلْيَتَصَدَّقْ عَلَى مِسْكِينٍ وَاحِدٍ وَإِلَّا اسْتَغْفَرَ اللَّهَ وَلَا يَعُودُ فَإِنَّ الِاسْتِغْفَارَ تَوْبَةٌ وَكَفَّارَةٌ لِكُلِّ مَنْ لَمْ يَجِدِ السَّبِيلَ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْكَفَّارَةِ.[1]

(مرسل) ۵۹۔ جسے مجھے بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے اس نے ہمارے بزرگ سے اس نے طیالسی سے اس نے احمد بن محمد سے اس نے داؤد بن فرقد سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ حیض (میں جماع) کا کفارہ یہ ہے کہ اگر شروع میں ہے تو ایک دینار صدقہ دے اور درمیان میں ہو تو آدھا دینار صدقہ دے اور آخر میں ہو تو چوتھائی دینار دے۔ (راوی کہتا ہے کہ) میں نے پوچھا: "اگر اس کے پاس کفارہ دینے کو کچھ نہ ہو تو؟" فرمایا: "تو وہ ایک ہی مسکین کو صدقہ دے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اللہ سے بخشش طلب کرے کیونکہ استغفار ہر اس شخص کی توبہ اور کفارہ ہے جس کے پاس کفارہ ادا کرنے کو کچھ نہ ہو۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عِيصِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ وَاقَعَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ طَامِثٌ قَالَ لَا يَلْتَمِسُ فِعْلَ ذَلِكَ فَقَدْ نَهَى اللَّهُ أَنْ يَقْرَبَهَا قُلْتُ فَإِنْ فَعَلَ أَعَلَيْهِ كَفَّارَةٌ قَالَ لَا أَعْلَمُ فِيهِ شَيْئاً يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ.[2]

(صحیح) ۶۰۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے صفوان سے اس نے عیص بن قاسم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی نے اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کیا ہے تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "ایسا کرنے پر اصرار نہ کیا جائے کیونکہ اللہ نے (اس حالت میں) عورت کے قریب جانے سے منع کیا ہے"۔ (راوی

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۱
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۲

کہتا ہے) میں نے پوچھا: "اگر وہ ایسا کر لیتا ہے تو کیا اس پر کوئی کفارہ ہے؟"۔ فرمایا: "میں اس میں کوئی کفارہ نہیں سمجھتا، اللہ سے بخشش طلب کرے"۔

مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ لَيْثٍ الْمُرَادِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ وُقُوعِ الرَّجُلِ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ طَامِثٌ خَطَأً قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَدْ عَصَى رَبَّهُ.[1]

(ضعیف) ۷۔ ۴۶۱۔ نیز جسے روایت کیا ہے علی بن حسن بن فضال نے محمد بن حسن سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابوجمیلہ[2] سے، اس نے لیث مرادی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے غلطی سے اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کیا (تو کیا کرے؟)"۔ فرمایا: "اس نے اپنے رب کی نافرمانی تو کی ہے مگر اس پر کچھ (کفارہ) نہیں ہے"۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحَائِضِ يَأْتِيهَا زَوْجُهَا قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَلَا يَعُودُ.[3]

(موثق) ۸۔ ۴۶۲۔ اسی سے احمد بن حسن سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ عورت کا شوہر اس کے ساتھ ہمبستری کرے تو؟"۔ فرمایا: "اس پر کچھ نہیں ہے۔ استغفار کرے اور دوبارہ انجام نہ دے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَعْلَمِ الرَّجُلُ مِنْ حَالِهَا أَنَّهَا كَانَتْ حَائِضاً لَمْ يَلْزَمْهُ شَيْءٌ فَأَمَّا مَعَ عِلْمِهِ بِذَلِكَ فَإِنَّهُ يَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ حَسَبَ مَا ذَكَرْنَاهُ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ لَا يُمْكِنُ هَذَا التَّأْوِيلُ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَتْ هَذِهِ الْأَخْبَارُ مَحْمُولَةً عَلَى حَالِ النِّسْيَانِ لَمَا قَالَ ع يَسْتَغْفِرُ رَبَّهُ مِمَّا فَعَلَ وَلَا أَنَّهُ عَصَى رَبَّهُ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ إِطْلَاقُ الْقَوْلِ عَلَيْهِ بِأَنَّهُ عَصَى وَلَا الْحَثُّ عَلَى الِاسْتِغْفَارِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ فَرَّطَ فِي السُّؤَالِ عَنْ حَالِهَا وَهَلْ هِيَ طَامِثٌ أَمْ لَا مَعَ عِلْمِهِ أَنَّهَا لَوْ كَانَتْ طَامِثاً لَحَرُمَ عَلَيْهِ وَطْؤُهَا فَبِهَذَا التَّفْرِيطِ يَكُونُ عَاصِياً وَيَجِبُ عَلَيْهِ الِاسْتِغْفَارُ وَالَّذِي يَكْشِفُ عَنْ هَذَا التَّأْوِيلِ[1]

خَبَرُ لَيْثٍ الْمُرَادِيِّ الْمُتَقَدِّمُ ذِكْرُهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ وُقُوعِ الرَّجُلِ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ طَامِثٌ خَطَأً فَقَيَّدَ السُّؤَالَ بِأَنَّ مُوَاقَعَتَهُ لَهَا كَانَتْ خَطَأً فَأَجَابَهُ ع لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَدْ عَصَى رَبَّهُ

ہماری اس مذکورہ تاویل کی تائید لیث المرادی کے ذریعہ مروی گزشتہ ذکر ہونے والی حدیث سے ہوتی ہے جس میں اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے سوال کیا: "ایک آدمی نے غلطی سے اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ جماع

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۳

[2] ابو جمیلہ مفضل بن صالح اسدی

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۲

کیا (تو کیا کرے؟)"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی تو کی ہے مگر اس پر کچھ بھی (کفارہ) نہیں ہے"۔

## باب نمبر ۸۱: کیا خون حیض کے رک جانے کے بعد مگر غسل سے پہلے ہمبستری جائز ہے؟

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْمَرْأَةُ يَنْقَطِعُ عَنْهَا دَمُ الْحَيْضِ فِي آخِرِ أَيَّامِهَا فَقَالَ إِنْ أَصَابَ زَوْجَهَا شَبَقٌ فَلْتَغْسِلْ فَرْجَهَا ثُمَّ يَمَسُّهَا زَوْجُهَا إِنْ شَاءَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ.[1]

(موثق) ا۔ ۴۶۳۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بتائی ہے علی بن محمد سے، اس نے زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایوب بن نوح نے حسن بن محبوب سے، اس نے علاء (بن رزین) سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "عورت کا خون حیض اپنے آخری ایام میں رکتا ہے"۔ پھر فرمایا: "اگر اس کے شوہر کو شدید خواہش ہو تو عورت کو چاہیے کہ اپنی اندام نہانی کو دھو لے پھر اس کا شوہر چاہے تو غسل سے پہلے اس سے مقاربت کر سکتا ہے"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأَحْمَدَ ابْنَيِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ وَلَمْ تَغْتَسِلْ فَلْيَأْتِهَا زَوْجُهَا إِنْ شَاءَ.[2]

(موثق) ۲۔ ۴۶۴۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ علی بن حسن بن فضال سے، اس نے محمد اور احمد بن حسن سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اس نے عبداللہ بن بکیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب (حیض کا) خون رک جائے مگر عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو تب بھی اس کا شوہر اگر چاہے تو اس سے مقاربت کر سکتا ہے"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ كَانَتْ طَامِثاً فَرَأَتِ الطُّهْرَ أَيَقَعُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ لَا حَتَّى تَغْتَسِلَ قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ حَاضَتْ فِي السَّفَرِ ثُمَّ طَهُرَتْ فَلَمْ تَجِدْ مَاءً يَوْماً أَوِ اثْنَيْنِ أَيَحِلُّ لِزَوْجِهَا أَنْ يُجَامِعَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ لَا يَصْلُحُ حَتَّى تَغْتَسِلَ.[3]

(موثق) ۳۔ ۴۶۵۔ البتہ جس حدیث کو نقل کیا ہے علی بن حسن بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک عورت حائضہ تھی پھر وہ حیض سے

---

[1] کافی ج ۵ ص ۵۳۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۳
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۳
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۳

پاک ہو گئی تو کیا اس کا شوہر اس کے غسل حیض سے پہلے اس سے مقاربت کر سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "غسل کرنے تک مجاز نہیں ہے"۔

وَعَنْهُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ وَسِنْدِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ قَالَ: قُلْتُ لَهُ الْمَرْأَةُ تَحْرُمُ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ ثُمَّ تَطْهُرُ فَتَتَوَضَّأُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَغْتَسِلَ أَ فَلِزَوْجِهَا أَنْ يَأْتِيَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ لَا حَتَّى تَغْتَسِلَ.[2]

(موثق) ۴۶۶-۴۔ نیز اسی سے، اس نے ایوب بن نوح اور سندی بن محمد سے، سب نے صفوان بن یحیی سے، اس نے سعید بن یسار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک عورت پر نماز حرام تھی، پھر وہ پاک ہوئی اور غسل کیے بغیر صرف وضو کیا تو کیا اس کے شوہر کو اجازت ہے کہ غسل سے پہلے اس سے مجامعت کرے؟"۔ فرمایا: "نہیں، یہاں تک کہ غسل کر لے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ نَحْمِلَهَا عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكَرَاهِيَةِ دُونَ الْحَظْرِ وَ الْأَوَّلَةَ عَلَى الْجَوَازِ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو ان احادیث کی صورتحال یہ ہے کہ ہم ان احادیث کو ایک طرح کے مکروہ ہونے پر محمول کریں حرام ہونے پر نہیں اور پہلی روایتوں کو جائز ہونے پر محمول کریں۔ اور اس تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ وَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَمَّنْ سَمِعَهُ عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ ؑ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ فَلَمْ تَمَسَّ الْمَاءَ فَلَا يَقَعْ عَلَيْهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَغْتَسِلَ وَ إِنْ فَعَلَ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَ قَالَ تَمَسُّ الْمَاءَ أَحَبُّ إِلَيَّ.[3]



(مرسل) ۴۶۷-۵۔ مجھے بیان کیا احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے اس نے معاویہ بن حکیم اور عمرو بن عثمان سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے جس سے سنا ہے اسی سے، اور اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ فرمان نقل کیا کہ عورت اگر حیض سے پاک ہو جائے اور ابھی تک (غسل کی نیت سے) پانی کو نہ چھوا ہو تو شوہر کو غسل کر لینے تک اس سے (مقاربت) نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن اگر وہ ایسا کر بھی لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، نیز فرمایا کہ عورت کا (پہلے) غسل کر لینا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

وَعَنْهُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ؑ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحَائِضِ تَرَى الطُّهْرَ أَ يَقَعُ بِهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ لَا بَأْسَ وَ بَعْدَ الْغُسْلِ أَحَبُّ إِلَيَّ.

(موثق) ۴۶۸_۶۔ نیز اسی سے، اس نے ایوب بن نوح سے، (اس نے احمد سے) اس نے محمد بن ابی حمزہ سے، اس نے علی بن یقطین

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۴

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۴

[3] کافی ج ۵ ص ۵۴۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۵

سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: "حائضہ عورت پاک ہو جائے تو کیا غسل کر لینے سے پہلے اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے لیکن غسل کر لینے کے بعد (مباشرت) کو میں اچھا سمجھتا ہوں"۔

## باب نمبر ۸۲: پہلی مرتبہ اور مستقل خون دیکھنے والی عورت

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: الْمَرْأَةُ إِذَا رَأَتِ الدَّمَ فِي أَوَّلِ حَيْضِهَا فَاسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ بَعْدَ ذَلِكَ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ تُصَلِّي عِشْرِينَ يَوْماً فَإِنِ اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ بَعْدَ ذَلِكَ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَ صَلَّتْ سَبْعَةً وَ عِشْرِينَ يَوْماً قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ هَذَا مِمَّا لَا يَجِدُونَ مِنْهُ بُدّاً.[1]

۱۔۶۹ ۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن حسن صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے عبداللہ بن بکیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "عورت اگر اپنا سب سے پہلا حیض کا خون دیکھے اور پھر اس کے بعد خون اس کو مسلسل آتا رہے تو وہ دس دن نماز پڑھنا ترک کر دے۔ پھر بیس دن نماز پڑھے۔ پھر اگر اس کے بعد بھی خون مسلسل جاری رہے تو وہ تین دن نماز ترک کرے اور باقی ستائیس دن نماز پڑھے"۔ حسن بن علی اور عبداللہ بن بکیر کا کہنا ہے کہ یہ ایسی صورتحال ہے جس میں کوئی اور چارہ بھی نہیں ہے۔



أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ أَحْمَدَ ابْنَيِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: فِي الْجَارِيَةِ أَوَّلَ مَا تَحِيضُ يُدْفَعُ عَلَيْهَا الدَّمُ فَتَكُونُ مُسْتَحَاضَةً إِنَّهَا تَنْتَظِرُ بِالصَّلَاةِ فَلَا تُصَلِّي حَتَّى يَمْضِيَ أَكْثَرُ مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ فَإِذَا مَضَى ذَلِكَ وَ هُوَ عَشَرَةُ أَيَّامٍ فَعَلَتْ مَا تَفْعَلُ الْمُسْتَحَاضَةُ ثُمَّ صَلَّتْ فَمَكَثَتْ تُصَلِّي بَقِيَّةَ شَهْرِهَا ثُمَّ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ أَقَلَّ مَا تَتْرُكُ امْرَأَةٌ الصَّلَاةَ وَ تَجْلِسُ أَقَلَّ مَا يَكُونُ مِنَ الطَّمْثِ وَ هُوَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَإِنْ دَامَ عَلَيْهَا الْحَيْضُ صَلَّتْ فِي وَقْتِ الصَّلَاةِ الَّتِي صَلَّتْ وَ جَعَلَتْ وَقْتَ طُهْرِهَا أَكْثَرَ مَا يَكُونُ مِنَ الطُّهْرِ وَ تَرْكَهَا الصَّلَاةَ أَقَلَّ مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ.[2]

(موثق) ۲۔۷۰ ۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۰۳

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۴۲

محمد اور احمد بن حسن سے، ان دونوں نے اپنے باپ سے، اس نے عبد اللہ بن بکیر سے اور اس نے کہا: "وہ لڑکی جسے پہلی مرتبہ حیض آئے تو چونکہ وہ اچانک خون دیکھتی ہے اگر خون مسلسل جاری رہے تو وہ اپنے آپ کو حائضہ قرار دے وہ نماز کا انتظار تو کرے مگر نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ حیض کے زیادہ سے زیادہ جتنے دن ہو سکتے ہیں وہ گزر جائیں اور وہ دس دن ہیں پس جب یہ ایام گزر جائیں تو پھر مستحاضہ عورت والے اعمال بجالائے پھر مہینہ کے باقی ایام میں نماز پڑھتی رہے۔ پھر اگلے مہینہ میں دوسری مرتبہ پہلی مرتبہ سے کم مدت نماز پڑھنا ترک کرے اور حیض کے کم ترین ایام قرار دے جو تین دن ہیں اور اگر خون پھر بھی مسلسل جاری رہتا ہے تو نماز پڑھے اوقات میں نماز پڑھے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایام کو پاکی کے ایام قرار دے اور حیض کی وجہ سے کم مدت میں نماز چھوڑے"۔

وَلَا يُنَافِي هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ مَا تَضَمَّنَهُ خَبَرُ يُونُسَ الطَّوِيلُ الَّذِي أَوْرَدْنَاهُ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ مِنْ أَنَّ مَنْ هٰذِهِ حَالُهَا تَتْرُكُ الصَّلَاةَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي الشَّهْرِ وَ تُصَلِّي بَاقِيَ الشَّهْرِ لِأَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عِبَارَةً عَمَّا يُصِيبُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ شَهْرٍ إِذَا اجْتَمَعَ شَهْرَانِ لِأَنَّهَا إِذَا تَرَكَتْ فِي الشَّهْرِ الْأَوَّلِ عَشَرَةَ أَيَّامٍ وَ فِي الثَّانِي ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ كَانَ نِصْفُ ذٰلِكَ نَحْواً مِنْ سَبْعَةِ أَيَّامٍ عَلَى التَّقْرِيبِ فَيَكُونُ مُطَابِقاً لِمَا تَضَمَّنَتْهُ رِوَايَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ وَ هُوَ مُطَابِقٌ لِلْأُصُولِ كُلِّهَا.

اور یہ دونوں روایتیں یونس والی اس طویل حدیث کے مضمون کے منافی نہیں ہیں جسے ہم نے اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام [1]) میں درج کیا ہے۔ اور اس میں آیا ہے کہ جس عورت کی یہ صورتحال ہو تو اس حالت میں عورت ہر مہینہ کے سات دن نماز چھوڑے گی اور مہینہ کے باقی ایام میں نماز پڑھے گی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ اس صورت میں ہو جب دو ماہ اسی تسلسل کے ساتھ خون جاری رہے تو ہر ماہ میں حیض کا خون دیکھ لے گی۔ اس لئے کہ عورت نے پہلے پہلے مہینہ میں دس دن نماز چھوڑی تھی اور دوسرے مہینہ میں تین دن چھوڑی تھی تو ان دونوں مہینوں کے مجموعہ کا آدھا سات دن کے لگ بھگ ہو جائے گا۔ تو وہ حدیث بھی اس قاعدہ کے مطابق عبد اللہ بن بکیر والی حدیث کے مضمون کے مطابق ہو جائے گی اور یہ صورتحال تمام قواعد کے مطابق بھی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ زُرْعَةُ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ جَارِيَةٍ حَاضَتْ أَوَّلَ حَيْضِهَا فَدَامَ دَمُهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَ هِيَ لَا تَعْرِفُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا قَالَ أَقْرَاؤُهَا مِثْلُ أَقْرَاءِ نِسَائِهَا فَإِنْ كُنَّ نِسَاؤُهَا مُخْتَلِفَاتٍ فَأَكْثَرُ جُلُوسِهَا عَشَرَةُ أَيَّامٍ وَ أَقَلُّهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.[2]

(مرفوع) ۳۔ ۱۷ ۴۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے زرعہ نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "ایک لڑکی نے مسلسل تین ماہ خون دیکھنے سے پہلے پہلی بار حیض کا خون دیکھا تھا۔ اور اب وہ اپنی پاکی کے ایام کی پہچان نہیں رکھتی (کیا کرے)؟" فرمایا: "اس کی طہارت کے ایام اس کی (خاندان کی) عورتوں کی پاکی کے ایام کی طرح ہوں گے۔ اگر وہ عورتیں مختلف ایام رکھتی ہوں پھر اس کا حیض میں زیادہ سے زیادہ بیٹھنا دس دن ہو گا اور کم سے کم تین دن ہوں گے"۔

وَ رَوَى عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بِنْتِ إِلْيَاسَ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ

1. تہذیب الاحکام ج ا ذیل حدیث نمبر ۱۱۸۳ از صفحہ ۴۰۳ تا ۴۰۸
2. تہذیب الاحکام ج ا ص ۴۰۳

جَمِيعاً عَنْ زُرَارَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: يَجِبُ لِلْمُسْتَحَاضَةِ أَنْ تَنْظُرَ بَعْضَ نِسَائِهَا فَتَقْتَدِيَ بِأَقْرَائِهَا ثُمَّ تَسْتَظْهِرَ عَلَى ذَلِكَ بِيَوْمٍ.[1]

(موثق) ۴۔ ۲۷ ۴۔ اور علی بن حسن (بن فضال) نے روایت کی ہے حسن بن علی بن بنت الیاس سے، اس نے جمیل بن دراج اور محمد بن حمران سے، انہوں نے زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "خون حیض دیکھنے والی عورت کیلئے واجب ہے کہ وہ (اپنے قبیلہ کی) بعض خواتین کو دیکھ کر اپنے پاک ہونے کے ایام میں ان کی پیروی کرے پھر مزید ایک دن خود احتیاط کرے"۔

فَلَا يُنَافِي الْأَخْبَارَ الْأَوَّلَةَ لِأَنَّ هَذَا حُكْمُ مَنْ لَهَا نِسَاءٌ فَأَمَّا مَنْ لَيْسَ لَهَا نِسَاءٌ أَوْ كُنَّ مُخْتَلِفَاتٍ كَانَ الْحُكْمُ مَا ذَكَرْنَاهُ وَ لِأَجْلِ ذَلِكَ قَالَ فِي آخِرِ الْخَبَرِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاؤُهَا مُخْتَلِفَاتٍ فَأَكْثَرُ جُلُوسِهَا عَشَرَةٌ وَ أَقَلُّهُ ثَلَاثَةٌ فَيَرُدُّ حُكْمُهَا عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى مَا تَضَمَّنَتْهُ الْأَخْبَارُ الْأَوَّلَةُ.

تو یہ حدیث گزشتہ روایتوں کے منافی نہیں ہیں کیونکہ یہ اس عورت کا حکم ہے جس کے خاندان کی عورتیں ہوں۔ لیکن اگر کسی کی عورتیں نہ ہوں یا عورتوں کی پاکی کے ایام مختلف ہوں تو حکم وہی ہوگا جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے مذکورہ حدیث کے آخر میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورتیں مختلف ایام رکھتی ہوں تو زیادہ سے زیادہ اس کا (حیض کیلئے) بیٹھنا دس دن ہوگا اور کم سے کم تین دن۔ تو اس صورت میں حکم وہی ہوگا جو ابتدائی احادیث میں ذکر ہوا ہے۔

## باب نمبر ۸۳: حاملہ کا خون دیکھنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْحُبْلَى تَرَى الدَّمَ قَالَ تَدَعُ الصَّلَاةَ فَإِنَّهُ رُبَّمَا بَقِيَ فِي الرَّحِمِ الدَّمُ وَ لَمْ يَخْرُجْ وَ ذَلِكَ الْهِرَاقَةُ.[2]

(مرسل) ۱۔ ۴۳۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے اسے خبر دینے والے سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حاملہ کے خون دیکھنے کے بارے میں نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "وہ نماز چھوڑ دے کیونکہ بسا اوقات رحم میں خون باقی رہ جاتا ہے اور نہیں نکل سکتا تو اس سے یہ بہہ جاتا ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ وَ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۰۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۰

عَنِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّمَ أَ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ الْحُبْلَى رُبَّمَا قَذَفَتْ بِالدَّمِ.[1]

(صحیح) ۲۔۴۷۳۔ انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے نضر اور فضالہ بن ایوب سے، اس نے ابن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ سے پوچھا گیا: ''حاملہ خون دیکھے تو کیا وہ نماز ترک کردے؟''۔ فرمایا: ''جی ہاں! حاملہ سے بعض اوقات حیض کا خون خارج ہوتا ہے''۔

عَنْهُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّمَ قَالَ نَعَمْ إِنَّهُ رُبَّمَا قَذَفَتِ الْمَرْأَةُ بِالدَّمِ وَ هِيَ حُبْلَى.[2]

(صحیح) ۳۔۴۷۵۔ اسی سے، اس نے حماد سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابوبصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کیا حاملہ بھی خون حیض دیکھتی ہے؟''۔ فرمایا: ''جی ہاں! بعض اوقات عورت کا خون جوش مارتا ہے حالانکہ وہ حاملہ ہوتی ہے''۔

عَنْهُ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ ع عَنِ الْمَرْأَةِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّمَ وَ هِيَ حَامِلٌ كَمَا كَانَتْ تَرَى قَبْلَ ذَلِكَ فِي كُلِّ شَهْرٍ هَلْ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ فَقَالَ تَتْرُكُ إِذَا دَامَ.[3]

(صحیح) ۴۔۴۷۶۔ اسی سے، اس نے صفوان سے، اس نے عبدالرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''حاملہ عورت حمل کی حالت میں بھی بالکل اسی طرح خون دیکھتی ہے جس طرح اس سے پہلے ہر ماہ خون دیکھتی تھی تو کیا وہ نماز ترک کردے؟''۔ تو فرمایا: ''اگر مسلسل جاری رہے تو نماز چھوڑ دے''۔

عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ رَأَتِ الدَّمَ فِي الْحَبَلِ قَالَ تَقْعُدُ أَيَّامَهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فَإِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَقْعُدُ اسْتَظْهَرَتْ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ هِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.[4]

(موثق) ۵۔۴۷۷۔ اسی سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ''عورت اگر حمل کی حالت میں خون دیکھے تو کیا حکم ہے؟''۔ فرمایا: ''جن دنوں میں اسے حیض آیا کرتا تھا وہ (نماز پڑھنے سے) بیٹھ جائے گی پھر اگر خون ایام حیض سے بڑھ جائے تو وہ مزید تین دن احتیاط کرے گی پھر وہ مستحاضہ ہوگی''۔

عَنْهُ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع عَنِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ تُصَلِّي قَالَ تُمْسِكُ عَنِ الصَّلَاةِ.[5]

---

[1] کافی ج ۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۰

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۰

[3] کافی ج ۳ ص ۹۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۰

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۰

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۰

(صحیح)۶-۴۷۸- اسی سے، اس نے صفوان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "حاملہ عورت کو تین یا چار دن خون آئے تو کیا وہ (ان ایام میں) نماز پڑھے؟"۔ فرمایا: "وہ نماز سے رک جائے"۔

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّمَ كَمَا كَانَتْ تَرَى أَيَّامَ حَيْضِهَا مُسْتَقِيماً فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ تُمْسِكُ عَنِ الصَّلَاةِ كَمَا كَانَتْ تَصْنَعُ فِي حَيْضِهَا فَإِذَا طَهُرَتْ صَلَّتْ.[1]

(صحیح)۷-۴۷۹- نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر حاملہ عورت کو ویسے خون آئے جیسے اسے ہر ماہ حمل سے پہلے حیض کے ایام میں آیا کرتا تھا (کیا حکم ہے)؟"۔ فرمایا: "وہ نماز پڑھنے سے رک جائے گی جیسے اس سے پہلے حیض کے ایام میں کیا کرتی تھی۔ پھر جب خون سے پاک ہو گی تو نماز پڑھے گی"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْمُثَنَّى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الْأَوَّلَ ع عَنِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّفْقَةَ وَ الدَّفْقَتَيْنِ مِنَ الدَّمِ فِي الْأَيَّامِ وَ فِي الشَّهْرِ وَ الشَّهْرَيْنِ فَقَالَ تِلْكَ الْهِرَاقَةُ لَيْسَ تُمْسِكُ هَذِهِ عَنِ الصَّلَاةِ.[2]

(صحیح)۸-۴۸۰- البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے علی بن حکم سے، اس نے حمید بن المثنیٰ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "حاملہ عورت اپنے مخصوص دنوں میں ایک یا دو مرتبہ خون دیکھتی ہے (تو کیا حکم ہے)؟"۔ فرمایا: "وہ تو بس ایک بہاؤ تھا وہ اسے نماز سے نہیں روک سکتا"۔



مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ ع أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ص مَا كَانَ اللهُ لِيَجْعَلَ حَيْضاً مَعَ حَبَلٍ يَعْنِي إِذَا رَأَتِ الْمَرْأَةُ الدَّمَ وَ هِيَ حَامِلٌ لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ تَرَى عَلَى رَأْسِ الْوَلَدِ إِذَا ضَرَبَهَا الطَّلْقُ وَ رَأَتِ الدَّمَ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ.[3]

(ضعیف)۹-۴۸۱- نیز جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے نوفلی سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے حیض کو حمل کے ساتھ اکٹھا نہیں فرمایا یعنی جب حمل کی حالت میں عورت کو خون نظر آئے تو نماز نہ چھوڑے مگر جب بچہ جننے لگے اور دردِ زہ میں مبتلا ہو اور خون دیکھے (یعنی نفاس کی حالت میں ہو) تو پھر نماز کو ترک کر دے"۔

[1] کافی ج ۳ ص ۹۷- تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۱

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۱

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۱

فَهٰذَانِ الْخَبَرَانِ لَا يُنَافِيَانِ الْأَخْبَارَ الْمُتَقَدِّمَةَ لِأَنَّ

الْخَبَرَ الْأَوَّلَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّفْقَةَ وَ الدَّفْقَتَيْنِ فِي الْأَيَّامِ وَ فِي الشَّهْرِ فَقَالَ لَهُ تِلْكَ الْهِرَاقَةُ لَيْسَ تُمْسِكُ هٰذِهِ عَنِ الصَّلَاةِ.

فَذٰلِكَ صَحِيحٌ لِأَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِأَقَلِّ الْحَيْضِ لِأَنَّا قَدْ بَيَّنَّا أَنَّ أَقَلَّ أَيَّامِ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَ إِذَا لَمْ تَرَ إِلَّا دَفْقَةً أَوْ دَفْقَتَيْنِ فَلَيْسَ بِدَمِ حَيْضٍ لَا يَجُوزُ لَهَا تَرْكُ الصَّلَاةِ وَ الصَّوْمِ

تو یہ دونوں حدیثیں گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہیں۔

کیونکہ ان میں سے پہلی حدیث میں راوی نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ حاملہ عورت چند ایام اور ایک ماہ میں ایک یا دو جھٹکے خون کے دیکھتی ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ خون کا بہاؤ ہے اور یہ نماز سے نہیں روک سکتا۔ تو یہ بات صحیح ہے کیونکہ یہ حیض کی کم سے کم مدت بھی نہیں ہے کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہیں۔ اور جب وہ ایک یا دو جھٹکے خون کے دیکھتی ہے تو یہ حیض کا خون نہیں ہے جس کی وجہ سے اس کیلئے نماز اور روزہ چھوڑنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

وَ أَمَّا الْخَبَرُ الثَّانِي هُوَ قَوْلُهُ ع لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ الْحَبَلَ مَعَ الْحَيْضِ. فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنَّهُ لَا يَكُونُ ذٰلِكَ مَعَ الْحَبَلِ الْمُسْتَبِينِ حَبَلُهَا وَ إِنَّمَا يَكُونُ الْحَيْضُ مَا لَمْ يَسْتَبِنِ الْحَبَلُ فَإِذَا اسْتَبَانَ فَقَدِ ارْتَفَعَ الْحَيْضُ وَ لِأَجْلِ ذٰلِكَ اعْتَبَرْنَا أَنَّهُ مَتَى تَأَخَّرَ عَنْ عَادَتِهَا بِعِشْرِينَ يَوْماً فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِدَمِ حَيْضٍ يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ مَا.

البتہ دوسری حدیث میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ اللہ نے حمل اور حیض کو اکٹھا قرار نہیں دیا ہے تو اس کی صورتحال یہ ہوگی کہ حیض اس حمل کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوگا جو واضح ہو اور حیض اس وقت تک ہوگا جب تک حمل واضح نہ ہو پھر جب حمل واضح ہو جائے تو حیض کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے ہم نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر وہ عورت اپنی عادت سے بیس دن تاخیر کے ساتھ خون دیکھتی ہے تو وہ خون حیض نہیں ہوگا۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے:



أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ نُعَيْمٍ الصَّحَّافِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ع إِنَّ أُمَّ وَلَدِي تَرَى الدَّمَ وَ هِيَ حَامِلٌ كَيْفَ تَصْنَعُ بِالصَّلَاةِ قَالَ فَقَالَ إِذَا رَأَتِ الْحَامِلُ الدَّمَ بَعْدَ مَا مَضَى عِشْرُونَ يَوْماً مِنَ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَتْ تَرَى فِيهِ الدَّمَ مِنَ الشَّهْرِ الَّذِي كَانَتْ تَقْعُدُ فِيهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ مِنَ الرَّحِمِ وَ لَا مِنَ الطَّمْثِ فَلْتَتَوَضَّأْ وَ تَحْتَشِي بِكُرْسُفٍ وَ تُصَلِّي وَ إِذَا رَأَتِ الْحَامِلُ الدَّمَ قَبْلَ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَتْ تَرَى فِيهِ الدَّمَ الْقَلِيلَ أَوْ فِي الْوَقْتِ مِنْ ذٰلِكَ الشَّهْرِ فَإِنَّهُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتُمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ عَدَدَ أَيَّامِهَا الَّتِي كَانَتْ تَقْعُدُ فِي حَيْضِهَا فَإِنِ انْقَطَعَ الدَّمُ عَنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ وَ لْتُصَلِّ فَإِنْ لَمْ يَنْقَطِعِ الدَّمُ عَنْهَا إِلَّا بَعْدَ مَا تَمْضِي الْأَيَّامُ الَّتِي كَانَتْ تَرَى الدَّمَ فِيهَا بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ فَلْتَغْتَسِلْ وَ تَحْتَشِي وَ تَسْتَثْفِرُ وَ تُصَلِّي الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ ثُمَّ لْتَنْظُرْ فَإِنْ كَانَ الدَّمُ فِيمَا بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ لَا يَسِيلُ مِنْ خَلْفِ الْكُرْسُفِ فَلْتَتَوَضَّأْ وَ لْتُصَلِّ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مَا لَمْ تَطْرَحِ الْكُرْسُفَ فَإِنْ طَرَحَتِ

الْكُرْسُفَ عَنْهَا وَ سَالَ الدَّمُ وَجَبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَإِنْ طَرَحَتِ الْكُرْسُفَ عَنْهَا وَ لَمْ يَسِلِ الدَّمُ فَلْتَتَوَضَّأْ وَ لْتُصَلِّ وَ لَا غُسْلَ عَلَيْهَا قَالَ فَإِنْ كَانَ الدَّمُ إِذَا أَمْسَكَتِ الْكُرْسُفَ يَسِيلُ مِنْ خَلْفِ الْكُرْسُفِ صَبِيباً لَا يَرْقَأُ فَإِنَّ عَلَيْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَحْتَشِيَ وَ تُصَلِّيَ تَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ وَ تَغْتَسِلُ لِلظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ وَ تَغْتَسِلُ لِلْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ قَالَ وَ كَذَلِكَ تَفْعَلُ الْمُسْتَحَاضَةُ فَإِنَّهَا إِذَا فَعَلَتْ ذَلِكَ أَذْهَبَ اللهُ بِالدَّمِ عَنْهَا.[1]

(صحیح) ۱۰۔ ۳۸۲۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحیی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے حسین بن نعیم صحاف سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "میری ام ولد (مالک کے بچے کی ماں) لونڈی نے حمل کی حالت میں خون کا مشاہدہ کیا ہے۔ اب نماز کا کیا کرے؟"۔ راوی کہتا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: "اگر حاملہ عورت نے جس ماہ خون دیکھا اس ماہ کے بعد اپنے حیض کا خون دیکھنے کے ایام سے بیس دن بعد خون دیکھے تو یہ خون عورت کے رحم سے نہیں ہے اور حیض بھی نہیں ہے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ وضو کرے اور روئی سے بھری چڈھی باندھے اور نماز پڑھے۔ اور اگر حاملہ عورت کو جن ایام میں خون حیض آتا تھا ان سے کچھ ایام پہلے یا اسی مہینے کے انہی ایام میں خون آئے تو یہ حیض کا خون ہوگا اس لیے جتنے دن حیض کے ایام میں (عبادات سے رک کر) بیٹھ جاتی تھی اسے چاہیے کہ اتنے دن نماز سے رک جائے۔ اگر ان ایام کے اختتام سے پہلے خون رک جائے تو غسل کرکے نماز پڑھے لیکن اگر اس کے خون دیکھنے کے ایام کے ایک یا دو دن بعد تک خون نہ رکے تو غسل کرکے روئی سے بھرا لنگوٹ لپیٹے اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھے، پھر مغرب تک انتظار کرے اگر خون لنگوٹ سے باہر نہیں بہتا تو وضو کرکے نماز پڑھے اور جب تک لنگوٹ نہیں اتارتی تب تک ایسا ہی کرے اور اگر لنگوٹ اتارنے کے بعد بھی خون بہتا رہتا ہے تو اس پر غسل واجب ہوگا۔ لیکن اگر لنگوٹ اتارنے کے بعد خون نہیں بہتا تو صرف وضو کرکے نماز پڑھے اس پر کوئی غسل نہیں ہوگا۔ پھر فرمایا: جب روئی سے بھرا لنگوٹ باندھا تھا اس وقت خون لنگوٹ کے پیچھے سے بھی ٹپک رہا ہو اور نہ رک رہا ہو تو اس پر روزانہ کے تین غسل واجب ہوں گے یعنی پھر صبح کیلئے الگ لنگوٹ باندھے گی اور غسل کرکے فجر کی نماز پڑھے گی پھر ظہر اور عصر کیلئے غسل کرے گی اور پھر مغرب اور عشاء کیلئے آخری غسل کرے گی"۔ نیز فرمایا: "اور مستحاضہ عورت بھی اسی طرح کرے گی کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گی تو اللہ بھی اس کے خون کے نکلنے کو بند کر دیگا"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي الْمَغْرَاءِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ الْحُبْلَى تَرَى الدَّمَ الْيَوْمَ وَ الْيَوْمَيْنِ قَالَ إِنْ كَانَ دَماً عَبِيطاً فَلَا تُصَلِّي ذَيْنِكَ الْيَوْمَيْنِ وَ إِنْ كَانَتْ صُفْرَةً فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاتَيْنِ.[2]

(موثق) ۱۱۔ ۳۸۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے ابوالمغراء سے، اس نے اسحاق بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "حاملہ عورت اگر ایک یا دو دن خون دیکھے

[1] کافی ج۳ ص۹۵، تہذیب ج۱، ... ج۱ ص۴۱۱
[2] تہذیب الاحکام ج۱ ص۴۱۰

تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "اگر گاڑھا خون دیکھے تو ان دو دنوں میں نماز نہ پڑھے اور اگر زرد خون ہے تو پھر نماز کیلئے غسل کرے"۔

فَلَا يُنَافِي هٰذَا الْخَبَرُ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَنَّ أَقَلَّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِيهِ أَنْ تَرَى الدَّمَ الْيَوْمَ وَ الْيَوْمَيْنِ دَماً مُتَوَالِياً وَ تَرَى تَمَامَ الثَّلَاثَةِ فِي مُدَّةِ الْعَشَرَةِ لِأَنَّ الْحَائِضَ مَتَى رَأَتِ الدَّمَ فِي مُدَّةِ الْعَشَرَةِ أَيَّامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ كَانَتْ حَائِضاً وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مُتَوَالِياً حَسَبَ مَا رَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ فِي رِوَايَةِ يُونُسَ.

تو یہ حدیث بھی ہماری بیان کردہ گزشتہ احادیث میں اس بیان کے منافی نہیں ہے کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے کیونکہ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام[1] میں یونس سے مروی روایت کے ضمن میں بیان کیا ہے اس کے مطابق اس حدیث کی صورتحال یہ ہوگی کہ وہ عورت ایک یا دو دن مسلسل خون دیکھے اور دس دن کے اندر اندر تیسرا دن بھی خون دیکھ کر مکمل کرلے کیونکہ عورت اگر دس دن کے اندر اندر تین دن خون دیکھتی ہے تو وہ حائضہ ہوگی چاہے وہ مسلسل اور متواتر نہ بھی ہوں۔

## باب نمبر ۸۴: حائضہ عورت اگر اوقات نماز میں پاک ہو جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَجَّالِ عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ؑ عَنِ الْحَائِضِ تَطْهُرُ عِنْدَ الْعَصْرِ تُصَلِّي الْأُولَى قَالَ لَا إِنَّمَا تُصَلِّي الصَّلَاةَ الَّتِي تَطْهُرُ عِنْدَهَا.[2]

(صحیح) ۱۔ ۴۸۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحیی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حجال سے، اس نے ثعلبہ سے، اس نے معمر بن یحیی سے[3] اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ جب عصر کے نزدیک پاک ہو تو کیا پچھلی نماز بھی پڑھ لے؟"۔ فرمایا: "نہیں بلکہ وہ عورت وہی نماز پڑھے جس وقت میں وہ پاک ہوئی ہے"[4]۔

وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الْأَوَّلَ ؑ قُلْتُ الْمَرْأَةُ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِالصَّلَاةِ قَالَ إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ بَعْدَ مَا يَمْضِي مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ أَرْبَعَةُ أَقْدَامٍ فَلَا تُصَلِّي إِلَّا الْعَصْرَ لِأَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ دَخَلَ عَلَيْهَا وَ هِيَ فِي الدَّمِ وَ خَرَجَ عَنْهَا الْوَقْتُ وَ

---

[1] ملاحظہ ہو تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۰۴ ح ۱۲۶۴ ص ۴۰۸ ح

[2] کافی ج ۳ ص ۱۰۲ ح ۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۰ ح

[3] کافی میں معمر ابن عمر ہے۔

[4] ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ نماز کی ادائیگی کا وقت وسیع ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ لازمی ہو جائے گا کہ ہم اس حدیث کو اس صورت پر محمول کریں کہ جب نماز کی فضیلت کا کوئی وقت باقی نہ رہا ہو تو اس عورت پر ظہر کی نماز واجب نہیں ہوگی بلکہ مستحب ہوگی لیکن اگر فضیلت کا وقت نہ گزرا ہو تو اس پر ظہر کی نماز واجب ہو جائے گی۔ پس یہاں مراد وقت فضیلت کا تنگ ہونا اور گزر جانا ہے۔ مکمل وقت کا گزرنا نہیں۔

هِيَ فِي الدَّمِ فَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا أَنْ تُصَلِّيَ الظُّهْرَ وَ مَا طَرَحَ اللَّهُ عَنْهَا مِنَ الصَّلَاةِ وَ هِيَ فِي الدَّمِ أَكْثَرُ قَالَ وَ إِذَا رَأَتِ الْمَرْأَةُ الدَّمَ بَعْدَ مَا يَمْضِي مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ أَرْبَعَةُ أَقْدَامٍ فَلْتُمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِذَا طَهُرَتْ مِنَ الدَّمِ فَلْتَقْضِ الظُّهْرَ لِأَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ دَخَلَ عَلَيْهَا وَ هِيَ طَاهِرَةٌ وَ خَرَجَ عَنْهَا وَقْتُ الظُّهْرِ وَ هِيَ طَاهِرَةٌ فَضَيَّعَتْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَوَجَبَ عَلَيْهَا قَضَاؤُهَا.[1]

(موثق) ۲۔ ۴۸۵۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ از احمد بن محمد، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے فضل بن یونس سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "عورت اگر سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو جائے تو نماز کا کیا کرے؟"۔ فرمایا: "اگر وہ سورج ڈھلنے کے بعد (سائے کے) چار قدم تک بڑھ جانے کے بعد پاک ہوئی ہے تو صرف نماز عصر ہی پڑھے کیونکہ جب ظہر کا وقت داخل ہوا تھا تو وہ خون کے ساتھ تھی اور ظہر کا (مخصوص) وقت چلا گیا تو تب بھی وہ خون کے ساتھ تھی تو اس پر نماز ظہر واجب نہیں ہوگی۔ اور خون حیض کی حالت میں اللہ نے اس جتنی نمازیں چھوڑ دی ہیں اس ایک نماز سے کہیں زیادہ ہیں[2]۔ پھر فرمایا: "اور اگر عورت سورج ڈھلنے سے چار قدم کی مقدار گزر جانے کے بعد خون دیکھے تو نماز پڑھنے سے رک جائے پھر جب پاک ہو جائے تو پھر ظہر کی قضا بجا لائے کیونکہ اس وقت نماز ظہر کا وقت داخل ہو چکا تھا جب وہ پاک تھی اور جب ظہر کا وقت نکل گیا جب بھی پاک تھی تو اس نے ظہر کی نماز ضائع کر دی جس کی وجہ سے اس پر ظہر کی قضا واجب ہو گئی"[3]۔

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: قُلْتُ الْمَرْأَةُ تَرَى الطُّهْرَ عِنْدَ الظُّهْرِ فَتَشْتَغِلُ فِي شَأْنِهَا حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ الْعَصْرِ قَالَ تُصَلِّي الْعَصْرَ وَحْدَهَا فَإِنْ ضَيَّعَتْ فَعَلَيْهَا صَلَاتَانِ.[4]

(موثق) ۳۔ ۴۸۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے، علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے علاء بن رزین سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام



[1] کافی ج ۳ ص ۱۰۲، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۳

[2] یہاں اس جملہ کا مقصد اس تعجب اور غلط فہمی کو دور کرنا ہے کہ حائضہ عورت ظہر کی نماز ادا کر سکنے کے باوجود اس کی قضا کیوں بجا نہیں لائے گی؟۔ اسی طرح سورج کے غروب ہونے تک نماز عصر ادا کر سکتی تھی۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز اور اس کی قضا کے واجب ہونے کا معیار شارع مقدس کا حکم ہے۔ پس جس طرح اس نے عورت کے ایام حیض میں دنوں کے زیادہ ہونے کے باوجود چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضا بجا لانے کا حکم نہیں دیا (مطلب معاف کر دیا ہے) اسی طرح اس نماز کی قضا کو بھی معاف کر دیا ہے جس کی فضیلت کے وقت کا کوئی حصہ پاکیزگی کی حالت میں نہیں دیکھ سکی۔

[3] یہ جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز ظہر کی قضا کے واجب ہونے میں اس کے اول وقت فضیلت میں حالت پاکیزگی کے ساتھ داخل ہونا شرط نہیں ہے بلکہ حالت پاکیزگی میں اس کے وقت فضیلت کا گزر جانا بھی ضروری ہے اس لئے کہ جب تک فضیلت کا وقت باقی ہے اسے نماز کو تاخیر میں ڈالنے کا اختیار حاصل ہے اور اگر اس دوران وہ حائضہ ہو جاتی ہے تو کوتاہی نہ کرنے کی وجہ سے اس پر قضا واجب نہیں ہوگی۔ فضیلت کے وقت گزر جانے کے برخلاف اس لئے کہ اس صورت میں تاخیر کرنے کی وجہ سے اس نے کوتاہی کی ہے اس بناپر اس حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہوگی۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۳

یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "عورت اگر ظہر کے وقت پاک ہو مگر وہ اپنے کام کاج میں اتنا مصروف ہو کہ عصر کا وقت داخل ہو جائے تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "وہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور اگر اسے بھی نہ پڑھ سکے تو پھر اس پر دو نمازوں کی قضا واجب ہوگی"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ قَبْلَ الْعَصْرِ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ فَإِنْ طَهُرَتْ فِي آخِرِ وَقْتِ الْعَصْرِ صَلَّتِ الْعَصْرَ.[1]

(مجہول) ۴-۳۸۷۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے علی بن حسین[2] نے محمد بن ربیع سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے منصور بن حازم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر حائضہ عورت عصر سے پہلے پاک ہو تو اسے ظہر اور عصر کی نماز دونوں پڑھنی چاہئیں اور اگر عصر کے آخری وقت میں پاک ہو تو اسے صرف عصر کی نماز ہی پڑھنی چاہیے"۔

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّ قَوْلَهُ إِذَا طَهُرَتْ قَبْلَ وَقْتِ الْعَصْرِ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ وَقْتَ الظُّهْرِ فَلِأَجْلِ ذَلِكَ وَجَبَ عَلَيْهَا قَضَاءُ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ وَ لَوْ كَانَ وَقْتَ الْعَصْرِ لَا غَيْرُ لَمَا وَجَبَ عَلَيْهَا إِلَّا صَلَاةُ الْعَصْرِ.

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں آیا ہے کہ اگر وہ عصر سے پہلے پاک ہوئی ہو۔ تو ہو سکتا ہے وہ ظہر کا ہی وقت ہو جس کی وجہ سے اس پر ظہر اور عصر کی قضا واجب ہوئی اور اگر وہ وقت بس صرف نماز عصر کا ہی ہو زیادہ نہ ہو تو اس پر صرف نماز عصر قضا ہی واجب ہوگی اور بس۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ ع فِي الْحَائِضِ إِذَا اغْتَسَلَتْ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ تُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ تُصَلِّي الظُّهْرَ.[1]

(صحیح) ۵-۳۸۸۔ مگر وہ روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے یعقوب سے، اس نے ابو ہمام سے اور اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ حائضہ عورت اگر عصر کے وقت غسل کرے تو پہلے وہ عصر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز پڑھے۔



فَلَا يُنَافِي أَيْضاً مَا قَدَّمْنَاهُ لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَخْبَرَ عَمَّنْ تَغْتَسِلُ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَدْ طَهُرَتْ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ وَ أَخَّرَتِ الْغُسْلَ إِلَى أَنِ اغْتَسَلَتْ فِي وَقْتٍ قَدْ تَضَيَّقَ الْعَصْرُ فَلِأَجْلِ ذَلِكَ أَمَرَهَا بِالظُّهْرِ بَعْدَ أَنْ تُصَلِّيَ الْعَصْرَ.

تو یہ روایت بھی گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس میں عصر کے وقت عورت کے غسل کرنے کا بتایا گیا ہے جبکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ظہر کے وقت پاک ہوئی ہو مگر غسل کرنے میں اتنی تاخیر کر دی ہو کہ جس میں عصر کا وقت تنگ رہ گیا ہو جس کی وجہ سے اسے پہلے نماز عصر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۰

[2] تہذیب الاحکام کے مطابق علی بن حسن یعنی ابن فضال صحیح ہے۔ اور علی بن حسین ناسخ کی غلطی ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۹

مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا طَهُرَتِ الْمَرْأَةُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ صَلَّتِ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَإِنْ طَهُرَتْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ.[1]

(موثق)٦۔٤٨٩۔ لیکن وہ حدیث جسے نقل کیا ہے علی بن حسن نے محمد بن عبداللہ بن زرارہ سے،اس نے محمد بن فضیل سے،اس نے ابوصباح الکنانی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر عورت سورج نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو مغرب اور عشاء کی نماز بھی پڑھے اور اگر سورج کے ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو پھر ظہر اور عصر کی نماز بھی پڑھے"۔

عَنْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا طَهُرَتِ الْمَرْأَةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَلْتُصَلِّ الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ وَإِنْ طَهُرَتْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْتُصَلِّ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ.[2]

(موثق)٧۔٤٩٠۔ اسی سے،اس نے عبدالرحمن بن ابو نجران سے،اس نے عبدالرحمن بن سنان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر عورت سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اسے ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی چاہیے اور اگر رات کے آخری پہر پاک ہو تو اسے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنی چاہیے"۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ يَحْيَى عَنْ دَاوُدَ الزُّجَاجِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ حَائِضاً وَ طَهُرَتْ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ وَإِنْ طَهُرَتْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ صَلَّتِ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ.[3]

(مجہول)٨۔٤٩١۔ اسی سے،اس نے احمد بن حسن سے،اس نے اپنے باپ سے،اس نے ثعلبہ سے،اس نے معمر بن یحیی سے،اس نے داؤد زجاجی[4] اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کوئی عورت حائضہ ہو اور سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو جائے تو ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر رات کے آخری پہر پاک ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے"۔



عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ وَ مُحَمَّدٍ أَخِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنِ الشَّيْخِ ع قَالَ: إِذَا طَهُرَتِ الْمَرْأَةُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ صَلَّتِ الْمَغْرِبَ وَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَإِنْ طَهُرَتْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ.[5]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۳
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۳
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۳
[4] بعض نسخوں میں دجاجی مرقوم ہے۔
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۳

(ضعیف)۹۔ ۴۹۲۔ اسی سے، اس نے محمد بن علی سے، اس نے ابو جمیلہ اور اس کے بھائی محمد [1] سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ابو جمیلہ سے، اس نے عمر بن حنظلہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق [2] علیہ السلام نے فرمایا: "اگر عورت سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو ظہر اور عصر کی نماز پڑھے"۔

فَالْوَجْهُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ نَقُولَ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا طَهُرَتْ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ يَمْضِيَ مِنْهُ أَرْبَعَةُ أَقْدَامٍ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهَا قَضَاءُ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ مَعاً وَ إِذَا طَهُرَتْ بَعْدَ مُضِيِّ أَرْبَعَةِ أَقْدَامٍ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهَا قَضَاءُ الْعَصْرِ لَا غَيْرُ وَ يُسْتَحَبُّ لَهَا قَضَاءُ الظُّهْرِ إِذَا كَانَ طُهْرُهَا إِلَى مَغِيبِ الشَّمْسِ وَ كَذَلِكَ يَجِبُ عَلَيْهَا قَضَاءُ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَ يُسْتَحَبُّ لَهَا قَضَاؤُهُمَا إِلَى عِنْدِ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ لَا تَنَافِيَ بَيْنَ الْأَخْبَارِ.

تو ان تمام احادیث کو یکجا کرنے کی صورتحال یہ ہے کہ ہم یہ کہیں گے کہ عورت اگر سورج کے زوال کے چار قدم گزرنے تک پاک ہو تو اس پر نماز ظہر اور عصر دونوں کی قضا بجالانا واجب ہو گا۔ لیکن اگر چار قدم گزرنے کے بعد پاک ہو تو صرف نماز عصر کی قضا واجب ہو گی اور نہیں۔ اور اس کے لیے نماز ظہر کی قضا بجالانا اس وقت مستحب ہو گا جب سورج ڈوبنے تک وہ پاک ہو۔ اسی طرح نماز مغرب اور عشاء کی قضا اس وقت واجب ہو گی جب وہ آدھی رات تک پاک ہو جائے۔ البتہ طلوع فجر کے وقت تک پاک ہونے کی صورت میں اس پر نماز مغرب اور عشاء کی قضا مستحب ہو گی۔ اسی صورت میں احادیث کے درمیان اختلاف نہیں رہے گا۔

## باب نمبر ۸۵: نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عورت حائضہ ہو

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: فِي امْرَأَةٍ دَخَلَ وَقْتُ الصَّلَاةِ وَ هِيَ طَاهِرَةٌ فَأَخَّرَتِ الصَّلَاةَ حَتَّى حَاضَتْ قَالَ تَقْضِي إِذَا طَهُرَتْ. [3]



(موثق)۱۔ ۴۹۳۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن سے، اس نے محمد بن ولید سے، اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "نماز کا وقت داخل ہونے پر عورت پاک تھی مگر اس نے نماز میں اتنی تاخیر کی کہ اسے حیض آ گیا تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "پاک ہونے کے بعد اس کی قضا بجالائے"

[1] یعنی محمد بن حسن بن علی بن فضال اور یہ معطوف ہے محمد بن علی (بن محبوب اشعری) پر، نیز ابو جمیلہ سے مراد مفضل بن صالح اسدی ہے۔
[2] متن حدیث میں لفظ الشیخ آیا ہے اور یہ مشترک ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور بعض کے نزدیک حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے درمیان لیکن زیادہ تر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ عمر بن حنظلہ نے ان دو ائمہ علیہما السلام سے روایت نقل کی ہے اور ان میں سے زیادہ تر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مراد ہوتے ہیں اس لئے کہ زیادہ تر احادیث انہی سے مروی ہیں۔ واللہ العالم
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۶

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَاذَانَ بْنِ الْخَلِيلِ النَّيْسَابُورِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَطْمَثُ بَعْدَ مَا تَزُولُ الشَّمْسُ وَ لَمْ تُصَلِّ الظُّهْرَ هَلْ عَلَيْهَا قَضَاءُ تِلْكَ الصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ.[1]

(مجہول) ۴۹۴۔ احمد بن محمد نے شاذان بن خلیل نیشابوری سے، اس نے یونس بن عبدالرحمن سے، اس نے عبدالرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ''عورت زوال آفتاب کے بعد حائضہ ہوئی مگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی تو کیا اس پر اس نماز کی قضا واجب ہے؟''۔ فرمایا: ''جی ہاں!''[2]۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ ابْنُ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي الْوَرْدِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ الْمَرْأَةِ الَّتِي تَكُونُ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَ قَدْ صَلَّتْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَرَى الدَّمَ قَالَ تَقُومُ مِنْ مَسْجِدِهَا وَ لَا تَقْضِي الرَّكْعَتَيْنِ قَالَ فَإِنْ رَأَتِ الدَّمَ وَ هِيَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَ قَدْ صَلَّتْ رَكْعَتَيْنِ فَلْتَقُمْ مِنْ مَسْجِدِهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْتَقْضِ الرَّكْعَةَ الَّتِي فَاتَتْهَا مِنَ الْمَغْرِبِ.[3]

(حسن) ۴۹۵۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے ابن محبوب نے علی بن رئاب سے، اس نے ابوالورد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ''عورت ظہر کی نماز پڑھ رہی تھی اور ابھی دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں کہ اسے خون آ گیا تو کیا حکم ہے؟''۔ فرمایا: ''اپنی جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہو گی (نماز چھوڑ دے گی) اور باقی ماندہ دو رکعتوں کی قضا بھی بجا نہیں لائے گی''۔ پھر فرمایا: ''اور اگر نماز مغرب کی حالت میں جبکہ اس کی دو رکعت پڑھ چکی ہو خون دیکھے تو فوراً اپنی جائے نماز سے اٹھ جائے پھر جب وہ پاک ہو جائے تو نماز مغرب کی جو رکعت چھوٹ گئی تھی اس کی قضا بجا لائے''[4]۔

فَمَا يَتَضَمَّنُ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ إِسْقَاطِ قَضَاءِ الرَّكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مُتَوَجِّهٌ إِلَى مَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا لِأَنَّ مَنْ ذَلِكَ حُكْمُهُ لَا يَكُونُ فَرَّطَ وَ إِذَا لَمْ يُفَرِّطْ لَمْ يَلْزَمْهُ الْقَضَاءُ وَ مَا يَتَضَمَّنُ مِنَ الْأَمْرِ بِإِعَادَةِ الرَّكْعَةِ مِنَ الْمَغْرِبِ مُتَوَجِّهٌ إِلَى مَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ تَضَيُّقِ الْوَقْتِ ثُمَّ حَاضَتْ فَيَلْزَمُهَا حِينَئِذٍ مَا فَاتَهَا وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ يَتَوَجَّهُ إِلَى مَنْ فَرَّطَ مَا.



تو اس حدیث کے مضمون میں یہ جملہ کہ نماز ظہر کی باقی ماندہ دو رکعتوں کی قضا ساقط ہے تو یہ عورت اس کیلئے خاص ہے جو اول

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۸
[2] اس لئے کہ اس پر حالت طہارت میں نماز واجب ہوئی تھی مگر اس نے اس کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔
[3] کافی ج ۳ ص ۱۰۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۶
[4] اس حدیث کے مضمون پر شیخ صدوقؒ نے عمل فرمایا ہے یعنی (اسی نظریہ کے قائل تھے)۔ جبکہ علامہ حلی نے ''المختلف'' میں لکھا ہے: ''اس بارے میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ اگر عورت نے دونوں مقامات (نماز ظہر اور نماز مغرب) پر کوتاہی کر کے تاخیر کی ہے تو اس پر دونوں کی قضا واجب ہو گی لیکن اگر اس نے کوتاہی نہیں کی تو دونوں صورتوں میں اس پر کوئی قضا واجب نہیں ہو گی۔ اور اس حدیث کی اس طرح تاویل کی جائے گی کہ عورت نے نماز مغرب کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو گی نماز ظہر کی ادائیگی میں نہیں۔ اور ایک رکعت کی قضا باقی رکعتوں کی بجاآوری کے ساتھ ہی مکمل ہو گی یعنی اسے پوری نماز بجا لانی ہو گی اور یہاں مکمل نماز پر رکعت کا اطلاق بطور مجاز ہوا ہے''۔ مولف نے بھی اپنے بیان میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وقت میں نماز پڑھنا شروع کر چکی ہو کیونکہ جو ایسا کرے گی تو اس نے کوتاہی سے کام نہیں لیا اور جب اس نے کوتاہی نہیں کی تو اس پر قضا بھی نہیں ہوگی۔ اور اس حدیث میں نماز مغرب کی ایک رکعت کے دوبارہ بجالانے کی جو بات ہوئی ہے تو یہ اس عورت کیلئے خاص ہوگی جو وقت تنگ ہونے کے بعد نماز مغرب پڑھنے میں مصروف ہوئی پھر اسے خون حیض آگیا ہو تو اس صورت میں اس سے چھوٹ گیا ہے اسے دوبارہ بجالانا اس پر فرض ہو جائے گا۔ اور مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے کہ قضا کوتاہی برتنے کے نتیجے میں لازم ہوگی۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا طَهُرَتِ الْمَرْأَةُ فِي وَقْتٍ وَ أَخَّرَتِ الصَّلَاةَ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ صَلَاةٍ أُخْرَى ثُمَّ رَأَتْ دَماً كَانَ عَلَيْهَا قَضَاءُ تِلْكَ الصَّلَاةِ الَّتِي فَرَّطَتْ فِيهَا.[1]

(حسن) ۱۴۹۶۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن محبوب سے، اس نے علی بن رئاب سے، اس نے ابو عبیدہ سے اور اس نے نقل کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کوئی عورت نماز کے وقت میں حیض سے پاک ہو اور نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے اور پھر اسے حیض کا خون آجائے تو اس عورت پر اس نماز کی قضا واجب ہوگی جس کے پڑھنے میں اس نے کوتاہی کی ہے"۔

## باب نمبر ۸۶: ماہ رمضان المبارک کے ایام میں حیض کا آنا



أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الْمَرْأَةِ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَ هِيَ حَائِضٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِذَا أَصْبَحَتْ طَهُرَتْ وَ قَدْ أَكَلَتْ ثُمَّ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي طَهُرَتْ فِيهِ قَالَ تَصُومُ وَ لَا تَعْتَدُّ بِهِ.[2]

(موثق) ۱۴۹۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک عورت ماہ رمضان المبارک کے طلوع فجر کے وقت حائضہ تھی پھر جب صبح ہوئی تو وہ حیض سے پاک ہو گئی جبکہ وہ کچھ کھا بھی چکی تھی۔ پھر اس نے نماز ظہر پڑھی تو جس دن وہ پاک ہوئی اس دن کا کیا کرے گی؟"۔ فرمایا: "روزہ

[1] کافی ج ۳ ص ۱۰۳، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۵

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۶

رکھے گی اور اس (کھانے پینے) کی پرواہ نہیں کرے گی"۔

وَعَنْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عِيصِ بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ طَمِثَتْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ قَالَ تُفْطِرُ حِينَ تَطْمِثُ.[1]

(موثق) ح ۴۹۸۔ اسی[2] سے، اس نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے، اس نے صفوان بن یحیی سے، اس نے عیص بن قاسم بجلی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک عورت ماہ رمضان المبارک میں سورج ڈوبنے سے پہلے حائضہ ہو گئی تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "جونہی حائضہ ہو افطار کرلے"۔

عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: أَيُّ سَاعَةٍ رَأَتِ الْمَرْأَةُ الدَّمَ فَهِيَ تُفْطِرُ الصَّائِمَةُ إِذَا طَمِثَتْ وَإِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ فِي سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ قَضَتْ صَلَاةَ الْيَوْمِ وَ اللَّيْلِ.[3]

(موثق) ح ۴۹۹۔ اسی سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے، اس نے جمیل بن دراج اور محمد بن حمران سے، انہوں نے منصور بن حازم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جس وقت بھی عورت خون دیکھے تو روزہ دار ہونے کی صورت میں حائضہ ہو جانے پر روزہ توڑ دے اور اگر دن کی کسی بھی گھڑی خون حیض سے پاک ہو گی تو دن اور رات کی نمازوں کی قضا بجالائے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِنْ عَرَضَ لِلْمَرْأَةِ الطَّمْثُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ فَهِيَ فِي سَعَةٍ أَنْ تَأْكُلَ وَ تَشْرَبَ وَ إِنْ عَرَضَ لَهَا بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتَعْتَدَّ بِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مَا لَمْ تَأْكُلْ وَ تَشْرَبْ.[4]

(موثق) ح ۵۰۰۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے علی بن حسن نے، علی بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "عورت اگر ماہ رمضان المبارک میں زوال آفتاب سے پہلے حائضہ ہو جائے تو اسے کھانے اور پینے کی اجازت ہے۔ اور اگر زوال آفتاب کے بعد حائضہ ہو تو غسل کرے اور اگر اس نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اس دن کا روزہ رکھے"[5]۔



---

[1] تہذیب الاحکام ج ۴ ص ۲۱۷

[2] مراد علی بن حسن بن فضال ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۴ ص ۲۱۷

[4] تہذیب الاحکام ج ۴ ص ۲۱۷

[5] وضاحت: اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس عورت نے روزہ توڑنے والا کوئی عمل انجام نہیں دیا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کام انجام دے دیا ہے تو اس کی قضا واجب ہوگی۔ لیکن جب حیض خود ہی مبطل صوم ہے پھر اس کا روزہ قضا کی ادائیگی کے بغیر کیسے صحیح شمار ہو سکتا ہے؟۔ علی اکبر غفاری۔ اسی

فَهَذَا الْخَبَرُ وَهْمٌ مِنَ الرَّاوِي لِأَنَّهُ إِذَا كَانَ رُؤْيَةُ الدَّمِ هُوَ الْمُفْطِرَ فَلَا يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَعْتَدَّ بِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَإِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لَهَا أَنْ تُمْسِكَ بَقِيَّةَ النَّهَارِ تَأْدِيباً إِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الزَّوَالِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو اس روایت میں راوی کو وہم ہوا ہے کیونکہ اگر خون دیکھنا (اور حیض کا آجانا) ہی روزہ کو توڑنے والا ہے تو اس کیلئے پھر اس دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں رہے گا ہاں البتہ اگر زوال کے بعد خون حیض دیکھتی ہے تو ماہ رمضان کے آداب میں اس کیلئے دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے سے کنارہ کش رہنا مستحب ہوگا۔ اور ہماری اس تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے:

أَخْبَرَنِي بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ غُدْوَةً أَوِ ارْتِفَاعَ النَّهَارِ أَوْ عِنْدَ الزَّوَالِ قَالَ تُفْطِرُ وَإِذَا كَانَ بَعْدَ الْعَصْرِ أَوْ بَعْدَ الزَّوَالِ فَلْتَمْضِ عَلَى صَوْمِهَا وَ لْتَقْضِ ذَلِكَ الْيَوْمَ.[1]

(موثق) ۵۔۵۰۱۔ جسے مجھے بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے محمد بن حمران سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی عورت (ماہ رمضان میں) صبح کو، دن چڑھے یا بوقت زوال خون دیکھے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "روزہ افطار کرے اور اگر عصر کے بعد زوال کے بعد حیض آئے تو اپنے روزہ (کھانے پینے سے دوری) پر باقی رہے اور پھر اس دن کے روزہ کی بھی قضا بجالائے"۔

## باب نمبر ۸۷: جنب عورت اگر حائضہ ہو جائے



أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ وَ هِيَ جُنُبٌ أَجْزَأَهَا غُسْلٌ وَاحِدٌ.[2]

(موثق) ۱۔۵۰۲۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن فضال سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کوئی عورت حالت جنابت میں حائضہ ہو جائے تو اس کیلئے ایک ہی غسل کافی ہے"[3]۔

بات کی طرف خود مولف نے بھی اپنے بعد والے بیان میں اشارہ فرمایا ہے۔ البتہ جیسا کہ مولف نے بھی اشارہ کیا ہے ہم اس جملہ "اس دن کا روزہ رکھے" سے مراد یہ ہو کہ ماہ رمضان المبارک کے احترام میں وہ روزہ مکمل کرے۔ کیونکہ حدیث میں اس کے واجب یا مستحب ہونے کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا نیز یہ بھی نہیں کہا گیا کہ بعد میں قضا نہیں ہے، اس لئے دیگر احادیث کو ملا کر کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ مترجم۔

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۷

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۹

[3] یعنی عملی طور پر اسے ایک ہی غسل کرنا ہوگا بس جتنے غسل اس پر واجب ہیں ان کی صرف نیت کرنی ہوگی۔

مِنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ مِنَ امْرَأَتِهِ ثُمَّ حَاضَتْ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِداً.[1]

(موثق) ۳-۵۰۳۔ اسی[2] سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے، اس نے ابوبصیر سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: "ایک آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کی پھر وہ غسل (جنابت) کرنے سے پہلے حائضہ ہوگئی تو کیا حکم ہے؟"۔ آپ نے فرمایا: "ایک ہی غسل انجام دے گی"۔

مِنْهُ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ حَجَّاجٍ الْخَشَّابِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَطَمِثَتْ بَعْدَ مَا فَرَغَ أَتَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِداً إِذَا طَهُرَتْ أَوْ تَغْتَسِلُ مَرَّتَيْنِ قَالَ تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِداً عِنْدَ طُهْرِهَا.[3]

(موثق) ۴-۵۰۴۔ اسی سے، اس نے عباس بن عامر سے، اس نے حجاج خشاب سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے اپنی بیوی سے مباشرت کی اور اس کے فوراً بعد وہ حائضہ ہوگئی تو کیا جب وہ حیض سے پاک ہوگی تو صرف ایک غسل کرے گی یا دو غسل کرے گی؟"۔ فرمایا: "پاک ہونے پر صرف ایک ہی غسل انجام دے گی"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَا فِي الرَّجُلِ يُجَامِعُ الْمَرْأَةَ فَتَحِيضُ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ عَلَيْهَا وَاجِبٌ.[4]

(موثق) ۵-۵۰۵۔ البتہ وہ روایت جسے علی بن حسن نے نقل کیا ہے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ بن مہران سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے اپنی بیوی سے مجامعت کی لیکن وہ جنابت کا غسل کرنے سے پہلے حائضہ ہوگئی تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "جنابت کا غسل اس پر واجب ہے"[5]۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَحَدُ شَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ وَ الثَّانِي أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ إِخْبَاراً عَنْ كَيْفِيَّةِ الْغُسْلِ لِأَنَّ غُسْلَ الْحَائِضِ مِثْلُ غُسْلِ الْجَنَابَةِ عَلَى السَّوَاءِ فَكَأَنَّهُ قَالَ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ مِثْلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَ لَمْ يَقُلْ إِنَّ غُسْلَ الْجَنَابَةِ وَاجِبٌ وَ يَلْزَمُهَا مَعَ ذَلِكَ غُسْلُ الْحَيْضِ وَ الَّذِي يَكْشِفُ عَمَّا ذَكَرْنَاهُ أَوَّلًا مِنَ الِاسْتِحْبَابِ.

تو اس روایت میں دو میں سے کوئی ایک احتمال پایا جاتا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم اس کے (علیحدہ غسل کرنے کو) مستحب ہونے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۹
[2] مراد علی بن حسن بن فضال ہے۔
[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۹
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۹
[5] یعنی غسل جنابت کی نیت اس پر واجب ہے۔ اس لئے کہ غسل جنابت اور عورت پر واجب کردہ غسل حیض میں فرق ہے۔ پس اگر وقت غسل وہ اپنے ذمہ (واجب غسل) کی طرف متوجہ ہوگی (اور نیت میں رکھے گی) تو اس کے ذمہ واجب الادا تمام غسل سے ایک ہی غسل کا انجام دینا کافی ہوگا۔

پر محمول کریں اور دوسرا یہ کہ امام علیہ السلام کا یہ جملہ غسل کی کیفیت کے متعلق خبر ہے کیونکہ حائضہ کا غسل بھی جنابت کی طرح ہے۔ گویا آپؑ نے اس طرح ارشاد فرمایا: "اس پر واجب ہے کہ وہ جنابت کے غسل کی طرح غسل کرے"۔ اس لیے کہ یہ تو نہیں فرمایا کہ اس پر جنابت کا غسل واجب ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر حیض کا غسل بھی واجب ہے۔ اور پہلے علیحدہ غسل کرنے کے مستحب ہونے پر مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے:

مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ يُوَاقِعُهَا زَوْجُهَا ثُمَّ تَحِيضُ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَغْتَسِلَ فَعَلَتْ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَلَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ فَإِذَا طَهُرَتْ اغْتَسَلَتْ غُسْلاً وَاحِداً لِلْحَيْضِ وَ الْجَنَابَةِ.[1]

(موثق) ۵۰۶۔ جسے نقل کیا ہے علی بن حسن نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک عورت سے اس کے شوہر نے مباشرت کی پھر اس سے پہلے کہ وہ غسل کرتی ہے حیض آگیا تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "اس (جنابت) کیلئے غسل کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اور اگر نہ بھی کرے تو پھر بھی اس کیلئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پھر جب وہ پاک ہو تو پھر جنابت اور حیض کیلئے ایک ہی غسل کرے"۔

## باب نمبر ۸۸: حائضہ کے غسل کیلئے پانی کی مقدار

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ مُثَنًّى الْخَيَّاطِ عَنِ الْحَسَنِ الصَّيْقَلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الطَّامِثُ تَغْتَسِلُ بِتِسْعَةِ أَرْطَالٍ مِنْ مَاءٍ.



(مجہول) ۵۰۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، اس نے مثنیٰ خیاط[3] سے، اس نے حسن صیقل سے اور اس نے نقل کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "حائضہ عورت پانی کے نو (۹) رطل کے ساتھ غسل کرے"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْحَائِضُ مَا بَلَغَ بَلَلُ الْمَاءِ مِنْ شَعْرِهَا أَجْزَأَهَا.

---

1. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۹
2. کافی ج ۳ ص ۸۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۴۳
3. بعض نسخوں میں حناط ہے۔
4. کافی ج ۳ ص ۸۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۴۳

(صحیح)۲۔ ۵۰۸۔ انہی اسناد کے ساتھ احمد بن محمد سے، اس نے ابن محبوب سے، اس نے ابوایوب خزاز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "حائضہ کے غسل کیلئے اتنا پانی کافی ہے کہ اس کی تری بالوں سے نیچے پہنچ جائے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ؑ عَنِ الْحَائِضِ كَمْ يَكْفِيهَا مِنَ الْمَاءِ فَقَالَ فَرَقٌ[1]

(مجہول)۳۔ ۵۰۹۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے یعقوب بن یزید سے، اس نے محمد بن فضیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ عورت کے غسل کیلئے کتنا پانی کافی ہوگا؟"۔ فرمایا: "ایک فرق[2]"۔

فَهَذَا الْخَبَرُ وَ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ مَحْمُولَانِ عَلَى الْإِسْبَاغِ وَ الْفَضْلِ وَ الْخَبَرُ الثَّانِي عَلَى الْإِجْزَاءِ دُونَ الْفَضْلِ.

تو یہ اور پہلی حدیث جواز اور فضیلت پر محمول ہوں گی جبکہ دوسری حدیث صرف کافی ہونے پر محمول ہوگی فضیلت پر نہیں۔

## باب نمبر ۸۹: حیض اور عدت کے بارے میں عورت کا بیان قابل قبول ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ؑ يَقُولُ الْعِدَّةُ وَ الْحَيْضُ إِلَى النِّسَاءِ.[3]

(صحیح)۱۔ ۵۱۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے جمیل بن دراج سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: "عدت اور حیض عورت کی حق میں ہیں (یعنی ان کا بیان مانا جائے گا)[4]"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ؑ قَالَ: فِي امْرَأَةٍ ادَّعَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ وَاحِدٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ فَقَالَ كَلِّفُوا نِسْوَةً مِنْ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۳

[2] (را کے زبر کے ساتھ) مدینہ کا وزن تھا جو حجاز کے تین صاع کے برابر یا سولہ رطل کے برابر تھا اور یہ تقریباً بارہ مد بنتے ہیں۔ ایک نظریہ کے مطابق فرق پانچ قسط کے برابر کا وزن ہے اور قسط آدھا صاع ہے۔ یعنی کل اڑھائی صاع بنتا ہے۔ جبکہ فرق (را کے سکون کے ساتھ) ایک سو بیس رطل کے برابر وزن ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۳

[4] یعنی جب عورت اپنے شوہر سے کہے کہ مجھے حیض آیا ہوا ہے یا طلاق یافتہ عورت یہ کہے کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے تو اس کا بیان مان لیا جائے گا۔ اس کے لئے کسی دلیل یا تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

يطالبنها أن حيضها كان فيما مضى على ما ادعت فإن شهدن صدقت وإلا فهي كاذبة.[1]

(ضعیف) ۲۔۵۱۱۔ مگر جس حدیث کو نقل کیا ہے احمد بن محمد نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے اسماعیل ابو زیاد سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد محترم سے اور انہوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کا واقعہ نقل کیا کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ اسے ایک مہینے میں تین مرتبہ حیض کا خون آیا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کے خاندان کی عورتوں سے پوچھ گچھ کرو کہ کیا اس عورت کے دعوے کے مطابق اسے تین حیض آئے ہیں؟ اگر وہ گواہی دیں تو یہ سچی ہے وگرنہ یہ جھوٹی ہے"۔

فالوجه في الجمع بينهما أن المرأة إذا كانت مأمونة قبل قولها في الحيض والعدة وإذا كانت متهمة كلفت نسوة غيرها على ما تضمنه الخبر.

تو مضمون حدیث کے مطابق ان دونوں حدیثوں کو اکٹھا کرنے کی صورت یہ بنتی ہے کہ اگر عورت قابل اطمینان ہو (یعنی ... میں معروف ہو) تو حیض اور عدت کے متعلق اس کی بات مان لی جائے گی لیکن اگر اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہو تو اس کے ... دیگر عورتوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔

## باب نمبر ۹۰: مستحاضہ[2] عورت کی احتیاط

أخبرني الشيخ رحمه الله عن أحمد بن محمد عن أبيه عن الحسين بن الحسن بن أبان عن الحسين بن سعيد عن القاسم عن أبان عن إسماعيل الجعفي عن أبي جعفر ع قال: المستحاضة تقعد أيام قرئها ثم تحتاط بيوم أو يومين فإن هي رأت طهراً اغتسلت وإن هي لم تر طهراً اغتسلت واحتشت فلا تزال تصلي بذلك الغسل حتى يظهر الدم على الكرسف فإذا ظهر الدم أعادت الغسل وأعادت الكرسف.[3]



(ضعیف) ۱۔۵۱۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم[4] سے، اس نے ابان سے، اس نے اسماعیل جعفی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "مستحاضہ عورت سے اپنی عادت کے ایام میں (عبادات بجالانے سے) بیٹھ جائے پھر اس کے بعد ایک یا دو دن مزید احتیاط کرے اگر وہ ان ایام میں خون سے پاک ہو جائے تو غسل کرلے اور اگر پاک نہ ہوئی تب بھی غسل کرلے اور ...

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۸

2 بعد والی احادیث کے مضمون کے پیش نظر اس کا عنوان مستحاضہ کی جگہ حائضہ عورت کی احتیاط ہوتا تو شاید مناسب تھا۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہو اصطلاحی معنی میں استعمال نہ ہوا ہو۔ مترجم۔

3 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۰

4 قاسم بن محمد جوہری اور اس کے شیخ ہیں ابان بن عثمان الاحمر

سے پھر لنگوٹ[1] باندھ لے اور وہ مسلسل اسی غسل سے نماز ادا کرتی رہے جب تک کہ خون اس لنگوٹ کے اوپر سے نظر نہیں آتا۔ پھر اگر خون دکھائی دے تو غسل بھی دوبارہ کرے اور کپڑا بھی تبدیل کرے"[2]۔

عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَحِيضُ ثُمَّ تَطْهُرُ وَ رُبَّمَا رَأَتْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّيْءَ مِنَ الدَّمِ الرَّقِيقِ بَعْدَ اغْتِسَالِهَا مِنْ طُهْرِهَا فَقَالَ تَسْتَظْهِرُ بَعْدَ أَيَّامِهَا بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ ثُمَّ تُصَلِّي.[3]

(موثق) ح ۵۱۳۔ اسی[4] سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سعد بن یسار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "عورت کو حیض آتا ہے پھر پاک بھی ہو جاتی ہے لیکن بعض اوقات پاک ہونے پر جب غسل کرتی ہے تو اس کے بعد باریک سا رقیق خون دیکھتی ہے تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "اپنے حیض کے ایام کے بعد ایک، دو یا تین دن احتیاط کرے پھر نماز پڑھے"۔

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحَائِضِ كَمْ تَسْتَظْهِرُ فَقَالَ تَسْتَظْهِرُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.[5]

(صحیح) ح ۵۱۴۔ سعد بن عبداللہ نے ابو جعفر سے، اس نے ابن ابو نصر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "حائضہ عورت کتنے دن احتیاط کرے؟"۔ امامؑ نے فرمایا: "ایک، دو یا پھر تین دن"۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الطَّامِثِ كَمْ حَدُّ جُلُوسِهَا فَقَالَ تَنْتَظِرُ عِدَّةَ مَا كَانَتْ تَحِيضُ ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ هِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.[6]

(صحیح) ح ۵۱۵۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن خالد سے، اس نے محمد بن عمرو بن سعید سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: "حیض میں بیٹھنے کی کتنی مدت ہے؟"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: "جتنے دن اس کے حیض کے ہیں وہ انہیں مد نظر رکھے پھر تین دن تک احتیاط کرے پھر اس کے بعد (بھی اگر خون جاری رہے تو) وہ مستحاضہ ہوگی"۔



[1] آج کل اس عمل کے لئے تیار شدہ چیز ملتی ہے جسے پیڈز PADS کہا جاتا ہے۔

[2] بظاہر یہ حدیث مستحاضہ عورت کے اس حکم کو بیان کر رہی ہے جو خون سے پاک عورت کے حکم کے علاوہ ہیں (یعنی جو احکام پاک عورت کے لئے ہیں وہ بھی ہوں گے مثلاً نماز کے لئے وضو وغیرہ کرنا اور جو اس حدیث میں احکام بیان ہوئے ہیں وہ بھی ہوں گے پس دونوں احکام لاگو ہوں گے)۔ پس اس حدیث کو بہانہ لیتے ہوئے مستحاضہ کے لئے وضو واجب نہ ہونے کا قائل ہونا خام خیالی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس واضح فرمان کی مخالفت ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ" خلاصہ یہ کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ متوسطہ کا حکم کثیرہ کے حکم جیسا ہے۔ علی اکبر غفاری۔ لیکن متن حدیث کے آخری جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کثیرہ کا حکم الگ ہے۔ غور فرمائیں۔ مترجم۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۰

[4] مراد حسین بن سعید ہے۔

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۰

[6] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۱

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الزَّيَّاتِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ ع امْرَأَةٌ رَأَتِ الدَّمَ فِي حَيْضِهَا حَتَّى جَاوَزَ وَقْتَهَا مَتَى يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُصَلِّيَ قَالَ تَنْتَظِرُ عِدَّتَهَا الَّتِي كَانَتْ تَجْلِسُ ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ فَإِنْ رَأَتِ الدَّمَ دَماً صَبِيباً فَلْتَغْتَسِلْ فِي كُلِّ وَقْتِ صَلَاةٍ.[1]

(موثق) ۵۔۵۱۶۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن عمرو بن سعید الزیات سے، اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "عورت نے اپنے ایام حیض میں خون دیکھا مگر وہ اس کے وقت (ایام) سے بڑھ گیا تو اسے کب نماز پڑھنا چاہیے (اور مستحاضہ کے اعمال بجالانے چاہییں؟)" امام نے فرمایا: "جتنے دن حیض میں بیٹھا کرتی تھی اتنے ایام کو تو مد نظر رکھے پھر دس دن تک احتیاط کرے پھر بھی اگر خون بہتا رہے تو ہر نماز کے وقت غسل کرتی رہے گی"۔

فَالْوَجْهُ فِي قَوْلِهِ ع تَسْتَظْهِرُ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى أَنَّ الْمَعْنَى إِلَى عَشَرَةِ أَيَّامٍ لِأَنَّ ذَلِكَ أَكْثَرُ أَيَّامِ الْحَيْضِ وَإِنَّمَا يَجِبُ الِاسْتِظْهَارُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِذَا كَانَتِ الْعَادَةُ دُونَ ذَلِكَ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو اس میں امام علیہ السلام کے اس فرمان کہ: "دس دن احتیاط کرے" کی صورت حال یہ ہوگی کہ ہم اسے اس بات پر محمول کریں گے کہ وہ حیض کے شروع ہونے سے دسویں دن تک صبر کرے کیونکہ یہ دس دن حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ جبکہ واجب احتیاط صرف ایک یا دو دن ہے اور وہ بھی جب اس کے حیض کی عادت دس دن سے کم ہو۔ اور اس بات کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے:۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ فَقَالَ إِنْ كَانَ قُرْؤُهَا دُونَ الْعَشَرَةِ انْتَظَرَتِ الْعَشَرَةَ وَإِنْ كَانَتْ أَيَّامُهَا عَشَرَةً لَمْ تَسْتَظْهِرْ.[2]



(صحیح) ۶۔۵۱۷۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے موسیٰ بن حسن سے، اس نے احمد بن ہلال سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے کسی آدمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خون دیکھنے والی عورت کے بارے میں نقل کیا کہ امام نے فرمایا: "اگر اس کے ایام حیض دس دن سے کم ہیں تو دس دن تک صبر کرے اور اگر اس کے ایام دس دن ہیں تو کوئی احتیاط نہیں کرے گی"۔[3]

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۵

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۱

[3] علامہ مجلسی کا فرمان ہے کہ یہ حدیث دس دن تک صبر اور احتیاط کرنے پر دلالت کر رہی ہے۔ البتہ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ دس دن سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ علی اکبر غفاری

دَاوُدَ مَوْلَى أَبِي الْمَغْرَاءِ عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَحِيضُ ثُمَّ يَمْضِي وَقْتُ طُهْرِهَا وَ هِيَ تَرَى الدَّمَ فَقَالَ تَسْتَظْهِرُ بِيَوْمٍ إِنْ كَانَ حَيْضُهَا دُونَ عَشَرَةِ أَيَّامٍ وَ إِنِ اسْتَمَرَّ الدَّمُ بَعْدَ الْعَشَرَةِ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ فَإِنِ انْقَطَعَ الدَّمُ اغْتَسَلَتْ وَ صَلَّتْ.[1]

(مرسل) ۵۱۸۔ نیز مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابوالمعزا کے آزاد کردہ غلام داؤد سے، اس نے کسی روایت بیان کرنے والے سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''عورت کو حیض آتا ہے اور پھر اس کی پاکی والے ایام بھی گزر جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ خون کا مشاہدہ کر رہی ہوتی ہے''۔ تب امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر اس کے ایام حیض دس دن سے کم ہیں تو ایک دن کیلئے وہ احتیاط برتے اور اگر دس دن کے بعد بھی خون مسلسل جاری رہتا ہے تو وہ عورت مستحاضہ ہوگی پس اگر خون رک جائے تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے''[2]۔

## باب نمبر ۹۱: نفاس کے زیادہ سے زیادہ دن

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ وَ زُرَارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: النُّفَسَاءُ تَكُفُّ عَنِ الصَّلَاةِ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَمْكُثُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَ تَعْمَلُ كَمَا تَعْمَلُ الْمُسْتَحَاضَةُ.[3]

(حسن) ۵۱۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے فضیل بن یسار اور زرارہ سے اور انہوں نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''نفاس والی عورت اپنے حیض والے ایام میں جتنے دن نماز سے رکتی ہے اتنے ہی دن نماز سے رکے گی پھر غسل کر کے مستحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی''۔



وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع يَقُولُ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ أَيَّامَ حَيْضِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ وَ تَغْتَسِلُ وَ تُصَلِّي.[4]

---

[1] کافی ج ۳ ص ۹۰، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۱

[2] البتہ محوظ خاطر رہے کہ خون کے استحاضہ ہونے کی صورت میں عورت کا فریضہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کی ادائیگی ہے چاہے خون رکے یا نہ رکے، بہر حال مضمون حدیث میں مزید وقت کی گنجائش ہے۔ مترجم

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۲

[4] کافی ج ۳ ص ۹۹، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۲

(صحیح) ۲۔۵۲۰۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے نضر بن سوید سے، اس نے محمد بن ابو حمزہ سے، اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے کہا کہ میں نے خود سنا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: ''نفاس والی عورت جتنے دن حیض کے ایام میں (عبادت سے رک کر) بیٹھ جاتی تھی اتنے ہی دن بیٹھے پھر احتیاط پر عمل کرے اور پھر غسل کرکے نماز پڑھے''۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: تَقْعُدُ النُّفَسَاءُ أَيَّامَهَا الَّتِي كَانَتْ تَقْعُدُ فِي الْحَيْضِ وَ تَسْتَظْهِرُ بِيَوْمَيْنِ.[1]

(موثق) ۳۔۵۲۱۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن فضال سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ''نفاس والی عورت جتنے دن حیض میں بیٹھا کرتی تھی اتنے دن بیٹھے اور پھر دو دن احتیاط کرے''۔

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ امْرَأَةٍ وَلَدَتْ فَرَأَتِ الدَّمَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ تَرَى قَالَ فَلْتَقْعُدْ أَيَّامَ قُرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَجْلِسُ ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ فَإِنْ رَأَتْ دَماً صَبِيباً فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ وَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ وَ إِنْ رَأَتْ صُفْرَةً فَلْتَتَوَضَّأْ ثُمَّ لْتُصَلِّ.[2]

(صحیح) ۴۔۵۲۲۔ اور مجھے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے محمد بن عمرو بن یونس سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''عورت نے بچہ جنا تو اپنے (حیض والے) معمول سے زیادہ خون دیکھ لیا کیا حکم ہے؟'' فرمایا: ''اپنے ماہواری کے جتنے ایام میں وہ (عبادت سے) بیٹھ جایا کرتی تھی اتنے دن بیٹھے، پھر وہ دسویں دن تک احتیاط اور انتظار کرے پھر اگر گاڑھا زیادہ خون دیکھتی ہے تو ہر نماز کے وقت غسل کر لیا کرے گی لیکن اگر فقط پیلاہٹ (خون کا صرف رنگ) مشاہدہ کرتی ہے تو پھر وضو کرکے نماز پڑھے''۔

قَوْلُهُ ع تَسْتَظْهِرُ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ مَعْنَاهُ إِلَى عَشَرَةِ أَيَّامٍ لِأَنَّ حُرُوفَ الصِّفَاتِ تَقُومُ بَعْضُهَا مَقَامَ بَعْضٍ عَلَى مَا بَيَّنَّا الْقَوْلَ فِيهِ.

اس حدیث میں امام علیہ السلام کے اس فرمان کہ: ''دس دن تک صبر کرے'' کا مطلب ''(خون دیکھنے کی ابتدا سے) دسویں دن تک صبر کرے'' ہے۔ کیونکہ جس طرح ہم نے پہلے بھی اس بارے میں اپنا نظریہ بیان کیا ہے حروف اس کی صفات ایک دوسرے

[1] کافی ج ۳ ص ۹۹، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۴

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۴

کی جگہ استعمال ہو سکتی ہیں۔[1]

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ وَ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى ع عَنِ امْرَأَةٍ نَفِسَتْ وَ بَقِيَتْ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً أَوْ أَكْثَرَ ثُمَّ طَهُرَتْ وَ صَلَّتْ ثُمَّ رَأَتْ دَماً أَوْ صُفْرَةً فَقَالَ إِنْ كَانَ صُفْرَةً فَلْتَغْتَسِلْ وَ لْتُصَلِّ وَ لَا تُمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ وَ إِنْ كَانَ دَماً لَيْسَ بِصُفْرَةٍ فَلْتُمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ أَيَّامَ قُرْئِهَا ثُمَّ لْتَغْتَسِلْ وَ تُصَلِّ.[2]

(صحیح)۵۔۵۲۳۔ احمد بن محمد سے انہی اسناد کے ساتھ، اس نے حسین بن سعید اور محمد بن خالد برقی اور عباس بن معروف سے، انہوں نے صفوان بن یحیی سے، اس نے عبدالرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "عورت کو نفاس کا خون آیا اور تیس یا اس سے زیادہ دن جاری رہا پھر وہ پاک ہوئی اور اس نے نماز پڑھی لیکن پھر اس نے خون یا پیلاہٹ کا مشاہدہ کیا تو کیا کرے؟"۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "اگر فقط پیلاہٹ ہے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اور نماز کو مت چھوڑے لیکن اگر خون ہے صرف پیلاہٹ نہیں ہے تو اسے اپنی ماہواری کے ایام جتنا دن نماز سے رک جانا چاہیے پھر اس کے بعد غسل کرکے نماز پڑھنا چاہیے"[3]۔

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ وَ الْفُضَيْلِ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: النُّفَسَاءُ تَكُفُّ عَنِ الصَّلَاةِ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَمْكُثُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَ تُصَلِّي كَمَا تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ.[4]

(موثق)۶۔۵۲۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے محمد بن عبداللہ بن زرارہ سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے زرارہ اور فضیل سے اور انہوں نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "نفاس والی عورت جتنے دن ماہواری کے ایام میں (عبادت سے) رک جایا کرتی تھی اتنے دن رک جائے پھر مستحاضہ کی طرح غسل کرکے نماز پڑھے"۔



وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ النُّفَسَاءِ يَغْشَاهَا زَوْجُهَا وَ هِيَ فِي نِفَاسِهَا مِنَ الدَّمِ قَالَ نَعَمْ إِذَا مَضَى لَهَا

---

[1] یعنی ایک حرف دوسرے حرف کے معنی میں استعمال ہو سکتا ہے۔ اور یہاں بعشرۃ ایام کا مطلب مزید دس دن نہیں بلکہ الی عشرۃ ایام (یا حتی عشرۃ ایام) یعنی انقطاع خون سے دسویں دن تک ہے۔ مترجم

[2] کافی ج ۳ ص ۱۰۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۵

[3] یہاں نماز سے رک جانے کا حکم حیض کے احتمال کی وجہ سے ہے نفاس کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے کہ نفاس کے ایام زیادہ سے زیادہ دس دن تک ہوتے ہیں اور یہ عورت مستحاضہ ہے جس کا حکم خون کی صفات کے مطابق عمل کرنا ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۵

مُنْذُ يَوْمِ وَضَعَتْ بِقَدْرِ أَيَّامِ عِدَّةِ حَيْضِهَا ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ بِيَوْمٍ فَلَا بَأْسَ بَعْدُ أَنْ يَغْشَاهَا زَوْجُهَا يَأْمُرُهَا بِالْغُسْلِ فَتَغْتَسِلُ ثُمَّ يَغْشَاهَا إِنْ أَحَبَّ.[1]

(مجہول) ۷-۵۲۵- نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ علی بن حسن سے، اس نے عمرو بن عثمان سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے علی بن رئاب سے، اس نے مالک بن اعین سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا: "نفاس والی عورت کے ساتھ اس کے شوہر نے نفاس کے خون کی حالت میں ہمبستری کی تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "جی ہاں! اگر اس کے بچہ پیدا ہونے کے دن سے ماہواری کے ایام کی مقدار گزر جائے پھر ایک دن بطور احتیاط صبر کرے تو اس کے بعد اس کے شوہر کے اس کے ساتھ ہمبستری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اسے غسل کرنے کا حکم دے اور وہ غسل کرلے پھر اگر چاہے تو اس سے ہمبستری کر سکتا ہے"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ع قَالَ: النُّفَسَاءُ تَقْعُدُ أَرْبَعِينَ يَوْماً فَإِنْ طَهُرَتْ وَإِلَّا اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ وَيَأْتِيهَا زَوْجُهَا وَكَانَتْ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَصُومُ وَتُصَلِّي.[2]

(موثق) ۸-۵۲۶- البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے ابو جعفر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حفص بن غیاث سے، اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آپؑ نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ امامؑ نے فرمایا: "نفاس والی عورت چالیس دن تک رکے اگر پاک ہو گئی تو ٹھیک ورنہ غسل کر کے نماز پڑھے اور اس کا شوہر بھی اس کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہے اور وہ مستحاضہ کی طرح ہو گی روزہ بھی رکھے گی اور نماز بھی پڑھے گی"۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْخَثْعَمِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع فَقَالَ كَمَا كَانَتْ يَكُونُ مَعَ مَا مَضَى مِنْ أَوْلَادِهَا وَمَا جَرَّبَتْ قُلْتُ فَلَمْ تَلِدْ فِيمَا مَضَى قَالَ بَيْنَ الْأَرْبَعِينَ إِلَى الْخَمْسِينَ.[3]



(ضعیف) ۹-۵۲۷- اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے محمد بن یحیی خثعمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نفاس والی عورت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: "اسی طرح کرے گی جس طرح پہلے اپنے پیدا ہونے والے بچوں کے وقت کر چکی ہے اور اسے تجربہ ہو چکا ہے"۔ عرض کیا: "اگر یہ اس کا پہلا بچہ ہو تو؟"۔ فرمایا: "چالیس اور پچاس کے درمیان (دن نماز سے دور رہے گی)[4]"۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۵

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶

[4] یہ حکم محمول بر تقیہ ہے۔ علامہ نے اپنی کتاب "التذکرہ" میں ابو حنیفہ اور ان کے دیگر علماء کی جماعت سے نقل کیا ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے۔ یا پھر یہ جملہ توریہ پر مشتمل ہو گا جس سے مراد اس دس دن ہوں گے اس لئے کہ چالیس دن اور پچاس دن کے درمیان دس دن کا فاصلہ ہوتا ہے۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع كَمْ تَقْعُدُ النُّفَسَاءُ حَتَّى تُصَلِّيَ قَالَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَ تَحْتَشِي وَ تُصَلِّي.[1]

(صحیح) ۱۰۔۵۲۸۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے، اس نے ابوایوب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ''نفاس والی عورت نماز پڑھنے سے کتنا عرصہ دور رہے؟''۔ فرمایا: ''اٹھارہ، سترہ (دن) پھر اس کے بعد غسل کرے، (شرمگاہ میں) روئی رکھے اور نماز پڑھے''۔

عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: تَقْعُدُ النُّفَسَاءُ إِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ عَنْهَا الدَّمُ الثَّلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْماً إِلَى الْخَمْسِينَ.[2]

(صحیح) ۱۱۔۵۲۹۔ علی بن حکم نے علا بن رزین سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر نفاس والی عورت کا خون بند نہ رک رہا ہو تو وہ تیس یا چالیس دن سے پچاس دن تک نماز سے دور رہے''۔

الْحَسَنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ تَقْعُدُ النُّفَسَاءُ تِسْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فَإِنْ رَأَتْ دَماً صَنَعَتْ كَمَا تَصْنَعُ الْمُسْتَحَاضَةُ.[3]

(صحیح) ۱۲۔۵۳۰۔ حسن بن سعید نے نضر سے، اس نے ابن سنان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے: ''نفاس والی عورت انیس راتیں نماز سے دور رہے گی اس کے بعد اگر پھر بھی خون جاری رہتا ہے تو مستحاضہ والے اعمال بجالائے گی''۔[4]

وَ قَدْ رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ سِنَانٍ مَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرَ وَ أَنَّ أَيَّامَ النِّفَاسِ مِثْلُ أَيَّامِ الْحَيْضِ فَتَعَارَضَ الْخَبَرَانِ.

نوٹ: ہم نے ابن سنان سے اس سے پہلے بھی ایک حدیث نقل کی ہے جو اس حدیث کے منافی ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ ایام نفاس بھی حیض کے ایام کی طرح ہیں۔ تو اس لحاظ سے دونوں حدیثوں میں تعارض پیدا ہو جائے گا۔



الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ النُّفَسَاءِ كَمْ تَقْعُدُ فَقَالَ إِنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ص أَنْ تَغْتَسِلَ لِثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَ لَا بَأْسَ بِأَنْ تَسْتَظْهِرَ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ.[5]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶

[4] انیس دن کا نفاس کسی بھی مسلک کے موافق نہیں ہے مگر یہ کہ اسے انتہائی مدت (چالیس دن) کا نصف مانا جائے یا اٹھارہ دنوں کے بعد ایک دن بطور احتیاط ہو جائے

[5] تہذیب [illegible] ص ۱۸۶

(صحیح) ۱۳-۵۳۱۔ حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''نفاس والی عورت کتنے دن (عبادت سے رک کر) بیٹھے؟''۔ فرمایا: ''اسماء بنت عمیس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھارویں دن غسل کرنے کا حکم دیا تھا اور ایک یا دو دن مزید احتیاط کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے''۔

فَلَا تَنَافِيَ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَ بَيْنَ الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ الَّتِي قَدَّمْنَاهَا لِأَنَّ لَنَا فِي الْكَلَامِ عَلَى هَذِهِ الْأَخْبَارِ طُرُقاً

تو یہ روایت ان پچھلی حدیثوں سے کوئی منافی نہیں ہیں جنہیں ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ کیونکہ ہم ان احادیث کے متعلق کئی طریقوں سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

فَأَحَدُهَا أَنَّ هَذِهِ الْأَخْبَارَ أَخْبَارُ آحَادٍ مُخْتَلِفَةُ الْأَلْفَاظِ مُتَضَادَّةُ الْمَعَانِي لَا يُمْكِنُ الْعَمَلُ عَلَى جَمِيعِهَا لِتَضَادِّهَا وَ لَا عَلَى بَعْضِهَا لِأَنَّهُ لَيْسَ بَعْضُهَا بِالْعَمَلِ عَلَيْهِ أَوْلَى مِنْ بَعْضٍ وَ الْأَخْبَارُ الْمُتَقَدِّمَةُ مُجْمَعٌ عَلَى مُتَضَمَّنِهَا لِأَنَّهُ لَا خِلَافَ فِي أَنَّ أَيَّامَ الْحَيْضِ فِي النِّفَاسِ مُعْتَبَرَةٌ وَ إِنَّمَا الْخِلَافُ فِيمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ وَ إِذَا تَعَارَضَتْ وَجَبَ تَرْكُ الْعَمَلِ عَلَيْهَا وَ الْعَمَلُ بِالْمُجْمَعِ عَلَيْهِ بِمَا قَدْ بَيَّنَّا فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ

**ایک**: تو یہ کہ یہ (بعد والی) روایات خبر واحد ہیں، ان کے الفاظ مختلف اور معانی متضاد ہیں اور ان کے اس تضاد کی وجہ سے ان سب پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ کسی پر بھی عمل ممکن نہیں ہے کیونکہ بعض احادیث پر عمل دیگر چھوڑی جانے والی بعض احادیث سے اولیت نہیں رکھتی۔ جبکہ گزشتہ احادیث مضمون کے لحاظ سے متفق ہیں کیونکہ ان میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نفاس کے ایام میں حیض کے ایام معتبر ہیں۔ اختلاف صرف اس سے زیادہ ایام پر ہے۔ تو جب یہ روایتیں ان احادیث سے متعارض ہوں گی تو ان روایتوں کو ترک کر کے ان متفق علیہ احادیث پر عمل کرنا واجب ہو جائے گا اور کئی مقامات پر اس طریقہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

وَ الْوَجْهُ الثَّانِي أَنْ نَحْمِلَ هَذِهِ الْأَخْبَارَ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهَا مُوَافِقٌ لِمَذْهَبِ الْعَامَّةِ وَ لِأَجْلِ ذَلِكَ اخْتَلَفَتْ كَاخْتِلَافِ الْعَامَّةِ فِي أَكْثَرِ أَيَّامِ النِّفَاسِ فَكَأَنَّهُمْ أَفْتَوْا كُلًّا مِنْهُمْ بِمَذْهَبِهِ الَّذِي يَعْتَقِدُهُ وَ الثَّالِثُ أَنْ تَكُونَ الْأَخْبَارُ خَرَجَتْ عَلَى سَبَبٍ وَ هُوَ أَنَّهُمْ سُئِلُوا عَنِ امْرَأَةٍ أَتَتْ عَلَيْهَا هَذِهِ الْأَيَّامُ لَمْ تُصَلِّ فِيهَا فَقَالُوا عِنْدَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ تَغْتَسِلَ وَ تُصَلِّيَ وَ لَمْ يَقُولُوا فِي شَيْءٍ مِنْهَا إِنَّ ذَلِكَ حَدٌّ لَا يَجُوزُ اعْتِبَارُ مَا نَقَصَ مِنْهُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى مَا.

**دو**: ان روایتوں کو ہم تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ مذہب اہل سنت کے موافق ہیں اسی وجہ سے یہ روایتیں بھی نفاس کے زیادہ سے زیادہ ایام کے لحاظ سے اہل سنت کے آپس کے اختلاف کی طرح مختلف ہیں یعنی گویا ہر مسلک نے اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق یہاں فتویٰ دیا ہے۔

**تین**: یہ روایتیں کسی سبب سے بیان ہوئی ہیں اور وہ یہ کہ راویوں نے امام علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق پوچھا جسے اتنے دن خون آیا اور اس نے نماز نہیں پڑھی۔ تو معصومین علیہم السلام نے فرمایا کہ اب اس پر لازمی ہے کہ وہ غسل کرے اور نماز پڑھے جبکہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ نفاس کی حد ہے اور اس سے کم ایام کو معتبر سمجھنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ أَقْعُدُ فِي نِفَاسِي عِشْرِينَ يَوْماً حَتَّى أَفْتَوْنِي بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْماً فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع وَلِمَ أَفْتَوْكِ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْماً فَقَالَتْ لِلْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ص أَنَّهُ قَالَ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ نُفِسَتْ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ع إِنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ص وَ قَدْ أَتَى لَهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْماً وَ لَوْ سَأَلَتْهُ قَبْلَ ذَلِكَ لَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَ تَفْعَلَ كَمَا تَفْعَلُهُ الْمُسْتَحَاضَةُ.[1]

(مرفوع)۱۳-۵۳۲۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے اور اس نے مرفوع طریقہ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت نے پوچھا: "میں اپنے نفاس کیلئے بیس دن بیٹھتی رہی ہوں مگر مجھے اٹھارہ دن بیٹھنے کا فتویٰ دیا گیا (تو یہ کیسا ہے)؟"۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے پوچھا: "لوگوں نے تمہیں اٹھارہ دن کا فتویٰ کیوں دیا ہے؟"۔ تب اس عورت نے عرض کیا: "اس حدیث کی وجہ سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جس وقت اسماء بنت عمیس کو محمد بن ابو بکر کی پیدائش پر نفاس آیا تھا تو آنحضرتؐ نے اس نے فرمایا تھا"۔ تب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اسماء بنت عمیس نے اٹھارہ دن بعد جا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا، اور اگر وہ اس سے پہلے بھی جا کر سوال کرتی تب بھی آنحضرتؐ اسے حکم فرماتے کہ غسل کرو اور مستحاضہ والے اعمال بجالاؤ"۔

وَ قَدِ اسْتَوْفَيْنَا مَا يَتَعَلَّقُ بِهَذَا الْبَابِ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ فَمَنْ أَرَادَهُ وَقَفَ عَلَيْهِ مِنْ هُنَاكَ وَ مَا رُوِيَ مِنَ الِاسْتِظْهَارِ لِلنُّفَسَاءِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ الْمَعْنَى فِيهِ مَا ذَكَرْنَاهُ فِي حُكْمِ الْمُسْتَحَاضَةِ مِنْ أَنَّهَا تَعْتَبِرُهُ إِذَا كَانَتْ عَادَتُهَا فِي الْحَيْضِ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ فَإِذَا بَلَغَتْ عَشَرَةً فَلَا اسْتِظْهَارَ وَ مَا رُوِيَ أَنَّهَا تَسْتَظْهِرُ مِثْلَ ثُلُثَيْ أَيَّامِهَا أَيْضاً مِثْلُ ذَلِكَ إِذَا كَانَتْ عَادَتُهَا خَمْسَةَ أَيَّامٍ أَوْ سِتَّةَ أَيَّامٍ وَ كَذَلِكَ مَا قِيلَ إِنَّهَا تَسْتَظْهِرُ بِمِثْلِ ثُلُثَيْ أَيَّامِ نِفَاسِهَا وَ كُلُّ ذَلِكَ أَوْرَدْنَاهُ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ وَ بَيَّنَّا الْوَجْهَ فِيهِ



اور ہم نے اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) میں اس باب سے متعلقہ احادیث اور بیانات کو مکمل طور پر بیان کر دیا ہے جسے مزید کی خواہش ہے وہاں سے معلوم کر سکتا ہے[2]۔ اور نفاس والی عورت کیلئے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک یا دو دن احتیاط اور صبر کرے تو اس کا معنی بھی وہی ہو گا جو ہم نے مستحاضہ کے بارے میں بیان کیا تھا کہ اس کیلئے اس صورت میں احتیاط شرط ہے جب اس کی ماہواری کی عادت دس دن سے کم ہوں۔ پس اگر وہ ایام دس دن تک پہنچے ہوئے ہوں تو کوئی احتیاط نہیں ہو گی۔ اور جہاں یہ مروی ہے کہ وہ عورت اپنے ماہواری کے ایام کے دو تہائی دن کے برابر احتیاط کرے گی تو وہ بھی اسی طرح ہے جب اس کی ماہواری کی عادت پانچ یا چھ دن ہو، نیز جن میں مروی ہے کہ وہ اپنے نفاس کے دو تہائی ایام میں احتیاط برتے گی تو وہ بھی اسی طرح ہیں۔ ان تمام صورتوں کو ہم نے

---

[1] کافی ج ۳ ص ۹۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۸

[2] ملاحظہ ہو تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۸ تا ص ۱۹۲

اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) میں بیان کیا ہے اور ان کی وجوہات کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدُوسٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ لَيْثٍ الْمُرَادِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ النُّفَسَاءِ كَمْ حَدُّ نِفَاسِهَا حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ لَيْسَ لَهَا حَدٌّ.[1]

(ضعیف) ۱۵۔ ۵۳۳۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن عبدوس سے، اس نے حسین بن علی سے، اس نے مفضل بن صالح سے، اس نے لیث مرادی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: نفاس والی عورت کے خون نفاس کی کیا حد ہے کہ جس کے بعد اس پر نماز واجب ہو اور وہ کیا کرے گی؟" ۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی کوئی حد نہیں ہے"[2]۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ لَيْسَ لَهَا حَدٌّ مُعَيَّنٌ لَا يَجُوزُ أَنْ يَتَغَيَّرَ أَوْ يَزِيدَ أَوْ يَنْقُصَ لِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ أَحْوَالِ النِّسَاءِ وَ عَادَتِهِنَّ فِي الْحَيْضِ وَ لَيْسَ هَاهُنَا أَمْرٌ يَتَّفِقُ عَلَيْهِ يَتَّفِقُ كُلُّهُنَّ فِيهِ.

تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی ایسی معین حد نہیں ہے کہ جس میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی نہ ہو سکے۔ کیونکہ یہ عورتوں کے حالات اور ماہواری کی عادت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور یہاں کوئی ایسا معیار نہیں ہے جس پر اتفاق کیا جائے کہ تمام عورتوں کے حالات اس میں ایک جیسے ہوں گے۔



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۰

[2] مقدس اردبیلیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ نفاس کے زیادہ سے زیادہ دن حیض کی عادت کے ایام ہیں اور مؤلف کو چاہیے تھا کہ اس حدیث کو پہلے ذکر کرتے۔

# تیمّم کے باب

## باب نمبر ۹۲: آٹا پر تیمم جائز نہیں ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يَاسِينَ الضَّرِيرِ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ؑ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ مَعَهُ اللَّبَنُ أَيَتَوَضَّأُ مِنْهُ قَالَ لَا إِنَّمَا هُوَ الْمَاءُ وَ الصَّعِيدُ.[1]

(مجہول) ۱۔ ۵۳۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ سے، اس نے محمد بن حسن سے، اس نے محمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے یاسین الضریر سے، اس نے حریز سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی کے پاس دودھ ہو تو کیا وہ اس سے وضو کر سکتا ہے؟"، فرمایا: "نہیں صرف پانی اور سطح زمین ہے"۔

فَنَفَى أَنْ يَكُونَ مَا سِوَى الْمَاءِ وَ الصَّعِيدِ يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ بِلَفْظَةِ إِنَّمَا لِأَنَّ ذَلِكَ مُسْتَفَادٌ مِنْهَا عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ فِي الْكِتَابِ الْكَبِيرِ.

تو لفظ "إِنَّمَا" کے ذریعہ سے پانی اور سطح زمین کے علاوہ دیگر چیزوں سے اس کے جواز کی نفی کی گئی ہے (یعنی باقی چیزوں سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہوگا) کیونکہ جس طرح کہ ہم نے اپنی بڑی کتاب میں بیان کیا ہے اس لفظ سے یہی (انحصار) کا نتیجہ نکلتا ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ؑ عَنِ الدَّقِيقِ يُتَوَضَّأُ بِهِ قَالَ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُتَوَضَّأَ بِهِ وَ يُنْتَفَعَ بِهِ.[2]



(موثق) ۲۔ ۵۳۵۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے صفوان سے اس نے ابن بکیر سے، اس نے عبید بن زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "کیا آٹا سے وضو کیا جا سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "اس سے وضو کرنے اور فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي قَوْلِهِ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُتَوَضَّأَ بِهِ إِنَّمَا أَرَادَ بِهِ الْوُضُوءَ الَّذِي هُوَ التَّحْسِينُ وَ تَدَلُّكُ الْجَسَدِ بِهِ دُونَ الْوُضُوءِ لِلصَّلَاةِ وَ الَّذِي يَكْشِفُ عَنْ ذَلِكَ مَا.

تو اس حدیث میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ "اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے" تو اس سے مراد وہ وضو

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۸

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۸

جو خوبصورتی اور جسم کو مالش کیلئے کیا جاتا ہے نماز کا وضو مراد نہیں ہے اور مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی اس بات سے پردہ اٹھاتی ہے:

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَطْلِي بِالنُّورَةِ فَيَجْعَلُ الدَّقِيقَ بِالزَّيْتِ يَلُتُّهُ بِهِ وَيَتَمَسَّحُ بِهِ بَعْدَ النُّورَةِ لِيَقْطَعَ رِيحَهَا قَالَ لَا بَأْسَ.[1]

(صحیح) ص ۵۳۶۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن حسن سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان سے، اس نے عبدالرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے نورہ کا لیپ لگایا پھر اس نے آٹا کو نرم کرنے کے لئے تیل میں گوندھا اور نورہ کی بو دور کرنے کیلئے نورہ کے بعد اسے لگایا تو کیا یہ ٹھیک ہے؟"۔ فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے"۔

## باب نمبر ۹۳: کیچڑ والی زمین، گارے اور پانی پر تیمم

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا كُنْتَ فِي حَالٍ لَا تَقْدِرُ إِلَّا عَلَى الطِّينِ فَتَيَمَّمْ بِهِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى أَوْلَى بِالْعُذْرِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَكَ ثَوْبٌ جَافٌّ وَلَا لِبْدٌ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَنْفُضَهُ وَتَتَيَمَّمَ بِهِ.[2]

(صحیح) ا۔ ۵۳۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد[3] سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے عباس بن معروف سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے علی بن رئاب سے، اس نے ابوبصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر تم ایسی حالت میں پھنس گئے ہو کہ سوائے گارے کے کسی اور چیز پر دسترس نہیں رکھتے تو پھر اسی سے تیمم کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجبوری کو بہتر سمجھتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی خشک کپڑا یا اونی نمدہ تک بھی نہ ہو جسے تم جھاڑ کر اس سے تیمم کر سکو"۔

وَعَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِذَا كُنْتَ فِي حَالٍ لَا تَجِدُ إِلَّا الطِّينَ فَلَا بَأْسَ أَنْ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ا ص ۱۹۸

[2] تہذیب الاحکام ج ا ص ۱۹۹

[3] احمد بن محمد بن حسن بن ولید مراد ہے۔

تیمم بہ.[1]

(موثق) ۲-۵۳۸- اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "جب تم کسی ایسی حالت میں ہو کہ گارے کے سوا کسی چیز پر دسترس نہ ہو تو اس سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: إِذَا كَانَتِ الْأَرْضُ مُبْتَلَّةً لَيْسَ فِيهَا تُرَابٌ وَ لَا مَاءٌ فَانْظُرْ أَجَفَّ مَوْضِعٍ تَجِدُهُ فَتَيَمَّمْ مِنْهُ فَإِنَّ ذَلِكَ تَوْسِيعٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ فَإِنْ كَانَ فِي ثَلْجٍ فَلْيَنْظُرْ لِبْدَ سَرْجِهِ فَلْيَتَيَمَّمْ مِنْ غُبَارِهِ أَوْ شَيْءٍ مُغْبَرٍّ وَ إِنْ كَانَ فِي حَالٍ لَا يَجِدُ إِلَّا الطِّينَ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَتَيَمَّمَ مِنْهُ.[2]

(صحیح) ۳-۵۳۹- اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبداللہ سے، اس نے احمد بن محمد[3] سے اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے رفاعہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب زمین ایسی گیلی ہو کہ وہاں نہ مٹی الگ ہو نہ پانی الگ ہو تو اس میں سب سے زیادہ (ممکنہ حد تک) خشک جگہ ڈھونڈو اور اس جگہ سے تیمم کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھوٹ ہے"۔ نیز فرمایا: "(اگر برفانی جگہ میں ہو تو اپنے زین کے نمدہ یا بالوں کی جھول یا کوئی غبار آلود چیز ڈھونڈے) اور اگر ایسی حالت میں ہو کہ سوائے گارے کے اسے کچھ نہیں مل رہا تو اس سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: قُلْتُ رَجُلٌ دَخَلَ الْأَجَمَةَ لَيْسَ فِيهَا مَاءٌ وَ فِيهَا طِينٌ مَا يَصْنَعُ قَالَ يَتَيَمَّمُ فَإِنَّهُ الصَّعِيدُ قُلْتُ فَإِنَّهُ رَاكِبٌ وَ لَا يُمْكِنُهُ النُّزُولُ مِنْ خَوْفٍ وَ لَيْسَ هُوَ عَلَى وُضُوءٍ قَالَ إِنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ سَبُعٍ أَوْ غَيْرِهِ وَ خَافَ فَوْتَ الْوَقْتِ فَلْيَتَيَمَّمْ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى اللِّبْدِ وَ الْبَرْذَعَةِ وَ يَتَيَمَّمُ وَ يُصَلِّي.[4]

(ضعیف) ۴-۵۴۰- البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ نے حسن بن علی سے، اس نے احمد بن ہلال سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی کسی ایسے جنگل میں گھس گیا جہاں پانی نہیں مگر گارا ہے تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "اس

[1] کافی ج ۳ ص ۶۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۹

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۰

[3] مراد احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۰

پر تیمم کرے کیونکہ زمین کی سطح وہی ہے''۔ پھر پوچھا: ''مگر وہ سواری پر ہے اور خوف کی وجہ سے اس کیلئے اترنا ممکن نہیں ہے اور وہ وضو سے بھی نہیں ہے؟''۔ فرمایا: ''اگر اسے کسی درندے وغیرہ کی وجہ سے اپنی جان کا خوف ہو اور اسے نماز کا وقت ختم ہونے کا بھی ڈر ہو تو وہ نمدہ یا عرق گیر (زین کے نیچے رکھے جانے والے کپڑے) پر ہاتھ مار کر تیمم کرے اور نماز پڑھے''۔

فَلَا يُنَافِي خَبَرَ أَبِي بَصِيرٍ وَ خَبَرَ رِفَاعَةَ قَبْلَهُ قَالَ فِيهِمَا إِذَا لَمْ تَقْدِرْ عَلَى لِبْدٍ أَوْ سَرْجٍ تَنْفُضُهُ فَتَيَمَّمْ بِالطِّينِ وَ قَالَ فِي هَذَا الْخَبَرِ وَ لَا يَتَيَمَّمُ بِالطِّينِ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى النُّزُولِ لِلْخَوْفِ تَيَمَّمَ مِنَ السَّرْجِ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَخْبَارِ أَنَّهُ إِذَا كَانَ فِي لِبْدِ السَّرْجِ أَوِ الثَّوْبِ غُبَارٌ يَجِبُ أَنْ يَتَيَمَّمَ مِنْهُ وَ لَا يَتَيَمَّمُ مِنَ الطِّينِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الثَّوْبِ غَبَرَةٌ أَوْ لَا يَتَيَمَّمُ بِالطِّينِ فَإِنْ خَافَ مِنَ النُّزُولِ تَيَمَّمَ مِنَ الثَّوْبِ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ غُبَارٌ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ إِنَّمَا يَسُوغُ لَهُ التَّيَمُّمُ بِاللِّبْدِ وَ السَّرْجِ إِذَا كَانَ فِيهِمَا الْغُبَارُ.

تو یہ حدیث ابو بصیر اور رفاعہ کی حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ امام علیہ السلام نے ان دونوں حدیثوں میں فرمایا کہ اگر اسے نمدہ یا زین کا کپڑا نہ ملے جسے جھاڑ کر تیمم کر سکے تو گارے سے تیمم کرے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ گارے سے تیمم نہیں کرے گا اور اگر خوف کی وجہ سے اترنے پر قادر نہیں ہے تو زین کے کپڑے سے تیمم کرے گا۔ اس لئے کہ ان احادیث میں اجتماع کی کیفیت یوں ہوگی کہ اگر زین کے نمدہ یا کپڑے میں گرد و غبار ہو تو اسی سے تیمم واجب ہوگا اور گارے سے تیمم نہیں کرے گا لیکن پہلے اگر کپڑے میں بالکل کوئی غبار نہ ہو تو پھر گارے سے تیمم کرے گا اور اگر اترنے سے ڈرتا ہو تو پھر چاہے کپڑے میں غبار نہ بھی ہو تو بھی کپڑے پر تیمم کرے گا۔ اور اس بات کی دلیل کہ نمدہ اور زین کے کپڑے پر صرف اس میں غبار کی موجودگی کی صورت ہی میں تیمم جائز ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع أَ رَأَيْتَ الْمُوَاقِفَ- إِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى وُضُوءٍ كَيْفَ يَصْنَعُ وَ لَا يَقْدِرُ عَلَى النُّزُولِ قَالَ تَيَمَّمْ مِنْ لِبْدِهِ أَوْ سَرْجِهِ أَوْ مَعْرَفَةِ دَابَّتِهِ فَإِنَّ فِيهَا غُبَاراً: وَ يُصَلِّي.[1]

(صحیح) ک ۱۵۰۱۔ جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ''اگر کوئی سوار نیچے اترنے پر قادر نہ ہو اور وضو سے بھی نہ ہو تو آپ کی نظر میں اسے کیا کرنا چاہیے؟''۔ فرمایا: ''سواری کے جانور کے نمدہ یا زین یا اس کے ایال پر سے تیمم کرنا چاہیے کیونکہ اس میں گرد لگی ہوتی ہے اور پھر نماز پڑھنی چاہیے''۔



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۹

# باب نمبر ۹۴: برف سے ڈھکی زمین پر تیمم

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ فِي السَّفَرِ لَا يَجِدُ فِي السَّفَرِ إِلَّا الثَّلْجَ فَقَالَ يَغْتَسِلُ بِالثَّلْجِ أَوْ مَاءِ النَّهَرِ.[1]

(کالصحیح) ا۔ ۵۴۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی سفر میں جنب ہو جائے اور سفر میں اسے ہر طرف برف ہی برف نظر آئے؟"۔ فرمایا: "برف یا نہر کے پانی سے غسل کرلے"[2]۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع وَ أَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ يُصِيبُنَا الدَّمَقُ وَ الثَّلْجُ وَ نُرِيدُ أَنْ نَتَوَضَّأَ وَ لَا نَجِدُ إِلَّا مَاءً جَامِداً فَكَيْفَ أَتَوَضَّأُ أَدْلُكُ بِهِ جِلْدِي قَالَ نَعَمْ.[3]

(موثق) ۲۔ ۵۴۳۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے معاویہ بن شریح سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے امامؑ سے پوچھا: "ہمیں برفیلے طوفان یا برف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ہم وضو کرنا چاہتے ہیں مگر ہمیں صرف جما ہوا پانی ہی ملتا ہے تو وضو کیسے کریں کیا اپنی جلد (اعضاء وضو) کو اس پر مل لیں؟"۔ فرمایا: "جی ہاں!"۔



فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعُبَيْدِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ فِي السَّفَرِ فَلَا يَجِدُ إِلَّا الثَّلْجَ أَوْ مَاءً جَامِداً فَقَالَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الضَّرُورَةِ يَتَيَمَّمُ وَ لَا أَرَى أَنْ يَعُودَ إِلَى هَذِهِ الْأَرْضِ الَّتِي تُوبِقُ دِينَهُ.[4]

(صحیح) ۳۔ ۵۴۴۔ البتہ جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے عبیدی[5] سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "آدمی سفر میں جنب ہو جائے اور اسے

---

[1] تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۰۱

[2] مطلب یہ کہ برف کو کھاڑ کر اسے پگھلا کر اس کے پانی سے غسل کرے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۰۲

[4] کافی ج ۳ ص ۶۷۔ تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۰۲

[5] مراد حمزہ محمد بن عیسیٰ بن عبید بن یقطین عبیدی ہے۔ اور ثقہ ہے۔

صرف برف یا جما ہوا پانی میسر ہو تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "یہ بھی ایک قسم کی مجبوری ہے وہ تیمم کرے اگر میں اسے پھر دوبارہ ایسی جگہ لوٹتے ہوئے نہ دیکھوں جہاں اس کا دین برباد ہوتا ہو"۔

عَنْهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِنْ أَصَابَهُ الثَّلْجُ فَلْيَنْظُرْ لِبْدَ سَرْجِهِ فَلْيَتَيَمَّمْ مِنْ غُبَارِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ مَعَهُ.

(موثق) ح ۵۳۵۔ اسی سے اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کسی کو (ہر طرف) برف کا سامنا ہو تو اسے اپنی سواری کی زین کے نمدے یا اپنے پاس موجود کسی اور چیز کے غبار سے تیمم کرنا چاہیے"۔

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا كُنْتَ فِي ثَلْجٍ فَلْيَنْظُرْ لِبْدَ سَرْجِهِ فَلْيَتَيَمَّمْ مِنْ غُبَارِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ مُغْبَرٍّ.

(صحیح) ح ۵۳۶۔ سعد بن عبداللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے رفاعہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ امامؑ نے فرمایا: "جب کوئی برف میں پھنس گیا ہو تو اسے زین کے نمدے یا کسی اور غبار آلود چیز کو ڈھونڈ کر اس کے غبار سے تیمم کرے"۔

فَلَا تَنَافِيَ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَ بَيْنَ الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ يَتَدَلَّكَ بِالثَّلْجِ أَوِ الْجَمَدِ إِنْ لَمْ يَجِدْ مَاءً إِذَا أَمْكَنَهُ ذَلِكَ وَ لَا يَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ مِنِ اسْتِعْمَالِهِ وَ لَا يَعْدِلُ عَنْ ذَلِكَ إِلَى التَّيَمُّمِ بِالتُّرَابِ وَ الْغُبَارِ فَإِذَا لَمْ يُمْكِنْهُ ذَلِكَ وَ يَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ مِنِ اسْتِعْمَالِهِ جَازَ لَهُ أَنْ يَعْدِلَ إِلَى التَّيَمُّمِ كَمَا يَجُوزُ لَهُ الْعُدُولُ مِنَ الْمَاءِ إِلَى التُّرَابِ عِنْدَ الْخَوْفِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.



تو ان روایت اور گزشتہ احادیث میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ ان کو اکٹھا کرنے کی صورت یہ ہے کہ پہلے تو انسان پر واجب ہے کہ اگر ممکن ہو تو وہ اس کے استعمال سے اپنی جان کا خوف بھی نہ ہو تو اپنے اعضائے وضو کو برف یا جمے ہوئے پانی پر ملے اس صورت میں وہ وضو سے تیمم کی طرف عدول نہیں کرے گا۔ لیکن اگر اس کیلئے یہ ممکن نہ ہو اور برف یا جمے ہوئے پانی کے استعمال سے اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو تو پھر اس کیلئے تیمم کے فریضہ کی طرف عدول کرنا جائز ہو جائے گا۔ بالکل ایسے جیسے جان کے خوف کی صورت میں پانی والے فریضہ (وضو، غسل) سے مٹی والے فریضہ (تیمم) کی طرف عدول کرنا جائز ہوتا ہے۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث بھی ہے:

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

ایک تحریر یہ ہے کہ بحالت مجبوری اسے مٹی سے تیمم کرنا چاہیے لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ برف پر تیمم کرنا ضروری ہے اور واضح ہے کہ یہ عمل بعید ہے۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۹

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۰

بْنِ أَحْمَدَ الْعَلَوِيِّ عَنِ الْعَمْرَكِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ أَوْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ لَا يَكُونُ مَعَهُ مَاءٌ وَ هُوَ يُصِيبُ ثَلْجاً وَ صَعِيداً أَيُّهُمَا أَفْضَلُ أَ يَتَيَمَّمُ أَمْ يَتَمَسَّحُ بِالثَّلْجِ وَجْهَهُ قَالَ: الثَّلْجُ إِذَا بَلَّ رَأْسَهُ وَ جَسَدَهُ أَفْضَلُ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى أَنْ يَغْتَسِلَ بِهِ فَلْيَتَيَمَّمْ.[1]

(مجہول) ٦-٥٤٧۔ جسے مجھے بیان کیا ہے حسین بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے محمد بن احمد علوی سے، اس نے عمرکی سے، اس نے علی بن جعفر سے اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے برادر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی جنب ہو جائے یا بغیر وضو کے ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو لیکن برف اور سطح زمین میسر ہو تو ان میں سے کیا افضل ہے؟ کیا وہ تیمم کرے یا اپنے چہرے کو برف پر ملے؟"۔ فرمایا: "برف اگر اس کے سر اور جسم کو تر کر دے تو بہتر ہے[2] لیکن اگر اس سے غسل کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر تیمم کرے"۔

## باب نمبر ۹۵: تیمم کرنے والے کو پانی ملنے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُسَافِرُ الْمَاءَ فَلْيَطْلُبْ مَا دَامَ فِي الْوَقْتِ فَإِذَا خَافَ أَنْ يَفُوتَهُ الْوَقْتُ فَلْيَتَيَمَّمْ وَ لْيُصَلِّ فِي آخِرِ الْوَقْتِ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَ لْيَتَوَضَّأْ لِمَا يَسْتَقْبِلُ.[3]

(حسن) ١-٥٤٨۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اگر مسافر کے پاس پانی نہ ہو تو وقت (نماز) کے اندر اندر پانی جستجو کرے پھر جب اسے وقت کے ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اسے تیمم کر کے آخر وقت میں نماز پڑھنا چاہیے پھر اگر اسے پانی مل جائے



[1] تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۰۲

[2] یعنی اس شرط کے ساتھ کہ یہ برف والا پانی اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو اور اس سے وہ بہت زیادہ تنگی اور مشقت میں نہ پڑے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ" (بقرہ/185) (اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا)۔ نیز ارشاد خداوندی ہے "مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ" (مائدہ/6) (اللہ تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ وہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے) اور یہاں حرج سے مراد تنگی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" (بقرہ/286) (اللہ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمے داری نہیں ڈالتا) اللہ طاقت سے بڑھ کر کسی کے اوپر ذمہ داری عائد نہیں کرتا تاکہ اسے حکم بجالانے میں آسانی ہو۔

[3] تہذیب الاحکام ج ا ص ۲۰۳

تو اس پر گزشتہ نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے البتہ آئندہ نمازوں کیلئے اسے وضو کرنا چاہیے"[1]۔

مِنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ طَهُوراً وَ كَانَ جُنُباً فَلْيَتَمَسَّحْ مِنَ الْأَرْضِ وَ لْيُصَلِّ فَإِذَا وَجَدَ مَاءً فَلْيَغْتَسِلْ وَ قَدْ أَجْزَأَتْهُ صَلَاتُهُ الَّتِي صَلَّى.[2]

(صحیح) ۵۴۹۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے نضر بن سوید سے، اس نے ابن سنان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: "اگر انسان جنب ہو جائے اور اسے پاک ہونے کیلئے کچھ (پانی) نہ ملے تو زمین پر سے اسے تیمم کر کے نماز پڑھنی چاہیے پھر جب اسے پانی مل جائے تو اسے غسل کرنا چاہیے البتہ جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ کافی ہیں"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَ صَلَّى ثُمَّ أَصَابَ الْمَاءَ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَكُنْتُ فَاعِلًا إِنِّي كُنْتُ أَتَوَضَّأُ وَ أُعِيدُ.[3]

(موثق) ۵۵۰۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن خالد سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے یونس بن یعقوب سے، اس نے منصور بن حازم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی آدمی تیمم کر کے نماز پڑھ چکا ہو پھر اسے پانی مل جائے (تو کیا حکم ہے؟)۔ تو امامؑ نے فرمایا: "اگر میرا یہ دستور ہے کہ میں پھر وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھتا ہوں"[4]۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ تَجِبُ الْإِعَادَةُ إِذَا وَجَدَ الْمَاءَ وَ كَانَ الْوَقْتُ بَاقِياً فَأَمَّا إِذَا صَلَّى فِي آخِرِ الْوَقْتِ وَ خَرَجَ الْوَقْتُ لَمْ تَلْزَمْهُ الْإِعَادَةُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.



تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ نماز کا اعادہ اس وقت واجب ہے جب اس نماز کا وقت باقی ہو لیکن اگر آخر وقت میں وہ نماز پڑھے اور وقت ختم ہو جائے تو اعادہ لازم نہیں ہے اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔

---

[1] حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی وقت گزر جانے کے بعد میسر ہو تب قضا نہیں ہے اور اس صورت میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نماز کی قضا واجب نہیں ہوگی بلکہ اس نے جو نماز پڑھی ہے وہی کافی ہوگی۔ لیکن اگر وقت کے اندر پانی میسر ہو جائے تو ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قضا ساقط ہے چاہے پانی وقت کے اندر میسر ہو یا وقت گزر جانے کے بعد میسر ہو۔ البتہ بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر پانی وقت کے اندر میسر ہو تو دوبارہ نماز پڑھنا مستحب ہے۔

[2] کافی ج۳ ص۶۳۔ تہذیب الاحکام ج۱ ص۲۰۳

[3] تہذیب الاحکام ج۱ ص۲۰۴

[4] ممکن ہے کہ حدیث کے کچھ الفاظ ساقط ہیں حدیث کو دراصل ایسا ہونا چاہیے تھا کہ "اگر تم عمل کرنا چاہتے ہو تو میرا دستور یہ ہے کہ میں پھر وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھتا ہوں" تب یہ دوبارہ نماز پڑھنے کے استحباب پر دلیل ہوگی ورنہ اس حدیث کا کوئی نتیجہ نہیں ہوگا۔ علی اکبر غفاری

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَقْطِينٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى فَأَصَابَ بَعْدَ صَلَاتِهِ مَاءً أَيَتَوَضَّأُ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ أَمْ تَجُوزُ صَلَاتُهُ قَالَ إِذَا وَجَدَ الْمَاءَ قَبْلَ أَنْ يَمْضِيَ الْوَقْتُ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ فَإِنْ مَضَى الْوَقْتُ فَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ.[1]

(صحیح) ۴۔ ۵۵۱۔ جسے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے یعقوب بن یقطین سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک آدمی نے تیمم کر کے نماز پڑھی مگر نماز کے بعد اسے پانی مل گیا تو کیا وہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے یا اس کی نماز صحیح ہو گی؟''۔ فرمایا: ''اگر وقت کے ختم ہونے سے پہلے اسے پانی مل جائے تو وضو کر کے اعادہ کرے لیکن اگر وقت ختم ہونے کے بعد پانی ملے تو پھر کوئی اعادہ نہیں ہے''۔

وَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرَ.

نیز یہ اس مندرجہ ذیل حدیث کے منافی بھی نہیں ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع فَإِنْ أَصَابَ الْمَاءَ وَقَدْ صَلَّى بِتَيَمُّمٍ وَهُوَ فِي وَقْتٍ قَالَ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ.[2]

(صحیح) ۵۔ ۵۵۲۔ جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: ''اگر کسی کو اس صورت میں پانی ملے کہ وہ پہلے تیمم کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو اور وقت بھی ابھی باقی ہو تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''اس کی نماز ہو گئی ہے اور اس پر دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے''۔

وَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى وَأَصَابَ الْمَاءَ وَهُوَ فِي وَقْتٍ قَالَ مَضَتْ صَلَاتُهُ وَلْيَتَطَهَّرْ.[3]

(موثق کا صحیح) ۶۔ ۵۵۳۔ نیز جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے حسن بن علی سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے یعقوب بن سالم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وقت کے اندر ہی اسے پانی مل جائے تو؟''۔ فرمایا: ''اس کی نماز ہو چکی البتہ اسے (پانی والی) طہارت کرنی چاہیے''۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ فِي السَّفَرِ لَا يَجِدُ الْمَاءَ تَيَمَّمَ ثُمَّ صَلَّى ثُمَّ أَتَى الْمَاءَ وَعَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْوَقْتِ أَ

---

1. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۴
2. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۵
3. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۵

يَبْقِى عَلَى صَلَاتِهِ أَمْ يَتَوَضَّأُ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ قَالَ يَبْقِى عَلَى صَلَاتِهِ فَإِنَّ رَبَّ الْمَاءِ هُوَ رَبُّ التُّرَابِ.[1]

(مجہول)۷۔ ۵۵۴۔ اور جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن معروف سے، اس نے عبداللہ بن مغیرہ سے، اس نے معاویہ بن میسرہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی کو دوران سفر پانی نہیں ملا تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت ابھی رہتا تھا کہ اسے پانی مل گیا کیا اس کی نماز باقی رہے گی یا پھر وہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے؟"۔ فرمایا: "اس کی نماز برقرار ہے کیونکہ جو پانی کا رب ہے مٹی کا بھی رب ہے"[2]۔

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى ثُمَّ بَلَغَ الْمَاءَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ الْوَقْتُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ.[3]

(موثق)۸۔ ۵۵۵۔ اور جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے تیمم کر کے نماز پڑھی پھر وقت نکلنے سے پہلے وہ پانی تک پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اس پر نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے"۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ نَحْمِلَ قَوْلَهُ قَبْلَ خُرُوجِ الْوَقْتِ أَنْ يَكُونَ ظَرْفاً لِحَالِ الصَّلَاةِ لَا لِوُجُودِ الْمَاءِ لِأَنَّ وَقْتَ التَّيَمُّمِ هُوَ آخِرُ الْوَقْتِ عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَيْضاً مِنَ الْأَخْبَارِ مَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ فَيَكُونُ التَّقْدِيرُ فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ فَإِنْ أَصَابَ الْمَاءَ وَقَدْ صَلَّى بِتَيَمُّمٍ فِي وَقْتِهَا

تو ان احادیث کی صورت حال یہ ہے کہ ان احادیث میں "وقت نکلنے سے پہلے" والے جملے کو حالت نماز کیلئے بطور ظرف مانیں۔ پانی کے وجود کیلئے نہیں۔ اس لیے کہ جس طرح ہم نے اپنی بڑی کتاب میں بھی ذکر کیا ہے تیمم کا وقت نماز کا آخر وقت ہوتا ہے، نیز چند ایک ایسی احادیث بھی بیان ہو چکی ہیں جو اس وضاحت پر دلالت کرتی ہیں تو اس لحاظ سے ان میں سے پہلی حدیث کی حقیقت یوں ہو گی کہ اگر اسے پانی مل جائے جبکہ وہ اس کے اپنے وقت میں (یعنی آخر وقت میں یا فضیلت کے مخصوص) تیمم کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو (تو دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے)۔

وَفِي الْخَبَرِ الثَّانِي فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى وَهُوَ فِي وَقْتٍ ثُمَّ أَصَابَ الْمَاءَ وَيَكُونُ مُقَدَّماً وَمُؤَخَّراً وَكَذَلِكَ الْخَبَرُ الثَّالِثُ قَوْلُهُ لَا يَجِدُ الْمَاءَ ثُمَّ صَلَّى وَعَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْوَقْتِ ثُمَّ أَتَى الْمَاءَ وَكَذَلِكَ الْخَبَرُ الرَّابِعُ قَوْلُهُ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى قَبْلَ خُرُوجِ الْوَقْتِ ثُمَّ بَلَغَ الْمَاءَ وَإِذَا جَازَ هَذَا التَّقْدِيرُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ لَمْ يُنَافِ مَا ذَكَرْنَاهُ وَسَلِمَتِ الْأَخْبَارُ كُلُّهَا.

جبکہ دوسری حدیث میں یوں ہو گا کہ آدمی نے تیمم کے ساتھ اس کے وقت میں نماز پڑھی ہو پھر اسے پانی مل جائے اور وہ

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ح ۲۲۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۶

[2] مراد یہ ہے کہ جس خدا نے وضو کا حکم دیا ہے اسی نے ہی تو تیمم کا حکم دیا ہے۔ اس بارے میں دیگر احتمالات نا قابل اعتناء ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث بطور مطلق تیمم کے وجوب کے لئے وقت تنگ ہونے کی شرط کی نفی کرتی ہے۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۶

آگے پیچھے ہو جائیں (یعنی وہ کچھ پہلے پڑھ چکا ہو مگر پانی آخر میں اسے ملا ہو) اسی طرح تیسری حدیث میں راوی کا یہ بیان ہے کہ اسے پانی ملے پھر وہ تیمم کرکے نماز پڑھے جبکہ اس کے پاس کچھ وقت ہو پھر پانی آجائے۔ اور اسی طرح چوتھی حدیث میں راوی کا جو یہ سوال ہے کہ آدمی نے تیمم کرکے وقت نکلنے سے پہلے نماز پڑھی ہو پھر پانی تک پہنچ جائے۔ اور جب ان احادیث میں یہ فرض کیا جائے کہ آخر وقت میں نماز پڑھی گئی) تو پھر ذکر شدہ احادیث میں کوئی اختلاف نہیں رہے گا اور تمام کی تمام احادیث محفوظ رہیں گی۔

## باب نمبر ۹۶: جنب آدمی کا تیمم کے ساتھ نماز پڑھنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعِيصِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنْ رَجُلٍ يَأْتِي الْمَاءَ وَ هُوَ جُنُبٌ وَ قَدْ صَلَّى قَالَ يَغْتَسِلُ وَ لَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ.[1]

(صحیح) ۱-۵۵۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان سے، اس نے عیص سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "آدمی کو اس وقت پانی ملتا ہے جبکہ وہ حالت جنابت میں پہلے (تیمم کے ساتھ) نماز پڑھ[2] چکا ہو پھر کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "غسل تو کرے گا مگر نماز دوبارہ نہیں پڑھے گا"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنْ رَجُلٍ أَجْنَبَ فَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ وَ صَلَّى ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ فَقَالَ لَا يُعِيدُ إِنَّ رَبَّ الْمَاءِ رَبُّ الصَّعِيدِ فَقَدْ فَعَلَ أَحَدَ الطَّهُورَيْنِ.[3]



(صحیح) ۲-۵۵۷۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "آدمی مجنب ہو گیا اور اس نے مٹی سے تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر اسے پانی مل گیا تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "دوبارہ نہیں پڑھے گا کیونکہ جو پانی کا رب ہے وہی مٹی کا بھی رب ہے اور اس نے دو طہارتوں میں سے ایک کو انجام دے دیا ہے"۔

عَنْهُ عَنِ النَّضْرِ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ طَهُوراً وَ كَانَ جُنُباً فَلْيَتَمَسَّحْ مِنَ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۸

[2] اصل عبارت میں "تیمم کے ساتھ" والا جملہ ساقط ہے۔ اور اس کے بغیر حدیث کا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۸

الْأَرْضِ وَلْيُصَلِّ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيَغْتَسِلْ وَقَدْ أَجْزَأَتْهُ صَلَاتُهُ الَّتِي صَلَّى.[1]

(صحیح) ۳۔۵۵۸۔ اسی[2] سے، اس نے نضر سے، اس نے ابن سنان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان سنا: ''اگر انسان کو جنابت میں پاک کرنیوالا (پانی) نہ ملے تو اسے زمین پر مسح (کر کے تیمم) کرنا چاہیے اور نماز پڑھنی چاہیے پھر جب اسے پانی ملے تو اسے غسل کرنا چاہیے البتہ اس کی پڑھی گئی نماز کافی ہو گی''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَمَّنْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ وَيَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ التَّلَفَ إِنِ اغْتَسَلَ قَالَ يَتَيَمَّمُ فَإِذَا أَمِنَ الْبَرْدَ اغْتَسَلَ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ.[3]

(مرسل) ۴۔۵۵۹۔ البتہ جو حدیث بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے حدیث کے راوی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ''کوئی آدمی ٹھنڈی رات میں جنب ہو گیا اور اگر وہ غسل کرے تو اسے اپنی جان کے جانے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''تیمم کرے پھر جب سردی سے در امان ہو تو غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھے''۔

وَرَوَاهُ أَيْضاً سَعْدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع مِثْلَ ذَلِكَ.[4]

(مرسل) ۵۔۵۶۰۔ نیز اسی طرح کی حدیث سعد نے محمد بن حسین بن ابو الخطاب سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے عبد اللہ بن سنان یا دیگر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

فَأَوَّلُ مَا فِيهِ أَنَّهُ خَبَرٌ مُرْسَلٌ مُنْقَطِعُ الْإِسْنَادِ لِأَنَّ جَعْفَرَ بْنَ بَشِيرٍ فِي الرِّوَايَةِ الْأُولَى قَالَ عَمَّنْ رَوَاهُ وَفِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ أَوْ غَيْرِهِ فَأَوْرَدَهُ وَهُوَ شَاكٌّ وَمَا يَجْرِي هَذَا الْمَجْرَى لَا يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ وَلَوْ صَحَّ الْخَبَرُ عَلَى مَا فِيهِ لَكَانَ مَحْمُولًا عَلَى مَنْ أَجْنَبَ نَفْسَهُ مُخْتَاراً لِأَنَّ مَنْ كَانَ كَذَلِكَ فَفَرْضُهُ الْغُسْلُ عَلَى كُلِّ حَالٍ فَإِنْ لَمْ يَتَمَكَّنْ تَيَمَّمَ وَصَلَّى ثُمَّ أَعَادَ إِذَا تَمَكَّنَ مِنِ اسْتِعْمَالِهِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَنْ هَذِهِ صِفَتُهُ فَرْضُهُ الْغُسْلُ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا.

تو ان احادیث میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مرسل اور منقطع حدیث ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے پہلی حدیث میں جعفر بن بشیر نے کہا کہ اس نے حدیث کے راوی سے نقل کیا ہے اور دوسری حدیث میں جعفر بن بشیر نے کہا ہے کہ اس نے عبد اللہ بن



[1] کافی ج ۳ ص ۶۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۴
[2] مراد حسین بن سعید ہے۔
[3] کافی ج ۳ ص ۶۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۷
[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۷

سنان سے یا کسی اور سے نقل کیا ہے پس اس نے حدیث روایت تو کر دی ہے مگر وہ خود مشکوک ہے۔ اور جس کا یہ حال ہو اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر حدیث کو اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود صحیح مان لی جائے تو اسے اس صورت پر محمول کیا جائے گا جب کوئی شخص اپنے ارادہ و اختیار سے اپنے آپ کو جنب کر لے، کیونکہ جو شخص ایسا کرے گا تو اس کا فریضہ ہر صورت میں غسل ہوگا گا۔ اور اگر پانی تک رسائی نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھے پھر جب اسے رسائی حاصل ہو اور پانی کے استعمال پر قادر ہو تو اسے غسل کر کے نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ اور مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اپنے ارادے اور اختیار سے جنب ہونے والے پر ہر صورت میں غسل فرض ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ رَفَعَهُ قَالَ: إِنْ أَجْنَبَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ وَإِنِ احْتَلَمَ تَيَمَّمَ.[1]

(مرفوع) ۶۔ ۵۶۱۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے اور اس نے علی بن ابراہیم سے مرفوع طریقہ سے نقل کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: "اگر وہ خود کو جنب کر لے تو اس پر غسل واجب ہے چاہے جس حال میں بھی ہو لیکن اگر اسے احتلام ہوا ہے تو تیمم کر لے"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ مَجْدُورٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ قَالَ إِنْ كَانَ أَجْنَبَ هُوَ فَلْيَغْتَسِلْ وَإِنْ كَانَ احْتَلَمَ فَلْيَتَيَمَّمْ.[2]

(مرفوع) ۷۔ ۵۶۲۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن احمد سے، اس[3] نے مرفوع طریقہ سے امامؑ سے نقل کیا کہ راوی نے کہا: "میں نے سوال کیا کہ چیچک زدہ شخص جنب ہو جائے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اگر وہ خود جنب ہوا ہے تو غسل کرے لیکن اگر اسے احتلام ہوا ہے تو تیمم کرے"۔



أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ وَحَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ وَفَضَالَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ جَمِيعاً عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَ فِي أَرْضٍ بَارِدَةٍ فَيَخَافُ إِنْ هُوَ اغْتَسَلَ أَنْ يُصِيبَهُ عَنَتٌ مِنَ الْغُسْلِ كَيْفَ يَصْنَعُ قَالَ يَغْتَسِلُ وَإِنْ أَصَابَهُ مَا أَصَابَهُ قَالَ وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ وَجِعاً شَدِيدَ الْوَجَعِ فَأَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ وَهُوَ فِي مَكَانٍ بَارِدٍ وَكَانَتْ لَيْلَةٌ شَدِيدَةُ الرِّيحِ بَارِدَةٌ فَدَعَوْتُ الْغِلْمَةَ فَقُلْتُ لَهُمُ احْمِلُونِي فَاغْسِلُونِي فَقَالُوا إِنَّا نَخَافُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَيْسَ بُدٌّ فَحَمَلُونِي وَوَضَعُونِي

---

[1] کافی ج ۳ ص ۶۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۹

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۹

[3] مراد علی بن احمد بن اشیم ہے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا صحابی ہے۔

عَلَى خَشَبَاتٍ ثُمَّ صَبُّوا عَلَيَّ الْمَاءَ فَغَسَّلُونِي.[1]

(صحیح)۸۔ ۵۶۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے نضر بن سعید سے، اس نے ہشام بن سالم سے، اس نے سلیمان بن خالد اور حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر اور فضالہ سے، انہوں نے حسین بن عثمان سے اس نے ابن مسکان اور عبداللہ ابن سلیمان سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ امامؑ سے پوچھا گیا: ''کوئی آدمی اگر ٹھنڈی سرزمین میں ہو اور اسے اس بات کا خطرہ ہو کہ اگر غسل کرے گا تو اس غسل کی وجہ سے اسے بہت سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''اسے غسل کرنا پڑے گا چاہے اسے کچھ بھی ہو جائے۔'' راوی نے کہا: ''امام علیہ السلام نے پھر ذکر فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے جسم میں سخت قسم کا درد تھا اور میں جنب ہو گیا جبکہ میں ٹھنڈی جگہ پر تھا اور اس رات سخت ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی تھی پھر بھی میں نے اپنے غلاموں کو بلایا اور ان سے کہا کہ مجھے اٹھاؤ اور نہلاؤ تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہمیں (اس موسم سے) آپ کی جان کا خطرہ لاحق ہے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ پھر بھی کوئی چارہ نہیں ہے (لازمی ہے)، تب انہوں نے مجھے اٹھایا اور لکڑی کے تختوں پر لٹایا پھر مجھ پر پانی ڈال کر غسل دیا''۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَجُلٍ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فِي أَرْضٍ بَارِدَةٍ وَلَا يَجِدُ الْمَاءَ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ الْمَاءُ جَامِداً قَالَ يَغْتَسِلُ عَلَى مَا كَانَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ فَمَرِضَ شَهْراً مِنَ الْبَرْدِ فَقَالَ اغْتَسِلْ عَلَى مَا كَانَ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنَ الْغُسْلِ وَذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ اضْطُرَّ إِلَيْهِ وَهُوَ مَرِيضٌ فَأَتَوْهُ بِهِ مُسَخَّناً فَاغْتَسَلَ وَقَالَ لَا بُدَّ مِنَ الْغُسْلِ.[2]

(صحیح)۹۔ ۵۶۴۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''ٹھنڈے علاقہ میں کوئی آدمی جنب ہو گیا مگر اسے پانی نہیں ملا البتہ ہو سکتا ہے کہ پانی جما ہوا ہو تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''ہر حال میں غسل کرے''۔ پھر راوی نے امام علیہ السلام کو بتایا کہ اس نے ایسا کیا تو ٹھنڈ کی وجہ سے وہ پورا مہینہ بیمار پڑا رہا تو امامؑ نے فرمایا: ''ہر حال میں غسل کرنا چاہیے کیونکہ غسل کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے''۔ اور حضرت نے واقعہ بتایا کہ آپ کو حالت بیماری میں غسل کی مجبوری پیش آگئی تو آپ کیلئے گرم کیا ہوا پانی پیش کیا گیا جس سے آپ نے غسل کیا اور فرمایا: ''غسل کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے''۔



[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۹

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۰

## باب نمبر ۹۷: تیمم کے ساتھ زیادہ نمازیں پڑھنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع يُصَلِّي الرَّجُلُ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ كُلَّهَا فَقَالَ نَعَمْ مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ يُصِبِ الْمَاءَ.[1]

(صحیح) ۱۔۵۶۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: "کیا کوئی آدمی ایک تیمم کے ساتھ دن اور رات کی تمام نمازیں پڑھ سکتا ہے؟"۔ فرمایا: "کیوں نہیں جب تک کوئی اس سے کوئی حدث سرزد نہیں ہوتا یا پانی نہیں ملتا پڑھ سکتا ہے"۔

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ لَا يَجِدُ الْمَاءَ أَ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَقَالَ لَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمَاءِ.[2]

(صحیح) ۲۔۵۶۶۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کو جب پانی نہ ملے تو کیا اسے ہر نماز کیلئے تیمم کرنا چاہیے؟"۔ فرمایا: "نہیں یہ تیمم بھی پانی کی طرح ہے"۔

وَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ ع قَالَ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يُصَلِّيَ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ يُصِبِ الْمَاءَ.[3]



(مجہول) ۳۔۵۶۷۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے عباس سے، اس نے ابو ہمام[4] سے، اس نے محمد بن سعید بن غزوان سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے آباء کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے فرمایا: "جب تک کوئی حدث صادر نہیں ہوتا یا پانی نہیں مل جاتا تب تک دن اور رات کی نمازوں کا تیمم کے ساتھ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۱

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۲

[3] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۲

[4] اسماعیل بن ہمام بن عبد الرحمن بصری کندی، ثقہ ہے اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا صحابی ہے اور اس کا راوی عباس بن معروف قمی ہے اور یہ ثقہ ہے۔

وَ أَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ عَنِ الرِّضَا ع قَالَ: يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يُوجَدَ الْمَاءُ.[1]

(صحیح) ح ۵۶۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے، اس نے ابو ہمام سے، اس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کیا کہ امامؑ نے فرمایا: ''ہر نماز کیلئے (الگ) تیمم کرے گا یہاں تک کہ پانی مل جائے''۔

وَ رَوَاهُ أَيْضاً- مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ ع قَالَ: لَا يُتَمَتَّعُ بِالتَّيَمُّمِ إِلَّا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ وَ نَافِلَتُهَا.[2]

(مجہول) ح ۵۶۹۔ نیز اسی طرح کی ایک حدیث نقل کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے عباس سے، اس نے ابو ہمام سے، اس نے محمد بن سعید بن غزوان سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آباء کرام سے اور انہوں نے فرمایا: ''ایک تیمم سے صرف ایک واجب نماز اور اس کے نافلہ نمازیں ہی پڑھی جا سکتی ہیں''۔

فَأَوَّلُ مَا فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ وَاحِدٌ وَ مَعَ ذَلِكَ تَخْتَلِفُ أَلْفَاظُهُ وَ الرَّاوِي وَاحِدٌ لِأَنَّ أَبَا هَمَّامٍ فِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ رَوَاهُ عَنِ الرِّضَا ع بِلَا وَاسِطَةٍ وَ- فِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع وَ الْحُكْمُ وَاحِدٌ وَ هَذَا يُضَعِّفُ الِاحْتِجَاجَ بِهِ

تو اس حدیث کی سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ خبر واحد ہے اور اس کے باوجود اس کے الفاظ مختلف ہیں حالانکہ راوی ایک ہی ہے۔ کیونکہ ابو ہمام نے محمد بن علی بن محبوب والی روایت میں براہ راست حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے جبکہ محمد بن احمد بن یحییٰ والی روایت میں محمد بن سعید بن غزوان سے، سکونی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا جبکہ حکم ایک ہی ہے اور یہ عوامل اس کو دلیل بنانے سے مانع ہیں۔



- عَلَى أَنَّ رَاوِيَ هَذَا الْخَبَرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِعَيْنِهِ رَوَى مِثْلَ مَا ذَكَرْنَاهُ وَ هِيَ- رِوَايَةُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ ع وَ قَدْ قَدَّمْنَاهَا فَعُلِمَ بِذَلِكَ أَنَّ مَا تَضَمَّنَهُ هَذَا الْخَبَرُ سَهْوٌ مِنَ الرَّاوِي

دوسری بات یہ ہے کہ اسی حدیث کے راویوں نے بعینہ انہی اسناد کے ساتھ اسی طرح حدیث روایت کی ہے جس طرح ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور وہ محمد بن علی بن محبوب کی روایت، عباس سے، ابو ہمام سے، محمد بن بن سعید بن غزوان سے، سکونی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے، جسے ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ تو ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اس روایت کے مضمون میں بیان ہونے والے مطالب راوی کی غلطی ہیں۔

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۴
[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۴

وَيُمْكِنُ مَعَ تَسْلِيمِ هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى مَنْ يَكُونُ تَمَكَّنَ مِنِ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ فِيمَا بَعْدُ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ فَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَبِيحَ بِالتَّيَمُّمِ الْمُتَقَدِّمِ أَكْثَرَ مِنْ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ وَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْنِفَ التَّيَمُّمَ لِمَا يَسْتَقْبِلُ مِنَ الصَّلَاةِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

لیکن اس حدیث کو تسلیم کرنے کی صورت میں بھی اسے اس صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ تیمم کرنے والے کیلئے پانی کے استعمال کا امکان پیدا ہو گیا ہو مگر اس نے وضو نہ کیا ہو تو اس کیلئے گزشتہ تیمم سے ایک سے زیادہ نماز کو مباح قرار دینا جائز نہیں ہوگا۔ پھر (وضو یا غسل کے لئے ضرورت پڑنے پر) پانی نہ ہونے کی صورت میں اس پر آئندہ نماز کیلئے دوبارہ نیا تیمم کرنا واجب ہوگا۔ اس کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع يُصَلِّي الرَّجُلُ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ كُلَّهَا قَالَ نَعَمْ مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ يُصِبْ مَاءً قُلْتُ فَإِنْ أَصَابَ الْمَاءَ وَ رَجَا أَنْ يَقْدِرَ عَلَى مَاءٍ آخَرَ وَ ظَنَّ أَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَرَادَهُ تَعَسَّرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ قَالَ يَنْقُضُ ذَلِكَ تَيَمُّمَهُ وَ عَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَ التَّيَمُّمَ.[1]

(صحیح) ٦-٥٧٠۔ جسے روایت کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ''کیا آدمی ایک ہی تیمم سے رات اور دن کی تمام نمازیں پڑھ سکتا ہے؟''۔ فرمایا: ''ہاں! جب تک اس سے حدث صادر نہ ہو یا اسے پانی نہ ملے''۔ (راوی کہتا ہے کہ) پھر میں نے سوال کیا: ''پھر اگر اسے پانی ملے اور مزید پانی کے حصول کی خواہش ہو اور اسے مزید پانی ملنے کا گمان بھی ہو مگر جب اسے استعمال کرنے کا ارادہ کرے وہی پانی بھی اس کی دسترس سے خارج ہو جائے تو؟''۔ فرمایا: ''اس کا وہ تیمم ٹوٹ جائے گا اور اس پر دوبارہ تیمم کرنا واجب ہوگا''۔

عَلَى أَنَّهُ يُمْكِنُ حَمْلُهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ مِثْلَ تَجْدِيدِ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَ أَنَّهُ إِنْسِبَاغٌ.



نیز مزید یہ بھی ممکن ہے کہ (گزشتہ دو حدیثوں میں) نئے تیمم کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے۔ بالکل جیسے ہر نماز کیلئے وضو کی تجدید کی جاتی ہے اور یہ اسی (دوبارہ تیمم) کے جواز کی دلیل ہے۔

## باب نمبر ۹۸: پانی کی جستجو واجب ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ع أَنَّهُ قَالَ: يُطْلَبُ الْمَاءُ فِي السَّفَرِ إِنْ كَانَتِ الْحُزُونَةُ فَغَلْوَةً وَ إِنْ كَانَتِ السُّهُولَةُ فَغَلْوَتَيْنِ لَا يُطْلَبُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.[2]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۱

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۲

(ضعیف)۱۔ ۵۷۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے نوفلی سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام سے کہ امامؑ نے فرمایا: ''سفر میں پانی تلاش کیا جائے اگر زمین ناہموار اور سخت ہو تو ایک تیر پھینکنے کی مقدار تک اور اگر ہموار ہو تو دو تیر پھینکنے کی مقدار تک، اس سے زیادہ جستجو کی ضرورت نہیں''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَتَيَمَّمُ وَ أُصَلِّي ثُمَّ أَجِدُ الْمَاءَ وَ قَدْ بَقِيَ عَلَيَّ وَقْتٌ فَقَالَ لَا تُعِدِ الصَّلَاةَ فَإِنَّ رَبَّ الْمَاءِ هُوَ رَبُّ الصَّعِيدِ فَقَالَ لَهُ دَاوُدُ بْنُ كَثِيرٍ الرَّقِّيُّ أَفَأَطْلُبُ الْمَاءَ يَمِيناً وَ شِمَالًا فَقَالَ لَا تَطْلُبْ لَا يَمِيناً وَ لَا شِمَالًا وَ لَا فِي بِئْرٍ إِنْ وَجَدْتَهُ عَلَى الطَّرِيقِ فَتَوَضَّأْ بِهِ وَ إِنْ لَمْ تَجِدْهُ فَامْضِ.[1]

(ضعیف)۲۔ ۵۷۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے حسن بن موسیٰ خشاب سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے علی بن سالم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ''میں تیمم کر کے نماز پڑھ لیتا ہوں پھر مجھے پانی ملتا ہے جبکہ ابھی نماز کا کچھ وقت باقی ہوتا ہے''۔ فرمایا: ''دوبارہ نماز مت پڑھو کیونکہ پانی کا رب بھی وہی مٹی کا رب ہے''۔ تب داود بن کثیر رقی نے امامؑ سے پوچھا: ''تو کیا میں دائیں بائیں جا کر پانی کی جستجو کر سکتا ہوں؟'' تو امامؑ نے فرمایا: ''پانی کی جستجو میں دائیں بائیں مت جاؤ اور نہ ہی کنویں میں پانی ڈھونڈو، اگر تمہیں راستے میں پانی مل جائے تو وضو کر لو اور اگر نہ ملے تو (تیمم کر کے) چلتے ہو''۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ حَالُ الْخَوْفِ وَ الضَّرُورَةِ فَأَمَّا مَعَ ارْتِفَاعِ الْأَعْذَارِ فَلَا بُدَّ مِنَ الطَّلَبِ حَسَبَ مَا تَضَمَّنَهُ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ یہ خوف اور انتہائی مجبوری کی حالت کے ساتھ خاص ہے اور جب یہ مجبوریاں ختم ہو جائیں تو پھر جس طرح پہلی حدیث میں ذکر ہوا ہے پانی کی جستجو ضروری ہو جائے گی۔

## باب نمبر ۹۹: تیمم نماز کے آخر وقت میں واجب ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِذَا لَمْ تَجِدْ مَاءً وَ أَرَدْتَ التَّيَمُّمَ فَأَخِّرِ التَّيَمُّمَ إِلَى آخِرِ الْوَقْتِ فَإِنْ فَاتَكَ الْمَاءُ لَمْ تَفُتْكَ الْأَرْضُ.[2]

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۴
[2] کافی ج ۳ ص ۶۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۳، ۲۱۴

(صحیح) ۱۔ ۵۷۳۔ شیخ رحمہ اللہ علیہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے صفوان سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا ہے: "جب تمہیں پانی نہ ملے اور تیمم کرنا چاہو تو تیمم کو وقت کے انتہاء تک موخر کر دو کیونکہ اس صورت میں اگر تمہیں پانی نہ بھی ملے تو مٹی تو مل ہی جائے گی"۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا قَالَ: إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُسَافِرُ الْمَاءَ فَلْيَطْلُبْ مَا دَامَ فِي الْوَقْتِ فَإِذَا خَافَ أَنْ يَفُوتَهُ الْوَقْتُ فَلْيَتَيَمَّمْ وَلْيُصَلِّ فِي آخِرِ الْوَقْتِ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلْيَتَوَضَّأْ لِمَا يَسْتَقْبِلُ.[1]

(حسن) ۲۔ ۵۷۴۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب کسی مسافر کو پانی نہ مل رہا ہو تو جب تک وقت باقی ہے پانی کی جستجو کرے، پھر جب اسے وقت کے ختم ہونے کا خوف لاحق ہو تو پھر تیمم کرکے آخر وقت میں نماز پڑھے پھر اگر اسے پانی مل بھی جائے تب بھی اس پر کوئی قضا نہیں ہے البتہ آگے نماز کیلئے اسے وضو کرنا چاہیے"۔

وَلَا يُنَافِي هَذَا الْخَبَرَ مَا أَوْرَدْنَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ فِي بَابِ إِعَادَةِ الصَّلَاةِ الْمُتَضَمِّنَةِ لِمَنْ صَلَّى ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ وَالْوَقْتُ بَاقٍ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ بِأَنْ يُقَالَ لَوْ كَانَ الْوُجُوبُ مُتَعَلِّقاً بِآخِرِ الْوَقْتِ لَكَانَ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ لِأَنَّا قَدْ بَيَّنَّا الْوَجْهَ فِي تِلْكَ الْأَخْبَارِ وَقَدْ قُلْنَا إِنَّ الْوُجُوبَ تَعَلَّقَ بِآخِرِ الْوَقْتِ وَلَا يَجُوزُ غَيْرُهُ وَحَمَلْنَا قَوْلَهُ الْوَقْتُ بَاقٍ عَلَى أَنْ يَكُونَ مُتَعَلِّقاً بِحَالِ الصَّلَاةِ دُونَ وُجُودِ الْمَاءِ وَعَلَى هَذَا لَا تَعَارُضَ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَبَيْنَهَا عَلَى حَالٍ وَمَا تَضَمَّنَهُ خَبَرُ عَلِيِّ بْنِ سَالِمٍ فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ مِنْ قَوْلِ السَّائِلِ أَتَيَمَّمُ وَأُصَلِّي ثُمَّ أَجِدُ الْمَاءَ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ وَقْتٌ فَقَالَ لَا تُعِدِ الصَّلَاةَ وَيَكُونُ تَقْدِيرُهُ أَتَيَمَّمُ وَأُصَلِّي وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ وَقْتٌ يَعْنِي مِقْدَارَ مَا يُصَلِّي فِيهِ فَيُصَلِّي وَيَخْرُجُ الْوَقْتُ.



البتہ یہ حدیث اس روایت کے منافی نہیں ہے جسے ہم نے باب نمبر ۹۵ (تیمم کرنے والے کو پانی ملنے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے) میں ذکر کیا ہے کہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھنے والے پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے[2]۔ یعنی یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر تیمم کا وجوب ہے ہی آخر وقت سے متعلق تو اس تیمم کرنے والے پر تو نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہو جائے گا۔ تو یہ اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ ہم ان احادیث کی صورتحال بھی بیان کر چکے ہیں اور کہا ہے کہ وجوب تیمم کا تعلق ہے ہی آخر وقت کے ساتھ اور اس کے علاوہ جائز نہیں ہے اور حدیث میں وقت کے باقی ہونے کو حالت نماز کے وقت پر محمول کیا تھا پانی کے وجود کی حالت پر نہیں، تو اس بنا پر ان احادیث اور اُن احادیث میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں پایا جائے گا۔ اور گزشتہ باب میں علی بن سالم والی حدیث میں سائل

[1] کافی ج ۳ ص ۶۳ ۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۳

[2] ملاحظہ فرمائیں باب نمبر ۹۵ حدیث ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵

کو یہ کہنا کہ "میں تیمم کر کے نماز پڑھ لیتا ہوں پھر مجھے پانی ملتا ہے۔ جبکہ ابھی کچھ وقت باقی ہوتا ہے"۔ تو اس سے مراد نماز پڑھنے جتنا وقت ہے جس میں وہ نماز پڑھے اور وقت ختم ہو جائے۔

## باب نمبر ۱۰۰: تیمم کے ساتھ نماز شروع کرنے کے بعد پانی کا ملنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ الْبَزَنْطِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ رَجُلٌ تَيَمَّمَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَ قَدْ كَانَ طَلَبَ الْمَاءَ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمَاءِ حِينَ يَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ يَمْضِي فِي الصَّلَاةِ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتَيَمَّمَ إِلَّا فِي آخِرِ الْوَقْتِ۔[1]

(مجہول) ۱۔ ۵۷۵۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے احمد بن محمد بن ابو نصر بزنطی سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن سماعہ نے محمد بن حمران سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: "کسی آدمی نے تیمم کر کے نماز شروع کر دی حالانکہ اس نے پانی کی جستجو بھی کی تھی مگر پانی نہیں مل سکا تھا مگر جب وہ نماز شروع کر چکا تو پھر پانی لایا گیا تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "نماز کو جاری رکھے گا۔ اور یہ بھی جان لو کہ کسی کو بھی تیمم نہیں کرنا چاہیے مگر یہ کہ وہ آخر وقت میں ہو"۔[2]

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ لَا يَجِدُ الْمَاءَ فَيَتَيَمَّمُ وَ يَقُومُ فِي الصَّلَاةِ فَجَاءَ الْغُلَامُ فَقَالَ هُوَ ذَا الْمَاءُ فَقَالَ إِنْ كَانَ لَمْ يَرْكَعْ فَلْيَنْصَرِفْ وَ لْيَتَوَضَّأْ وَ إِنْ كَانَ رَكَعَ فَلْيَمْضِ فِي صَلَاتِهِ۔[3]



(ضعیف) ۲۔ ۵۷۶۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن یعقوب نے حسین بن محمد سے، اس نے معلی بن محمد سے، اس نے وشاء سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے عبد اللہ بن عاصم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "کسی آدمی کو پانی نہیں ملا تو اس نے تیمم کر لیا اور نماز کیلئے کھڑا ہوا تب غلام نے آکر کہا کہ یہ پانی ہے تو کیا کرے؟"۔ فرمایا: "اگر اس نے رکوع نہ کیا ہو تو نماز چھوڑ کر وضو کرے اور اگر رکوع کر لیا ہو تو پھر نماز کو جاری رکھے"۔

وَ رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَاصِمٍ مِثْلَهُ۔[4]

---

1. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۵
2. حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کے آخر وقت تک تاخیر مستحب ہے۔
3. کافی ج ۳ ص ۴۰، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۵
4. تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۵

(ضعیف) ۳-۵۷۷۔ نیز حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابان بن عثمان سے اور اس نے عبداللہ بن عاصم سے بھی اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ اللُّؤْلُؤِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَاصِمٍ مِثْلَهُ.[1]

(مجہول) ۴-۵۷۸۔ نیز محمد بن علی بن محبوب نے حسین بن حسن لولوئی سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے عبداللہ بن عاصم سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

فَالْأَصْلُ فِي هَذِهِ الرِّوَايَاتِ الثَّلَاثَةِ وَاحِدٌ وَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَاصِمٍ وَ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ الْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ ضَرْباً مِنَ الِاسْتِحْبَابِ دُونَ الْفَرْضِ وَ الْإِيجَابِ وَ يُمْكِنُ أَيْضاً أَنْ يَكُونَ الْوَجْهُ فِيهِ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الِانْصِرَافُ إِذَا كَانَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ لِأَنَّا قَدْ بَيَّنَّا أَنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ إِلَّا فِي آخِرِ الْوَقْتِ فَلِذَلِكَ وَجَبَ عَلَيْهِ الِانْصِرَافُ.

تو ان تینوں روایتوں کی بنیادی شخصیت ایک ہے اور وہ ہے عبداللہ بن عاصم۔ البتہ عین ممکن ہے کہ اس حدیث میں اس (نماز) توڑنے کے عمل کو مستحب پر محمول کیا جائے اور واجب اور فرائض پر نہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں نماز توڑنے کو اس لیے واجب قرار دیا گیا ہو کہ نماز پڑھنے والا اول وقت میں نماز شروع کر چکا ہو کیونکہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ تیمم صرف آخر وقت میں ہی جائز ہے اس لیے اس پر نماز توڑنا واجب ہوگا (کیونکہ وہ اول وقت میں نماز شروع کر چکا ہوگا)۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ صَلَّى رَكْعَةً عَلَى تَيَمُّمٍ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ وَ مَعَهُ قِرْبَتَانِ مِنْ مَاءٍ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَبْنِي عَلَى وَاحِدَةٍ.[2]

(کالصحیح) ۵-۵۷۹۔ مگر وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے علی بن سندی سے، اس نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے تیمم کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پڑھ لی تھی کہ ایک اور آدمی پانی کے دو بھرے ہوئے برتن لے آیا کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "نماز کو توڑ کر وضو کرے گا پھر اسی ایک رکعت نماز پر بنا رکھے گا"۔[3]

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى مَنْ إِذَا صَلَّى رَكْعَةً وَ أَحْدَثَ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ سَاهِياً وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَ

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ص ۲۱۶

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ص ۴۰۳

[3] ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے پاس پانی نہیں تھا، البتہ اس نے پانی تلاش کیا ہوگا مگر پھر پانی کے ملنے سے ناامید ہو کر اس نے تیمم کر کے نماز شروع کر دی ہو اور پھر ایک رکعت نماز پڑھ لی ہو کہ اسے پانی ملا ہو تو اس صورت میں اس پر نماز کو توڑ کر وضو کر کے نماز کو وہیں سے شروع کرنا واجب ہوگا۔ علی اکبر غفاری۔ البتہ مولف نے اس احتمال کو بعید جانا ہے۔ مترجم

يَبْنِي، وَلَوْ كَانَ لَمْ يُحْدِثْ لَمَا وَجَبَ عَلَيْهِ الِانْصِرَافُ بَلْ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَمْضِيَ فِي صَلَاتِهِ، وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ فِي هَذَا الْخَبَرِ مَا قُلْنَاهُ فِي غَيْرِهِ مِنْ أَنَّهُ إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ لِأَنَّهُ قَدْ دَخَلَ فِيهَا قَبْلَ آخِرِ الْوَقْتِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ كَذَلِكَ لَمَا جَازَ لَهُ الْبِنَاءُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الِاسْتِئْنَافُ، وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ مَا قُلْنَاهُ إِذَا أَحْدَثَ سَاهِياً.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں کہ وہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو تو پھر بھولے سے اس سے کوئی نماز توڑنے والا حدث سرزد ہو تو اس پر ضروری ہوگا کہ وہ وضو کر کے اسی پر بنا رکھتے ہوئے نماز آگے بڑھائے[1]۔ اور اگر اس سے کوئی حدث صادر نہیں ہوا ہو تو اس پر نماز توڑنا واجب نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز کو جاری رکھے لیکن اس حدیث کے متعلق وہ تشریح نہیں بیان کر سکتے جو ہم گزشتہ احادیث کے متعلق بیان کر چکے ہیں کہ چونکہ اس نے آخر وقت سے پہلے نماز شروع کر لی تھی اس لیے اس پر وضو کرنا واجب ہوگا۔ کیونکہ اگر ایسی صورتحال ہوتی تو اس پر نئے سرے سے نماز پڑھنا واجب ہوتا اسی رکعت پر بنیاد رکھتے ہوئے آگے پڑھنا واجب نہ ہوتا۔ اور ہماری اس تشریح کہ اس سے بھولے سے کوئی حدث سرزد ہوا ہو پر مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے:۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لَهُ فِي رَجُلٍ لَمْ يُصِبِ الْمَاءَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَتَيَمَّمَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَصَابَ الْمَاءَ أَيَنْقُضُ الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ يَقْطَعُهُمَا وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ يَمْضِي فِي صَلَاتِهِ وَلَا يَنْقُضُهُمَا لِمَكَانِ أَنَّهُ دَخَلَهَا وَهُوَ عَلَى طُهْرٍ بِتَيَمُّمٍ قَالَ زُرَارَةُ فَقُلْتُ لَهُ دَخَلَهَا وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ فَصَلَّى رَكْعَةً وَأَحْدَثَ فَأَصَابَ مَاءً قَالَ يَخْرُجُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَبْنِي عَلَى مَا مَضَى مِنْ صَلَاتِهِ الَّتِي صَلَّى بِالتَّيَمُّمِ.[2]

(ترجمہ)۱۔۵۸۰۔ جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے امام[3] کی خدمت میں عرض کیا: "ایک آدمی کو پانی نہیں ملا اور نماز کا وقت ہو گیا تو اس نے تیمم کر کے نماز کی دو رکعتیں پڑھ لیں پھر پانی میسر ہو گیا تو کیا وہ دو رکعتیں ٹوٹ گئیں یا وہ نماز کو توڑ کر وضو کر کے پھر نماز پڑھے؟"۔ فرمایا: "نہیں بلکہ وہ اپنی نماز جاری رکھے اور ان دو رکعتوں کو نہیں توڑے اس وجہ سے کہ اس نے تیمم کے ساتھ باطہارت نماز شروع کی تھی"۔ زرارہ نے کہا کہ میں نے امام سے پوچھا: "وہ تیمم کے ساتھ نماز تو شروع کر چکا مگر ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس سے حدث صادر ہوا اور پانی بھی مل گیا؟"۔ فرمایا: "وہ نماز سے خارج ہوگا اور وضو کرے گا اور تیمم کے ساتھ جتنی نماز پڑھ چکا تھا اسی پر بنیاد رکھتے ہوئے نماز کو آگے بڑھائے"۔



[1] یہ احتمال واضح طور پر بعید ہے۔ کیونکہ حدث چاہے جان بوجھ کر صادر کیا جائے یا بھولے سے سرزد ہو اس سے طہارت ختم اور مکمل نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس لئے نماز کے باطل ہونے والی جگہ سے اس کی بنیاد رکھنے کی کوئی صورت ہی نہیں بنتی۔ علی اکبر غفاری۔ مگر مولف نے اس کی تائید میں احادیث نقل فرمائی ہیں۔ مترجم

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۶

[3] مراد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْمُثَنَّى عَنِ الْحَسَنِ الصَّيْقَلِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع رَجُلٌ تَيَمَّمَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَمَرَّ بِهِ نَهَرٌ وَ قَدْ صَلَّى رَكْعَةً قَالَ فَلْيَغْتَسِلْ وَ يَسْتَقْبِلِ الصَّلَاةَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُ قَدْ صَلَّى صَلَاتَهُ كُلَّهَا قَالَ لَا يُعِيدُهَا.[1]

(صحیح) ۷۔ ۵۸۱۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے موسی بن سعدان سے، اس نے حسین بن ابو العلاء سے، اس نے مثنی سے، اس نے حسن صیقل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے تیمم کیا اور پھر نماز کیلئے کھڑا ہوا تو ابھی ایک رکعت ہی پڑھی تھی کہ نہر آگئی تو کیا حکم ہے؟[2] فرمایا: "اسے غسل[3] کر کے نئے سرے سے نماز پڑھنی چاہیے"۔ راوی نے کہا کہ میں نے امام سے عرض کیا: "اگر وہ مکمل نماز پڑھ چکا ہو تو؟"[4]۔ فرمایا: "پھر اسے دوبارہ نہیں پڑھے گا"۔

فَهَذَا الْخَبَرُ يُمْكِنُ حَمْلُهُ عَلَى أَنَّهُ كَانَ قَدْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ آخِرِ الْوَقْتِ فَوَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْنِفَ عَلَى مَا قُلْنَاهُ وَ يَحْتَمِلُ أَيْضاً أَنْ يَكُونَ مَحْمُولًا عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الِاسْتِحْبَابِ.

تو اس حدیث کو اس صورت پر محمول کر سکتے ہیں کہ اس نے نماز کا آخری وقت آنے سے پہلے نماز پڑھی ہو تو جس طرح ہم نے کہا ہے اسے نئے سرے سے نماز پڑھنی ہوگی۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے۔

## باب نمبر ۱۰۱: کپڑے پر منی کے اثرات ہوں، دھونے کیلئے پانی نہ ہو اور کپڑا بھی ایک ہو

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي فَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَأَجْنَبَ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا ثَوْبٌ فَأَجْنَبَ فِيهِ وَ لَيْسَ يَجِدُ الْمَاءَ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَ يُصَلِّي عُرْيَاناً قَائِماً يُومِئُ إِيمَاءً.



(موثق) ۱۔ ۵۸۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد سے، اس نے حسین سے، اس نے حسن[5] سے، اس نے زرعہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۰

[2] اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری پر نماز پڑھ رہا تھا یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بہت زیادہ پانی سے کنایہ ہو جو اچانک اسے ملا ہو۔

[3] یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ وہ شخص جنب تھا۔ اس بناء پر ہو سکتا ہے حدیث اس طرح ہو "ایک جنب آدمی نے تیمم کیا" مگر لفظ جنب ساقط ہو گیا ہو۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۹

[5] مراد حسن بن سعید اہوازی ہے اور اس سے روایت کی ہے اس کے بھائی حسین بن سعید نے۔ نیز اس سے پہلے احمد ہے اور یہ ابو جعفر اشعری ہے۔

امام سے پوچھا: ''کوئی آدمی بیابان میں تھا اور وہاں جنب ہو گیا مگر اس کے تن پر صرف وہی لباس تھا جس میں جنب ہوا اور کچھ انہیں اور اس کے پاس پانی بھی نہیں ہے تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''تیمم کر کے بے لباس کھڑا ہو کر اشاروں کے ساتھ نماز پڑھے گا''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَلَبِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي رَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ وَ هُوَ بِالْفَلَاةِ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَ أَصَابَ ثَوْبَهُ مَنِيٌّ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَ يَطْرَحُ ثَوْبَهُ وَ يَجْلِسُ مُجْتَمِعاً فَيُصَلِّي فَيُومِئُ إِيمَاءً.[2]

(صحیح) ۲۔ ۵۸۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن عبد الحمید سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن علی حلبی نے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی بیابان کے اندر جنب ہو جاتا ہے اور اس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہوتا ہے جسے منی لگی ہوئی ہوتی ہے تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''تیمم کرے اور اپنے کپڑے اتار پھینکے اور نماز کیلئے سکڑ کر بیٹھے اور (افعال نماز کیلئے) اشاروں سے کام لے''۔

فَالْوَجْهُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْخَبَرَيْنِ أَنَّهُ إِذَا كَانَ بِحَيْثُ لَا يَرَى أَحَدٌ عَوْرَتَهُ صَلَّى قَائِماً وَ إِذَا لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ صَلَّى مِنْ قُعُودٍ وَ قَدْ رَوَى الْخَبَرَ الْأَوَّلَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بِإِسْنَادِهِ وَ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ فَقَالَ يُصَلِّي قَاعِداً وَ عَلَى هَذِهِ الرِّوَايَةِ لَا تَعَارُضَ بَيْنَهُمَا عَلَى حَالٍ.

تو ان دونوں حدیثوں کو اکٹھا کرنے کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کی شرمگاہ کو دیکھنے والا کوئی نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور جہاں ایسا نہ ہو (یعنی کوئی اسے دیکھنے والا ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے)۔ نیز پہلی حدیث کو محمد بن یعقوب (کلینیؒ) نے روایت کی ہے جس کے متعلق ہم اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) میں بیان کر چکے ہیں[3]۔ جس میں امامؑ نے فرمایا تھا کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس لحاظ سے دونوں روایتوں میں کسی صورت میں بھی تعارض نہیں رہے گا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ فِي الثَّوْبِ أَوْ يُصِيبُهُ بَوْلٌ وَ لَيْسَ مَعَهُ ثَوْبٌ غَيْرُهُ قَالَ يُصَلِّي فِيهِ إِذَا اضْطُرَّ إِلَيْهِ.[4]



(ضعیف) ۳۔ ۵۸۴۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے محمد حلبی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کوئی آدمی کپڑے میں جنب ہو جاتا ہے یا اسے پیشاب لگ جاتا ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا بھی نہیں ہوتا تو کیا کرے؟''۔ فرمایا: ''اگر اسے ان کی اشد ضرورت ہو تو

---

[1] تہذیب میں اسی طرح ہی ہے مگر اس کی عبارت میں کمی بیشی اور گڑبڑ ہے۔ البتہ کافی میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ''ایک آدمی بیابان میں ہوتا ہے جس کے تن پر صرف ایک ہی لباس ہوتا ہے اور وہ اسی میں جنب ہو جاتا ہے'' علی اکبر غفاری

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۰

[3] ملاحظہ ہو کتاب تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۲۸۔ اس میں آیا ہے کہ ''تیمم کر کے بے لباس بیٹھے اور اشاروں سے نماز پڑھے''۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۲۹

اسی میں ہی نماز پڑھے"[1]۔

وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ عُرْيَانٍ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَصَابَ ثَوْباً نِصْفُهُ دَمٌ أَوْ كُلُّهُ يُصَلِّي فِيهِ أَوْ يُصَلِّي عُرْيَاناً فَقَالَ إِنْ وَجَدَ مَاءً غَسَلَهُ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَاءً صَلَّى فِيهِ وَلَمْ يُصَلِّ عُرْيَاناً.[2]

(صحیح) ح۔ ۵۸۵۔ نیز خود علی بن جعفر نے روایت فرماتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے برادر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: "بے لباس آدمی کیلئے نماز کا وقت ہو گیا مگر اسے ایسا کپڑا ملا کہ جس کے آدھے حصہ پر یا مکمل لباس پر خون لگا ہوا ہو تو کیا وہ اسی میں نماز پڑھے یا ننگا ہو کر پڑھے؟"۔ فرمایا: "اگر اسے پانی مل جائے تو اسے دھولے اور اگر پانی نہیں ملتا تو اسی میں نماز پڑھے بے لباس نہ پڑھے"۔

وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ فِي ثَوْبٍ وَلَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى غَسْلِهِ قَالَ يُصَلِّي فِيهِ.[3]

(صحیح) ح۔ ۵۸۶۔ نیز روایت کی ہے سعد بن عبداللہ نے ابو جعفر سے، اس نے علی بن حکم[4] سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "آدمی اپنے کپڑوں میں جنب ہو جاتا ہے جبکہ اس کے پاس ان کپڑوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا اور وہ انہیں دھونے پر بھی قادر نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ فرمایا: "اسی لباس میں ہی نماز پڑھے"۔

فَلَا تَنَافِيَ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَبَيْنَ الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ لِأَنَّا نَحْمِلُ هَذِهِ الْأَخْبَارَ عَلَى حَالٍ لَا يُمْكِنُ نَزْعُ الثَّوْبِ فِيهَا مِنْ ضَرُورَةٍ وَمَعَ ذَلِكَ إِذَا تَمَكَّنَ مِنْ غَسْلِ الثَّوْبِ غَسَلَهُ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو ان احادیث اور گزشتہ روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان احادیث کو ایسے حالات پر محمول کیا جائے گا جن میں کسی مجبوری کی وجہ سے لباس اتارنا ممکن نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود جب بھی ممکن ہو کپڑے دھو کر اسے پہن کر دوبارہ نماز بجالائے۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔



مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارٍ السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا ثَوْبٌ وَلَا تَحِلُّ لَهُ الصَّلَاةُ فِيهِ وَلَيْسَ يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُهُ كَيْفَ يَصْنَعُ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي فَإِذَا أَصَابَ مَاءً غَسَلَهُ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ.[5]

---

[1] اشد ضرورت اور مجبوری سے مراد ایسی سردی بھی لی جا سکتی ہے جس میں اس کا لباس اتارنا ممکن نہ ہو۔
[2] تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۲۴
[3] تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۲۴
[4] سلسلہ سند میں یہاں بعض راوی ساقط ہیں جبکہ تہذیب الاحکام میں سلسلہ سند اس سے آگے یوں چلتا ہے "۔۔اس نے ابان سے، اس نے عبدالرحمٰن ابو عبداللہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا"۔
[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۰۷ و ج ۲ ص ۲۲۴

(موثق) ۶۔۵۸۷۔ جسے روایت کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار ساباطی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: "ایک آدمی کے پاس صرف ایک ہی لباس ہے جبکہ اس میں اس کا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اس کے پاس پانی بھی نہیں ہے جس سے وہ اسے دھوئے وہ کیا کرے گا؟"۔ فرمایا: "وہ تیمم کرے اور اسی میں نماز پڑھے پھر جب اسے پانی ملے تو اسے دھوئے پھر دوبارہ نماز پڑھے"۔

## باب نمبر ۱۰۲: تیمم کا طریقہ کار

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّيَمُّمِ فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا وَ قَالَ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ امْسَحْ عَلَى كَفَّيْكَ مِنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْقَطْعِ وَ قَالَ اللهُ تَعَالَى وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا[1]

(مرسل) ۱۔۵۸۸۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے ہمارے کسی بزرگ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو امامؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا" (اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو)[2] نیز یہ آیت تلاوت فرمائی: "فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ" (اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو) پھر فرمایا: "(چوری کی وجہ سے) کاٹی جانے والی جگہ سے اپنی ہتھیلیوں پر مسح کرو" اور اللہ فرماتا ہے: "وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا" (اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے)۔



وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْكَاهِلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ التَّيَمُّمِ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْبِسَاطِ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ ثُمَّ مَسَحَ كَفَّيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى ظَهْرِ

---

[1] کافی ج ۳ ص ۶۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۹

[2] ملا فیض تیمم والی احادیث کو ذکر کرتے ہوئے اس روایت اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "اللہ نے چوری والی آیت اور تیمم والی آیت میں ہاتھ کی مقدار بیان نہیں کی جبکہ وضو والی آیت میں اللہ نے کہنیوں تک اس کی مقدار بیان کی ہے، شاید اس کا مقصد ہمیں یہ بتانا ہو کہ پہلی دو قسم کی آیتوں میں ہاتھ کا معنی اور مقدار ایک ساہے جبکہ تیسری قسم کی آیت میں ہاتھ کا معنی اور ہے۔ اور ہاتھ کاٹنے کی جگہ ہتھیلی ہے کلائی نہیں اور اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ بس اس لحاظ سے یہ حدیث شاذ اور گزشتہ احادیث کے منافی ہے۔ مگر تہذیب الاحکام اور الاستبصار کے مولف نے اس اختلاف اور اتفاق کی طرف توجہ نہیں فرمائی نیز ارشاد الٰہی "اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے" کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے وضو اور تیمم والی آیتوں میں حکم صادر کرنے کے بعد چوری والی آیت میں اللہ نے جو حکم دیا ہے وہ بھولے سے نہیں دے رہا بلکہ اچھی طرح جانتا ہے۔ واللہ العالم۔

الْأُخْرَى.[1]

(حسن) ۲۔۵۸۹۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے کاہلی سے اور اس نے کہا کہ میں امامؑ سے پوچھا: ''تیمم کا کیا طریقہ کار ہے؟''۔ راوی کہتا ہے کہ تب امامؑ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اپنے چہرے کو مسح کیا پھر اپنے دونوں ہتھیلیوں سے دونوں کی پشت پر مسح کیا۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ التَّيَمُّمِ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَنَفَضَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا جَبْهَتَهُ وَ كَفَّيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.[2]

(موثق) ۳۔۵۹۰۔ حسین بن سعید نے حدیث نقل کی ہے احمد بن محمد[3] سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر ان کو اٹھایا، ان کو جھاڑا پھر ان سے اپنی پیشانی کو مسح کیا اور پھر اپنے ہاتھوں کا یکبارگی مسح کیا۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ التَّيَمُّمِ فَقَالَ إِنَّ عَمَّاراً أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فَتَمَعَّكَ كَمَا تَتَمَعَّكُ الدَّابَّةُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ص وَ هُوَ يَهْزَأُ بِهِ يَا عَمَّارُ تَمَعَّكْتَ كَمَا تَتَمَعَّكُ الدَّابَّةُ فَقُلْنَا لَهُ كَيْفَ التَّيَمُّمُ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَ يَدَيْهِ فَوْقَ الْكَفِّ قَلِيلاً.[4]

(حسن کالصحیح) ۴۔۵۹۱۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے، اس نے داؤد بن نعمان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: ''عمار جب جنب ہوا تو وہ زمین پر ایسے لوٹ پوٹ ہو گیا جیسے کوئی جانور لوٹ پوٹ ہوتا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مذاق کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عمار! تم تو ایسے لوٹ پوٹ ہو گئے ہو جیسے کوئی جانور لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ تب ہم نے آنحضرتؑ سے عرض کیا کہ پھر تیمم کا کیا طریقہ ہے؟ تب آنحضرتؑ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا پھر اٹھایا پھر اپنے چہرے کو مسح کیا اور ہاتھوں کو تھوڑا اوپر تک مسح کیا''۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ كَيْفَ التَّيَمُّمُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.[5]

(موثق) ۵۔۵۹۲۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ''تیمم کی کیا کیفیت ہے؟''۔ تو امامؑ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اپنے چہرے کا مسح کیا اور اپنے دونوں بازوؤں



[1] کافی ج ۳ ص ۶۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۹

[2] کافی ج ۳ ص ۶۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۹

[3] مراد ابن ابو نصر بزنطی ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۸

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۰

ہاتھوں تک مسح کیا۔

فَالْوَجْهُ فِي هٰذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِمَذَاهِبِ الْعَامَّةِ وَقَدْ قِيلَ فِي تَأْوِيلِهِ إِنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْحُكْمُ لَا الْفِعْلُ لِأَنَّهُ إِذَا مَسَحَ ظَاهِرَ الْكَفِّ فَكَأَنَّهُ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ فِي الْوُضُوءِ فَيَحْصُلُ لَهُ بِمَسْحِ الْكَفَّيْنِ فِي التَّيَمُّمِ حُكْمُ غَسْلِ الذِّرَاعَيْنِ فِي الْوُضُوءِ.

تو اس حدیث کی صورتحال یہ ہے کہ ہم اسے تقیہ پر محمول کریں گے اس لیے کہ یہ مذہب عامہ اہل سنت کے موافق ہے البتہ اس کی تاویل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اس کا حکم ہے اس کا عمل نہیں۔ کیونکہ جب کوئی ہاتھ کی پشت کو مسح کرتا ہے تو گویا اس نے وضو میں اپنے بازوؤں کو دھو لیا ہے پس تیمم میں اس کے ہاتھوں کے مسح سے گویا وضو میں بازو دھونے کا حکم حاصل ہو جائے گا۔[1]

## باب نمبر ۱۰۳: افعال تیمم کی تعداد

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ جَمِيعاً عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ؑ عَنِ التَّيَمُّمِ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَنَفَضَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا جَبِينَهُ وَكَفَّيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.[2]

(حسن) ۱۔ ۵۹۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے اور علی بن محمد سے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، سب نے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ[3] زمین پر مارے پھر ان کو اٹھا کر جھاڑا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی پیشانی کے دونوں اطراف اور اپنے ہاتھوں کا ایک مرتبہ مسح کیا"۔



وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ؑ أَنَّهُ وَصَفَ التَّيَمُّمَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَنَفَضَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى جَبِينِهِ وَكَفَّيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.[4]

(موثق) ۲۔ ۵۹۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے

---

[1] محقق اردبیلی فرماتے ہیں: "یہ تاویل بہت ہی بعید ہے بلکہ اس کے صحیح نہ ہونے کا یقین کیا جا سکتا ہے۔ پس بہتر ہے اسے تقیہ پر ہی محمول کیا جائے"۔

[2] کافی ج۳ ص۶۱۔ تہذیب الاحکام ج۱ ص۲۲۲

[3] تہذیب الاحکام میں ہے کہ دایاں ہاتھ زمین پر مارا

[4] تہذیب الاحکام ج۱ ص۲۲۵

احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان سے، اس نے عمرو بن ابو المقدام سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تیمم کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر ان کو اٹھا کر جھاڑا پھر انکی پیشانی کے دونوں اطراف اور ہاتھوں کو ایک مرتبہ مسح کیا۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع فِي التَّيَمُّمِ قَالَ تَضْرِبُ بِكَفَّيْكَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ تَنْفُضُهُمَا وَ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَكَ وَ يَدَيْكَ.[1]

(مجہول) ۳۔۵۹۵۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن عروہ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تیمم کے بارے میں فرمایا: "اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارو پھر ان کو جھاڑو اور ان سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو مسح کرو"۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ لَيْثٍ الْمُرَادِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي التَّيَمُّمِ قَالَ تَضْرِبُ بِكَفَّيْكَ عَلَى الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَنْفُضُهُمَا وَ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَكَ وَ ذِرَاعَيْكَ.[2]

(ضعیف) ۴۔۵۹۶۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے (ابن سنان سے، اس نے) ابن مسکان سے، اس نے لیث مرادی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تیمم کے بارے میں فرمایا: "ہتھیلیوں کو زمین پر دو مرتبہ مارو پھر ان کو جھاڑو اور ان سے اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں[3] کو مسح کرو"۔

وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ هَمَّامٍ الْكِنْدِيِّ عَنِ الرِّضَا ع قَالَ: التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَ ضَرْبَةٌ لِلْكَفَّيْنِ.[4]

(صحیح) ۵۔۵۹۷۔ نیز روایت کی ہے سعد بن عبداللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے اسماعیل بن ہمام کندی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "تیمم ایک ضربت چہرے کیلئے اور ایک ضربت ہاتھوں کیلئے ہے"۔



الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ التَّيَمُّمِ فَقَالَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ لِلْوَجْهِ وَ الْيَدَيْنِ.[5]

(صحیح) ۶۔۵۹۸۔ حسین بن سعید نے صفوان بن یحیی سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "دو، دو مرتبہ؟

---

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۵

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

[3] بازو کا بیان محمول بر تقیہ ہے۔ اصل ہاتھوں کا مسح ہونا ہے۔

[4] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

[5] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

چہرہ اور ہاتھوں کے مسح کیلئے"۔

فَالْوَجْهُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنَّ مَا تَضَمَّنَتْ مِنَ الضَّرْبَةِ الْوَاحِدَةِ تَكُونُ مَخْصُوصَةً بِالطَّهَارَةِ الصُّغْرَى وَ مَا تَضَمَّنَتْ مِنَ الضَّرْبَتَيْنِ بِالطَّهَارَةِ الْكُبْرَى لِئَلَّا يَتَنَاقَضَ الْأَخْبَارُ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ.

تو ان احادیث کو اکٹھا کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ جن احادیث میں ایک مرتبہ (زمین پر) ہاتھ مارنے کا تذکرہ ہے وہ مخصوص ہوں چھوٹی طہارت (یعنی وضو) کے ساتھ اور جن میں دو مرتبہ (زمین پر) ہاتھ مارنے کا تذکرہ ہے وہ مخصوص ہوں بڑی طہارت (یعنی غسل) کے ساتھ تاکہ احادیث میں تناقض پیدا نہ ہو۔ اور اس تفصیل کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے:۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ كَيْفَ التَّيَمُّمُ قَالَ هُوَ ضَرْبٌ وَاحِدٌ لِلْوُضُوءِ وَ لِلْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ تَضْرِبُ بِيَدَيْكَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَنْفُضُهُمَا نَفْضَةً لِلْوَجْهِ وَ مَرَّةً لِلْيَدَيْنِ وَ مَتَى أَصَبْتَ الْمَاءَ فَعَلَيْكَ الْغُسْلُ إِنْ كُنْتَ جُنُباً وَ الْوُضُوءُ إِنْ لَمْ تَكُنْ جُنُباً.[1]

(صحیح) ۷۔ ۵۹۹۔ جسے روایت کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "تیمم کی کیا کیفیت ہے؟"۔ فرمایا: "وہ وضو کے لیے ایک ضربت کے ساتھ ہے جبکہ غسل جنابت کیلئے ہاتھوں کو دو مرتبہ زمین پر مارو گے پھر ان کو جھاڑو گے ایک مرتبہ چہرے کیلئے اور ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کیلئے اور جب تمہیں پانی مل جائے تو اگر تم جنب تھے تو تم پر غسل واجب ہوگا اور اگر جنب نہیں تھے تو وضو واجب ہوگا"۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ التَّيَمُّمِ فَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ بِهَا مِرْفَقَهُ إِلَى أَطْرَافِ الْأَصَابِعِ وَاحِدَةً عَلَى ظَهْرِهَا وَ وَاحِدَةً عَلَى بَطْنِهَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَمِينِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ صَنَعَ بِشِمَالِهِ كَمَا صَنَعَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ هَذَا التَّيَمُّمُ عَلَى مَا كَانَ فِيهِ الْغُسْلُ وَ فِي الْوُضُوءِ الْوَجْهَ وَ الْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَ أَلْقَى مَا كَانَ عَلَيْهِ مَسْحُ الرَّأْسِ وَ الْقَدَمَيْنِ فَلَا يُؤَمَّمُ بِالصَّعِيدِ.[2]



(صحیح) ۸۔ ۶۰۰۔ حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مسح فرمایا پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اس سے اپنے (دائیں) بازو کی کہنی سے انگلیوں کے سرے تک کو مسح کیا ایک مرتبہ باہر والی طرف سے اور ایک مرتبہ اندر والے حصہ سے، پھر اپنا دایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اپنے بائیں بازو کے ساتھ ویسا کیا جیسا اپنے دائیں بازو کے ساتھ کیا تھا پھر فرمایا: "یہ تیمم جس طرح ہے غسل کیلئے ہے اسی طرح وضو کیلئے بھی چہرہ اور کہنیوں سمیت بازوؤں کا مسح

[1] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

[2] تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

کرتا ہے"۔ جبکہ امامؑ نے سر اور دو بازوؤں کے مسح کو ترک کر دیا پس مٹی سے ان پر تیمم نہیں کیا جائے گا۔[1]

فَمَا تَضَمَّنَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَنَّهُ مَسَحَ مِنَ الْمِرْفَقِ إِلَى أَطْرَافِ الْأَصَابِعِ وَاحِدَةً عَلَى بَطْنِهَا وَ وَاحِدَةً عَلَى ظَهْرِهَا فَمَحْمُولٌ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ مِنَ التَّقِيَّةِ أَوِ الْحُكْمِ حَسَبَ مَا مَضَى فِي تَأْوِيلِ خَبَرِ سَمَاعَةَ وَ الَّذِي تَضَمَّنَهُ مِنَ التَّفْرِيقِ بَيْنَ ضَرْبَةِ الْيَمِينِ وَ الشِّمَالِ فِي مَسْحِ الْيَدَيْنِ لَا يَجِبُ أَنْ تَكُونَ الضَّرَبَاتُ ثَلَاثاً لِأَنَّ الْمُرَاعَى فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الضَّرْبَتَيْنِ أَنْ يَكُونَ بِالْيَدَيْنِ مَعاً فَإِذَا فَرَّقَ فِي وَاحِدَةٍ مِنَ الضَّرْبَتَيْنِ بَيْنَ الْيَدَيْنِ لَمْ يَكُنْ مُخَالِفاً لِذَلِكَ

پس اس حدیث کے مضمون میں جو یہ بات آئی ہے کہ امامؑ نے کہنیوں سے انگلیوں کے سرے تک بازو کو ایک مرتبہ اندر سے کیا اور ایک مرتبہ باہر سے مسح کیا۔ تو جس طرح ہم نے پہلے بھی کہا ہے یہ تقیہ پر محمول ہوگا یا پھر سماعہ والی حدیث کی تاویل کی طرح یہ بھی حکم پر محمول ہوگا عمل پر نہیں۔ اور اس حدیث کے مضمون میں جو بازوؤں کے مسح کیلئے دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ کی ضربت میں تفریق (الگ الگ زمین پر ہاتھ مارنا) بیان کی گئی ہے یہ ضربتوں کے تین مرتبہ ہونے کا باعث نہیں ہے کیونکہ دونوں ضربتوں میں جس چیز کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے وہ دونوں ہاتھوں کا بیک وقت زمین پر مارنا ہے پس اگر دو ضربتوں میں سے کسی ایک ضربت کے اندر زمین پر ہاتھ مارنے میں تفریق آ بھی جائے تو یہ اس بات کے مخالف نہیں ہوگی (بلکہ دونوں ہاتھوں کے مارنے کو ایک ہی ضربت سمجھی جائے گی)

فَأَمَّا خَبَرُ دَاوُدَ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْمُتَضَمِّنُ لِقِصَّةِ عَمَّارٍ لَا يُوجِبُ أَنْ يُكْتَفَى فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ بِضَرْبَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ قَالَ فِيهِ إِنَّهُ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَ يَدَيْهِ فَوْقَ الْكَفِّ قَلِيلًا لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَخْبَرَ عَنْ كَيْفِيَّةِ الْفِعْلِ فِي التَّيَمُّمِ وَ لَمْ يَقُلْ إِنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ بِضَرْبَةٍ أَوْ ضَرْبَتَيْنِ وَ إِذَا احْتَمَلَ ذَلِكَ حَمَلْنَا الْخَبَرَ عَلَى مَا وَرَدَ فِي الْأَخْبَارِ الْمُفَصَّلَةِ الَّتِي أَوْرَدْنَاهَا.

البتہ داؤد بن نعمان کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث جس میں حضرت عمارؓ کا واقعہ مذکور ہے تو وہ حدیث اس بات کا باعث نہیں بنتی کہ غسل جنابت کے بدلے میں تیمم کیلئے ایک مرتبہ ہاتھوں کا زمین پر مارنا کافی ہو۔ جہاں پر اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ آنحضرتؑ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اٹھایا اور ان سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ہتھیلیوں کے تھوڑا اوپر سے مسح کیا۔ اس لیے کہ آپؑ نے تیمم انجام دینے کی کیفیت کے بارے میں خبر دی ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ یہ ایک مرتبہ ضربت کے ساتھ انجام دیا جائے گا یا دو مرتبہ ضربت کے ساتھ اور چونکہ اس میں اس بات کا احتمال پایا جاتا تھا اس لیے ہم نے اسے ان تفصیلی احادیث پر محمول کیا ہے جن کو ہم نے یہاں پر بیان کر دیا ہے۔



[1] مالک نے کتاب "المدونۃ الکبری" میں کہا ہے: "تیمم ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب ہاتھوں کے لئے ہے۔ تیمم کرنے والا دونوں ہاتھ ایک مرتبہ زمین پر مارے گا پھر اس کے ہاتھوں سے کچھ (گرد یا مٹی وغیرہ) چپک گیا ہو تو انہیں ہلکا سا جھاڑے گا۔ پھر انہی ہاتھوں سے چہرے پر مسح کرے گا۔ اس کے بعد پھر دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے گا اور پہلے بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کے اوپر سے کہنی تک پھیرے گا۔ پھر اسی طرح کہنی کے اندر سے ہتھیلی تک پھیرے گا۔ پھر اسی طرح دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ پر پھیرے گا"۔

# فہرست